1884/8

بفضلہ تعالیٰ

تاریخ قندھار دکن

مؤلفہ

منشی محمد امیر حمزہ صاحب نائب سررشتہ دار

محکمہ نظامت پٹہ خانجات سرکار عالی

بہ فرمایش

مولوی محمد عبد الحمید صاحب مہتمم پریس

سررشتہ پٹہ سرکار عالی

باہتمام

مولوی محمد نادر علی صاحب برادر مہتمم رسالہ نسیم دکن

اہتمام پریس حیدرآباد دکن چھاپی گئی

۱۳۳۰ھ

بفضلہ تعالیٰ

تاریخ قندہار دکن

مولفہ

منشی محمد امیر حمزہ صاحب نائب سررشتہ دار محکمۂ نظامت

ٹپہ خاصجات سرکار عالی

بہ فرمایش

مولوی محمد عبد الحمید صاحب مہتمم پریس سررشتہ ٹپہ سرکار عالی

باہتمام

مولوی محمد نادر علی صاحب برتر مہتمم رسالہ نسیم دکن

امانت پریس حیدرآباد دکن میں چھپائی گئی

CHECKED. 1957 1952

خدا کا شکر ہے کہ یہ کتاب

Checked 1965

بعہد میمنت مہد

اعلیحضرت حضور پُر نور بندگانعالی آصفجاہ مظفر الممالک نظام الملک نظام الدولہ

فتح جنگ نواب میر محبوب علیخان بہادر فرمان روائے ملک دکن خلد اللہ ملکہٗ وسلطنتہٗ

وبہ ولی عہدی

خورشید سپہر کامگاری و درۃ التاج شہریاری عالی خیال شاہزادۂ

بلند اقبال میر عثمان علیخان بہادر ظلہ العالی

وبہ وزارت

عالیجناب فضیلت مآب راجہ راجگان راجہ مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت ارالمہام کل سرے عادام اقبالہٗ

طبع ہوی اسلئے مجھے خدا سے امید ہے کہ عام طور پر

محبوب اور مقبول ہوگی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ خاتم النبیین والسلام علی آلہ الطاہرین واصحابہ الراشدین

التماس مولف

کچھہ دنون سے دل مین یہہ خیال پیدا ہوچلا تہا کہ قندہار دکن کی آبادی اور اُسکے عروج و زوال کے واقعات جو کتب تاریخ مین پراگندہ اور متفرق ہین ایک سلسلہ مین جمع کردون تاکہ جستجو کی ضرورت باقی نرہے۔

قندہار دکن میرا آبائی وطن ہے اور محتسبی کی خدمت میرے خاندان مین مخصوص ہے اور اسی تعلقہ کی جاگیر موضع ہڈل سے حصہ پاتا ہون الغہ داری اور زمینداری کی عزت بہی حاصل ہے۔ اس لئے مجھے اس کے ساتہہ خاص تعلق ہے۔ یہہ خیال جس قدر میرے لئے ضرور تہا اسیقدر اہل دکن کے لئے دلچسپ لیکن بوجہ ملازمت سرکاری عدیم الفرصتی کے باعث ہمت نہ بڑہتی تہی اس کے واقعات مختلف کتابون مین اسقدر پریشان تہے

کہ انکا جمع کرنا اور کتاب کی صورت مین اہل وطن کے سامنے پیش کرنا نہایت مشکل معلوم ہوتا تہا۔ لیکن دل مین جو شوق ایکبار پیدا ہوچکا تہا وہ کسیطرح رکتا نہ تہا۔ مین نے سوچا کہ خیر اگر میری محنت کوئی رنگین اور دلفریب تصویر نہ بنا سکیگی تو صحیح واقعات اور گذشتہ دفعت کا خاکہ ہی کھینچدیگی۔ جو ایک زمانہ مین قندہار کو حاصل تہی۔ آیندہ آنیوالی جماعت یا نئی نسل کے نوجوان خوش نما رنگ آمیزی کرکے اس تصویر کو اپنے مذاق کے موافق دلفریب بنا لینگے ہرچند میری کوشش مشکور نہو مگر اہل ملک کے لئے ایک نمونہ ترغیب ہو جائیگی اور یہہ ہی کیا کم ہے کہ اونکو واقعات کا ذخیرہ ایک جگہ مل جائیگا تاکہ جیسی چاہین اس مصالحہ سے عمارت تیار کرلین اور شاید یہہ ہی کہ دیگر بزرگان قوم جو اپنے وطن کو اسی عظمت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہین میری مثال پر چلین۔ اور اپنے اپنے وطن کے حالات پرانے پرانے کتب سے تلاش کرکے نکالین اور شایع کرین۔ اس ترقی سے جو کچہہ فائدہ پبلک کو پہونچیگا وہ محتاج بیان نہین کم از کم اتنا تو ہوگا کہ دلون مین اوس خاک کی عظمت اور محبت پیدا ہو جائیگی جس سے انکا خمیر بنا ہے اور یہی کسی قوم مین اخوت کی بنا ڈالنے اور کسی فرقہ مین قومی اتحاد پیدا کرنیکی پہلی ترکیب ہوگی یہہ ہی ڈر تہا کہ فن انشا کے ماہر جو الفاظ کے پہولون سے اپنے بیان کے دامن کو رنگا رنگ بناتے ہین میری اس بے مزا درہ تحریر کو دیکہکر کیا کہینگے۔ لیکن میرا مقصد صرف انقلابات وطن کی داستان سنانا ہے نہ زور قلم دکہانا۔ خود واقعات کی دلچسپی اور قندہار کی عظمت و شان اور عروج و زوال کا افسانہ ایسا دلکش ہے کہ محبان وطن کے دلپر اسکا اچہا اثر ہو سکتا ہے۔ اسی خیال پر مین نے قلم اوٹہایا اور قندہار کے واقعات جمع کرنے شروع کردئے قندہار مدامی طور پر بادشاہونکا دارالسلطنت نہین رہا ہے جو سلسلہ وار بادشاہون کا حال بیان کیا جاتا چوتہی صدی عیسوی مین راجہ سوہا دیو راج کے بعد یہہ قندہار بحیثیت پرگنہ کسی نہ کسی صوبیدار یا حاکم کی ماتحتی مین رہا ہے۔ اسکی شان و شوکت مین کبہی عروج ہتا کبہی زوال مین نے دکن کے متعدد کتب تاریخ سے قندہار کے متعلق جو مضمون پائے چن لئے۔ اور جن جن کتابون سے واقعات چن لئے گئے ہین اسی موقع پر اون

کتب کے نام ہی بتلا دے گئے ہین - البتہ جو واقعات مشہور ہین اور مختلف کتب مین انکا ذکر ہے وہان ہمین نوٹ لکھنیکی ضرورت معلوم نہین ہوئی - اور نیز قلمی کتب اور بیاضون سے جو میرے جدبزرگوار مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت سے کتب خانہ مین رکھہ چھوڑے تھے اور جسکو میرے والد ماجد مولانا محمد سالار صاحب غفور نے میرے تفویض کیا اسکے علاوہ اور کاغذات و اسناد قدیم جنکا ذخیرہ میرے خاندان مین میرے چچازاد بھائی مولانا حاجی بہاء الدین صاحب محتسب قندہار کے پاس موجود ہے ان سے بھی عند الضرورت بہت مدد لی ہے آخر زمانہ کے راجاؤن کے عہد حکومت کے حالات کا مواد مولانا سید شاہ صاحب حسینی صاحب ابن حاجی سید شاہ حیدر علی صاحب کے پاس موجود تھا - اور اسکی تصدیق قدیم دفاتر سرکاری مال و دیوانی اور دفتر مقدم پٹواری سے کر کے واقعات صحیح درج کتاب کئے گئے - محکمہ بندوبست اور محکمہ مالگذاری کے رپورٹون سے بھی ہمارے قندہار کے متعلق ہم نے مضمون اخذ کر کے لکھدیا ہے اور قدیم سفرنامے اور نیز بزرگان دین کے تذکرون سے بھی حالات لے لئے ہین اور ان کتب کے نام مناسب موقع پر بتلا دئے گئے غرض جہان تک ہو سکا معتبر اور صحیح واقعات لئے گئے قصے اور نقلین جو عوام کے زبان زد تھین چھوڑ دی گئین -

مین اپنے قندہاری بھائیون سے امید کرتا ہون کہ وہ اپنے وطن اور ملک کے سچے حالات کی قدر کرینگے اور ترتیب مضامین اور ادائے مطالب مین جو کچھہ غلطی اور فروگذاشت ہوی ہو اسکی تصحیح فرمالینگے -

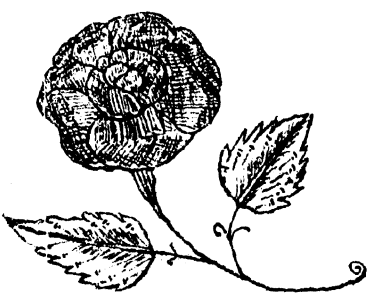
یہ کتاب ۱۳۱۵ھ مین مرتب ہو چکی تھی مگر بوجہ اسکے کہ مجکو اکثر ملک سرکار عالی کے اضلاع مین اپنے افسر سررشتہ کے ساتھہ دورہ کا اتفاق ہوتا رہا - اور نیز دوسرے ایسے اسباب پیش آئے کہ اس کے طبع کرنیکا موقع نہین ملا اس عرصہ مین مجھے اور بھی مختلف کتابون سے مضامین کی صحت کی اکثر مقامات پر قلمی کتابین جسکی مجکو تلاش تھی دستیاب ہوئین مین نے اپنی کتاب کی مندرجہ واقعات کی صحت مین کوتاہی نہین کی - اور اسکو درست کرتا گیا - اور ۱۳۲۱ھ مین اسکی پوری تکمیل ہوئی =

اس کے طبع کیلئے میرے وطنی بھائیون کا ایک عرصہ سے اصرار تھا۔ مگر جناب اخوی مولوی محمد امین الدین صاحب وارونۂ اصطبل افزائش نسل چوپایہ ملک سرکار عالی، و نیز میرے عنایت فرما جناب مولوی محمد حسین صاحب ڈاکٹر علاقہ راجہ رائے رایان امانت دولت بہادر نے بھی ارشاد فرمایا اور نیز میرے برخوردار میان محمد عبدالرحیم طولعمرہ میرے ہمشیرہ زادے میان محمد عبدالوہاب عندلیب طولعمرہ و برادر زادے میان محمد فضیل الدین طولعمرہ کو اس کے چھپوانے کی بہت خوشی تھی۔ بالآخر محمد عبدالحمید صاحب خوشنویس خطیب مومن آباد و مہتمم پریس سررشتہ پٹہ سرکار عالی جو میرے ہمشیرہ زادے و داماد ہین ان کے انتظام سے اور میرے مکرم مظہرما مولوی محمد نادر علی صاحب برتر مہتمم نسیم دکن و امانت پریس کے اہتمام سے اس کے طبع کا کام شروع ہوا۔

شکریہ

اخیر حال کے مین اسکو بغیر ظاہر کئے نہین رہ سکتا کہ میرے افسر سررشتہ عالیجناب فیضمآب مولوی محمد صدیق صاحب مددگار نے جو اسوقت منصرم ناظم پٹہ خانجات سرکار عالی ہین اس کتاب کی ترتیب کے وقت اپنا گران بہا اور قیمتی وقت صرف کر کے انگریزی کتب تاریخ کے فراہم کرنے اور ترجمہ کروانے اور دوسرے دفاتر سے رپورٹون کے منگوانے مین بہت کچھ مدد دی ہے اس شکریہ کے ادا کرنے کے لئے مجھے کافی الفاظ نہین مل سکتے جسکو مین دل کھول کر ادا کر سکون فقط ۳۰ اکتوبر ۱۹۰۳ء مطابق ۱۱ رجب ۱۳۲۱ھ

محمد امیر حمزہ



فہرست مضامین کتاب تاریخ قندہار دکن

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
تعلقہ قندہار کا رقبہ و آبادی و تفصیلی حالات بطور جغرافیہ	۱	سیتا کنڈ و رام کنڈ	۱۸
چنڈا سری دیوی	۴	سیتا جی کے دکن میں آنیکا باعث	〃
دوالگل کی باؤلی	۵	پانڈو درہ	۲۰
پن چکی	〃	قندہار کی آبادی اور تالاب	〃
ہاتی نالہ	〃	پانڈون کا حال	۲۱
لعل نگر کا تالاب	〃	راجہ کنہر کا اجدادی سلسلہ	۲۴
کنول تالاب	〃	راجہ سوما دیو راج کا قندہار کو دارالسلطنت قرار دینا۔	۲۵
موضع پانگری کا تالاب	〃	بالا ہندو راجہ کنک دسوما دیو راج راجہ قندہار کی لڑائی	۲۵
تالاب موضع کرڈ ورڈہ	۶	سوما دیو راج کا مارا جانا	۲۷
فہرست مواضعات تعلقہ قندہار	۶	راجہ مادہو دہرما کا حال	۲۸
دکن اور اوس کے قدیم راج قندہار کی قدامت۔	۱۵	دارالسلطنت ہنمکنڈہ کے ماتحت قندہار ایک پرگنہ مقرر ہوا	۲۸
سہا خاندان کا مختصر ذکر	۱۶	راجایان ہنمکنڈہ کی قندہار پر حکومت	۲۹
پانڈو نکے خاندان کا دکن میں راج اور قندہار کی قدامت	〃	کنہار سے کندہار مشہور ہونا	۳۱
مالنی پور کی آبادی کے متعلق مشہور کیفیت اور وہان کے قدیم آثار	۱۷	لشکر اسلام کی آمد آمد	۳۲
مامائی باغ کا راکشش	۱۷	سلطان علاؤالدین خلجی کا حملہ	〃
مہادیو کا پنڈ	〃	سلطان غیاث الدین تغلق کا قبضہ	۳۴
		حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم کی تشریف آوری اور اہل اسلام کی ترقی	۳۵

مضمون	صفحہ
سلطان محمد تغلق کی سلطنت اور دکن کے ہر حصہ مین مسلمانون کی اشاعت	۳۶
دولت آباد کی آبادی	۰
حضرت سرور مخدوم کی وفات	۳۶
محمد تغلق کی ورنگل سے واپسی	״
قندہار کے پختہ قلعہ کی تیاری	״
حسن گانگوی بہمنی کا قبضہ	۳۷
عماد الملک تبریزی کا قتل	۳۸
سیف الدین غوری کی حکومت عبدگاہ کی تیاری	۳۹
اعظم ہمایون کی حکومت	۴۰
سلطان علاء الدین حسن گانگوی بہمنی کا حال	״
حسن کا نسب نامہ	۴۱
حضرت شیخ سراج الدین جنیدی کے تذکرہ مین حسن گانگوی بہمنی کا ذکر	۴۲
سلاطین بہمنیہ کی فرمانروائی	۴۳
مدرسۂ محمود شاہی	۴۴
جامع مسجد	״
رونق افروزی حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہ	۴۵
خواجہ سید محمد گیسو دراز کا حال	״
داؤد خان کی حکومت	۴۷

مضمون	صفحہ
سلطان احمد شاہ کولی مشہور ہونیکا باعث	۴۸
دار السلطنت احمد اباد بیدر کی تاجتی اور شہزادہ داؤد خان کا قبضہ	״
حضرت سانگڑے سلطان کی سفر سے واپسی	۴۹
نظام الملک غوری کی حکومت	״
وفات حضرت سانگڑے سلطان	״
ملک شاہ چنگیز خان کی حکومت	״
خواجہ جہان کی حکومت	״
سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ ومندو کا حملہ	״
خواجہ جہان ترک کا قتل	۵۴
محمد دکاوان کا قتل	״
قندہار کا قاسم بریدی کی جاگیر ہونا	۵۶
خداوند خان نائی حاکم لاہور کا حملہ اور قندہار کی تاراجی	۵۷
خاندان بہمنی کا خاتمہ اور بریدیون کی شاہی	۵۸
قندہار بریدیون کا دار السلطنت قرار پانا	۵۹
قلعہ قندہار مین علی بریدشاہ اور ابراہیم عادل شاہی اور برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ کا فوجی مقابلہ	۶۱
قلعہ کولاس کی تعمیر	۶۲
قلعہ قندہار پر برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر کا قبضہ	۶۳

مضمون	صفحہ
شیعہ مذہب کا رواج	۶۳
مسینی علم	۶۵
آصف خان سپہ سالار کا قندہار آنا	۶۵
سید شاہ طاہر صاحب کا حال	۶۶
مرتضیٰ نظام شاہ اور اسکی والدہ خونزہ	۶۸
ہمایوں بی بی کا قندہار آنا۔	
مرتضیٰ نظام شاہ کی خودمختاری اور	۶۹
خاندان عماد شاہی کی تباہی	
نظام شاہی ملک میں بدامنی	۷۰
ابراہیمی برج کی تیاری	۷۱
قلعہ قندہار پر ابراہیم عادل شاہ	۷۱
والی بیجاپور کا قبضہ	
ملک عنبر خان حاکم دولت آباد	۷۲
کی حکومت عنبر شاہی توپ کا	
قلعہ قندہار میں جلوس	
قاضی محلہ کی مسجد	۷۴
قلعہ قندہار پر شاہ جہان شہنشاہ	۷۵
دہلی کا قبضہ	
مبارک خان نیازی ابن مظفر خان	۷۸
شیر و روز حیلہ	〃
رکن السلطنت	〃
سرفراز خان دکھنی کا حال	۷۹

مضمون	صفحہ
قلعداروں کا ذکر	۷۹
قلعداران شاہجہانی کے نام	〃
مرزا امان بیگ المخاطب الف خان بہادر	۸۰
قلعدار قندہار کے خاندان کی کیفیت	
ساس بہو کی بادلی	۸۱
قلعدار خان قلعدار	〃
مرزا داراب خان قلعہ دار	۸۲
شاہزادہ اعظم شاہ کا قندہار کو آنا	۸۲
مرزا صمید الدین المخاطب بہ خان زادخان	۸۳
قلعدار	
باغ رشک کشمیر	۸۳
رومی خان قلعدار	۸۴
خان روزبہانی قلعدار	۸۵
شاہ قرار کی مسجد	〃
بہاءالدین خان قلعدار	〃
شیخ عنایت اللہ صدر فوج فیروزی کا قیام	〃
اور غازی پورہ کی آبادی	
بینا کا مسجد	۸۶
گودڑ کا مٹھ	〃
گولی پورہ	〃
کریم اللہ شاہ کی مسجد	〃
معانی خان برادر غدا بندہ خان	۸۷

مضمون	صفحہ
صوبہ محمد آباد بیدر کی ماتحتی اور اورنگ زیب عالمگیر کا دورہ	۸۷
اورنگ خان قلعدار کی عملداری اور اورنگ پورہ کی آبادی	״
اورنگ پورہ کی مسجد	۸۸
سید شمس الدین قلعدار	״
بہادر خان قلعدار کی عملداری اور بہادر پورہ کی آبادی	״
سرانداز خان قلعدار	״
برق انداز خان قلعدار	״
محمد ناصر خان قلعدار	۸۹
صوبہ بیدر کی کیفیت اور صوبہ داروں کی حکومت	״
صوبہ داران بیدر کی سلسلہ وار حکومت	״
اورنگ زیب عالمگیر کی وفات	۹۰
محمد بہادر شاہ غازی کا ناندیڑ کو آنا	״
گرو گوبند سنگھ کا حال	״
محمد بہادر شاہ کی دکن سے واپسی	۹۱
جگنیا ڈاکو کا حملہ قندہار کی تاراجی	״
آصف جاہ بہادر کی بیدر میں رونق افروزی	
فرمانروائی سلاطین آصفیہ	۹۵
نواب قمر الدین خان خاندوران نظام الملک آصفجاہ بہادر فتح جنگ کا حال	״
تیغ خان بہادر	״
غازی الدین خان بہادر	۹۶
آصف جاہ بہادر	״
راجہ گوپال سنگھ بہادر جاگیردار قندہار	۹۹
کنور دلپت سنگھ کی وطن کو واپسی	۱۰۰
نواب آصف جاہ اور ناصر جنگ کا فوجی مقابلہ	״
ناصر جنگ کا قلعہ قندہار میں نظر بند کیا جانا	۱۰۱
میر ابراہیم خان قلعدار قندہار	۱۰۲
نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی وفات	״
مسند آرائی نواب ناصر جنگ بہادر	״
تقرر راجی چندگور قلعداری قندہار پر	۱۰۳
راجہ گوپال سنگھ کی موت	״
بالاجی کا مسند	״
امرت کنڈ	״
راجہ اجی چندگور بہادر گوپال سنگھ ثانی قلعدار و جاگیردار قندہار	۱۰۴
میر کلان خانکی صوبہ داری اور نواب نظام الملک	۹۴

مضمون	صفحہ
ناصر جنگ بہادر کی شہادت	۱۰۵
معی الدینخان مظفر جنگ کی مسند نشینی اور رشت	״
امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کی حکمرانی	״
میر محمد پناہ کی وفات	״
قاضی زادہ قندھار کی شادی اور سرپا راؤ سنبل کے راجہ کی بربادی	״
نواب صلابت جنگ کی رانہ وا نشینی اور نواب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک نظام علیخان بہادر کی فرمانروائی	۱۰۸
خاص باغ اور خاص بادلی	״
گارڈی خان کی حویلی	۱۰۹
راکس ہون کی لڑائی اور راجہ اجی چند گور گوپال سنگہ ثانی کی موت	״
راجہ کی اولاد	۱۱۲
مہاراج تریپت سنگہ بہادر	״
وزارت رکن الدولہ بہادر	״
مہاراج تریپت سنگہ کا سیتارہ پر قبضہ	۱۱۳
سلطان جی بنال کر کا حال	״
راجہ ہنونت راؤ ہراج سلطان جی بنال	۱۱۴
راجہ وجیت راؤ	۱۱۶
راجہ کی اولاد	۱۱۷
راجہ لعل کبیری سنگہ المخاطب گوپال سنگہ ثالث ہندو پت مہندر بہادر۔	۱۱۷
کاریز مسجد ابراہیمی	۱۱۸
سفر کرناٹہ	۱۱۹
ابراہیم بیگ خان دھونڈیہ کا حال	״
حیدر علیخان بہادر والی سرینگ پٹن کا حال	۱۲۰
باجی راؤ مرہٹہ رئیس پونہ کا حال	״
لعل کبیری گوپال سنگہ ثالث اور ٹیپو سلطان بہادر سے ملاقات اور ابراہیم بیگ خان دھونڈیہ سپہ سالار فوج انگریزی سے بمقام کاویری پٹن مقابلہ ہونا۔	۱۲۱
ہیر بہادر پالم کے راجہ کا قندھار کو آنا	۱۲۲
مودیاجی بھونسلہ کی فوج سے مقابلہ	۱۲۳
ہولکر اور سندیہ کی فوج سے مقابلہ	۱۲۴
چوسر باغ کا جشن	״
عطائی خطاب مہندر بہادر	״
سرفرازی سرپیچ مرصع	۱۲۵
راجہ کا سنبل کو جانا	۱۲۵
ناگوجی نایک کا واقعہ	۱۲۶
رامانجی رنگاری کی حویلی	۱۲۷
ناگوجی نایک کی موت	״

مضمون	صفحہ
ناگوجی نائک کی حویلی	۱۲۸
سیتارام کی حویلی	״
حکیم کاشی داس کی موت	״
ایک مسلمانی مسجد	۱۲۹
بتائی پورہ کی پرچہ تسمیہ	״
سنور سنگھ کی ولی عہدی کی تقریب	״
ذکر حضرت میر بادشاہ درویش	۱۳۰
ارسطو جاہ کی وزارت اور راجہ بھدر کی دولت و حکومت کا زوال اور صدمہ زلت سے اوسکا انتقال	۱۳۱
راجہ تیج سنگھ بہادر کی عملداری	״
ناندیس کا سفر اور راجہ راؤ مرہٹہ سے ملاقات	״
دریائے کشنا کی سیر اور سفر	۱۳۲
کوہ سولا کی زیارت	״
تیج سنگھ اور تیجے سنگھ کا بھرا بادنی	״
ٹیپو سلطان قلعہ بادامی میں محصور ہو کر رہائی پانا	
جنگ رودرور	۱۳۳
بیجاپور باڑی کی آبادی	۱۳۴
بہوانی دیوی کا مندر	״
مواضع پرگنہ قندہار پر پائگاہ کا قبضہ	״
مواضع پرگنہ ہا پر پادشاہی حکومت	״

مضمون	صفحہ
راجہ تیج سنگھ کی موت	۱۳۴
راجہ کی اولاد	״
راجہ کنور جے سنگھ بہادر قلعدار و جاگیردار قندہار	۱۳۵
نواب نظام علیخان بہادر کی وفات	۱۳۶
فرمانروائی نواب میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر	״
وزارت میر عالم بہادر	״
سادہو ہنمنت راؤ مہاراج کی کیفیت	۱۳۷
عشرہ محرم میں ہنگامہ آرائی اور راجہ کے ہاتی کا زخمی ہونا۔	۱۳۸
نواب رفعت الملک بہادر کا قندہار کو آنا اور ہیبت رائو نائک کی گرفتاری و رہائی	۱۳۹
ہندو مسلمانوں میں جھگڑا۔	۱۴۱
اورنگ پورہ میں نہال سنگھ کی شادی اور خونریزی	״
قوم راجپوت و بیدر کی تاراجی	۱۴۲
نواب شیر الملک بہادر کی دیوانی	۱۴۳
گوڑ پالیڑے کا قندہار پر حملہ	״
گلاب باڑی اور سجان باڑی	۱۴۴
راجہ جے سنگھ کی موت	״
راجہ گلاب سنگھ قلعدار و جاگیردار قندہار۔	״

مضمون	صفحہ
دوست علیخان جمعدار کی چند روزہ حکومت	۱۴۴
حضرت محمد نجم الدین صاحب کی وفات	۱۴۶
فتح اللہ خان از گھوڑا کاقتہ ہار آنا اور راجہ سے ملاقات	״
سٹریچی کہ سدرلینڈ ناظم اضلاع مرہٹواری کا دورہ اور برہمن کہن بہٹ کی تحقیقات	۱۴۸
محی خیر الدین صاحب محتسب اتنہار کی وفات	۱۴۹
مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ کا وصال	״
گولی کی سزا راجہ کی سپہ رحمی	״
نواب سکندر جاہ بہادر کی وفات	۱۵۰
فرمانروائی نواب میر فرخندہ علیخان ناصر الدولہ بہادر	״
کاسی رام کا حملہ	״
حضرت سید شاہ اعز الحق محمد اکبر حسینی صاحب	۱۵۱
سید دہ روزہ بزرگ کی وفات	״
بیتر کا تذکرہ	״
مہاکالی کا مندر اور راجہ کی تلوار کی صفائی	״
دل پگلا سی باذ ہے کی صفائی	۱۵۲
ہندو مسلمان میں دوبارہ جھگڑا	״
گنیش باغ	۱۵۳
سید شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ کی وفات	۱۵۵
شہر آشوبی اور راجہ گلاب سنگھ کی موت	״
راجہ سجان سنگھ جاگیر دار و قلعدار قندہار	۱۵۶
رانی دھرپتا بائی کی حکومت	۱۵۶
راجہ مین سنگھ قلعدار کو لاس کی نوجوانی اور رانی دھرپتا بائی کی چولی کا خان	۱۵۷
گنبد چپلہ داود ملک	۱۵۹
راجہ ہیرا سنگھ جاگیر دار و قلعدار	״
راجہ رام بخش بہادر کی پیشکاری	״
رانی دھرپتا بائی کی موت	״
راجہ پر پہلا قاتلانہ حملہ	۱۶۰
راجہ پر دوسرا حملہ	״
مستان شاہ صاحب کا وصال	״
قوم روہیل کا حملہ اور ہمنت سنگھ کی حکومت	۱۶۱
سید علیصاحب کی شہادت	۱۶۲
محمد امین الدین صاحب کثرت کی وفات	۱۶۳
غارتگری اور قوم ہنود کی تباہی	״
گولے گانوں کی تاراجی	״
نواب اعتضاد جنگ بہادر کا تسلط اور روہیل کا اخراج۔	۱۶۴
نواب سراج الملک کی وزارت	״
راجہ ہیرا سنگھ کا دوبارہ قبضہ	۱۶۵
سید شاہ صاحب پیران صاحب سجادہ کی وفات	۱۶۶
سندیوں کا ابتدائی قبضہ اور راجہ ہیرا سنگھ کا انتقال	״
محمد یحیل خان سندی رسالدار کا قبضہ	۱۶۷

مضمون	صفحہ
راجہ رام بخش بہادر کی دوبارہ سرفرازی	۱۶۷
تبدیل سند جاگیر	۱۶۸
محمد عمر خان کلان رسالدار سندہی کا مانیجال	۰ ″
لاکن کا کندہ سی آنا اور سندہیونمیں نفاق پیدا ہونا	″
ملک محمد جمعدار کی بغاوت	۱۶۹
غلام محمد نایب کا تقرر	″
قلعہ پر سکھونکا قبضہ اور ٹھاکر نین سنگھ کی حکومت	۱۷۰
سراج الملک کی وزارت	۱۷۱
سندہیون اور سکھون کا فوجی مقابلہ	۱۷۲
قلعہ پر سندہیونکا تسلط راجہ کے خاندانکی بربادی اور محمد پکل خان سندی رسالدار کی عملداری	۱۷۴
احمد خان نائب	۱۷۵
محمد عثمان نائب	″
ٹھاکر نین سنگھ کا محبس سے فرار ہونا	″
وزارت نواب سر سالار جنگ بہادر و پیشکاری بہادر راجہ نرندر پرشاد بہادر	۱۷۶
امام بخش جمعدار نائب قندہار	″
تعمیر خانۂ جدید	۱۷۷
جوگنی دیوی	″
تبدیل نشان قلعہ	″

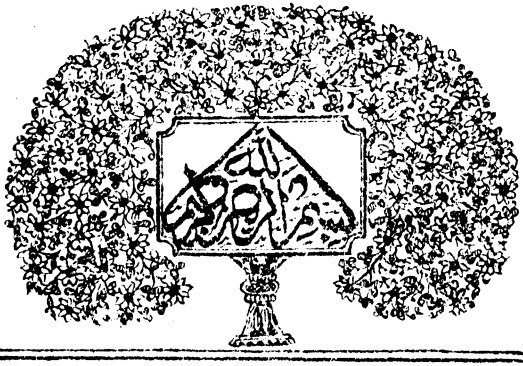
مضمون	صفحہ
عاشور خانہ ڈھال صاحب	۱۷۸
ہرن کے سینگونکا برآمدہ	″
سید حیدر علیصاحب کی وفات	۱۷۸
رحلت نواب ناصر الدولہ بہادر	″
فرمانروائی نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر	″
اٹھارہ روہیلون کے مارے جانیکا واقعہ	۱۷۹
عمر باڑی	۱۸۰
امام باڑی	۱۸۱
تین قندیلونکو پھانسی کی سزا	″
قاضی محمد سراج الدین صاحب کی وفات	″
تقرر عبد القادر منشی تبادلہ پیشکاران جاگیر	۱۸۲
سید شاہ حیدر صاحب سجادہ کی وفات	″
اور سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب کی سجادہ نشینی	
درویش بالو اور اہل طبقات کا جھگڑا	″
بنائے فساد اہل بالو و اہل طبقات	۱۸۳
وفات محمد رحیم الدین صاحب محتسب قندہار	۱۸۵
ضلعبندی	″
رحلت نواب افضل الدولہ بہادر	″
تخت نشینی اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ	۱۸۶
اجرائی جریدۂ اعلامیہ و تقرر صدر مہامان و صدر تعلقداران	″

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
غلام جلال صاحب کی وفات	۱۸۶	قندہار شریک خالصہ سرکاری ہوگیا	۱۹۱
وفات شاہ سراج حسینی صاحب سجادہ نشینی	″	انقلاب زمانہ	۱۹۲
شاہ اسد اللہ حسینی صاحب		تذکرۂ بزرگان دین واولیاء کاملین	۱۹۳
تغیر و تبدل پیشکاران قندہار	″	حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید	۱۹۴
امام بخش کا تبدل اور محمد باگو کا نیابت قندہار پر تقرر	۱۸۷	سعید الدین رفاعی کی گفتار پہنچن قدس سرہ	
محمد بچل خان رسالدار کا قندہار آنا	″	حضرت سید احمد کبیر رحمت اللہ علیہ کا	۱۹۵
تقرر پٹہ خانہ	۱۸۸	سلسلہ خلافت	
محمد لشکر خان کی حکومت	″	حضرت فتح المشایخ شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ	۱۹۶
محمد بچل خان کا انتقال قندہار پر سرکاری ضبطی	″	کی اولاد کا ذکر	
سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب سجادہ کی وفات	۱۸۹	بی بی عایشہ صاحبہ بنت حضرت شیخ فرید شکر گنج	″
اور سید شاہ برہان اللہ حسینی صاحب کی سجادہ نشینی		حضرت سرور مخدوم کے حالات	۱۹۹
سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب سجادہ کی وفات	″	حضرت مخدوم کا وصال اور دفن	۲۰۱
اور سید شاہ محمد حسینی صاحب کی مسند نشینی		سید شاہ سراج الدین صاحب کی اولاد	۲۰۲
تقرر مدرسہ سرکاری	″	سید شاہ نجم الدین صاحب کی اولاد	۲۰۳
تقرر جلس استحان طلبا مدرسہ	″	شاہ سید بیگ صاحب کی اولاد	″
صوبیداری اورنگ آباد کا تعلق	″	حضرت سید فتح شاہ بابا رحمۃ اللہ کی اولاد کا ذکر	۲۰۴
سر سالار جنگ مختار المہام کا انتقال	۱۹۰	سید سراج الدین صاحب کی سجادہ نشینی اور انتظام	″
جلوس فرمان روائی اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ	″	سید سراج الدین صاحب ثانی کی وفات کا واقعہ	۲۰۵
		حضرت سید شاہ شیخ علی رانگڑ سلطان مشکل آسان قدس سرہٗ	۲۰۸
وزارت نواب لائق علیخان بہادر	۱۹۰	شیخ ابراہیم سپہ سالار کا دکن میں آنا	۲۰۹
وزارت نواب سر آسمانجاہ بہادر	۱۹۱	حضرت کا وصال اور گنبد کی تعمیر	۲۱۲

مضمون	صفحہ
شاہ دہرٹک	۲۱۳
شاہ کراک	〃
حضرت شاہ منجلے چلہ دار	〃
سجادگان روضہ مقدس کے نام	۲۱۴
حضرت حاجی خواجہ قیام الدین شاہ قادری قدس سرہٗ	〃
حضرت پیر جلال قدس سرہٗ	۲۱۵
حضرت حاجی مکی قدس سرہٗ	۲۱۶
حضرت سید السادات قدس سرہٗ	〃
حضرت سید صاحب قدس سرہٗ	〃
حضرت پیر باکی قدس سرہٗ	۲۱۷
حضرت پیر اوجال اور حضرت پیر موسیٰ قدس سرہما	〃
حضرت پیر شمس الدین قدس سرہٗ	〃
حضرت شاہ سبحٰ قدس سرہٗ	〃
حضرت شاہ سلیمان قدس سرہٗ کا حال اور سلیمان ایکہ سی سماذکر	۲۱۸
حضرت پیر بہاؤالدین قدس سرہٗ	〃
حضرت پیر شاہ مجذوب قدس سرہٗ	۲۱۹
حضرت مدار شاہ درویش قدس سرہٗ	〃
حضرت پیر بہاؤالدین خان قدس سرہٗ	۲۲۰
حضرت پیر غیب	〃

مضمون	صفحہ
پنج پیر	۲۲۰
حضرت پیر سالار قدس سرہٗ	〃
حضرت پیر بابو قدس سرہٗ	۲۲۱
خواجہ کلان وخواجہ خورد قدس سرہما	〃
حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب طبقاتی قدس سرہٗ	〃
حضرت راجہ باگ سوار قدس سرہٗ	۲۲۲
حضرت محی الدین صاحب قدس سرہٗ	۲۲۳
سیاح بی باوا قدس سرہٗ	〃
حضرت مستان شاہ صاحب مجذوب قدس سرہٗ	۲۲۴
حضرت مولانا مولوی شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ	۲۲۵
حضرت شاہ نجم الدین قدس سرہٗ	۲۳۴
حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ حضرت قیام الحق والدین مولانا شاہ عبدالحق صاحب قدس سرہٗ	۲۳۵
حضرت شاہ علیم الدین صاحب قدس سرہٗ	۱۳۶
حضرت شاہ غلام نقشبند صاحب قدس سرہٗ	۲۳۷
خلفاء کے نام	〃
مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت	۲۳۸
شجرۂ نسب	۲۴۱
کثرت کے اشعار	۲۵۱
خاتمہ	۲۵۲
عرضداشت قلعہ قندہار بخدمتگاہ سرکار	۲۵۳

تمت



تعلقہ قندہار کا رقبہ و آبادی و تفصیلی حالات بطور جغرافیہ

قندہار حیدرآباد سے شمال و مغرب کے جانب تخمیناً (۱۶۰) میل اور ضلع ناندیڑ مستقر ضلع سے (۲۰) میل گوشۂ مغرب و جنوب کے طرف ہے اور یہہ تعلقہ صوبہ اورنگ آباد کے تحت ہے اور اورنگ آباد (۲۱۴۳) فیٹ سمندر سے بلند ہے۔

(۱) رقبہ اس تعلقہ کا (۴۶۱) مربع میل ہے جسکا طول مشرق سے مغرب تک (۳۰) میل اور عرض شمال سے جنوب تک (۲۰) میل ہے۔

(۲) اس تعلقہ کے حدود شمال مین سانگوا بارا (عثمان نگر) ضلع ناندیڑ اور جنوب مین تعلقہ اودگیر اور تعلقہ راجورہ ضلع بیدر مشرق مین تعلقہ دیگلور ضلع ناندیڑ اور تعلقہ کنڈلواڑی علاقہ پاگاہ اور مغرب کے جانب تعلقہ راجورہ و تعلقہ پالم ہے۔

(۳) مردم شماری اس تعلقہ کی (۸۲۰۱۳) ہے اور تعلقہ کا رقبہ (۴۶) میل ہے جس سے ظاہر ہے کہ فی مربع میل ۱۷۸ آدمی اس تعلقہ مین بستے ہین خاص قندہار کی موجودہ آبادی (۷۷۰۹) ہے منجملہ اس کے مرد (۳۸۵۸) اور عورات (۳۸۵۱) ہین اور

سلہ ضلع ناندیڑ کا رقبہ ۴۳۳۴ مربع میل ہے اور اس کے تحت (۱۰) تعلقہ ہین اور اس ضلع کے موضعات (۱۱۲۲) ہین اور اس ضلع کی آبادی (۶۳۰۳۱۰) ہے شمالاً تین اسکی مانگنا ری اراضی للوعہ لک للوعہ ہزار سمال

مکانات آباد کی تعداد (۱۵۹۴) ہے اور غیر آباد اُجڑے پُرانے کھنڈر بلا تعداد بہت سے ہین جس مین اکثر پختہ اینٹ اور چونہ کے اور بعض سنگ بست ہین۔

(۴) رپورٹ بندوبست مین اس تعلقہ کے (۱۴۵) دیہات اور جملہ زمین (۲۹۵۰۴۵) ایکر بتلائی گئی ہے۔ اور زمین کی تفصیل یہہ ہے کہ رقبہ مزروعہ (۲۵۰۶۸۵) ایکر اور افتادہ زمین (۳۷۳۰) ایکر اور بغیر مزروعہ (۳۷۰۳۲) ایکر اور زمین اقامات (۲۷۹۸) ایکر

(۵) فہرست مواضعات تعلقہ قندہار بابتہ ۱۳۱۱ف مین دیہات کی تعداد بشمول جاگیرات و مقطعجات (۱۹۱) ہے اور اسکی تفصیل یہہ ہے۔

(۱۵۳) مواضع خالصہ آباد اور دیہات چیراغ تلے ہین اور غیر مستثنیٰ جاگیرات ۱۸ ہین اور مستثنیٰ جاگیر (۱۲) ہین اور مقطعجات (۱۵) ہین۔

(۶) اس تعلقہ کی آب و ہوا روئی کی زراعت کیواسطے نہایت عمدہ ہے خریف کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے ایک حصہ ربیع اور دو حصہ خریف ہوتا ہے جسکی مراعات ذیل مین کیجاتی ہے

زرد جوار	روئی	تور یعنی اڑد	مونگ	مٹر	چانول			
۴ آنہ	۴ آنہ	۹ پائی	۹ پائی	۶ پائی	ایک آنہ			
گیہون	چنا	کرڑ یعنی چرلہ قسم کلوم	سفید جوار					
۲ آنہ	ایک آنہ ۶ پائی	۶ پائی	۲ آنہ	۰	۰			

(۷) اس تعلقہ کے جانورون کی تفصیل سنہ ۱۳۱۱ فصلی مین یہہ تھی مویشی دار جانور (۷۴۸۹۸) گھوڑے اور ٹٹو (۱۹۳۲) بکری اور بھیڑ چھیلا (۷۷۴۱۳) ناگر یعنے ہل جس سے کاشتکاری کے لئے زمین کھودی جاتی ہے (۷۳۳۳) بنڈیان یعنے

چبکڑے (۵۲۷)

(۸) اس تعلقہ مین زمین مزروعہ (۲۵۰۶۸۵) ایکر ہے اور وہ (۵۳۶۸) زراعت پیشہ مزارعین کے قبضہ مین ہے اور اس زمین کو (۲۲۲۷۰) بیل جوتتے ہین اور (۷۵۳۳) ہلون سے کام لیا جاتا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ ہر ایک ہل سے (۳۳) ایکر زمین جوتی جاتی ہے -

(۹) اس تعلقہ مین خاص قندہار اور مکھیڑ - اور باچوٹی مین ہفتہ واری بازار ہوتا ہے البتہ صرف مکھیڑ مین ہفتہ مین دو وقت بازار لگتا ہے اس کے علاوہ معمولی ہفتہ وار بازار لوہا - چھوٹا سلگرہ - کولنبی - ارشگاؤن - دگڑ سانگوی - کبروڑ ماجرم - کوتھا - اشٹور - کرلا - بڑی دگرس مین ہوتے ہین اور ان مین موسمی ترکاری اور اناج وغیرہ فروخت ہوتا ہے -

(۱۰) سالانہ میلا خاص قندہار مین متعدد بار ہوتا ہے سب سے بڑا میلا ماہ رجب مین حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہٗ کا عرس اور اوس کے ساتھ ہی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا عرس ہوتا ہے اور یہ سالانہ بہت بڑا میلا ہے -

اور ماہ صفر مین حضرت مشکل آسان شیخ علی شاہ سانگرملے سلطان قدس سرہٗ کا عرس ہوتا ہے اور موسم سرما[1] مین کامل ایک مہینے تک ہر پنجشنبہ کو قندہار کے بزرگان دین کے مزار متبرک کی زیارت کے لئے دور و دراز مقامات سے زراعت پیشہ و ساہوکار و متفرق لوگ بکثرت جمع ہوتے ہین اور بڑا میلا رہتا ہے -

گرمی کے موسم مین ہولی کے بعد لال نگر کے قریب بہوانی دیوی کی جاترا ہوتی ہے اور ایک شبانہ روز اہل ہنود کا بکثرت مجمع رہتا ہے -

اور پانڈوہ مین بھی اسی گرمی کے موسم مین ایکروز بڑا میلا ہوتا ہے مواضعات تعلقہ قندہار کے مکھیڑ - بالور - بڑی بوری - کولنبی - پانگرا - دانکہ - امرج

[1] موسم سرما مین پوس سدی و پوس بدی ہندی مہینا ہوتا ہے جو آخر ماہ دسمبر اور اوایل ماہ جنوری کے مطابقت ہوتی ہے

راسے واڑی مین بھی سالانہ جاترہ کا میلا ہوا کرتا ہے۔

(۱۱) اس تعلقہ مین ایک ندی مناڑ بہتی ہے جو تعلقہ دہرماپوری تعلقہ راجورہ کے پہاڑون سے نکلی ہے اور یہہ تعلقہ قندہار سے بہتی ہوئی ضلع اندور مین چل کر مانجرہ مین ملی ہے۔

ناگ جھری ندی خاص قندہار کے رمنہ کے پہاڑون سے نکلی ہے جہان سے پانی کا جھرنا نکلا ہے وہان سانپ کے منہہ کی طرح پتھر تراش کر لگایا گیا ہے اس لئے ناگ جھری اس ندی کا نام ہندؤن نے رکھدیا ہے اور یہہ ندی مانس پورے ہوتی ہوئی مناڑ مین مل گئی ہے۔ کل رفتار اس ندی کی چار میل سے زاید نہین ہے۔

برید شاہی عملداری مین اس ندی کو روک کر تالاب تیار کیا گیا تہا بہت ہی بڑا مستحکم تالاب کا بند اور پانی کے روانی کا پختہ دہانہ بنایا گیا تہا مگر دہانہ کے قریب تالاب کا بند ٹوٹ گیا راجہ لعل کبیری سنگہہ نے دہانہ کی ترمیم کروائی بنی مگر مفید نہ ہوی ندی زوردار ہے پانی تہم نہ سکا اور اس کے جانب پھر کسی عملداری مین توجہہ نہین ہوئی اس تالاب کے پاس پہاڑی کے دامن مین برید آباد ایک آبادی تہی وہ آبادی راجاؤن کے آخری عملداری تک برتبدیل نام قایم رہی۔ راجہ لعل کبیری سنگہہ نے لعل نگر بسایا اور لعل نگر کا تالاب تیار ہوا اس آبادی کا وجود موجود اور اسکا نام فرید آباد مشہور تہا۔ یہان جانورون کی ہفتہ وار خرید و فروخت ہوتی تہی اور بازار لگا رہتا تہا اس آبادی کو بعض لوگ پنچال نگری بھی کہتے ہین

چونڈا سری دیوی | چونڈا سری دیوی کا مندر اس آبادی مین تہا دیوی کی منقش مورت ایک بڑے پتھر پر اب تک موجود ہی اور ہنومان کی مورت بھی قدیم یادگار ہے۔

(۱۲) قندہار کا تالاب بڑا ہے اور اس سے دو نہریں بہتی ہین باغات کو سرسبز و شاداب

لہ بعض قدیم کاغذات مین لکھا ہے کہ تالاب کو رند اور اسکی زمین ساڑھے چار چادر لگتا ہے۔

رکھنے کے علاوہ (۲۰۰) ایکڑ زمین مین اس تالاب کے پانی سے زراعت دہانکی ہوتی ہے

جو نہر آبادی سے ملی ہوئی حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کے روضہ کے روبرو سے بہتی ہے

دو انگل کی بادلی اس نہر پر سنگ لبست پختہ پلا بنا دیا گیا ہے مقدس روضہ کے ابتدائی سیڑیون کے کچھ فاصلہ پر اس نہر بنانے والون نے نہر کی شناخت کے لئے ایک پتھر مین دو انگل کے مقدار کا سوراخ بنا دیا ہے اگر کسی چھوٹی سی چیز کو تاگا باندھکر اس سوراخ مین چھوڑ کر پھر واپس نکالا جائے تو وہ تر ہوکے نکلتی ہے دلچسپی اور کھیل کے طور پر اکثر بچے کوڑیون کو تاگا باندھکر اسی مین چھوڑا کرتے ہین اس لئے اس کا نام دو انگل کی بادلی مشہور ہوگیا ہے۔ اس نہر کے پانی سے شرقی حصہ کے باشندے فائدہ اوٹھاتے ہین باغات سے ہوتا ہوا اس نہر کا پانی پہاڑ پورہ تک جاتا ہے اور ضرورت سے زیادہ پانی منیا ڑندی مین مل جاتا ہے۔

پن چکی اورنگ پورہ کی جانب کی نہر کا پانی تاندیڑی دروازہ اور لال نگر کی آبادی سے ملکر مانس پوری تک جاتا ہے اور وہان کی زراعت کو فائدہ پہونچاتا ہے اس نہر کے دہانہ کو دکا مولی کا تم، کہتے ہین اسی مین پتھر کی پن چکی ہے۔

ہاتی نالہ اس ندی کو کہتے ہین جو قندہار کے جنوبی غربی پہاڑون سے بہکر اسکا پانی تالاب مین آتا ہے وجہ تسمیہ یہ مشہور ہے کہ اسکے دلدل مین ہاتی پھنس کر مرگیا تھا۔

لال نگر کا تالاب لال نگر کا چھوٹا سا تالاب ہے جس کا پانی موسم سرما کے آخر حصہ تک رہتا ہے مگر اسکا بند ٹوٹ گیا۔

کنول تالاب یہ حوض نما خوبصورت بنا ہے اس مین کنول کے پھول کھلتے ہین بڑے تالاب اور لال نگر کے تالاب کی امداد سے یہ بھرا ہوا رہتا ہے۔

موضع بانگرے کا تالاب اس تالاب کے پانی سے (۴۵) ایکڑ زمین مین دہان کی پیداوار ہوتی ہے کامل تالاب بھرنے پر سات سو روپیہ سالانہ محاصل کی کاشت دہانکی ہوتی ہے

مخدوم کا کالو امشہور ہے کیونکہ حضرت مخدوم کی روضہ کے سامنے سے یہ نہر بہتی ہے

موضع کروڑا کے تالاب سے (۴۵) ایکر زمین کو پانی پہونچتا ہے اس سے سالانہ (۶۴۲) روپیہ آمدنی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور چند مواضع مین چھوٹے چھوٹے تالاب ہین مگر مرمت طلب ہونے سے ان مین پانی نہین رہتا اور ان کے ذکر کرنیکی ضرورت بھی نہین معلوم ہوتی۔

سنہ ۱۳۰۰ف مین تعلقہ قندہار کی جو کچھ حالت موجودہ تھی بیان کر دیگئی۔

فہرست مواضعات تعلقہ قندہار بشمول جاگیرات و مقطعجات معہ تعداد مردمان و امکنہ بموجب مردم شماری بابتہ سنہ ۱۳۰۰ف

نمبر شمار	نام موضع	تعداد مکانات: آباد	تعداد مکانات: غیر آباد	مردم شماری: مرد	مردم شماری: عورت	مردم شماری: جملہ	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
	خالصہ						
۱	قصبہ قندہار	۱۵۹۴	۸۲	۳۸۵۸	۳۸۵۱	۷۷۰۹	
۲	مکھیڑ	۱۳۲۱	۱۵۴	۳۰۰۴	۳۰۱۵	۶۰۹	
۳	لوہا	۷۸۲	۵۳	۱۷۹۶	۱۷۱۳	۳۵۰۹	
۴	مانجرم	۴۷۰	۹۶	۱۱۹۹	۱۱۰۹	۲۳۰۸	
۵	مالاکولی	۴۰۳	۵۷	۱۰۱۱	۱۰۳۱	۲۱۲۲	
۶	بڑا جام	۴۴۹	۴۷	۱۰۵۲	۱۰۲۳	۲۰۷۵	
۷	کوٹہا	۳۵۳	۳۵	۸۶۶	۸۷۶	۱۷۴۲	
۸	انبولگہ	۳۴۸	۴۴	۸۷۹	۸۵۱	۱۷۳۰	
۹	بڑہی دیگر مین	۲۶۹	۱۷	۸۹۹	۸۲۳	۱۷۲۲	

۱۰	باچوٹی	۳۵۷	۲۹	۸۳۵	۸۷۲	۱۷۰۷
۱۱	کورلہ	۳۴۵	۳۸	۸۴۳	۸۲۸	۱۶۷۱
۱۲	سادرگاؤن بنصرت	۲۸۷	۳۴	۷۰۸	۷۳۰	۱۴۳۸
۱۳	پالد یعنے ہلدا	۳۰۳	۳۷	۷۳۴	۷۰۲	۱۴۳۶
۱۴	اشٹور	۲۸۶	۳	۶۳۱	۶۲۸	۱۲۵۹
۱۵	پانگرہ	۲۹۲	۲۱	۶۲۸	۶۱۸	۱۲۴۶
۱۶	باردل	۲۲۸	۱۶	۵۸۹	۶۰۹	۱۱۹۸
۱۷	کولنی	۲۴۸	۵۱	۵۴۰	۵۴۲	۱۰۸۲
۱۸	گرڈگہ	۲۲۴	۲۱	۵۴۰	۵۲۳	۱۰۶۳
۱۹	موگاؤن	۲۰۵	۳۲	۵۱۴	۵۳۶	۱۰۵۰
۲۰	چاندولہ	۲۰۷	۲۴	۵۱۰	۵۲۱	۱۰۳۱
۲۱	رسنگاؤن	۲۲۲	۲۳	۴۹۷	۵۱۱	۱۰۰۸
۲۲	تتہورنی	۱۸۲	۱۵	۴۹۲	۴۴۶	۹۳۸
۲۳	چہکلی	۲۱۱	۱۶	۴۷۹	۴۵۶	۹۳۵
۲۴	ہون وڑج	۱۹۶	۲۵	۴۶۵	۴۵۷	۹۲۲
۲۵	سلگاؤن	۹۵	۱۶	۴۵۴	۴۴۲	۸۹۶
۲۶	گول	۱۸۰	۳۵	۴۳۱	۴۲۴	۸۵۵
۲۷	چھوٹی بردلی	۱۷۰	۱۷	۴۴۲	۴۱۰	۸۵۲
۲۸	زونی	۱۸۰	۱۶	۴۰۰	۴۳۱	۸۳۱
۲۹	بوری بڑی	۱۶۲	۱۴	۴۴۰	۳۸۸	۸۲۸
۳۰	دگڑ سانگری	۱۷۰	۴۵	۴۱۲	۴۰۶	۸۱۸
۳۱	واکبڑ	۱۴۱	۱۰	۴۱۴	۳۸۶	۸۰۰
۳۲	کاٹ کلم	۱۵۵	۱۶	۴۱۵	۳۷۶	۷۹۱

۳۳	ڈونگر گاؤن متصل لیٹی	۱۵۲	۲۵	۳۸۶	۳۹۲	۷۷۸
۳۴	سرور نزد یک مکھیڑ	۱۶۱	۶	۳۸۵	۳۷۷	۷۶۲
۳۵	گونہار	۱۴۹	۱۲	۳۷	۳۶۲	۷۳۲
۳۶	سانگوئی منگل	۱۳۹	۱۹	۳۷۶	۳۴۶	۷۲۲
۳۷	گولہ گاؤن	۱۴۴	۱۵	۳۴۷	۳۷۲	۷۱۹
۳۸	مردال	۱۵۳	۱	۳۵۴	۳۵۶	۷۱۰
۳۹	گھوڑج	۱۴۹	۱۲	۳۸۷	۳۲۱	۷۰۸
۴۰	باسودی	۱۳۹	۲۹	۳۶۴	۳۳۵	۶۹۹
۴۱	گونٹور	۱۳۵	۱۴	۳۴۷	۳۳۹	۶۸۶
۴۲	دیول گاؤن	۱۴۹	۱۹	۳۴۵	۳۲۲	۶۶۷
۴۳	اندگہ	۱۱۹	۲	۳۳۸	۳۳۹	۶۶۷
۴۴	دہامن گاؤن	۱۲۳	۹۹	۳۳۷	۳۲۷	۶۶۴
۴۵	ناگل گاؤن	۱۲۴	۰	۳۴۴	۳۰۲	۶۴۶
۴۶	نندن بن	۱۳۱	۱۲	۳۳۱	۳۱۲	۶۴۳
۴۷	کلک	۱۳۵	۱۵	۳۲۶	۳۱۵	۶۴۱
۴۸	کیردر	۱۴۶	۲۲	۳۲۰	۳۱۳	۶۳۳
۴۹	دیگر سر چھوٹی	۱۱۷	۱۷	۳۱۴	۲۸۸	۶۰۲
۵۰	ارگاؤن	۱۳۹	۲۰	۳۱۹	۲۷۸	۵۹۷
۵۱	دہی ٹہاٹ	۱۱۹	۰	۳۱۸	۲۷۲	۵۹۰
۵۲	منگن ہلی	۱۲۷	۶	۳۱۳	۲۸۱	۵۹۴
۵۳	سایال	۱۳۹	۹	۳۰۱	۲۸۸	۵۸۹
۵۴	سانگوئی بنگ	۱۳۰	۰	۲۹۷	۲۹۱	۵۸۸
۵۵	ہیرگہ جاہیراو	۱۲۰	۱۰	۲۹۶	۲۹۰	۵۸۶

۵۶	لالونڈی	۱۵۰	۲۲	۲۹۶	۲۹۰	۵۸۶
۵۷	رالونڈی	۱۰۷	۲۵	۲۸۱	۳۰۳	۵۸۴
۵۸	جابنلی	۱۱۸	۱۳	۲۸۴	۲۹۱	۵۷۸
۵۹	مرسپونی	۱۱۷	۳۲	۲۹۰	۲۷۵	۵۶۵
۶۰	چونڈی	۱۱۴	۳۷	۲۷۸	۲۷۸	۵۵۶
۶۱	بوم نالی	۱۱۵	۱	۲۷۵	۲۷۵	۵۵۰
۶۲	چرئی لاٹ	۱۱۷	۹	۲۷۰	۲۷۷	۵۴۷
۶۳	بڑی بردلی	۹۹	۴	۲۶۶	۲۷۶	۵۴۲
۶۴	ورودٹ	۱۰۲	۱۴	۲۸۸	۲۵۴	۵۴۲
۶۵	جنکہ	۱۰۴	۸	۲۷۶	۲۶۶	۵۴۲
۶۶	کارگاؤن	۱۰۷	۴۲	۲۵۸	۲۶۲	۵۲۰
۶۷	چھوٹی بردلی برہمشیلہ	۱۱۵	۱۴	۲۶۸	۲۴۷	۵۱۵
۶۸	راون کولہ	۹۳	۹	۲۶۰	۲۴۹	۵۰۹
۶۹	ایلور	۷۷	۳	۲۵۱	۲۵۲	۵۰۳
۷۰	ہاسول یعنی ہرسول	۱۷۸	۹	۲۴۷	۲۵۴	۵۰۱
۷۱	آلیگاؤن	۹۱	۱۱	۲۴۴	۲۴۶	۴۹۰
۷۲	بڑی سرسی	۹۱	۸	۲۵۲	۲۳۸	۴۹۰
۷۳	رای واڑی	۱۰۴	۲۶	۲۳۵	۲۵۲	۴۸۷
۷۴	لنبونی	۱۰۶	۸	۲۲۷	۲۵۵	۴۸۲
۷۵	چنچولی	۸۶	۱۷	۲۳۷	۲۲۹	۴۶۶
۷۶	ساولیسر	۹۷	۷	۲۳۵	۲۳۱	۴۶۶
۷۷	پوگھر بھوسی	۹۷	۱۵	۲۳۷	۲۲۵	۴۶۲
۷۸	باہنی	۱۰۹	۸	۲۴۹	۲۱۳	۴۶۲

۷۹	پاردی	۱۰۷	۵	۲۳۴	۲۲۶	۴۶۰
۸۰	سونیگاؤن	۱۰۶	۱۶	۲۲۶	۲۳۱	۴۵۷
۸۱	سالنور گاؤن پیانی	۹۶	۵	۲۳۹	۲۱۶	۴۵۵
۸۲	دہانورہ نزدیک گنگا	۸۹	۱۰	۲۲۸	۲۲۶	۴۵۴
۸۳	سیکار	۸۲	۵	۲۲۰	۲۲۸	۴۴۸
۸۴	گونڈگاؤن	۹۱	۲۲	۲۱۶	۲۳۱	۴۴۷
۸۵	کرنہ	۸۱	۳	۲۲۴	۲۲۲	۴۴۶
۸۶	چھوٹی بوری	۹۶	۲۱	۲۳۰	۲۰۹	۴۳۹
۸۷	کھرب کھنڈگاؤن	۸۴	۸	۲۱۴	۲۲۲	۴۳۶
۸۸	گوگدری	۷۸	۷	۲۳	۱۹۹	۴۲۹
۸۹	انجولی	۱۰۲	۱۹	۲۱۴	۲۱۴	۴۲۸
۹۰	کیٹوڑہ	۷۱	۷	۲۲۶	۱۹۱	۴۱۷
۹۱	کارلہ	۹۰	۴	۲۱۵	۲۰۲	۴۱۷
۹۲	ورتال	۸۵	۷	۲۰۲	۱۹۶	۳۹۸
۹۳	اگہرگہ یعنی ہنگرگہ	۷۸	۷	۱۸۴	۲۰۱	۳۸۵
۹۴	پوگہرنی	۷۴	۰	۲۰۶	۱۷۲	۳۷۸
۹۵	لاڈگ	۸۲	۱۱	۱۹۱	۱۷۹	۳۷۰
۹۶	بولکا	۸۴	۶	۲۰۲	۱۶۸	۳۷۰
۹۷	عمرگہ خوجن	۸۹	۰	۱۹۰	۱۷۵	۳۶۵
۹۸	سوندی	۷۲	۱۳	۱۷۴	۱۷۰	۳۶۳
۹۹	چیکل بہوسی	۷۰	۱۳	۱۷۸	۱۷۰	۳۵۶
۱۰۰	عمروری	۷۳	۷	۱۷۴	۱۸۰	۳۵۵
۱۰۱	دہاؤ	۷۸	۲۳	۱۹۰	۱۶۰	۳۵۰

۱۰۲	چوکی دھرماپوری	۶۸	۹	۱۸۳	۱۶۶	۳۴۹
۱۰۳	مہالیگی	۸۴	۱۲	۱۷۴	۱۷۲	۳۴۶
۱۰۴	موہضنہ	۶۷	۲۱	۱۷۲	۱۶۶	۳۳۸
۱۰۵	مزرعہ دھرماپوری	۷۳	۹	۱۶۵	۱۷۳	۳۳۸
۱۰۶	جونہ	۶۹	۱۳	۱۶۰	۱۷۵	۳۳۵
۱۰۷	گھوٹگہ	۶۳	۹	۱۶۹	۱۶۱	۳۳۰
۱۰۸	رام تیرتھہ	۷۴	۶	۱۶۱	۱۶۶	۳۲۷
۱۰۹	ران سونگاؤن	۹۶	۱۶	۱۶۳	۱۶۴	۳۲۷
۱۱۰	مسنگ یعنی مسلگا	۶۵	۷	۱۶۷	۱۵۶	۳۲۳
۱۱۱	آلوڈر گاؤن	۶۶	۲	۱۶۳	۱۵۸	۳۲۱
۱۱۲	سہورت دیگ کوٹہ	۶۲	۴	۱۶۶	۱۴۸	۳۱۴
۱۱۳	[illegible] گاؤن حمید	۶۵	۳	۱۵۲	۱۵۷	۳۰۹
۱۱۴	[illegible] گرگہ	۵۵	۴	۱۴۶	۱۶۲	۳۰۸
۱۱۵	سپر گدز دیگ چتلی	۵۹	۳	۱۵۱	۱۵۴	۳۰۵
۱۱۶	سانکوئی	۶۴	۹	۱۵۳	۱۴۸	۳۰۱
۱۱۷	مسکی	۶۰	۰	۱۵۱	۱۴۴	۲۹۵
۱۱۸	موکاسدرا	۵۱	۱۲	۱۳۹	۱۵۵	۲۹۴
۱۱۹	تاندلی	۶۷	۷	۱۳۱	۱۵۷	۲۸۸
۱۲۰	ہربل	۵۷	۱۱	۱۵۷	۱۲۷	۲۸۴
۱۲۱	تاگ بیڑ	۷۳	۱۳	۱۳۰	۱۴۳	۲۷۳
۱۲۲	چھوٹا جام	۶۲	۶	۱۳۹	۱۳۲	۲۷۱
۱۲۳	تیلور	۵۹	۴	۱۳۳	۱۳۸	۲۷۱
۱۲۴	راودت کہیڑہ	۵۶	۴	۱۳۴	۱۲۹	۲۶۳

۱۲۵	دریگاؤن	۵۷	۲	۱۳۲	۱۲۸	۲۶۰
۱۲۶	دہالزہ نزد دیگ	۶۰	۱۱	۱۲۷	۱۲۳	۲۵۰
۱۲۷	منگرول	۶۰	۱۱	۱۲۵	۱۲۳	۲۴۸
۱۲۸	نندگاؤن	۴۴	۱	۱۳۰	۱۲۲	۲۴۲
۱۲۹	کوڈگیہال	۴۵	۹	۱۲۸	۱۱۰	۲۳۸
۱۳۰	نندن سیونی	۴۸	۳	۱۲۷	۱۱۰	۲۳۷
۱۳۱	ڈونگرگاؤں متصل کنجولی	۴۱	۵	۱۱۷	۹۸	۲۱۵
۱۳۲	تل ہیڑ	۴۶	۹	۱۰۷	۱۰۱	۲۰۸
۱۳۳	چیولی	۴۹	۰	۱۰۰	۱۰۷	۲۰۷
۱۳۴	ٹاکلی	۴۳	۸	۹۵	۱۰۴	۱۹۹
۱۳۵	چھوٹا کلنبر	۳۷	۳	۱۰۳	۹۱	۱۹۴
۱۳۶	کارتلہ	۵۱	۶	۹۶	۹۸	۱۹۴
۱۳۷	حصہ اورہال	۴۴	۱	۸۲	۱۰۷	۱۸۹
۱۳۸	ہٹی	۳۰	۳	۹۵	۸۲	۱۷۷
۱۳۹	پوگہری	۳۸	۸	۹۰	۸۵	۱۷۵
۱۴۰	جاکہاپور	۳۲	۲	۹۴	۷۹	۱۷۳
۱۴۱	چھرلی سری	۳۸	۵	۸۵	۸۱	۱۶۶
۱۴۲	مہدالی	۲۹	۰	۷۲	۷۱	۱۴۳
۱۴۳	بہادر	۲۵	۷	۶۶	۶۶	۱۳۲
۱۴۴	کول گاؤن	۲۴	۴	۶۴	۶۶	۱۳۰
۱۴۵	بورگاؤن	۲۹	۵	۶۴	۵۲	۱۱۶
۱۴۶	جانبے گاؤن	۲۵	۲	۵۱	۵۲	۱۰۳
۱۴۷	سوم ٹھانہ	۲۲	۳	۵۶	۴۶	۱۰۲

۱۴۸	برنڈ گاؤن	۱۷	۲	۴۶	۵۳	۹۹
۱۴۹	ہالدہ	۱۸	۵	۴۳	۴۷	۹۰
۱۵۰	ماکل گاؤن	۱۵	۵	۳۷	۳۹	۷۶
۱۵۱	چوکی مہاکایا	۱۲	۱	۳۱	۳۶	۶۷
۱۵۲	ملکاپور	۱۵	۱	۳۱	۳۰	۶۱
۱۵۳	کاسیبے گاؤن	۱۰	۰	۲۵	۲۵	۵۰

صاحب ہو کہ از نمبر (۱۴۵ تا ۱۵۲) موضع چوکی پایا ماتنڈو مزرعہ ورود ۳ بیچراغ ہیں۔

۱۵۷	ہولوبل	۲۹۲	۳۳	۲۸۹	۳۰۸۵	۴۹۷۵ جاگیر علاقہ لشکر خیگ بہادر
۱۵۸	سانورگاؤن مخدوم	۲۶۰	۲۸	۶۱۲	۶۰۱	۱۲۱۳ علاقہ روضہ حضرت خاجی سیاح سرمخدوم
۱۵۹	والکا	۲۳۵	۱۷	۵۶۵	۵۹۰	۱۱۵۵ جاگیر سرشتہ دار راجہ مندہاتا اولاد گوپال نگاہ
۱۶۰	مگیال	۱۶۲	۹	۳۷۱	۳۶۵	۷۳۶ علاقہ روضہ حضرت خاجی سیاح سرمخدوم
۱۶۱	کھام جولکا	۱۵۱	۲	۳۵۶	۳۴۴	۷۰۰ جاگیر اکرم الدخان صاحب
۱۶۲	ہاڈولی	۱۲۸	۱۵	۳۴۲	۳۲۸	۶۷۰ جاگیر قاضی صاحب قندہار
۱۶۳	دہادری	۱۱۸	۱۱	۲۶۶	۲۸۸	۵۵۴ جاگیر اعظم علیخان صاحب
۱۶۴	بابوگاؤن	۵۰	۱۴	۲۳۰	۲۱۶	۴۴۴ علاقہ روضہ حضرت خاجی سیاح سرمخدوم
۱۶۵	چھوٹی سیرولی	۷۶	۵	۲۰۹	۲۱۵	۴۲۴ جاگیر کشنا بائی
۱۶۶	پانڈورنی	۸۳	۱۱	۲۰۴	۲۰۶	۴۱۰ جاگیر اعظم علیخان صاحب
۱۶۷	ہیرگہ شاہ دیوان	۱۰۴	۰	۱۹۴	۱۹۱	۳۸۵ جاگیر قاضی صاحب قندہار
۱۶۸	پنلا	۷۴	۱۵	۱۷۹	۱۵۰	۳۲۹ جاگیر اعظم علیخان صاحب
۱۶۹	ہاکیال	۶۴	۷	۱۴۶	۱۶۳	۳۰۹ جاگیر اکرم الدخان صاحب
۱۷۰	بڑا سنگرہ	۴۳	۸	۱۱۰	۱۱۷	۲۲۷ علاقہ روضہ سائیں بابا سلطان
۱۷۱	چنلی	۳۶	۴	۹۹	۱۰۵	۲۰۴ جاگیر بادو راؤ پھاٹکے
۱۷۲	بہوکماری	۴۸	۱۰	۱۰۰	۱۰۳	۲۰۳ جاگیر اکرم الدخان صاحب

جاگیرات میر شیخی

۱۷۳	گنگن بیٹر	۱۴	۵	۴۱	۳۴۳	۴۷	علاقہ روضہ سانکر ہی سلطان
۱۷۴	ماہرگاؤن	۱۴	۰	۳۳	۲۷	۶۰	علاقہ روضہ حضرت سانکر سلطان
۱۷۵	کونڈہ	۲۲۴	۴	۵۵۵	۵۷۰	۱۱۲۵	راجہ شیوراج بہادر
۱۷۶	ہونڈالہ	۵۸	۱۶	۱۴۹	۱۳۸	۲۸۷	ایضاً
۱۷۷	پیٹہ ورج	۵۳۷	۵۲	۱۲۸۹	۱۳۰۸	۲۵۹۷	سدا سیو راؤ
۱۷۸	پان بہرسی	۲۵۴	۲۱	۷۱۷	۶۷۲	۱۳۸۹	کشنا بائی
۱۷۹	دہانورہ خانو	۲۰۳	۲۹	۴۸۶	۵۰۰	۹۸۶	سیواجی ہنمنت راؤ
۱۸۰	عمرج	۱۱۴	۴۴	۴۸۳	۴۵۸	۹۴۱	کشنا بائی
۱۸۱	شنجاپور	۱۶۹	۲۲	۴۱۳	۴۲۰	۸۳۳	سیواجی ہنمنت راؤ
۱۸۲	گودیم گاؤن	۱۴۵	۱۶	۳۵۴	۳۲۶	۶۸۰	کشنا بائی
۱۸۳	نالوڈی	۱۴۵	۱۲	۳۳۷	۳۳۸	۶۷۵	ایضاً
۱۸۴	کلالی	۱۲۵	۶	۳۲۶	۳۳۵	۶۶۱	سدا سیو راؤ
۱۸۵	بیرگہ مل پیٹہ	۱۳۵	۵	۲۹۲	۳۱۵	۶۰۷	بہوجنگ راؤ
۱۸۶	چھوٹا سلگرہ	۱۱۲	۱۸	۲۹۰	۳۰۲	۵۹۲	راجا بائی
۱۸۷	بھولار	۱۲۷	۱۰	۲۷۶	۲۹۰	۵۶۶	سیواجی ہنمنت راؤ
۱۸۸	پینل گاؤن	۱۹۶	۱۷	۲۱۴	۲۱۲	۴۲۶	یادو امرت راؤ
۱۸۹	ہوکرن	۸۰	۱۰	۲۰۴	۱۹۲	۳۹۶	
۱۹۰	کیدار وڈگاؤن	۷۷	۶	۱۹۵	۱۷۶	۳۷۱	کشنا بائی
۱۹۱	نارنالی	۵۱	۴	۱۳۹	۱۵۱	۲۹۰	بہوجنگ راؤ

نوٹ

قدیم کاغذات مین پرگنہ قندہار کے (۲۴۲) موضع لکھے ہین مگر موضع وار نام نہین بتلائے

مفقود مواضعات
نمبر گنتی



دکن کے پہلے واقعات پر جہالت کی تاریکی کچھ ایسی چھائی ہوئی ہے کہ اس زمانہ کے اولوالعزم اور نام آور بہادرون کے قابل قدر کارنامے بالکل چھپ گئے ہین لیکن کہین کہین پہر بھی اوس زمانہ کی یادگارین جگنو کیطرح چمک جاتے ہین - تو اون لوگون کی عظمت و شان کا جلوہ آنکھون کے سامنے آجاتا ہے -

ہندوستان پر اسمین شک نہین کہ مسلمانون کا تسلط ہونے سے پہلے ہندوؤن کی بڑی زبردست سلطنت تہی ان کے کارنامے اگر سنے جائین تو حیرت مین ڈالنے والے ہین - مگر مشکل یہہ ہے کہ جو کچھہ کہا یا سنا جاتا ہے مذہبی پیرایہ مین ہے جسے پوری تاریخی وقعت حاصل نہین - یہی وجہہ ہے کہ ہمین اس زمانہ کا کوئی اصلی خاکہ کھینچنا غیر ممکن نہین تو مشکل ضرور ہے - اتنا تو یقین کیا جاسکتا ہے کہ ہندوؤن کی پرزور حکومت رفتہ رفتہ کم زور ہوکر طوائف الملوکی قایم کرتی گئی - اور آخر اسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ ہندوستان ان کے قبضہ سے بالکل جاتا رہا لیکن جنوبی ہند مین مسلمانون کی سلطنت قایم ہونیکے بعد بھی ایک صدی تک دکن اہل ہنود کے قبضہ مین رہا - انگریزی مورخ[1] لکھتا ہے کہ پہلے دکن مین آندرا خاندان کے راجہ راج کرتے تہے اور دارالسلطنت دہرماپوری - نند اگیری کے قریب دریائے گودا وری کے کنارے تہا مسٹر بہلر نے اس قوم کی زور آوری تسلیم کی ہے اس خاندان کے زوال کے بعد

[1] ہسٹار یکل انڈسس کرب بڑوا سکیچ ۱۲

ساتا کارنی خاندانون نے عروج پکڑا - چونکہ دکن پر شمال سے حملے ہوا کرتے تھے اس نے مونگی پٹن کو اپنا دار السلطنت مقرر کیا جب شالیواہن کمار نے عروج حاصل کیا اور بکرماجیت اوجین کے راجہ پر فتح حاصل کی تو اسی مونگی پٹن کو اپنا پایہ تخت بنایا یہ راجہ بڑا زبردست ہوا ہے اسکا جاری کیا ہوا سنہ شکہا سنہ عیسوی سے (۷۸) سال بعد شروع ہوا ہے اس کے خاندان کے زوال کے بعد دکن مین مختلف راج ہوگئے - اور دیوگری مین مرہٹون کا زبردست راج قایم ہوگیا -

سہا خاندان کا مختصر ذکر

سہا خاندان کا نشان نلگنڈہ سے پچیس میل اندرتی پہاڑ پر ملتا ہے وہان کچھ چاندی کے سکے ملے - اس سے پایا جاتا ہے کہ سہا خاندان کے راجاؤن نے دکن کے حصہ مین راج کیا ہے - اور اسی راج کے آخر زمانہ مین بدہ کا دانت بطور تبرک دہرمنائی کوٹ مین رکھا گیا تھا وہ نگلدیپ لیگئے

پانڈون کے خاندان کا دکن مین راج اور قندہار کی فتح

سنہ ہجری کے ۲۷۳ سال قبل سنہ ۲۵۰ عیسوی مین پانڈون کے نسل سے یہہ خاندان ملک آندھرا سنہ دکن مین آیا اور کلیانی کو اپنا دار السلطنت بنا کر راج قایم کیا - اور یہہ خاندان چاؤکی قوم کے راج سے مشہور ہوا رفتہ رفتہ اس خاندان نے ترقی حاصل کی اور ان کے قبضہ مین دکن کا بہت بڑا حصہ آگیا اور تمام مہاراشٹر اور دریا سے نربدہ تک قبضہ کر لیا اور تلنگانہ کے راجہ کو بھی مطیع کیا - اور ریاست کانچی ورم کے چولا کی قوم کے راجہ کو شکست دیکر کچھ حصہ ملک کا اس سے لے لیا اور اس خاندان کے ایک راجہ نے گجرات کے راجہ کی لڑکی کے ساتھ شادی کر لی تھی اس لئے کچھ دنون گجرات پر بھی انکا قبضہ رہا ہے

۱؎ مونگی پٹن اورنگ آباد سے دس کوس ہے ۲؎ بعض مورخین نے شالیواہن کا بکرماجیت ثانی کے مقابلہ ہونا لکھا ہے کیونکہ سنہ شالیواہن شک مین اور بکرم کے سمت مین (۱۳۵) سال کا فرق ہے بکرم کے سنہ کو سمت اور شالیواہن کے سنہ کو شک کہتے ہین شالیواہن کا شک اوگاؤ سے اور بکرم کا سمت دیوالی سے شروع ہوتا ہے ۳؎ جہان اب دولت آباد ضلع اورنگ آباد مین ہے ۴؎ نلگنڈہ ہم نے دیکھا ہے یہہ پرانی آبادی دو پہاڑون کے درمیان واقع ہے وہان قلعہ بھی ہے ۵؎ سلسلہ آصفیہ کی تیسری جلد مین اس راج کا ذکر ہوا ہے اور کلیانی قندہار سے (۸۵) میل ہے ۱۲

مولف سیر ہند و مولف تاریخ خورشید جاہی لکھتا ہے کہ خاندان پانڈون مین ایک مشہور راجہ کنہر تہا جس نے ایک شہر بسایا اور اپنے نام پر اسکا نام کنہار رکہا جو رفتہ رفتہ قندہار ہو گیا۔ شہر کی قدامت کا اتنا پتا چلتا ہے کہ چوتہی صدی عیسوی مین یعنے سنہ ہجری سے (۲۳۲) سال قبل قندہار کی آبادی موجود تہی اور یہہ مقام راجہ سوما دیو راج کا دار السلطنت تہا۔

مانس پور کی آبادی کے متعلق مشہور کیفیت اور وہانکے قدیم آثار

ہندوؤنکے پرانے گیتون اور قدیم مرہٹی اشعار سے مانس پور کا نام پنچال نگری بہی معلوم ہوتا ہے اور یہہ آبادی مانس پور کی قدیم آبادی مانی جاتی ہے۔ قلعۂ قندہار سے ایک میل کے قریب جانب شرق واقع ہے۔ اور ابتک اس کے تحت مین زمین مزروعہ کا بہت بڑا حصہ ہے مانس پور کی آبادی اوسوقت کی سمجہی جاتی ہے جبکہ یہان بالکل جنگل اور جہاڑی ویران اور سنسان مقام تہا۔ اور وجہ تسمیہ اسکی یہہ بیان کی جاتی ہے کہ مرہٹی زبان مین مانس انسانون کو کہتے ہین اور پور سے مراد آبادی ہے۔

مامائی باغ کا راکشس

مانس پور کے قریب ناگہری ندی کے پاس ایک مقام مامائی باغ مشہور ہے۔ وہان کالے چکنے پتہر کی ایک بہت بڑی مورت کے ٹکڑے متفرق طور پر پڑے ہوے ہین۔ جس کو نہایت صفائی سے قدیم صناعون نے بنایا ہے۔ ان ٹکڑون کے پیمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ دیوتا اپنے اصلی قیام کے وقت (۱۹) فٹ بلند ہوگا۔ اسکی تراش و نقش و نگار کی صفائی پتہر کے مورتون میں کم ملتی ہے۔ یہہ ایک بہت پرانی یادگار ہے اور یہہ مورت رکہیش کے نام سے مشہور ہے۔ اور ایک بڑا پتہر منقش بشکل کلاہ قندہار کے تالاب مین تراشا ہوا پڑا ہے جو اسی راکشس کی ٹوپی کہلاتی ہے۔

مہادیو کا پنڈ

لال باغ مین ایک مدور اونچا عمدہ تراشا ہوا قدیم زمانہ کا پتہر ہے جسکا

نصف باہر ہے اور نصف زمین مین ہے اور وہ مہادیو کے پنڈ کے نام سے مشہور ہے اور اس کی پرستش ہوتی ہے

سیتا کنڈ و رام کنڈ

لال نگر کے تالاب کے اوپر کی جانب چھوٹی سی پہاڑی کے دامن مین ایک قدرتی چشمہ ہے جس کے اطراف پتھرون سے باندھکر حوض کی شکل بنا یا گیا ہے ہندو اسکو متبرک مقام جانکر وہان غسل کرتے تھے اور اسطرح گول ٹیکرے کے پاس رام کنڈ ہے۔ اونکا اعتقاد ہے کہ یہہ دونو قدیم چشمہ ہین جس وقت راجہ رام چندر جی اور انکی بی بی سیتا جی دکن مین آئے تھے سیتا جی نے سیتا کنڈ مین غسل کیا تھا۔

سیتا جی کے دکن مین آنیکا باعث

رامائن[۲] مین لکھا ہے کہ اجودیا کے راجہ جسرت کے چار بیٹے تھے پہلا بیٹا رامچندر جی دوسرا لچھمن جی تیسرا بھرت جی چوتھا ستروگن جی راجہ رامچندر جی بڑے بیٹے اور ولیعہد تھے اونہون نے وسشٹ منی سے تعلیم پائی۔ نہایت متین و حلیم و لایق تھے انکی شادی متھلا کے راجہ جنک کی بیٹی سیتا جی سے ہوئی جب راجہ جسرت نے رام چندر جی کو اپنا قایم مقام کرنا چاہا تو کیکئی رانی نے جو رام چندر جی کی سوتیلی ماں تھی راجہ کو کچھہ سمجھا دیا جس سے راجہ جسرت نے رامچندر جی کو چودہ برس بن مین رہنے کا حکم دیا تو رامچندر جی معہ اپنے بھائی لچھمن اور اپنی رانی سیتا جی کے جنگلون مین پھرتے ملکوے دکن مین گودآوری کے کنارے بہت دور نکل آئے یہان اتفاق سے اونکی بہن شروپ نکھا ان سے ملی اور اس کی خواہش پوری نہونیکی وجہہ سے اوسکو رامچندر جی سے رنج ہوگیا اور لچھمن جی نے اسکی ناک کاٹ ڈالی جسکے باعث اسنے اپنے بھائی راجہ راون کو عزر واقعہ سمجھا کر انتقام کی استدعا کی۔

راون لنکا مین راکشسون کا راجہ اور قوم کا برہمن تھا۔ اپنی بہن کی اشتعالک سے رامچندر جی کے غائبانہ موقع پاکر سیتا جی کو پکڑ کر لے گیا جب راجہ رامچندر جی کو معلوم ہوا اپنے بھائی لچھمن جی کو لئے ہوئے لنکا پر چڑھائی کی۔ راستہ مین سگریو

---

[۱] سیتا کنڈ کا چشمہ ٹوٹ گیا ہے صرف دہانے کا نشان باقی ہے۔ ۱۲

[۲] مولفہ والمیک گرو جی ۱۲

بندروں کے راجہ اور ہنومان جی بھی مل گئے - دریا پر پل باندھا گیا اور بھیشن راون کا بھائی اپنے بھائی سے باغی ہوکر رامچندر جی سے مل گیا مثل ہے گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے راون نے مقابلہ کیا اور مارا گیا - لنکا فتح ہوئی - رامچندر جی سیتا جی کو لیکر اجودھیا چلے گئے اور لنکا کا راج بھیشن کو بخش دیا -

اس واقعہ کا ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں چلتا اس میں بہت سے اختلاف ہیں قندھار کے ہنود کا اعتقاد ہے کہ یہ دونوں چشمی اس زمانہ کے ہیں مگر ہمارے خیال میں راجہ لعل کبیری سنگھ عہد کی یہ عمارتیں بنائی جاتی ہیں

سلہ ۱۸۷۱ء میں مجھکو مہادیو پور سے ایچنا گاؤں ہوتے ہوئے گوداوری کے کنارے بھدراچلم جانیکا اتفاق ہوا بہت گھنی جھاڑی ہے اور سنسان ویران جھاڑی میں میں نے بہت سے ٹوٹے پھوٹے چھوٹے دیکھے ان چھوتروں کے پتھر بہت بڑے بڑے ہیں اس جنگل میں کہیں کہیں قوم گونڈ و کولام کے جھونپڑے ہیں الغایان ہے کہ یہ جنگل سیتا جی کا بن باس ہے اور یہ چھوترے رامچندر جی کے نشست گاہ تھے بھدراچلم سے تخمیناً تین میل گوداوری کے کنارے کنارے پرنے شالا جھونپڑا سا گاؤں ہے وہاں قدیم مندر ہے اور یہ موضع حدود علاقہ انگریزی میں ہے یہ مقام اہل ہنود کے پاس بہت متبرک ہے وہاں کے پوجاری نے بتلایا کہ یہی مقام متبرک ہے یہاں سے راون سیتا جی کو لے گیا دل کے عقب میں کاکیسقدر حصہ دبا ہوا ہے اس کے نسبت یہ مشہور ہے کہ راون سیتا جی کو اٹھا لیجاتے وقت زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی اٹھا لیگیا اس مندر میں دو مورتیں رام چندر جی اور لچھمن جی کی ہیں سرکار نظام خلد اللہ ملکہ سے اس دیول کے اخراجات کیلئے دو سو روپیہ سالانہ ملتا ہے - یہاں چھوٹی سی ندی ہے اسکو سیتا وگ کہتے ہیں اس میں چھوٹے چھوٹے نرم پتھر پڑتے ہیں ان کنکروں کو سخت پتھر پر گھسنے سے سرخ اور زرد رنگ ظاہر ہوتا ہے اہل ہنود تعلیماً پیشانی پر اسکا ٹیکا لگاتے ہیں اس کے نسبت یہ اعتقاد ہے کہ سیتا جی اسکا کو کم اور ہلدی سے جسکا قشقہ لگاتے تھے - گوداوری کے دوسرے جانب ایک پہاڑ قدرتی تراش کا ہے اس کے نسبت کہا جاتا ہے کہ راون کی گاڑی کے صدمہ سے پہاڑ کٹا ہوا ہے - ایک سفید مٹی کی اونچی پہاڑی ہے - ہنود اس مٹی کو نہاتے وقت بدن پر ملتے ہیں یہ مشہور ہے کہ سیتا جی نہاتے وقت چکنا بدن پر ملا کرتی تھیں یہ اسکا پس ماندہ ہے - اور اس ٹیلہ کو وہاں کے باشندے نلکو گوٹہ کہتے ہیں مگر برہمنوں کی کتب سے ظاہر ہے کہ راجہ راون سیتا جی کو مقام پنچ وٹی جو ناسک کے پاس ہے لے بھاگا تھا ۱۲

پانڈو درہ اس آبادی کے شمال کے جانب ڈیڑھ میل کے قریب بادشاہی رمنہ کے پاس موضع گوگ دری کے متصل پہاڑ کے دامن مین ایک محفوظ مقام ہے جسکو پانڈو درہ کہتے ہین - وہان لبدایام ہولی ہر سال ایک میلہ ہوتا ہے اطراف کے گاؤن کے لوگ جمع ہوتے ہین کشتیان لڑتے ہین یہہ غار اس لئے متبرک اور قابل پرستش سمجھا جاتا ہے کہ اون ایام مین جبوقت یہہ سنسان اور جہاڑی کا مقام تہا پانچون پانڈون درپدی دہن کے خوف سے ایک عرصہ تک یہان پوشیدہ رہے اور انکی آنماد شادی کا رسم ہلدی یہین ہوا ہے اور اس اعتقاد کے رو سے ہنود سرحد قندہار مین ہلدی (زرچوبہ) کی کاشت نہین کرتے - اس آبادی کے قدامت کے ثبوت مین بہت سے کہانیان سنی جاتی ہین جسکو ہم نقل کرنا بے سود سمجھتے ہین - قندہار کی ابتدائی آبادی کا ذکر اور دے کتب تاریخ شروع کیا جاتا ہے چونکہ قندہار کے پرانے لوگون کا خیال ہے کہ مالس پوری کی آبادی قندہار سے پہلے ہے اس لئے ہمنے چند سطرون مین مالس پور کے قدیم آثار کا ذکر کر دیا ہے -

قندہار کی آبادی اور تالاب

سیر ہند سے ظاہر ہے کہ راجہ کنہر نے قندہار بسایا اور یہہ راجہ پانڈو کی اولاد سے تہا - اور دکن کے بہت بڑے حصہ پر اسکی حکومت تہی - اسنے اس پرفضا اور دلچسپ مقام کو پسند کر کے بستی بسائی تو کنہار نام رکہا چونکہ یہہ آبادی ایک بلند ٹیلے پر ہے جو سطح زمین سے تخمیناً ۴۰ فٹ بلند ہے بالکل پہاڑی زمین ہے - اس آبادی مین کوئی قدیم باولی و حوض نہین ہے -

آبادی کے جنوب طرف دریائے مناڑ ایک میل کے فاصلہ پر ہے مگر اس بستے کے رہنے والون کو بعد مسافت کے وجہ سے اس ندی کا پانی حاصل کرنا خالی از دشواری نہتا - اسلئے اس آبادی کے شمالی جانب تالاب تیار کیا گیا ہے جس سے تمام بستی والے فائدہ اوٹہاتے ہین - اور اس کی نہرون سے باغات سرسبز و شاداب

رہتے ہین - اس مین شک نہین کہ تالاب کی تیاری اور بستی کی آبادی ایکوقت ہوئی ہے
قندہار کا بسانے والا نامور اور مشہور راجہ کہرمہاراجہ پانڈو کی اولاد سے ہے
اس لئے ہم ضرور سمجھتے ہین کہ مختصر سا حال پانڈون کے خاندان کا بتائین
جبکہ ہمارے قندہار کی آبادی کا باعث یہی خاندان سمجھا جاتا ہے تو غالبًا انکا
حال لکھنا نامناسب نہوگا

پانڈون کا حال

تاریخ فرشتہ سے ظاہر ہے کہ راجہ چترہ[1] رج چندربنسی خاندان کا مشہور راجہ تہا
جس کا سلسلہ نسب بودہ[2] سے ملتا ہے اسکا پایتخت ہستناپور تہا اور یہہ اپنے دو وارث
چھوڑ کر مرا - اسکا بڑا بیٹا دہرا شٹر گو ولی عہد اور مستحق سلطنت تہا مگر نابینائی نے
اسکو ناقابل ٹہرایا اور اسکا چھوٹا بہائی پانڈو ریاست سنبہال بیٹہا یہہ راجہ
اسقدر نامور ہوا کہ اسکے لڑکون کی سلطنت پانڈو[3] کے نام سے مشہور ہوئی پانڈو کے
پانچ لڑکے تہے - جدشٹر بہیم سین - ارجن - نکل - سہدیو - پانڈو کے مرنیکے بعد
اپنے ایکسو[4] ایک لڑکون کی حمایت سے سلطنت پر قابض ہوا دہرا شٹر کے بڑے فرزند
دریودہن نے جو ایک بد باطن اور متعصب آدمی تہا - اور مصلحت ملکی کے لحاظ سے ان
پانچون پانڈون کی وجود کو مخل سلطنت سمجھتا تہا - چاہا کہ کسیطرح سے انکو مار ڈالے
پانڈون یہہ خبر پاکر اسکی ریاست سے بہت دور نکل گئے چونکہ انہین اپنے دشمن یودہن
سے عوض لینے مین بہت بڑی کمک کی ضرورت تہی کمپلا مین پہونچکر وہان کے راجہ
کی ایک نہایت حسین اور پارسا لڑکی دروپتی سے پانچون بہائیون[5] شادی کرلی

---

[1] کتاب سنسکرت مہابہارت مین اس راجہ کا نام شانتنو راجہ لکہا ہے -
[2] بودہ سے مراد چاند کے بیٹے سے ہے - یہہ گوتم بدہ نہین ہے -
[3] ایکسو لڑکے صلبی تہے اور ایک لڑکا لطفی تہا جسکا نام راجہ کرن تہا -
[4] اصل کتاب سنسکرت مین کپیلا لکہا ہے -

راجہ کشن اور راجہ بلرام قطعات ہند کے صرف راجہ ہی نہیں بلکہ ہنود کے اوتار لکا
رتبہ حاصل کر چکے تھے جن کا شہرہ شجاعت و استدراج تمام ہندوستان میں مشہور تھا
ان کی بہن سوبھدرا بائی راجہ ارجن سے منسوب ہوئی اس تقریب سے پانچوں پانڈوؤں کو
ان دونوں بھائیوں سے قرابت قریبہ حاصل ہوئی۔
دریودھن کے بادشاہ ہونے تک پانڈوؤں کی خوش اخلاقی و دریا دلی سبھی عوام کے
دلوں میں جاگیر ہوئی ان کے اقبال کا ستارہ چمک رہا تھا دریودھن کو انکا
حال جب معلوم ہوا وہ سمجھ گیا کہ بجز نصف ریاست پر قناعت کرنے راجگی کی عزت
اپنے نام کے ساتھ قایم نہ رہیگی ملائمت سے پیش آیا اور برادرانہ سلوک کے ساتھ
دعوت کی اور اندر پرست مع نصف ریاست ہند پانڈوؤں کے سپرد کر دیا۔
جدشٹر جو پانڈوؤں کا بڑا بھائی تھا سریر ارائے سلطنت ہوا اور اپنے داد
و انصاف سے اس قدر جلد تسخیر قلوب کیا کہ کوروانی امرائی دریودھن کی ملازمت
سے متنفر ہو کر پانڈوؤں کی خدمت اختیار کی۔
جدشٹر کو راجگی سے مہاراجگی کا خیال ہوا اور اپنی ہدایت جری و بہادر بھائی
بھیم سین۔ و ارجن کو جنکی تعریف مہابھارت میں بہت کچھ لکھی ہے تسخیر بقیہ اقالیم
کے لئے روانہ کیا۔ اور یہ بہادر بہت جلد راجگان صوبہ جات ہند کو مطیع کر کے
دار السلطنت اندر پرست میں اپنے بھائی کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کا یہ عروج
دریودھن نہ دیکھ سکا۔ اور اس نے یہ حیلہ پردازی کی کہ پانچوں پانڈوؤں کو بغرض
قمار بازی (اس وقت اس کھیل کا اہل دول میں زیادہ تر رواج تھا) ایک مجلس
دعوت ترتیب دیکر طلب کیا۔ قمار بازی کے پانسے اسنے مخالفین کے پھانسنے
کے لئے حکمت عملی و فریب سے دریودھن نے تیار کر رکھے تھے جس میں اپنی
جیت ہو راہاؤں کے روبرو ان پانچوں بھائیوں سے شرط کیگئی۔ اور نہوں نے
بھی دیر میں پانڈوؤں نے اپنی سب دولت ہار دی۔
آخر الامر اس شرط پر فیصلہ ہوا کہ اور ایک بازی آخری لگائی جاے اور پانڈو

جیت ہو تو جو اشیا کہ ہار دئے گئے ہین واپس لے لئے جائین ورنہ پانچون بھائی بارہ سال گدائی کرین اور ایک سال مفقود الخبر رہین اگر اس سال مین سراغ مل جائے تو پھر بتیرا سال تک اسیطرح گذارین - شرطین سے شرط قبول ہوئی پانڈون کا شمارہ نحوست پر تھا مدعی کی کارسازی سے غافل تھے بازی ہار دی - اور بالیقا - بموجب وعدہ پانچون بھائیون نے جلاوطنی اختیار کی اور بارہ سال صحرا نوردی کرتے رہے - اور دریودہن اپنی خوش قسمتی پر نازان ہوکر کل ہندوستان پر فرمانروائی کرتا رہا -

یہہ پانچون مصیبت زدہ ۱۳ سال ولایت واٹین دکن مین بالکل چھپ رہے دریودہن باوجود تلاش پتا نچلا - بعد انقضاے مدت موعود مقام متہرا پر پہونچکر اپنے نسبتی بھائی کشن جی بن اسدیو کو بطور ایلچی بھیجکر اپنی سلطنت طلب کی دریودہن نے سلطنت واپس دینے سے انکار کیا اور بدعہدی کی -

جب عوام اور ماتحت راجاؤن پر دریودہن کی بدنیتی اچھی طرح ظاہر ہوچکی تو وہ اس سے متنفر ہوے اور پانڈون کی ہمدردی کچھہ فریق ادہر کچھہ فریق ادہر ہوگئے طرفین سے لشکر کشی ہوئی - راجہ کشن جی نے پانڈون کی ہر طرح سے مدد دی اور خود بھی میدان جنگ مین صف آرا رہے - بالآخر میدان کرکشتر پر جو تہانیسر کے نزدیک ہے دونون فوجون کا مقابلہ ہوا - اس لڑائی کی مفصل کیفیت کتاب مہابہارت مین لکھی گئی ہے جس کو اہل ہنود نہایت مستند جانتے ہین -

شیخ ابوالفضل ابن شیخ مبارک نے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے عہد مین عبارت ہندی سنسکرت سے فارسی مین ترجمہ کیا ہے جو ایک لاکھہ بیت سے زیادہ ہے

---

۱ از تاریخ فرشتہ

۲ اصل کتاب سنسکرت مین ایک سال تک پانڈون کا وراٹ نگری مضافات دکن مین راجہ وراٹ کے علاقہ مین چھپا رہنا لکھا ہے تاریخ فرشتہ مین ولایت واٹین بتلایا ہے - غالبا راجپوتانہ صحیح ہے

۳ تاریخ فرشتہ مین کورکھیت اور تاریخ ہند مین کورکھیتر لکھا ہے -

حاصل کلام دونون لشکرون نے اٹھارہ روز مین اپنے قسمت کا فیصلہ کرلیا دریودہن مارا گیا۔ پانڈو کامیاب ہوے جدشٹر پانڈون مین جو بڑا بھائی تہا سریر آرائے سلطنت ہند ہوا جس نے ۳۶ سال کامل ہند کی حکومت کی۔ اس جدشٹر کے منجلے بھائی ارجن کی اولاد مین۔ راجہ کنہر تہا جو ہمارے قندہار کی آبادی کا باعث ہوا۔

راجہ کی خوش اخلاقی سے رعایا کے دل مین یہان تک راجہ کی محبت کا اثر پیدا ہوا تہا کہ اس حصہ مین جہان اسکی حکومت رہی ہے۔ ناتربیت یافتہ زراعت پیشہ رعایا نے بتمنا دبتر کا پانچ تہیلے پانڈون کے نام سے راجہ کی خوشنودی کیلئے ہر ایک کہیت مین نصب کرکے چوتے سے سفید کردئے۔ یہہ تہیلے صرف یادگار کے طور پر ہی نصب نہین بلکہ سالانہ زراعت سے غلہ حاصل کرنے پر پہلی انکی پرستش کی جاتی ہے اور ابہی تک سرزمین تعلقہ قندہار مین یہہ عمل جاری ہے۔

راجہ کنہر کا اجدادی سلسلہ پانچ پانڈون کی اولاد کا سلسلہ اور تفصیل بتلانیکی ہمین ضرورت نہین جنکے دکن اور ہندوستان کے مختلف حصون مین چہوٹی چہوٹی حکومتین قایم ہوچکی تہین۔

البتہ راجہ کنہر کے اجدادی سلسلہ کو بیان کرنیکی ہمین ضرورت ہے اور اسی ضرورت کے لحاظ سے پانڈون کا مجمل حال لکہنا پڑا۔

مولف سیر ہند نے راجہ کنہر کا اجدادی سلسلہ اس طرح بتلایا ہے کہ ارجن کا پوتا پری چھتر اور پری چھتر کا بیٹا راجہ جنمی جی اور اسکا لڑکا سیتا بنک اور اوسکا فرزند کہیم کرن اور کہیم کرن کا بیٹا راجہ بچبارک اور اسکا فرزند راجہ سوندر اوسکا لڑکا راجہ اونتنگ بہوج اوسکا فرزند راجہ آنند اور راجہ آنند کا بیٹا راجہ بچی پال اور بچی پال کا لڑکا راجہ اکن برن اور چونکہ اس راجہ کی اولاد نرینہ منتہی صرف ایک لڑکی بتی جس کے بطن سے راجہ پرک سین پیدا ہوا جو اکن برن کا جانشین کہلایا راجہ پرک سین کا بیٹا راجہ کنہر ہے جس نے کنہا بسایا

راجہ سوما دیو راج کا قندہار کو دار السلطنت دکن قرار دینا

مورخ انگریزی بحوالہ تاریخ پرتاپا چرتا بیان کرتا ہے کہ نند اگیری کو راجہ نندو بہادر نے جو چلوکیا خاندان سے تھا۔ اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ راجہ نندو بہادر کے فوت ہونیکے بعد اسکی حکومت دو فرزندون مین بٹ گئی ایک لڑکے نے قندہار کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ دوسرے نے ہنمکنڈہ کو۔ اور باہم ملک کو تقسیم کرکے باطمینان حکومت کرتے رہے۔ قندہار کے راجہ کا نام سوما دیو راج تھا۔ کل مورخین انگریزی و فارسی سوما دیو راج کو قندہار کا راجہ مانتے ہین جس نے چودھویں صدی عیسوی مین دکھن کی بادشاہت کی ہے۔

مولف سیر ہند و مولف حور شید جاہی نے سوما دیو راج کو راجہ کنہر کا بیٹا اور ہنمکنڈہ کے راجہ کو پرکر داد بتلایا ہے۔ مگر دوسرے مورخین کو اس سے اختلاف ہے۔

سوما دیو راج کے عہد حکومت مین قندہار کا قلعہ اینٹ اور مٹی سے بنا گیا تھا اس راجہ کو چارپایون خصوصاً گایون کے پالنے کا اور انکی نسل کو توسیع دینے کا نہایت شوق تھا عمدہ عمدہ جانور دور دور سے بصرف زر کثیر طلب کرکے رکھہ چھوڑے تھے سوما دیو راج اپنی ملک کی حالت دیکھنے کی غرض سے بطور دورہ گوداوری گنگا کے بہت دور سیر و شکار کرتا ہوا چلا گیا۔

بالا ہندو راجہ کنک (بنگال احاطہ) کو مویشی کے پالنے کا نہایت شوق تھا اس راجہ نے راجہ سوما دیو راج کی عمدہ عمدہ جانورون کی کیفیت سن پائی تھی اور راجہ کے شکار مین مصروف رہنیکی جو خبر ملی تو ایک بڑی جرار فوج کے ساتھہ قندہار پہونچکر یہان کا خزانہ اور بہت کچھہ سامان اور سارے جانور جو تین ہزار گائے صرف گائیون کے تھے اپنے ملک کو لیگیا

بالا ہندو راجہ کنک اور سوما دیو راج راجہ قندہار کی لڑائی سوما دیو راج کا مارا جانا۔

راجہ سوما دیو راج - راجہ قندہار کا شکار اس وحشت ناک جنز نے بے لطف کر دیا - یہہ فوراً قندہار

سلہ ہسٹار یکل انڈ سن کرب یتوا اسلیج ۵۲ نانڈیڑ

اور حملہ کے ارادہ سے فوج کی تیاری مین جو کچھ رقم تھی اپنی عزت بچانیکے لئے غصہ مین صرف کردی - اور باوجودیکہ قندہار دشمن کے دست برد سے غارت ہوچکا تھا - اس کے بے سوچے سمجھے حملہ کرنے سے بالکل اسکی قوت ضعیف ہوگئی نتیجہ یہہ ہوا کہ اسکو کنک سے شکست فاش کھاکر بے نیل مرام لوٹنا پڑا -

راجہ بالا ہند و اس شکست اور قندہار و دکن کی بے سروسامانی پر بے تعاقت کئے نہ رہ سکا اور تعاقب کرکے قندہار کو محصور کرلیا - سوما دیو راج کے پاس رہا کیا تھا اسکی ناعاقبت اندیشی اس آفت مین تو اوسے مبتلا کرچکی تھی - اوسے بے عزتی اور ذلت کی موت گوارا نہوئی اس بہادر نے اپنی مختصر اور فاقہ مست فوج سے مقابلہ کیا اور عین معرکہ مین مارا گیا - اس راجہ کے کارپرداز اکثر برہمن تھے اور اسکی فیاضی اکثر انہین لوگون پر مبذول رہا کرتی تھی گو داوری کے کنارہ کے چھوٹے چھوٹے موضع اسی پشادین وقف تھے -

اس مین شک نہین کہ فیاضی بیکار نہین جاتی تمام برہمن جو اس راجہ کے ممنون احسان تھے اس کے خاندان کی عزت بچانیکے لئے اسکے حرم کی حفاظت کے طرف متوجہ ہوے اور نہایت چالاکی اور ہشیاری کے ساتھہ راجہ کی رانی سرپال دیوی کو لیکر ہنمکنڈہ کے جانب بھاگ گئے -

ہنمکنڈہ کا راجہ سوما دیو راج کا بھتیجا تھا اسنے اُن برہمنون کو اپنے پناہ مین لیا اور اُن کی حمایت مین اوسوقت تک لڑتا رہا کہ بالا ہند و نے راجہ کی قوی دل فوج پر رسد بند کرکے اونکو جان بلب کردیا - راجہ بالا ہند و راجہ سوما دیو راج کی بیوہ رانی سرپال دیوی کو مانگتا تھا اور ہنمکنڈہ کا راجہ اپنے علاقہ مین اسکی موجودگی سے انکار کرتا تھا آخر یہہ قرار پایا کہ قلعہ و آبادی مین تلاش کیجاے ہنمکنڈہ کے راجہ مجبوراً اس قرارداد پر صلح کرنی پڑی - تلاش شروع ہوئی - جو حالت اسوقت بے چاری سوما دیو راج کی بیوہ سرپال دیوی پر گذر رہی تھی اس کے بیان کے لئے ہم کوئی الفاظ نہین پاتے - رانی کی بدحواسی کے علاوہ اس کا

گلو سوز حسن زیادہ اسکی شناخت کا باعث ہوا۔ اور وہ گرفتار کر لیگئی۔
اسمین شک نہین کہ برہمنان کی پالسی اکثر رحمدلی پر مبنی ہوتی ہے۔ مادہو سرما جو فرقہ برہمنون مین سربرآوردہ اور ذی فہم نیک طینت شخص تہا۔ برہمنون کا سرخیل بنکر انی کے ساتہہ ساتہہ راجہ بالا ہندو کے روبرو حاضر ہوا اور نہایت استقلال سے بیان کیا کہ یہہ لڑکی برہمنی ہے سوما دیو راج جو ذات کا چہتری تہا یہہ اس کی بیوی ہرگز نہین ہو سکتی۔ راجہ ایک برہمن کی لڑکی پر ہرگز ہرگز رانی سرپال دیوی کا شک نہین کر سکتا۔ اگر راجہ حکومت کے عزہ مین ایک بیکس برہمن کی لڑکی پر ظلم روا رکہتا ہے تو اسی پر میشور کی جوابدہی مین سخت دشواری ہوگی راجہ کو اس رانی کے حسن اور بدحواسی نے ایسا شک مین ڈالا تہا کہ برہمن کی دہمکی اس کے دل مین پورا اثر نہوا۔ اور جیگڑتا رہا۔ آخرار اکین سلطنت نے یہہ راے دی کہ برہمن لوگ اس لڑکی کے ساتہہ کہانا کہائین۔ یہہ نہایت عمدہ تجویز پیش ہوئی ہی ظاہر ہے کہ دکہنی برہمن چہتری کے ساتہہ کہا نہین سکتے اور سرپال دیوی حقیقت مین سوما دیو راج کی بیوی اور خاص چہتری قوم کی تہی یہہ تجویز سنتے ہی برہمنون مین ایک سکوت پیدا ہو گیا۔ مگر ہوشیار مادہو سرما نے اس سکوت کو شبہ نہونے دیکر فوراً اس ناجائز فعل کو تسلیم کر لیا۔ اور برہمنون نے بلحاظ مصلحت وقت مادہو سرما کو شرکت کی اجازت دی اور سرپال دیوی کو اپنے پنگت مین اعزازی طور پر شریک کر لیا اور اوسکو راجہ بالا ہندو کے ہاتہہ سے بچا لیا محاصرہ برخاست ہوا اور بالا ہندو اپنے ملک کے جانب روانہ ہوا۔

راجہ مادہو دہرما کا حال

رانی سرپال دیوی کو تین مہینے کا حمل تہا۔ مادہو سرما کے سرپرستی مین یہہ اپنی زندگی بسر کرنے لگی۔ مدت حمل پورے ہونے پر رانی کے ہان لڑکا پیدا ہوا۔ مادہو دہرما نام رکہا گیا۔ مادہو سرما ایک خدا ترس برہمن تہا اس لڑکے کی پرورش و تربیت مین بہت کوشش کی۔ مادہو دہرما نام کی مطابقت کیطرح عادات مین برہمنون کا سا دور اندیش تہا۔ یہہ

سوما دیو راج بہادر راجہ کا بیٹا تھا۔ بڑا شجاع و بہادر نکلا قندہار سے آکر سوی برہمن گرو اور ی گنگا کے جاگیر دن کی یاد میں پھر قندہار جانے اور سوما دیو راج کی یادگار کو وہاں حکومت کرنے دینکے بدل شایق تھے۔ اور انہیں تدابیر و تجاویز میں رہتے تھے کہ کسیطرح مشترک مقام قندہار میں سکونت کا موقع ملے۔ مادہو بھی بہی حکمت عملی اور شجاعت سے ہر دلعزیز بننیکی کوشش کرتا رہا۔ برہمنوں کی کارروائی اور مادہو دہرما کی بہادری خوش اخلاقی رعایا اور فوج دلوں پر کام کر گئی۔ اور ہنگنڈہ کی راجگی مادہو دہرما پر قرار پائی۔ اور اس خلف الرشید نے سب سے پہلے اپنی آبائی حکومت قندہار پر قبضہ کیا اور کابل پہونچکر راجہ بالا ہندو سے اپنے باپ کا انتقام لئے بغیر نہ رہا۔ بالا ہندو مارا گیا راجہ مادہو دہرما بالا ہندو کے بیٹے کو اس کے باپ کا جانشین کرکے ہنگنڈہ واپس آیا

دار السلطنت ہنگنڈہ کے ماتحت قندہار ایک پرگنہ مقرر ہوا

راجہ مادہو دہرما کی ناعاقبت اندیشی سے خیر خواہان قندہار کا ایک بڑا الزام اس کے سر رہ گیا۔ واقعی اس راجہ کی یہہ بڑی غلطی تہی کہ ہنگنڈہ کے راجگی کے عزہ میں اپنے باپ کی قایم کی ہوئی سلطنت کا نام

۱؎ تلنگی تاریخ میں لکھا ہے مادہو دہرما ہنگنڈہ کے دیوی کی غیبی تائید سے راجہ بن گیا۔ اور ہنگنڈہ کا پرگرہ دار راجہ امراباد کے جانب چلا گیا۔ اور تاریخ خورشید جاہی میں لکھا ہے کہ راجہ مادہو دہرما ہنگنڈہ کے تخت پر ۱۳۱۰ء میں جلوس کیا مگر دوسری تاریخ سے اسکی مطابقت نہیں ہوتی ۱۳۱۱ء میں امراباد بسایا یہہ مقام ضلع ناگر کرنول کے آخر سرحد پر ہے بہت وسیع اور بلند پہاڑ ہے۔ اس پہاڑ کی چڑہائی موضع رنگاپور سے شروع ہوتی ہے (۲۶۴۰) قدم کی چڑہائی کے بعد موضع منا پور ملتا ہے۔ اسپر زمین کی سطح ہموار ہے بادلیاں پر جن میں پانی موجود ہے اسپر آدمی بستے ہیں زراعت ہوتی ہے۔ اس موضع سے چار میل امراباد ہے اس پہاڑی پر پہر ایک بلند سطح ہے اور یہہ بلندی (۴۴۰) قدم ہے۔ دونوں سطحوں کی بلندی (۳۰۸۰) قدم ہے۔ اس کے دوسرے جانب دریاے کرشنا ہی تیسری بلندی طے کرنے پر اندر پرستی مقام ملتا ہے جو کسی زمانہ میں یہہ شہر آباد تھا اب بالکل پہاڑی اور ویران مقام ہے۔ یہاں گونڈ قوم کے لوگ متفرق رہتے ہیں اس پٹی امراباد پر نایب تحصیلدار کا تقرر ہے

قایم رکھنیکی کوشش نکی اُس نے ہنمکنڈہ کو اپنا دار الریاست بناکر قندہار کو اسکا ایک باجگذار پرگنہ قرار دیا جس سے قندہار کی وہ شان و شوکت جاتی رہی جو ایک خود مختار دار السلطنت ہونے مین حاصل تھی راجہ مادہو دہرما کی اس طرز عمل سے قندہار کی حالات لاعلمی کی تاریکی مین پڑ گئے۔

فوج تلنگ کی ایک چھاؤنی شرقی جنوبی میدان مین آبادی سے تھوڑے فاصلہ پر ڈال دی گئی۔ اور وہ تلنگ پورے کے نام سے مشہور رہی۔

راجایان ہنمکنڈہ کی قندہار پر حکومت

ہمنے قندہار کے تاریخی حالات لکھنے کیلئے قلم اوٹھایا ہے اس لئے ہمکو مادہو دہرما کے حالات سے کچھ تعلق نہین کیونکہ وہ ہنمکنڈہ کے تاریخ سے متعلق ہین۔ البتہ قندہار جبتک ہنمکنڈہ کے ماتحت رہا ہمین مادہو دہرما کے جانشینون اور انکی مدت سلطنت بتلانیکی ضرورت معلوم ہوتی ہے۔ ہم صرف یہی بتلاسکتے ہین کہ قندہار پر اسکی اولاد خاندان کی حکومت کتنے سال رہی۔ مادہو دہرما کے بعد مسماۃ پدم سین اسکی دختر بہت دلنواز حکومت کی اس کے انتقال کے بعد راجہ ستمبر راج مادہو دہرما کا بیٹا۔ اپنی بہن کی جائے تخت نشین ہوا ستمبر راج کے بعد بھونگ مل نے حکومت کی۔ بہر حال تاریخ انگریزی سے ظاہر ہے کہ جب سلسلہ حکومت راجہ گنڈو مہاراج تک پہونچا تو اس کے وفات کے بعد راجہ پرتاپ رودر دیو ۱۵۸۳ء مین اپنے باپ کی جائے تخت حکومت پر بیٹھا۔ چونکہ وہ نہایت کم عمر تھا امور ریاست کو مسماۃ کنتھلی دیوی اسکی بیوی انجام دیتی رہی۔ پرتاپ رودر دیو کی شادی دیوگیر کے راجہ کی لڑکی سے ہوئی بعد پرتاپ رودر دیو کے اسکا فرزند راجہ بھوانی کامالا ڈو تخت نشین ہوا جس نے مشرقی حصہ کے راجہ ویران نرسی کی بہن رنگما دیوی سے شادی کی تھی۔ اس کے بعد اسکا فرزند کاکتیا پوتراج جو پرتاپ رودر دیو راجہ اور پرتاپ راجہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اس کے عہد سے اس چولکیان خاندان کا نام کاکتیا خاندان مشہور ہوا

اسکی رانی کا نام مٹیا مانہا اس راجہ نے ۱۰۷۰ء مین ورنگل بسایا[1] - یہ راجہ اپنے بیٹے سری رودرا دیو کے ہاتھ قتل کیا گیا -

سری رودرا دیو[2] نے ۱۰۹۵ء سے ۱۱۷۶ء تک سلطنت کی ہے ہنکنڈہ کے قدیم دیول کی جو پرانی تحریر کندہ ہے وہ اسی راجہ کے زمانہ کی ہے - اس تحریر کے تاریخ ۱۱۶۲ سال عیسوی سے مطابق ہوتی ہے - پاکہال[4] کا تالاب اسی نے بنوایا ہے بعد سری رودرا دیو راجہ کے اسکا بڑا لڑکا جانشین ہوا مگر اسکے چچا مہا دیو نے اسکو مار ڈالا اور اسکے چھوٹے بھائی گنپتی دیو کو تخت نشین کر کے تین سال بنیا تا خود حکومت کی تیسرے سال مہا دیو راجہ دیوگر کے مقابلہ مین مارا گیا گنپتی دیو راج کو اقتدار حکمرانی حاصل ہوا - اس نے یادو راجہ کی لڑکی رودر مادیوی سے شادی کی - اس گنپتی دیو راج نے قندہار کے تالاب کی توسیع و مرمت کی ہے اور شہر کو پختہ بانا کر مہا دیو کا دیول بہت مستحکم بنایا - اس راجہ کی حکومت ۱۱۷۹ء سے ۱۲۲۷ء تک رہی ہے -

---

[1] ہنکنڈہ مین مجھے رہنے کا اتفاق ہوا ورنگل وہان سے تخمیناً پانچ میل ہے جو کہ آبادی ہے اب ہنکنڈہ اور مٹواڑے مین ہے ورنگل ویران ہے اور ایک موضع کیطرح بہت کمی آبادی ہے - قلعہ کا حصار پختہ ہے اور اس مین ایک قدیم مکان کی پختہ اور مستحکم چار دیواری ہے جو پرانی عظمت اور شان کی نشاندہی کرتی ہے اس ویران قلعہ مین زراعت پیشہ کاشتکار کرتے ہین -

[2] تاریخ نلنگ مین اس راجہ کو پارس کا پتھر دستیاب ہونے کا ذکر ہوا ہے -

[3] ہنکنڈہ کی آبادی مین یہ دیول ہزار کہم کی دیول کے نام سے مشہور ہے اب بالکل ویران ہے -

[4] پاکہال کا تالاب مین نے دیکھا ہے یہ بہت بڑا تالاب ہے اس تالاب کے بیچ مین چھوٹی پہاڑی ہے جب تالاب مین خوب پانی آجاتا ہے یہ پہاڑی بہت خوشنما نظر آتی ہے - یہ تالاب جنگل اور پہاڑ مین ہے - یہان کوئی آبادی نہین ہے اس تالاب کے قریب پاکہال کوئی موضع ہے یہان سے چھ میل نرسم پیٹہ قصبہ ہے تحصیل تعلقہ پاکہال کا یہی مقام مستقر ہے تالاب پاکہال کی سیر کرنے والے یہین ٹھیرتے ہین اور اسٹیشن ہنکنڈہ سے نرسم پیٹہ تک عمدہ سڑک بنی ہوئی ہے -

قندہار کے تالاب اور بڑے مندر کی تیاری انہین سنون کے مابین ہوئی ہے مورخ انگریزی لکھتا ہے کہ یہہ راجہ علم دوست اور بہت فاتح تہا - ورنگل کی سنگین دیوار اس نے بنا ڈالی بہت سے تالاب اور دیول بنائے اور ایکسو موضع آباد کئے -

کنہار سے کندار مشہور ہونا

گنپتی دیو راج کا کوئی بیٹا نہ تہا صرف ایک کم سن لڑکی آنا بائی تہی گنپت دیو کے بیکنٹھ باشی ہو جانیکے بعد رانی رودرماما دیوی حکمران ہوئی - ان ایام مین قلعہ دیوگیر پر راجہ کندار کی حکومت تہی اسنے رودرماما دیوی کی ملک مین دست اندازی شروع کی اور بہت سے تلنگانی پرگنون پر قبضہ کر لیا اگرچہ رودرماما دیوی کی فوج نے اُسکو روکا اور مقابلہ کیا مگر دیوگیر کے راجہ کا قدم آگے بڑہتا گیا - اور راجہ کندار کا قندہار پر قبضہ ہو گیا - راجہ کے نام کے لحاظ سے یا اوس کے حکم سے کنہار کندار مشہور ہو گیا راجہ کندار کا قبضہ ۱۲۴۳ء سے سنہ ۱۲۶۰ء تک قایم رہا - پھر رودرماما دیوی کی فوج نے قبضہ کر کے تلنگی فوج کی چہاونی قایم کر دی -

مسٹر کرنل یول نے سفر نامہ مارکو پولو، جلد دوسری صفحہ ۳۴۶ و ۳۴۷ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ۴۰ سال رودرماما دیوی نے حکومت کی اور اپنے شوہر سے بہتر حکومت کی اور ورنگل کے پختہ قلعہ کی دیوار اسی کے عہد مین ختم ہوئی اسکے بعد پرتاب رودر دیو تخت نشین ہوا چونکہ یہہ بہت کم سن تہا اس لئے اسکی ماں راجہ گنپتی دیو کی بیٹی باون سال تک حکومت کرتی رہی - جب راجہ پرتاب رودر نے ہوش سنبہالا اس کے ہاتہہ پر بہت سے فتوحات ہوئے اسکے فتوحات کے زبان تلنگی مین بہت بڑی کتاب لکہی گئی ہے - جسمین فتوحات کا ذکر نہایت طوالت سے لکہا ہے طلائی سکہ جسکو ہن کہتے ہین اسی راجہ کے عہد مین آسمان سے مینہہ کے ساتہہ برسنے کا ذکر کیا گیا ہے - مورخ انگریزی نے راجہ پرتاب رودر کا نام راجہ لدر دیو بہی لکہا ہے اور مولف تاریخ فرشتہ نے صرف لدر دیو کا ہی ذکر کیا ہے - مگر ہم پورے واقعات ملانیکے

لہ بعض کتب تاریخ مین دیو گڑہ لکہا ہے ۱۲

پہلے سیر ہند و تاریخ تلنگ و مجموعہ قادر خانی و تاریخ خورشید جاہی سے ابتدائی مضمون لیکر پھر تاریخ فرشتہ و تاریخ تذکرۃ الملوک سے مطلب اخذ کرتے ہین - راجہ پرتاب رودر کا نیر اقبال چمک رہا تہا اور اس کے فتوحات کی دکن مین دہوم مچ رہی تہی اس نے دیوگیر پر چڑہائی کی دیوگیر کا راجہ شکست فاش کہاکر گرفتار ہوگیا پرتاب رودر نے اسکو قلعہ ورنگل مین لیجاکر قید کردیا - دکن کے کل راجاؤن نے گردن اطاعت کی اس کے آگے جہکادی پرتاب رودر کا سکہ تمام دکن مین چل گیا -

لشکر اسلام کی آمد آمد

اب ہندوستان ہندوستان نرہا تہا محمود غزنوی کے حملہ مین لاہور فوج اسلام کا صدر مقام بہی ہوچکا تہا ۵۸۹ھ مین سلطان شہاب الدین غوری کے سپہ سالار قطب الدین ایبک کی فوج نے میرٹہہ دہلی کو بہی فتح کرلیا تہا اتنی قوت بہم پہونچائی تہی کہ اوسکو ہندوستان کی دارالحکومت کے نام سے نامزد کرنے مین کوئی تامل نہوا - یون سمجہنا چاہیے کہ پرتاب رودر کے ظلمون کے استغاثہ سننے کیلئے دارالعدالت کہولا گیا تہا -

۵۹۱ھ مین اجمیر پر بہی مسلمانون کا قبضہ ہوگیا - راجہ اجمیر بہیم سین قتل ہوا مسلمانونکی ترقی کا ستارہ چمک رہا تہا پرتاب رودر کے ستائے ہوئے راجہ دیوگیر کے بہائی نے پرتاب رودر کی سرکشی کی شکایت سلطان دہلی تک پہونچائی اور ملک عیسی خان کی

---

۵۱ از تاریخ فرشتہ ۱۲

۵۲ از تاریخ فرشتہ ۱۲

۵۳ تاریخ خورشید جاہی اور تاریخ تلنگ اور سیر ہند سے مضمون لیا گیا ہے لیکن دوسرے کتب تاریخ سے ۱۲۰۰ء کے قبل فوج اسلام کا دکن مین آنا پایا نہین جاتا اس اختلاف کیوجہ سے بعض مورخین نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ الدرد یو راجہ جس کے زمانہ مین مسلمانون کا دکن پر چڑہائی کرنا تاریخ فرشتہ مین لکہا ہے وہ صحیح نام رودر دیو راجہ ہوگا اور رودر دیو پرتاب رودر سے مراد ہے ۱۲

سرکردگی سے ایک جرار فوج اوسکے سرکوبی کے لئے روانہ ہوئی شکست فضیحہ سے فوج اپنے افسر کو شہادت نصیب دیکھکر منتشر ہوگئی۔ مگر دوبارہ فوج آئی اوسکا افسر بہادر خان تھا جو قصبہ راجرا پر بڑی لڑائی کے بعد راجہ اور اوس کے بہت سے مالی و ملکی عہدہ داروں کو گرفتار کرکے دہلی لے گیا اور بادشاہ سلطان سے اطاعت اور خراج دہی کے اقرار پر اسکو رہائی ملی۔

پرتاب رودر پھر دکن آیا۔ بعد اس کے انتقال کے ویر بھدر اسکا لڑکا فرمان روا ہوا بھدر راجہ کچھ ایسا پست ہمت تھا کہ اس سے سلطنت کا انتظام نہ ہوسکا اور ہر ایک حاکم خود مختار راجہ ہوگیا۔

سلطان علاء الدین خلجی کا حملہ ۱۲۹۶ء میں سلطان علاء الدین خلجی نے دیوگڑھ کے راجہ رامدیو پر حملہ کیا اور اوسکو شکست دیکر بہت سا مال غنیمت لیا۔ ۱۲۹۷ء میں سلطان علاء الدین خلجی نے شہزادہ علی بیگ اور نصرت خاں کو گجرات پر بھیجا۔ ۱۲۹۸ء میں سلطان علاء الدین خلجی نے شہزادہ علی بیگ اور نصرت خاں کو گجرات پر بھیجا۔

سنہ ۱۲۹۶ء میں رامچندر سے مہادیو پور جاتے وقت کوہ واردھا کے کنارے ایک موضع کالی اسور پر قیام کیا تھا ہر آنکہ اسمقام پر گودا وری اور پرم گنگا جو سرحد برار کو علیحدہ کرتے ہوئے آرہی ہے دونوں ندیاں ملگئی ہیں اس جا کو اہل ہنود متبرک جانتے ہیں اور ہر بارہ سال گذرنے پر یہاں بڑا اسنان ہوتا ہے یہاں کالی اسور دیوتا کا بڑا مندر بنا ہوا جو توڑا دیا گیا ہے مگر ابھی تک اسکے قدیم آثار اور چار بڑے بڑے مہادیو کے پتھر کالی پتھر کے بیت ہی مصفا موجود ہیں ہندو لوگ کہتے ہیں کہ راجہ پرتاب رودر نے یہ مندر بنایا تھا۔ اور دہلی کی واپسی کے وقت وہ رنگل کے جانب نہیں گیا اسی مقام پر راہے اس لوں کے متصل مغرب کے جانب بڑی سجی قدیم ہے اور اوسکے رو برو پرانے پرانے باعظمت درخت ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس مقام پر دیول کی بربادی کے بعد مسلمانوں کی پرزور حکومت رہی ہے اب مختصر سا مورہ ہے ہنود لوگ بستی میں دیول کی ٹوٹی ہوئی حصہ کی مرمت کرکے کالے اسور دیوتا کی پرستش کرتے ہیں جاتی ہے اس مقام ضلع سرونچہ علاقہ انگریزی میں ہے میں نے وہاں جاکر حضرت حیدر ولی قدس سرہ کو خبر دیا کہ کی زیارت کرنے حاصل

سنہ ۱۲۹۶ء خلجی حقیقت میں ایک ترکی قوم ہے مگر ایک مدت سے افغانستان میں رہنے کے افغان کہلانے لگی۔ اس قوم کے لوگ جو ہند میں تھے انکو سردار جلال الدین فیروز سلطان کیقباد کا بھتیجا دیر میں گیا تھا پھر وہ بادشاہ کو قتل کرکے آپ تخت پر بیٹھا اور خاندان خلجی کا باقی رہا اس خاندان کی سلطنت کل تیس برس رہی جلال الدین خلجی کے بھتیجے سلطان علاء الدین کے عہد میں مسلمانوں نے دکن پر تسلط کرلیا و مختصر تاریخ ہند ۱۲

ورنگل پر چڑھائی کرنیکے لئے لشکر جرار بھیجا۔ مگر لشکر ناکامیاب واپس ہوا ۷۰۹ھ
مین دوبارہ لشکر بسرکردگی ملک نائب کافور و خواجہ حاجی ملکی راہ دیوگیر سے ورنگل
روانہ کیا گیا جب ملک نائب پرگنہ اندور مین پہونچا تو اوسنے اندور اور ہمارے
قلعہ قندہار و دیگر پرگنہ جات پر قبضہ کرلیا و اندر دیو رائے نے مقابلہ کرنے کو تو کیا مگر اس
مقابلہ سے بہت کچھ نقصان اوٹھایا علاوہ جانی و مالی نقصان کے بیس ہاتھی اور سات سو
گھوڑے اور بہت کچھ زر و جواہر پیش کرنے پر باقرار خراج دہی صلح نصیب ہوئی
اندور قندہار و دیگر پرگنہ جات واپس ملگئے اور ہمارا قندہار تا اختتام سلطنت
خلجیہ ورنگل ہی کے ماتحت رہا۔

سلطان غیاث الدین تغلق کا قبضہ

جب دہلی کی سلطنت خلجیون سے نکل کر خاندان تغلق کے ہاتھ آئی تو سلطان غیاث الدین
تغلق شاہ نے ۷۲۱ھ مین ملک فخر الدین کو فوج کثیر کے ساتھ ورنگل روانہ کیا چنانچہ
ملک فخر الدین قندہار و اندور پر تاخت کرتا ہوا ورنگل پہنچ گیا ہوشیار راجہ ورنگل محصور
کرلیا گیا مگر ابھی مستقل حکومت مسلمانون کی قندہار پر ہونے کا وقت نہ آیا تھا
اطراف ورنگل ہندو کی بغاوتون سے پیش آیا اور راجہ کے جان باز اور جان نثار
بہادر سپاہی راجہ کے دشمنون کو کسیطرح کامیاب نہ ہونے دیتے تھے جب تلوار اٹھاتے
اور ہاتھ چلاتے جدا ہوتے تو اپنے جسمی تعلق سے مسلمانون کے دماغ کا مقابلہ

---

۱۲ تغلق نامہ ضیاء برنی صفحہ ۔۔۔ جب خسرو خان وزیر قطب الدین خلجی بادشاہ کو قتل اور
اوسکے خاندان کو تباہ کرکے خود تخت پر بیٹھ گیا تو غیاث الدین تغلق جسکو غازی بیگ تغلق
بھی کہتے ہیں کیونکہ سلطان علاء الدین خلجی کے زمانہ مین غازی بیگ تغلق خسرو خان کو میدان مین شکست دیکر مارڈالا اور خود بادشاہ ہوا
خاندان تغلق کے اٹھ بادشاہ دہلی کے تخت پر بیٹھے اور ان کی حکومت تقریباً
سو برس رہی مگر غیاث الدین تغلق کے بیٹے سلطان محمد تغلق کے عہد مین
دکن کا ملک اسکی سلطنت سے علیحدہ ہوگیا۔ (تاریخ ہند) ۱۲

شروع کیا جس سے مسلمانوں کو فتح کی امید نہ رہی لشکر میں طرح طرح کی بیماریاں پھیل گئیں اسکے علاوہ شیخ زادہ دشقی اور عبید شاعر نے یہ خبر اوڑائی کہ دہلی میں فتنہ عظیم برپا ہو گیا ہے لشکر سراسیمہ ہو کر پلٹ گیا۔ راجہ نے تعاقب کیا۔ اور لشکر کو تتر بتر کر دیا پھر اسکے ہاتھ آ گئے ملک فخرالدین کو سخت ندامت ہوئی اور چاروں جہتوں میں دوسرا لشکر بھیجا کر کے قتل عام کرایا ہوا قندہار و بیدر سے گذر کر ورنگل فتح کر لیا۔ اور ورنگل کا سلطان پور نام رکھا۔ راجہ ستیزہ دہلی بھیجا گیا مگر تھوڑے ہی دن میں پھر راجہ دہلی سے ورنگل اور چند پرگنہ جات کی جاگیرداری کا تمغہ حاصل کر کے داخل ورنگل ہوا۔

حاجی سیاح سید سعید الدین سرور قندہ وم کی تشریف آوری اور اہل اسلام کی ترقی

جب بیدر پر بادشاہ دہلی کے طرف سے جاہ احاکم مقرر ہوا تو اسکے ماتحت میں ہمارا قندہار کر دیا گیا گو ہم اس قلعہ کو قندہار لکھتے آئے ہیں مگر اس زمانہ تک کندہار پکارا جاتا تھا۔ سلطان فیروز کی فصاحت پسندی نے اسے قندہار بنایا۔

یہ تاویل بھی کوئی بیجا نہیں ہے کہ اس سرزمین کی خوبی اور سرسبزی کے سبب افغانستان کے قندہار کے نام پر اسکا نام رکھا گیا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ قندہار ایک خوشگوار قطعہ ہے اور نہایت عمدہ موقع پر واقع ہے تالاب کا کنارہ شمال رویہ آبادی سے بالکل ملا ہوا ہے جنوب کی جانب سے مذبا پہاڑوں سے ہوتا ہوا بہتا ہے۔ قلعہ کے اطراف دور تک سرسبز و شاداب باغات ہیں جس میں ہر قسم کا میوہ پیدا ہوتا ہے پہاڑوں کے حصار سے یہ بڑا دلفریب منظر نظر آتا ہے۔ راستہ تنگ اور ہولناک گھاٹی کی گھاٹی سے ہو کر گذرتا ہے۔ عجب کیا کہ اس منظر نے ان ترکوں و افغانوں کو اپنے قندہار کا سمان یاد دلا دیا ہو اور وہ اسی کو قندہار کہہ اوٹھے۔

قندہار ابتدا آبادی سے ہندوؤں کے قبضہ حکومت میں تھا اور یہ اہل ہنود کی نہایت متبرک جائے سمجھی جاتی تھی کیونکہ یہاں مہادیو کا بہت بڑا مندر تھا۔

۷۵۵ھ میں جب حضرت شیخ نظام الدین اولیا کا دہلی میں وصال ہوا اور حضرت حاجی سیاح

سید شاہ سعید الدین سرور مخدوم ابن حضرت سید ابراہیم نجم الدین رفاعی قدس سرہٗ العزیز
بہ صحابت شیخ ابراہیم سپہ سالار تشریف فرمائی قندہار ہوئے اور وہ نہاد یو کا قدیم
مندر توڑا گیا تو سرور مخدوم نے یہین اقامت اختیار کی اور یہان اہل اسلام کی ترقی ہوئی

سلطان محمد تغلق کی سلطنت اور دکن کے ہر حصہ مین مسلمانونکی اشاعت

۷۲۵ھ مین غیاث الدین تغلق شاہ نے انتقال کیا اسکے بڑے بیٹے سلطان محمد تغلق نے جو بڑا بہادر اور جری تہا دہلی کے تخت سلطنت پر قدم رکہا اس بادشاہ مین مختلف صفتین بہین علم سے بہرہ وافی رکہتا تہا شجاعت مین حد سے زیادہ تہا۔ وہمی و بیرحم ہونیکے علاوہ انگریزی مورخون نے اسکو دیوانہ ہی بیان کیا ہے

دولت آباد کی آبادی

۷۲۷ھ مین اس نے دیوگیر کو آباد کرنا چاہا اسکا نام دولت آباد رکہا گیا اور جبراً دہلی کے باشندے بلائے گئے۔ جو نہ آئے وہ قتل کئے گئے دہلی ویران ہوگئی بڑے بڑے علما و فضلا و اولیا کرام کا گروہ دکن مین آگیا۔

حضرت سرور مخدوم کی وفات

بتاریخ ۱۶ رجب ۷۳۶ھ حضرت قطب الاقطاب تاج المشایخ مخدوم حاجی سیاح سرور سید سعید الدین رفاعی قدس سرہٗ نے رحلت فرمائی حضرت کے مزار مبارک پر نہایت خوش وضع گنبد تیار کیا گیا۔ اور اس مندر کی مسجد بنائی گئی جس مین ابتداءً حضرت نے اقامت فرمائی تہی۔

محمد تغلق کی ورنگل سے واپسی

۷۳۴ھ مین سلطان محمد تغلق شاہ ورنگل سے واپسی کے وقت جب قصبہ بیڑ پر پہنچا تو اوس کے دانتون مین درد پیدا ہوا اور ایک دانت نکل گیا تو اسی قصبہ بیڑ کے جانب جنوب تخمیناً ۶ میل موضع کرجنی کے پہاڑی پر دانت دفن کرکے گنبد بنا یا گیا وہ گنبد اب تک موجود ہے اور مولف نے ۱۳۱۹ھ مین اسکو دیکہا ہے۔

قندہار کے پختہ قلعہ کی تیاری

سلطان محمد تغلق نے قندہار کی حکومت پر شہاب سلطان المخاطب نصرت خان کو مقرر کیا تہا جس کا صدر مقام بیدر تہا خان مذکور ایک عرصہ تک مستقلاً حکومت کرتا رہا لیکن اس خبر کے مشہور ہونے پر کہ یہ باغی ہے

کام سے علیحدہ کیا گیا انکا جائزہ قتلغ خان کو دلایا گیا قتلغ خان ملک برہان الدین کا بیٹا اور دولت آباد کا صوبہ دار تہا اور سلطان محمد تغلق نے قتلغ خان سے قران مجید اور چند کتابین فارسی کی پڑہی تہین اور خط بہی صاف کیا تہا اس لئے اس دہمی بادشاہ کو کچھ عرصہ تک ان کے نسبت اچہا خیال رہا۔

پہلے قندہار کا قلعہ اینٹ و مٹی کا تہا۔ سلطان محمد تغلق شاہ کے فرمانروائی مین قندہار کا پختہ قلعہ تیار ہوا قلعہ کے پہلی دروازہ کے بائین جانب کی کمان[1] مین سب سے پہلا اور قدیم کتبہ ملک سیف الدولہ کے عہد حکومت کا ہے جسپر ۷۴۲ھ ہجری کندہ ہے اور ۷۴۵ھ ہجری سے ۷۴۸ھ ہجری تک ملک دکن سلطان محمد تغلق کے زیر حکومت رہا اور قلعہ قندہار کا کتبہ نصب ہونیکے دو سال قبل (۷۴۳ھ ہجری مین) سلطان کا گذر دربنگل سے واپسی کے وقت دکن کی مختلف مقامات پر ہوا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سیف الدولہ کا تعلق امرار شاہی مین تہا جس کے اہتمام سے قلعہ تیار ہوا اسی کتبہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ملک سیف الدولہ کے جانب سے مصطفےٰ اصفی الدین نایب مقرر ہوا تہا ۷۴۸ھ مین سلطانکی سخت گیری کی وجہ سے امرا نارانض ہوگئے اور دکن کا حاکم خود سر فرمانروا ہوگیا اسلئے دکن کا تعلق خاندان تغلق سے باقی نرہا سیف الدولہ کا نام ملک سیف الدین غوری ہے جو باغی امرا مین شامل ہوکر حسن سے ملگیا اور اسکی فوج کا جنرل مقرر ہوا جب حسن بادشاہ ہوا سیف الدین قندہار و بیدر دکو اس کا حاکم رہا جسکا ذکر آگے بیان کیا جائیگا بہرحال اس نے یہان تک ترقی کی کہ دکن کا وزیر اعظم ہوا تاریخ مختار الاخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ اوسہ[2] بہی سلطان محمد تغلق نے ۷۴۸ھ مین تعمیر کروایا تہا اوسہ کا قلعہ بہی قندہار کے قلعہ کیطرح وسیع میدان مین ہے اور اسی طرز کا بنا ہوا ہے۔

حسن کانگوی بہمنی کا قبضہ

سلطان محمد تغلق شاہ کی سیاست کی وجہ سے اکثر امرا ناراض اور اطاعت سے منحرف ہوکر دکن مین متفرق طور پر مقیم تہے۔ جب بادشاہ دہلی کے جانب روانہ ہوا تو باہمی اتفاق سے اسمعیل فتح خان کو ناصر الدین شاہ خطاب دیکر دکن کا

[1] قلعہ اوسہ قندہار سے (۵۱) میل ہے اور مین نے اسے دیکہا ہے ۱۲

خود مختار بادشاہ بنالیا اس لئے کہ سب امرا مین یہہ سن رسیدہ شخص تہا۔ اگرچہ تغلق شاہ نے فوج کثیر سے دولت آباد پر حملہ کیا مگر سوائے نقصان کے کچھہ فائدہ حاصل نہوا۔

ادہر ان باغیون نے پریشان کر رکہا تہا ادہر لاہور کا فساد برپا ہوا سلطان کو لاہور کی شہر آشوبی دور کرنی زیادہ ضرور تہی ان کے مقابلہ سے فوج کو ہٹالیا باغیون کو اچہا موقع ملا تعاقب کر کے خزانہ سلطانی بہی لوٹ لیا۔

ان باغی امرا مین وہ اقبال مند شخص بہی تہا جو بالفعل حسن کے نام سے اور آگے چل کے سلطان علاء الدین حسن کانگوئی بہمنی بادشاہ دکن کے لقب سے دنیا کی تاریخ مین مشہور پانے والا ہے اور جسکے خاندان مین ۱۸۶ سال دکن کی بادشاہی رہی۔

عماد الملک تبریزی کا قتل

علی شاہ خواہر زادہ ظفر خان علائی نے جو باغی امرا دن سے تہا ایک جہوٹا سا لشکر لیکر بیدر پر حملہ کیا اور وہان کے نایب کو قتل کر کے بیدر پر قابض ہوگیا قتلغ خان ایک بہادر شخص تہا فوراً بیدر پہنچا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ علی شاہ گرفتار ہوا اور سلطان تغلق کے پاس بہیجدیا گیا۔ باغی امرا دن کے باعث دکن مین غدر مچا ہوا تہا دہلی سے عماد الملک ترکمان سپہ سالار کو ایک بڑے لشکر کے ساتہہ بیدر بہیجا گیا۔ مؤرخ دلمسٹ نے اپنی تاریخ مین عماد الملک کو تبریزی اور محمد تغلق شاہ دہلی کا داماد بتلایا ہے۔ کچہ عرصہ تک ہوا اچہی رہی۔ زیر حکومت عماد الملک بہادر رہا عماد الملک کو آئے ہوئے تہوڑے ہی دن ہوئے تہے کہ ان کی زندگی کا فیصلہ کرنے والی فوج قلعہ بیدر کے اطراف حسن کانگوئی بہمنی سپہ سالار دکن کی زیر کمان

---

۱۲ ۱۳۴۷ء مین سلطان علاء الدین بہمنی تخت نشین ہوا اور ۷۴۸ ہجری مین کلیم اللہ بہمنی بیدر سے بہاگ کر احمد نگر گیا اور وہان مر گیا اور خاندان بہمنی کا خاتمہ ہوا۔

۱۲ اکثر مورخین کو اتفاق ہے کہ حسن کانگوئی اور عماد الملک تبریزی کا مقابلہ بیدر پر ہوا ہے مگر مواہب منان لاہوری مقام گلبرگہ پر اس واقعہ کا ہونا بیان کیا ہے۔ ۱۲

پہونچ گئی۔

حسن نے گلبرگہ کا خاطر خواہ انتظام کر لیا تھا۔ تیس ہزار سوار کے ساتھ عماد الملک بہادر سے مقابل ہوا۔ طرفین سے دل توڑ کر لڑے مگر تقدیر الہی نے دکن کی بادشاہت۔ حسن کے نام لکھدی تھی اور قضا نے اسکا فیصلہ کر لیا تھا کہ خاندان تغلق کی حکومت دکن سے اوٹھا دیجائے کوئی تدبیر سلطنت دہلی کی موئد نہ ہو سکی۔

ورنگل کے راجہ نے سلطان تغلق شاہ کے ہاتون سخت صدمہ اوٹھایا تھا اور اپنی آبائی حکومت یعنے قلعہ قندہار ہاتھ سے دیکر اپنی مایوسانہ زندگی کا حصہ قصبہ کولاس مین بسر کر رہا تھا اس نے ایک پیدل جمعیت سے حسن کی مدد کی جس کی تعداد پندرہ ہزار کی تھی اور ساتھ ہی مراد الدین شاہ کے پاس سے پانچ سو سوار پہونچ گئے۔ حسن کی فوج کو کامل زور پہونچ گیا اور طرفین مین جو کشت وخون ہوا اسکی تعداد تو سیکڑون سے گذر کر ہزارون پر آ پہونچی تھی دونون لشکرون کے دل جوش سے بھرے تھے اوپر شہنشاہی وعدہ ادہر نئی بادشاہت کے فیاضانہ عطیات غرض کہ دونون لشکر جی کھولکر لڑے عماد الملک بہادر کے حملون کا جو شجاعت ومردانگی مین ضرب المثل روز گار تھا ملک سیف الدین غوری نے جو فوج حسن کا جرنیل تھا۔ خوب جواب دیا عماد الملک عین معرکہ مین مارا گیا فوج نے پریشان ہو کر معہ چند امرا قلعہ قندہار مین جسکا پختہ حصار تیار ہو چکا تھا پناہ لی۔

حسن بعد فتح بیدر دولت آباد کے طرف متوجہ ہوا اور ملک سیف الدین غوری نے قندہار کا محاصرہ کر لیا جب محاصرہ کو ایک عرصہ گذرا تو حسن کانگو ئی بہمنی بذات خود قندہار پہونچا اور محصورین کی تہمالیش کی۔ آخر الامر بعد تہمالیش امرای مغل وافغان وراجپوت نے جو قلعہ مین محصور تھے حسن کی اطاعت قبول کی۔

سیف الدین غوری کی حکومت عید گاہ کی تیاری

قلعہ قندہار وکولاس وبیدر کی حکومت سیف الدین غوری المخاطب ملک سیف الدولہ کے سپرد کر دی گئی۔ قلعہ کے پختہ اور رنگین عمارتین[1]

[1] قلعہ کے اندرون حصار مین پہلی دروازہ کے بازو چھوٹی کمان مین ملک سیف الدولہ کے عہد کا کتبہ جلوس ۷۴۳ھ کا کندہ ہے ۱۲

تالاب کا سنگ بست پشتہ اور عیدگاہ ملک سیف الدولہ کے عہد حکومت مین باہتمام حاجی مصطفےٰ صفی الدین تیار ہوے ہین۔

اعظم ہمایون کی حکومت

جب ملک سیف الدین غوری کو رائچور و مدگل و گلبرگہ وغیرہ کی حکومت دی گئی تو قندہار و بیدر و اندور کولاس کی حکومت اعظم ہمایون ملک سیف الدین کے بیٹے کے پاس رہی۔

سلطان علاو الدین حسن کانگوئی بہمنی کا حال

ہمارے قندہار مین سلطان علاو الدین کانگوئی بہمنی کا ایک عرصہ تک تبصنہ رہا ہے اور بیان کے منبر کے ممبرون پر خطبہ مین اس بادشاہ کا نام لیا گیا اس لئے ہمین اس کا مختصر سا ابتدائی حال بیان کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

حسن قوم کا افغان اور دار الخلافت دہلی مین گنگو برہمن منجم کے پاس ملازم تہا اور اس نجومی کو شہزادہ محمد تغلق کے پاس بڑی عزت حاصل تہی۔ حسن نہایت تنگی اور عسرت سے بسر کرتا تہا۔ گنگو نے اسکے حالت افلاس و فاقہ کشی پر رحم کہا کر دو بیل دلائے اور اپنے علاقہ کی کسیقدر زمین اسکے سپرد کی تا اس مین کاشتکاری کرکے اپنے گذر کرے ایک روز حسن اس زمین پر ہل چلا رہا تہا اسکا ہل زمین مین دہس گیا۔ باوجود کوشش کے نکل نہ سکا۔ اس نے اس زمین کو کھودا اہل مین زنجیرین اور لچی ہوئی تہین جب زنجیر علیحدہ کین تو ایک ظرف دکہائی دیا جس مین اشرفی طلائی عنبر مسکوک تہین۔ حسن شب کیوقت اس ظرف اور اشرفیون کو چادر مین باندہکر منجم کے مکان کو پہونچا دیا اور اسمین کسیطرح تصرف نکیا گنگو نے اسکی نیک نیتی و دیانت داری پر تحسین کی اور دوسرے ہی دن یہ قصہ شہزادہ محمد تغلق سے بیان کیا شہزادہ نے حسن کو بلوایا اسکو ایک سنجیدہ اور متین آدمی پایا۔ باپ سے اجازت حاصل کرکے اسکو اپنے مصاحبون مین شریک کرلیا۔

الف مولف صاحب سیرۃ المحمود نے گنگو منجم اور حسن کو اسکا غلام لکہا ہے مگر اکثر مورخین گنگو کو منجم اور حسن کو اسکا ملازم لکہتے ہین۔

گنگو علم نجوم مین مہارت کامل رکھتا تہا ایکروز اس کے طالع کا زائچہ کہینچکر بیان کیا کہ تو صاحب اقبال ہوگا اور تجکو بادشاہت نصیب ہوگی تو مجھسے اقرار کر کہ اگر اللہ تعالی تجکو بادشاہت عطا کرے تو میرے نام کے ساتہہ میرا نام بہی شریک رہے چونکہ حسن اسکا یک پروردہ تہا اور اس امید موہوم کے وقوع پذیر ہونے کا یقین کامل بہی نہتا اس شرط کو قبول کر لیا تہوڑے عرصہ کے بعد جب اس سے کارہای نمایان ہوے توعہدہ مین ترقی ہوتے ہوتے گروہ امرا مین شامل ہوگیا۔

جب محمد تغلق شاہ بعد انتقال باپ کے خود بادشاہ ہوا تو اس کے دربار مین اور ترقی ہوئی اور بادشاہ کے ساتہہ دکن مین آیا۔ اور بعد واپسی بادشاہ سیاست کے خوف سے یہین مقیم رہا اور امراے دکن مین شامل ہوگیا سب امرا نے محمد تغلق شاہ سے بغاوت اختیار کر کے محمد ناصر الدین کو جو ایک سن رسیدہ امیر تہا دکن کا بادشاہ بنالیا اور دہلی سے تعلق توڑ دیا۔ مگر جب حسن کے فتوحات اور اولوالعزمی سب امیرون سے بڑہ گئی تو محمد ناصر الدین بادشاہ نے اپنی بادشاہت حسن کے حوالہ کی ۱۳ شہ مین ربیع الثانی کی ۳ تاریخ جمعہ کے دن اسکے سر پر تاج شاہی رکہا گیا اور ظفر خان سلطان علاء الدین حسن گانگو بہمنی خطاب قرار پایا اور حسن آباد گلبرگہ دار السلطنت ہوا۔ اور سلطان علاء الدین حسن نے گیارہ سال دو مہینے سات روز بادشاہی کر کے ۶۷ سال کی عمر مین پانچوین ربیع الاول ۷۵۹ھ کو وفات پائی۔

حسن کا نسب نامہ | بعض مورخین حسن کا نسب نامہ اسطرح بتلاتے ہین۔ سلطان علاء الدین حسن ابن کیکاوس۔ ابن محمد۔ ابن علی۔ ابن حسن۔ ابن سہام۔ ابن سیمون۔ ابن سلام۔ ابن ابراہیم۔ ابن اضیر۔ ابن منصور۔ ابن رستم۔ ابن کیقباد۔ ابن منوچہر۔ ابن نامدار ابن اسفندیار۔ ابن کیومرث۔ ابن خورشید۔ ابن صعصائی۔ ابن فغفور۔ ابن فرخ۔ ابن شہریار ابن عامر۔ ابن شہہد۔ ابن ملک داؤد۔ ابن یوشنگ۔ ابن بنک کرد ار۔ ابن فیروز بخت

لہ تاریخ مختار الاخبار مین غرہ ربیع الاول ۷۵۹ھ لکہا ہے۔

ابن نوح - ابن صالح - اور صالح سے بہرام گور تک چند واسطے ہیں اور بہرام گور سامان کی اولاد میں اور سامان ہمن ابن اسفندیار کیانی کی نسل سے ہے سراج التاریخ میں اسکا ذکر ہے لیکن اکثر مورخین اس نسب نامہ پر اعتبار نہیں کرتے اور انکا خیال ہے کہ یہ شباہت مل جانیکے وجہ سے خود امدیوں نے اوسے عالی نژاد بنایا ہے

حضرت شیخ سراج الدین جنیدی کے تذکرہ میں حسن گانگو بہمنی کا ذکر

تاریخ تذکرۃ الملوک اور حضرت شیخ سراج الدین جنیدی قدس سرہٗ کے تذکرہ میں حسن گانگو بہمنی کا حال اسطرح تحریر ہے کہ جب شیخ سراج الدین صاحب جنیدی قدس سرہٗ دہلی سے سلطان غیاث الدین تغلق سے رنجیدہ ہوکر ۷۲۳ ہجری میں دکن تشریف لائے دریا سے کرشنا کے کنارہ موضع کوڈچی میں اقامت اختیار فرمائی کوڈچی کے قریب موضع سرگاپور ہے وہاں حسن اور اوسکی والدہ اور بی بی وغیرہ اقامت پذیر تھے اور نہایت فلاکت سے بسر کرتے تھے جب حضرت شیخ صاحب کی تشریف آوری کی خبر سنی یہ تمام خاندان کوڈچی میں چلے آئے اور حضرت موصوف مرید ہوئے حسن کانگو بھی حضرت کے ارشاد کے موجب اس نے مسجد کی تیاری شروع کی اور حسن کو ذکر کرنیکا اور اسکی نگرانی پر مقرر کیا ایک روز حسن سو رہا تھا اس کے سر پر مار سیاہ پھن پھیلائے رہا تھا یہ خبر جب کانگو نجومی کو ملی تو اس نے حسن کو بادشاہ ہونیکی بشارت دی اور حسن کے نام کے راجہ اپنے نام کا جزو ملانیکے لئے وعدہ لے لیا اور حضرت شیخ صاحب بھی حسن کو سوتا دیکھکر اپنے دہان مبارک سے بادشاہ دکن فرمایا مسجد کے ختم ہونیکے بعد جب حسن نے شیخ سے اپنے افلاس اور تکالیف کا اظہار کیا تو شیخ نے صحرا سے نرنڈہ کے دفینہ کی حسن کو نشاندہی کی حسن نے شیخ کے ارشاد کے موافق دفینہ پر قابض ہوکر فوج تیار کی اور قلعہ مرچ راجہ رائے درگا پتنا سے چھین لیا اور اس کے بعد قلعہ پنالا گڈہ راجہ کاوہ دیو سے لیا اسطرح بہت سے قلعہ فتح کئے اور رائے بہیران رائی گلبرگہ کو مغلوب کرکے قلعہ گلبرگہ پر قابض ہوگیا

اور اس کے بعد افسران فوج جو سلطان محمد تغلق سے بغاوت کر کے دکن میں بطیرے ہوئے تھے انمین شریک ہو گیا سلطان تغلق کا قبضہ دکن سے اٹھنے کے بعد کل امرا نے حسن کو بادشاہ بنایا۔ حسن کے مان کا نام اشرف جہان مانصاحب بی بی تھا جو شیخ کی مریدہ تھین۔ بتاریخ ۱۰ رجب ۷۵۸ھ انکا انتقال ہوا اور موضع کوڑجی کے بیرونی دروازہ کے جانب دفن کر کے نہائت شاندار مقبرہ تیار کیا گیا سالانہ عرس بہت دھوم دھام سے ہوتا ہے موضع کوڑجی اور اس کے متعلقہ سات موضع شیخ کو جاگیر دئے گئی تھی جو اب تک شیخ کے اولاد کے قبضہ ہے اسی سال ۷۵۸ھ مین شیخ صاحب گلبرگہ تشریف لائے اور یہین قیام فرمایا اور ۷۸۱ھ مین آپ کا وصال ہوا آپ کی عمر ایکسو گیارہ سال کی تھی۔ شیخ کا روضہ گلبرگہ مین مشہور ہے تذکرہ شیخ مین جس کے متعلق جو ذکر ہے اسکی نقل کر دیگئی لیکن جو کیفیت تاریخ فرشتہ مین لکھی ہے اور جسکو تمام مورخین نے تسلیم کیا ہے وہ اوپر بیان ہو چکی ہے

سلاطین بہمنیہ کی فرمانروائی

بعد انتقال حسن گنگو بہمنی کے اسکا بیٹا محمد شاہ بہمنی بادشاہ ہوا قلعہ قندہار بشمول بیدر۔ اندور و کولاس۔ حسب سابق اعظم ہمایون کے تحت حکومت رہا محمد شاہ بہمنی نے ستر سال نو مہینے پانچ دن بادشاہت کر کے ۷۷۵ھ مین انتقال کیا اس بادشاہ نے اپنے عہد مین سونے کے سکے چلائے جسکے ایک جانب کلمہ طیبہ کے ساتھ چاروں اصحاب پاک کے مقدس نام منقش تھے اور دوسرے جانب بادشاہ کا نام و سن جلوس تھا۔ بعد محمد شاہ کے مجاہد شاہ بہمنی نے تین سال بادشاہت کی جب داؤد شاہ بہمنی اس کے چچا نے اسکو قتل کیا خود بھی زیادہ

لہ مولانا خواجہ احمد صاحب جنیدی ذیشرہ جنکا مزار مبارک قصبہ شمس آباد علاقہ پالگاہ کے بڑے بلغ کی قدیم مسجد کے روبرو ہے حضرت شیخ صاحب کی اولاد مین تھے

حکومت نکر سکا - ایک مہینا پانچ روز بادشاہت کرنیکے بعد مارا گیا -

مدرسہ محمود شاہی | داؤد شاہ کے بعد محمود شاہ ابن حسن کانگوی بہمنی ۸۷۴ھ میں بادشاہ ہوا باوصف اسقدر تغیرات کے قندہار کا حاکم اعظم ہمایون ہی رہا مگر محمود شاہ کے عمل میں قندہار کی رونق زیادہ بڑھ گئی - اس بادشاہ نے یہاں یتیمون کے لئے ایک مدرسہ قایم کیا تہا جس میں یتیمون کو کہانا اور کپڑا سرکار سے ملتا تہا اور انکی پرورش و تعلیم کے لئے اچھے اچھے علما و فضلا مقرر کئے گئے تہے - اور معلمون کے لئے معقول ماہوار ین مقرر تہین - علما اور مجودین کو وظایف دئے جاتے تہے -

اس بادشاہ کے عہد میں امساک باران کی وجہ سے بارا سال تک یعنے ابتدائی ۹۳۶ھ مطابق ۱۵۲۹ء سنہ ۹۴۵ھ تک دکن میں قحط رہا اور اس نیک نیت بادشاہ نے ایک ایک ہزار گاڑ سرکاری اس کام پر متعین کر دیا تہا کہ ممالک گجرات و مالوہ سے دکن میں روزانہ غلہ پہونچایا کرین -

جامع مسجد | بعض مورخین نے اسکا نام محمد شاہ بہمنی لکہا ہے - اگرچہ کتبہ تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ یہان مدرسہ قایم کیا گیا تہا - مگر کوئی پرانی عمارت اس مدرسہ کا نشان نہین دیتی - البتہ جامع مسجد وسط آبادی مین نہایت وسیع و شاندار واقع ہے جو اپنے قدیم زمانہ کو اقا عظم اور اقا مراد کے نام سے یاد دلاتی ہے - محمود شاہ نے انیس سال نو مہینے چودہ دن بادشاہت کی اسکے بعد اسکا بیٹا غیاث الدین بہمنی صرف ایک مہینا بیس روز بادشاہ رہا اسکے بعد اسکے بہائی شمس الدین بہمنی نے ساڑہے سات روز بادشاہت کی اسکو محمول کرکے

---

۱ مسجد کے دروازہ پر کتبہ ہے کہ در زمان اقا عظم و اقا مراد اتمام شد کوئی سنہ نہین تبلایا ہے ۱۲

۲ غیاث الدین بہمنی کو اس کے ایک ترکی غلام تغلچین نے عیاری سے دعوت دیکر تنہائی مین اس کے آنکہین نکلوا دین اور اس کے چہ بیس امرا کو قتل کرکے اس کے بہوتی بہائی شمس الدین کو تخت نشین کیا - فیروز خان اور احمد خان سلطان داؤد شاہ مقتول کے بیٹون نے حکمت عملی سے موقع پاکر تغلچین اور شمس الدین کو قید کر لیا اور شمس الدین کو محمول کرکے قلعہ بیدر مین بہیجدیا اور تغلچین غیاث الدین نے جبرکے انکہین اس نے نکلوا دین تہین اپنے رو برو ہاتہی کے ذریعہ سے شیر سے قتل کیا اور فیروز خان بادشاہ بنا

فیروز شاہ بہمنی بن داؤد شاہ بہمنی جلوہ افروز تخت بہمنی ہوا۔

رونق افروزی حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ

۸۰۳ھ مین حضرت سیدی عالیمقام میر سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ قصبہ بیگل سے معظمہ الند کو جاتے وقت بغرض زیارت مزار مطہر

حضرت حاجی سیاح سمرو رمخدوم سید سعید الدین قدس سرہٗ رونق افروز قندہار ہوئے تھے۔

دولد سید محمد گیسو دراز کا حال

آپ بتاریخ ۴ رجب ۷۲۱ھ بمقام دہلی پیدا ہوئے آپ کے والد کا نام حضرت سید یوسف المعروف سید راجہ ہے (۱) واسطے کے بعد آپ کا شجرہ نسب حضرت سید الشہدا امام حسین رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ جب سلطان محمد تغلق نے دیوگیر کا نام دولت آباد قرار دیکر اسکے آبادی مین ترقی دی اور بہت سے لوگ دہلی سے دولت آباد چلے آئے اسوقت حضرت سید یوسف صاحب بھی اپنے کنبے کے ساتھ دہلی سے نکلے اور سیاحت کرتے ہوئے چار مہینے کے عرصہ مین دولت آباد پہونچے اور یہین قیام فرمایا اسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز کی عمر ۴ سال کی تھی جب آپکا سن شریف گیارہ سال کا ہوا تو آپ کے والد بزرگوار ۵ شوال ۷۳۲ھ مین انتقال فرمایا آپ کا روضہ مبارک خلد آباد مین ہے جو دولت آباد سے (۱۴) کے فاصلہ پر واقع ہے۔ والد کے انتقال کے بعد آپ اور آپ کے بڑے بھائی سید حبیب اللہ اور آپکی والدہ دولت آباد ہی مین قیام پذیر رہے۔ جب آپکے والدہ صاحبہ اپنے بھائی ملک الامرا ابراہیم ستوفی سے رنجیدہ ہو گئین تو اپنے دونون فرزندون کو ساتھ لیکر دہلی کے جانب روانہ ہوئین اور بخیر و عافیت وہان پہونچین۔ اور اپنے قدیم مکان کو رونق دوبالا بخشی اسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز کی عمر ۱۴ سال کی تھی۔ اور آپ ہمیشہ حضرت شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین محمود اودہی چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت بابرکت مین حاضر رہا کرتے تھے بعد دو سال کے تاریخ ۳ ماہ رجب ۷۳۷ھ کو آپ اور آپکے بھائی سید حبیب اللہ شیخ الاسلام کے زمرۂ مریدین مین شامل ہوئے۔ گو آپ صاحب کشف و کرامات ہو چکے تھے

---

(۱) یلورہ کے پہاڑ کے جانب آپ کا مقدس روضہ اور گنبد ہے آپ ہی کے روضہ کے احاطہ مین اورنگ زیب شاہ رئیس گولکنڈہ کی قبر معمولی حیثیت مین ہے۔

(۲) آپ کا مزار مبارک بھی حضرت سید یوسف قدس سرہ کے گنبد کے پاس ہے۔

لیکن آپکی توجہ سیر و سلوک و اکتساب کمالات و تحصیل علوم باطنی کیطرف مبذول تھی جب آپکا سن شریف چالیس سال پر پہونچا تو آپکی والدہ ماجدہ نے اپنے روبرو مولانا سید احمد بن جمال الدین حسینی مغربی کی دختر بی بی رضا خاتون سے آپکا عقد کیا جن سے دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں ہوئیں۔ آپکا لقب گیسو دراز مشہور ہونیکی نسبت بہت سی روایتیں مشہور ہیں مگر آپکے تذکرہ سے یہی ثابت ہے کہ آپ نے خواجہ احمد سیرو قاضی راجہ کے استمزاج پر فرمایا تھا کہ جب میں اپنے مرشد شیخ الاسلام شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی کے پاس گیا اس وقت حضرت بالاخانہ پر تشریف فرما تھے اور بہت سے ارادتمند ملاقات نیچے نظر کئے ہوئے ٹہیرے رہتے میں بھی انمیں شامل ہوکر ٹہیرا رہا۔ بالاخانہ سے ایک خادم نے آکر یہ کہا کہ سید محمد کی یاد ہوئی ہے اسوقت تین شخص موجود تھے جنکا نام سید محمد بتایا اس نے خادم سے واپس جاکر عرض کیا کہ تین سید محمد حاضر ہیں حضرت نے ارشاد فرمایا کہ سید محمد گیسو دراز کو بلالاؤ۔ چونکہ میرے گیسو بہت دراز تھے۔ اسلئے خادم نے باواز بلند میرے جانب متوجہ ہوکر کہا کہ سید محمد گیسو دراز کی طلبی ہوئی ہے۔ میں حضرت کے پاس گیا جب سے مجھکو لوگ گیسو دراز کہنے لگے حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی کا وصال بتاریخ ۱۸ رمضان ۷۵۷ھ ہوا حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ ماہ ربیع الاول ۷۵۸ھ میں دہلی سے اپنے تمام کنبے کو ساتھ لیکر دکن کا قصد فرمایا اور مختلف ملکوں کی سیر کرتے ہوئے ماہ ذیقعدہ میں دولت آباد پہونچے۔ اور یہاں قیام فرمایا۔ گلبرگہ میں سلطان فیروز شاہ بہمنی بادشاہ تھا اس نے بہت اعزاز کے ساتھ آپکو گلبرگہ میں بلوایا آپ دولت آباد سے بغرض ملاقات حضرت شیخ صلاح بابا کوچک پنجابی قدس سرہ جو ایک عرصہ سے قصبہ بیڑ میں مقیم تھے بیڑ تشریف فرما ہوئے اور کچھ دنوں شیخ کے پاس مہمان رہکر بقصبہ ہمگل[1] کے جانب دولت افروز

[1] ہمگل ضلع اندور میں ہے یہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر بابا شاہ پتھر کا روضہ ہے اور اس روضہ کے اطراف کی آبادی کو بابا پور تعلق ہمگل کہتے ہیں۔ اور محمود بہمنی کے عہد میں آپ کے روضہ کی پختہ مرمت ہوئی ہے اس مقام کو نوعا ولایت مقدس جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ (چہل تن و چہل من) جو درویشوں کا راز ہے یہیں سے متعلق ہے حضرت کو کوئی اولاد نہیں پہلے بابا پور اور بابا نگر احاجات عود و ہمگل کے لئے سرکار سے جاگیر تھی اب جاگیرات شریک خالصہ ہیں۔ سات سو روپئے سالانہ اخراجات عرس کے لئے ملتے ہیں۔ ۱۴ رجب کو عرس ہوتا ہے دور دور دراز کے مقام سے فقرا آتے ہیں مجکو بابا پور جانیکا اتفاق ہوا ہے اور آپکے مقدس مزار کی زیارت کا شرف حاصل ہے ۱۲

قصبہ بیگل مین حضرت بابا شاہ نہتر ابدالی قدس سرہ کا مزار ہے بعد حصول زیارت وہان سے قصبہ الند[1] کے جانب قصد فرمایا راستہ مین قصبہ قندہار[2] واقع ہے حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین قدس سرہ کے مزار کی زیارت کی۔ سرور مخدوم کے پوتے شاہ چمن اسوقت موجود تھے۔ جنکو حضرت سید محمد گیسو دراز سے ملنے کا شرف حاصل ہوا پھر آپ قصبہ الند تشریف فرما ہوئے اور حضرت لاڈلے مشایخ صاحب الفاری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرکے وہان سے حسن آباد گلبرگہ آئے فیروز شاہ بہمنی بادشاہ نے آپ کا بہت اعزاز کیا اور قلعہ کے پاس آکر رہنے کے لئے جگہ دی کچھ عرصہ کے بعد جب فیروز شاہ بہمنی سے رنجش ہوگئی تو آپنے مقام بدلدیا اور جہاں اسوقت حضرت کا روضہ ہے وہان قیام فرمایا۔ فیروز شاہ بہمنی کا بھائی احمد خان آپکا بہت معتقد تھا۔ آپ کی دعا کی برکت سے فیروز شاہ کے بعد احمد خان جسکا لقب سلطان احمد ولی بہمنی تھا بادشاہ ہوا اور ہمیشہ آپ کا معتقد رہا۔ اسطرح آپکے اعزاز مین بہت ترقی ہوی۔ دوشنبہ کے روز بتاریخ ۱۶ ذیقعدہ ۸۲۵ھ صبح کے وقت آپ کا وصال ہوا (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپکی عمر شریف ۱۰۵ سال ۴ ماہ اور ۱۲ دن کی ہوئی تھی آپ کے وصال کے دو سال بعد احمد شاہ بہمنی نے آپ کے روضہ مقدس کے گنبد کی تیاری شروع کروائی تھی اور اس کے بیٹے سلطان علاء الدین کے عہد مین ختم ہوئی

داؤد خان کی حکومت فیروز شاہ بہمنی کے بعد ہمارے قندہار کی حکومت داؤد خان دکھنی کو ملی جو ضلع پرگنہ جات تلنگ کے بھی صوبہ دار تھے ۸۲۵ھ مین سلطان احمد شاہ ولی بہمنی تخت نشین ہوا اور اسنے ریاست ورنگل کو تباہ کرکے ممالک تلنگان پر اپنا قبضہ

---

[1] قصبہ الند ضلع نلدرگ (عثمان آباد) مین ہے اور اسکا تعلق جاگیرات پائیگاہ سے ہے۔

[2] قصبہ قندہار ضلع ناندیڑ مین ہے بیگل سے بالائے اندور الند جاتے وقت یہ مقام بیچ مین واقع ہے حضرت سید محمد کے ملفوظات اور تذکرہ مین صرف یہ لکھا ہے کہ آپ بیڑ اور بیگل اور الند تشریف لیگئے تھے مگر درمیانی مقامات کا ذکر نہین ہے قدیم قلمی بیاض سے آپ کا بیگل سے الند جاتے وقت قندہار کو آنا ظاہر ہے اور یہ باور ہوسکتا ہے کہ جب بیگل سے الند جائین تو گذر ادہر سے ہوگا۔

اور ۷۳۴ھ ہجری مین بیدر کو جو قدیم شہر راجہ بہیم سین کا پایہ تخت تہا اسکا احمد آباد نام رکھکر بہمن دار السلطنت قایم کیا۔ یہہ وہی بہیم سین ہے جسکی ماہ پارہ پاکباز لڑکی دمن پر راجہ نل مارہ کے بادشاہ نے عاشق ہوکر بڑی بڑی آفتون کا سامنا کیا تہا اسکا قصہ نل دمن مشہور ہے جو شیخ فیضی نے لکہا ہے۔

سلطان احمد شاہ کے ولی مشہور ہونے کا باعث

سلطان احمد شاہ کے بادشاہ ہونیکے بعد دکن مین دو سال امساک باران کی وجہ سے قحط ہوگیا تمام تالاب دہنرین سوکہہ گئین باولیون کا پانی خشک ہوگیا ہزارہا مخلوق تباہ ہوگئی جنگل کے درند وچرند بغیر پانی کے مرگئے مویشی اور آدمی بہوک سے مرنے لگے۔ ہرچند علماء ومشایخ وزہاد نماز استسقا مین مصروف ہوئے اور ہنود نے اپنے مذہبی طریق پر دعائین مانگین مگر پانی مطلق نہین برسا۔ احمد شاہ گہبرایا اور خود نماز استسقا پڑہنے کو گیا۔ کہتے ہین کہ بادشاہ کے نماز ادا کرتے وقت بڑی بارش ہوئی بادشاہ کا سر سجدہ مین تہا اور زور سے مینہہ برستا رہا۔ کثرت بارش سے لوگ گہبرا گئے اور پکارا اٹہے کہ اے احمد شاہ ولی تیری ولایت وکرامت معلوم ہوئی اب سر اوٹہا اور گھر کو چل بادشاہ نے سجدہ سے سر اوٹہایا اور بڑی دھوم سے پڑتے پانی مین شہر مین آیا جب سے احمد شاہ ولی مشہور ہوگیا۔

دار السلطنت احمد آباد بیدر کی ماتحتی اور شہزادہ داؤد خان کا حیدر قلعہ قندہار پر قبضہ

اب قندہار دار السلطنت گلبرگہ سے دار السلطنت بیدر کے ماتحت ہوگیا۔ اور سلطان احمد ولی البہمنی نے اپنے چہوٹے بیٹے شہزادہ داؤد خان کو قلعہ قندہار دیدیا اور شہزادہ کے کارپردازون کی حکومت اس قلعہ پر رہی۔

۱؎ پروفیسر ایچ ایچ ولسن نے اپنے کتاب کی ساتوین جلد صفحہ (۱۶۴) مین یون تصریح کی ہے کہ بیدر کا نام ویدھر بہا تہا بہت وسیع زرخیز ملک تہا بعض کتب مین اسکا قدیم نام دورابہا لکہا ہے۔

۲؎ مصنف اعمال صالحہ نے لکہا ہے کہ بیدر بہیم سین کا پایتخت تہا۔

مجھ کو بہی دو سال تک بیدر مین رہنے کا اتفاق ہوا ہے یہہ نہایت عمدہ مقام اور سمندر سے (۲۳۴۰) فیٹ بلند ہے

حضرت سانگڑے سلطان کی سفر سے واپسی

۸۳۲ھ مین حضرت شیخ المشایخ شیخ علی شاہ سانگڑے سلطان مشکل آسان قدس سرہٗ خراسان کے سفر سے کچھ عرصہ تک دولت آباد مین قیام فرما کر قندہار مین واپس تشریف فرما ہو کر اپنے قدیم مقام تالاب کے عرب رویہ کنارے پر اپنے والد بزرگوار کے مزار مبارک کے قریب مقیم ہوے۔

نظام الملک غوری کی حکومت

۸۳۵ھ مین علاو الدین بہمنی بادشاہ ہوا۔ قلعہ قندہار پر شہزادہ داؤد خان بہادر کی حکومت تھی اس کے بعد نظام الملک غوری کو قلعہ سپرد ہوا۔

وفات حضرت سانگڑے سلطان

بتاریخ ۸ صفر ۸۴۶ھ حضرت سیدی ذیشان شیخ المشایخ شیخ علی شاہ سانگڑے سلطان مشکل آسان کا وصال ہوا۔ حضرت کا گنبد نہایت اچھے موقع پر تالاب کے گوشہ غرب وجنوب کے طرف ایک مقتدر تاجر نے جو آپ کا معتقد تھا تیار کیا۔

ملک شاہ چنگیز خان کی حکومت

۸۶۲ھ مین بعد انتقال علاو الدین بہمنی کے انکا بیٹا ہمایون شاہ ظالم بادشاہ ہوا نظام الملک غوری صوبہ دار تلنگ کے تحت حکومت مین قندہار ہی تھا جب نظام الملک غوری ہمایون شاہ ظالم کے خوف سے محمود خلجی کے پاس مالوہ کو بھاگ گیا قلعۂ قندہار ملک شاہ چنگیز خان کے تحت حکومت دیا گیا۔ اس بادشاہ نے اپنی مدت سلطنت کے زمانہ مین جو تین سال چھ مہینے چھ دن رہی قندہار کے جانب توجہ نکی

خواجہ جہان کی حکومت

اس کے مرنیکے بعد اسکا بڑا لڑکا نظام شاہ بہمنی جسکی عمر آٹھ سال کی تھی بادشاہ بنایا گیا۔ محمود گاوان وخواجہ جہان باتفاق رائے نرگس بی بی جو والدہ بادشاہ تھی امور سلطنت انجام دیتے رہے۔ قندہار خواجہ جہان طرفدار تلنگ کے سپرد تھا۔

سلطان محمود خلجی بادشاہ مالوہ ومندو کا حملہ

نظام شاہ بہمنی کے عہد مین قندہار کے پاس بڑی لڑائی ہوئی جسکو ہم بتفصیل بیان کرینگے قندہار پر نظام الملک غوری سلطان علاو الدین بہمنی کے عہد حکومت مین حاکم تھا ہمایون شاہ بہمنی ظالم

۵۱ دشکل کشا دیوج دیتا) مادہ تاریخ وفات ہے (۸۴۶ھ اور بعض مشکل کشی دین دونیا یعنے ۸۴۷ھ کہتے ہین

۵۲ بیدر مین مشہور قبر کرش بی بی ہے مگر مولفہ صاحب سیرۃ المحمود نے نرگس بی بی لکھا ہے۔

کے عمل مین رہا نکی حکومت اوس سے چھن گئی - اور نظام شاہ بہمنی کے عہد مین صوبہ دار ملتنگ خواجہ جہان ہوئے اور قلعہ قندہار بھی انکے سپرد ہوا تھا -

نظام الملک غوری نے محمود خلجی بادشاہ مالوہ و گجرات کو بادشاہ دکن کی کم سنی اور تنزل سلطنت کی اطلاع دی - اور حملہ کی ترغیب کچھ ایسی پر اثر تقریر مین دیتا رہا کہ سلطان محمود خلجی اٹھائیس ہزار سوار لیکر راہ خاندیس سے داخل دکن ہوا - اور بموجب مشورہ نظام الملک غوری قندہار پر حملہ کیا - محمود گاوان اور خواجہ جہان نے شاہی لشکر جو بیجاپور و گلبرگہ و برار مین تھا اکٹھا کر دیا اور اپنے کم سن سلطان کو نہایت شان و شوکت سے بیجاپور جان نثارون کے حلقہ مین لئے ہوئے قندہار کیطرف روانہ ہوئے ایک وسیع میدان مین دونو فوجین مقابل ہوئین - یہ منظر نہایت ہی قابل دید تھا جان نثاران خاندان بہمنی ایک کم سن بادشاہ کے زیر حکم اپنی جانین فدا کرنیکے لئے دشمن کے مقابل تھے اونکی جان نثاری اس قدر تعجب کی نظر سے دیکھنے کے لایق نہین ہے جتنی کہ اسوقت بلند حوصلہ جرئی بادشاہ کی موجودگی اس باجبروت میدان جنگ مین خاطر پسند ہے - نظام شاہ بہمنی کی نازک کمر مین ترکش اور گلے مین شمشیر حمائل تھی یہ اپنے تیز رو گھوڑے سے کو لشکر کے ہر حصہ مین دوڑاتا ہوا ترتیب فوج کے متعلق جو ہدایتین کرتا جاتا تھا حیرت ہی کے نظر سے دیکھنے کے قابل تھین - اسکی فوج میدان جنگ مین اسطرح ترتیب پائی تھی کہ ملک التجار محمود گاوان دس ہزار سوار کے ساتھ میمنہ مین تھا اور میسرہ کی فوج نظام الملک ترک اور دوسرے امرا کے زیر کمان تھی اور قلب مین خواجہ جہان اور سکندر خان غلام ترک گیارہ ہزار سوار اور ایکسو زنجیر فیل کے ساتھ بادشاہ کے ہمراہ رکاب تھے -

سکندر خان ہمارے کم سن بادشاہ کا لوکا تھا اور اسی کی نمک حلالی و اندیشی سے نوبت بنائی کہ بیل لوٹکر دیا اسکا مفصل حال ہم آگے بیان کرینگے

اوسطرف سلطان محمود خلجی نے اپنے سپاہ کو آراستہ کیا اسکا بڑا لڑکا غیاث الدین خلجی میمنہ مین اور ظہیر الملک و نواب مہابت خان حاکم چندری میسرہ مین اپنے حیدر لشکر کے ساتھ

سلہ از تاریخ مجموعہ قادر حوالی تاریخ فرشتہ

ٹھہرائے گئے قلب لشکر مین ایک منتخب فوج سلطان محمود خلجی کے ہمراہ رہی۔
بہمن نامہ دکھنی مین اس لڑائی کی کیفیت بہت عمدگی سے لکھی ہے اسمین سے دو شعر نقل کئے جاتے ہین۔

دو لشکر دمندہ دو گرازندہ کہ	دو خسرو سیکے طفل و دیگر کہن
بجنبش در آمد بمیدان دو کوہ	زمین از تکا پوئے شان شد ستوہ

ابھی لڑائی پر چوبیس گھڑی ہوئی تھی کہ سردار ملک التجار محمود گاوان سمیت سلطان بہمنی سے تیغ آبدار کھینچکر نکلا اسکے ساتھ ساتھ لشکر بیجاپوری بڑھا اور خلجیہ لشکر کے میسرہ پر ٹوٹ پڑا مہابت خان اور ظہیر الملک نے نہایت ثابت قدمی دکھلائی اور محمود گاوان کے بہادرانہ حملہ کو بڑی دلیری سے روکا مگر وہ حملہ جو محمود گاوان سے بہادرنے کیا تھا نہ روک سکا اور لشکر مہابت خان نے ہیبت زدہ ہوکر فرار کو قرار پر ترجیح دی اس مین شک نہین کہ مہابت خان وظہیر الملک نے بڑے ہی دلاوری سے مقابلہ کیا اگر فتح کا دارومدار بہادری پر ہوتا تو فتح انہین کے لئے تھی۔ یہہ دونون بہادر شیران بیشۂ شجاعت اسوقت تک برابر لڑتے رہے جب تک کہ انکی جان کو انکے جسم سے ذرا بھی تعلق رہا۔

نظام الملک ترک اور شہزادہ غیاث الدین خلجی کا مقابلہ جو میمنہ و میسرہ خلجیہ و بہمنیہ کے بہادر سردار رہتے نہایت ہی دہشت ناک مقابلہ تھا دونون لشکرون مین تمیز نہ رہی اتنا خلط ملط ہوا کہ سپاہیون کو اپنے بیگانون کی پہچان نہ رہی جان پر کھیل کھیل کر وہ رنگ لائے کہ خون کے چھڑکاؤ نے دونون لشکرون کی وردی ہمرنگ کردی اس طوفان بے تمیزی مین شہزادہ غیاث الدین اور نظام الملک ترک کا مقابلہ ہوگیا۔ لطف یہہ تھا کہ یہہ دونو شیر دل اپنے مقابل کی عظمت و شان سے ناواقف تھے۔

نظام الملک ترک نے نہایت زور سے ایکضرب شمشیر غیاث الدین کے سر پر لگائی تجربہ کار غیاث الدین نے سر پر ٹیک تلوار کی زور کے مقابل کرلی اور کچھ ایسے طور سے سپر کو گردش دیتا ہوا کہ حریف کی تلوار کا بھرپور وار نہ پڑ سکے۔ تلوار سپر پر بہت زور سے گری مگر اسکی حکمت عملی سے ایک دہشت ناک جھنکار کی آواز کے ساتھ

نظام الملک ترک کی تلوار ٹوٹ کر گر گئی اور قبضہ اس کے ہاتھ مین رہگیا۔ نظام الملک ترک شرم و غیرت سے عرق عرق ہو گیا مگر غیاث الدین شعبدہ بازی فلک سے غافل نہایت مسرت و استقلال سے حریف کو خالی ہاتھ سمجھکر ترک کے جانب جھپٹا اس ترک کے ہاتھ مین بجز قبضہ شمشیر اور باقی کیا رہا تھا۔ بے ساختہ قبضہ شمشیر حریف کے منہہ پر پھینک مارا اور قسمت نے اسی مین فتح لکھی تھی وہ زور غیاث الدین کے انگیہ پر پڑی اور خون جاری ہو گیا ساتھ ہی غشی طاری ہوئی ترک نے اوس بہادر کو گھوڑے سے گرا دیا مگر اسکی فوج ہمراہی کے جوانان جان باز نے ایکدم حملہ کر کے نظام الملک ترک کو اتنی مہلت ندی کہ وہ اپنے حریف کا کام تمام کر ڈالے۔ نظام الملک ترک تو حملہ آورون سے لڑائی مین لگا رہا غیاث الدین کو جان نثار اوٹھا لیگئے۔

شکست فاش ہو چکی تھی فوج کے قدم نہ ٹہر سکے اور بھاگ کھڑے ہوے۔ دکھنی فوج نے دو کوس تک انکا تعاقب کیا کشتون کے پشتے لگ گئے اردوے مندوان کا بہت سا اسباب اور پچاس ہاتی ہمیشون کے ہاتھ لگا۔ سلطان محمود خلجی اپنے دو بازوؤن کے لشکر کی حالت دیکھکر یہہ چاہتا تھا کہ اپنے ملک مندو کی راہ لیوے مگر اسکے جان نثار امرا اور مشیر مانع ہوے اور ثابت قدمی کی ترغیب دی۔ اس عرصہ مین سلطان نظام شاہ بہمنی نے باوجود صغر سنی اپنی شجاعت ذاتی سے چاہا کہ خود فوج خالصہ سے سلطان محمود خلجی پر حملہ کرے۔ خواجہ جہان بہادر نے سلطان کا یہہ قصد پا لیا اور سلطان کو ٹہیرا کر خود دس ہزار سوار اور کئی جنگجو ہاتیون سے سلطان محمود کی فوج پر حملہ کر دیا جس کی تعداد بارا ہزار تھی طرفین سے بہادرون کے حملے ہونے لگے۔ اللہ اکبر کے نعرے بلند تھے۔ تلوارونکی جھنکار اور وار و گیر کی صدا سے آسمان و زمین گونج اوٹھے۔ یکایک زمانے نے رنگ بدلا اور فلک نے شعبدہ بازی کی عین معرکہ مین محمود خلجی نے نہایت استقلال و قوت سے کئی تیر راست سکندر خان غلام ترک کے ہاتھی کی پیشانی پر تاک کے مارے ہاتی سراسیمہ ہو کر تیر کی زد سے کمان کی طرح پلٹ گیا اور چلا چلا کر اپنی ہی فوج کی تباہی کر دی فوج خالصہ مین ایک اودہم مچگئی۔ قریب تھا کہ سلطان نظام شاہ بہمنی کو

فرر پہونچے - مگر بادشاہ - بادشاہ حقیقی کی حفاظت مین رہا سکندر خان سے بے وفائی
یا اس خصوصیت سے کہ جو خواجہ جہان کے ساتھ عناد رکھتا تھا فوج کو لڑائی کا حکم
نہ دیا اور سلطان نظام شاہ بہمنی کو بے سبب میدان جنگ سے ہٹا کر لشکر سے تھوڑے فاصلہ پر لیجا کر کھڑا کر دیا جب امرا نے اعلام خاصہ بادشاہی کو میدان جنگ
مین بجائے خود نہ دیکھا پریشان ہو گئے اور جنگ کی پروا نکر کے سیکے بعد دیگرے
معرکہ سے منہہ پھیرا اور سلطان نظام شاہ بہمنی کو لئے ہوئے بیدر پہونچ کر دم لیا
خواجہ جہان نے دیکھا کہ سپاہ دکن میمنہ و میسرہ بخیال فتح تاخت و تاراج مین مصروف
ہے اور چتر شاہی میدان مصاف مین نہین ہے - وہ معلوم کہ معرکہ جنگ سے کنارہ
پر آگیا اور اسپ فیل بادشاہ کو سلامت نکال کر احمد آباد بیدر کو روانہ ہوا -
ملک التجار محمود گاوان و دیگر امرائے دکنی حبشی ہی اتنان وغیرہ ان بیدر مین داخل ہو
خواجہ جہان نے سکندر خان کو اس جرم مین کہ وہ بے حکم بادشاہ کو میدان جنگ سے
ہٹا لایا قید کروا دیا - مگر مخدومہ جہان اس سزا سے جو سکندر خان کی نسبت تجویز ہوئی
تھی بلحاظ اس کے کہ وہ بادشاہ کا ماموں ہے بیقدر رنجیدہ ہوئین خواجہ جہان کو سکندر خان
کے رہا کرنیکے سوائے کچھ نہ بن پڑی - سلطان محمود خلجی قندہار سے بقصد تسخیر احمد آباد
بیدر روانہ ہوا - مخدومہ جہان نے باستصواب ملک التجار محمود گاوان جرار ست فلوریں
احمد آباد بیدر کی ملو خان دکھنی کے سپرد کی اور تمام خزانہ اور عورات حرم لیکر ہمراہ
نظام شاہ و محمود گاوان و خواجہ جہان روانہ فیروز آباد ہوئین -
محمود خلجی (۱۸) دن کے محاصرہ کے بعد داخل شہر بیدر ہوا اور قلعہ کی فتح کی کوشش کی
مخدومہ جہان نے محمود گاوان کو مقابلہ سیرٹ کی راہ سے گجرات بھیجکر محمود شاہ گجراتی کی
امداد چاہی - اور بادشاہ گجرات نے بیس ہزار سوار سے محمود گاوان کو امداد دی دکن کی فوج
جو متفرق ہو گئی تھی وہ جمع ہو گئی - سلطان محمد خلجی یہ خبر وحشت اثر سنکر محاصرہ قلعہ بیدر سے
دست بردار ہوا اور قندہار واپس آیا - محمود گاوان نے دس ہزار سوار دکھنی اور
بیس ہزار سوار گجراتی سے متصل قندہار لشکر مندو پر حملہ کیا - اور چاروں جانب سے

اس کے لشکر کو محاصرہ کر کے رسد بند کر دی۔ آخر محمود خلجی نے لاچار ہو کر جسقدر باقی ساختہ تھے سب کو اندہا کر دیا اور جو کچھ سامان و اثاثہ اس فتح میں حاصل کیا تھا جلد تر تا دشمن کے کام نہ آئے اور جہاں سے دست بردار ہو کر اپنے سواروں اور پیدلوں کے ساتھہ بلغار فرار ہوا۔ ہمارے قندہار پر پھر سلطان بہمنی کا قبضہ ہو گیا۔

سلطان محمد خلجی نے جو عمارتیں جہانپناہیں اسکی تعمیر و ترمیم کیگئی افسوس ہے کہ نظام شاہ بہمنی نے دو سال دیکھا دو بادشاہی کر کے ۱۳ ذیقعدہ ۸۶۶ھ کو عین شباب میں یکایک انتقال کیا۔

خواجہ جہان ترک کا قتل

نظام شاہ کے بعد اُسکا بھائی ابو المظفر غازی محمد شاہ بہمنی بادشاہ بنایا گیا اسکی عمر نو سال کی تھی۔ خواجہ جہان ترک اور خواجہ محمود گاوان

حسب دستور سابق بمشورہ مخدوم جہان والدہ بادشاہ امور سلطنت کو انجام دیتے رہے قلعہ قندہار تخت حکومت اعظم خان رہا جب خواجہ جہان ترک نے اپنا اقتدار بڑہا لیا۔ اور بہت سے اپنے آدمی بڑی بڑی خدمات پر مقرر کر دیئے تو مخدومہ جہان خواجہ جہان ترک سے بدگمان ہو گئی۔ اور محمد شاہ سے کہکر ۸۶۷ھ ہجری میں نظام الملک کے ہاتھوں خواجہ جہان کو دربار میں قتل کروا دیا۔ اور خواجہ محمود گاوان کو خطاب خواجہ جہانی دیا گیا اور امیر الامرائی کے ساتھہ منصب وکالت شاہی بھی انہیں ملا۔

محمود گاوان کا قتل

خواجہ عماد الدین محمود گاوان بہت ہی خوبیوں کے آدمی تھے بیدر کا مدرسہ انہوں نے ہی ۸۷۴ھ ہجری مطابق ۱۴۶۹ء میں بنایا ہے۔ سیرۃ المحمودین مولانا عزیز مرزا صاحب بی۔ اے نے انکے مفصل حالات لکھے ہیں۔ خواجہ محمود گاوان ملکی انتظام بہت ہی مناسب کیا تھا چونکہ سلطان علاء الدین بہمنی کے عہد میں ملک کی تقسیم چار صوبوں پر تھی۔ اول صوبہ گلبرگہ دوم صوبہ دولت آباد سوم صوبہ تلنگانہ۔ چہارم صوبہ برار لیکن شاہان بہمنی کے فتوحات نے ملک بہت وسیع کر دیا تھا۔ اور ملک ہر ایک صوبہ میں اسقدر بڑھ گیا تھا کہ صوبیدار اوپر بادشاہ کا دباؤ نہیں پڑ سکتا تھا۔ اور صوبیداروں کی بغاوت کا خوف لگا رہتا تھا اس لئے خواجہ محمود گاوان نے

آٹھ صوبے قرار دیے۔ اول بیجاپور۔ دوم گلبرگہ۔ سوم دولت آباد۔ چہارم جنیر پنجم راجمندری ششم ورنگل۔ ہفتم کاویل ہشتم ماہور۔ اور ان صوبوں کی حکومت اسطرح تقسیم کی۔ صوبہ بیجاپور کی صوبیداری جس مین اضلاع مدگل وراچور وغیرہ دریاے بیما تک شامل تھے اپنے نام قرار دی۔ اور صوبہ گلبرگہ کی حکومت جسمین اضلاع ساگر مدنظر رگ۔ وشورا پور وغیرہ شامل تھے دستور دینار حبشی کو دی گئی۔ اور دولت آباد کی صوبیداری یوسف عادل خان کو ملی۔ اور جنیر کی صوبیداری جس مین کانکنی کا علاقہ گوا اور بالگانون تک۔ وہنا تھا الملک ترک کے نام زد ہوئی۔ راجمندری پر ملک حسن نظام الملک مقرر ہاے ورنگل کی صوبیداری اعظم خان بن سکندر زمان کو ملی اور صوبہ کاویل فتح اللہ عماد الملک کے سپرد ہوا اور صوبہ ماہور خداوند خان حبشی کو ملا اور قلعہ قندہار صوبہ ماہور کے متعلق ہوگیا۔ اس جدید انتظام سے بعض امرا خواجہ محمود گاوان سے خلاف ہوگئے۔ اور بادشاہ کو بہکانا شروع کیا مگر خواجہ ایسے مستعد تھے کہ ان پر کوئی الزام عاید نہین ہوسکتا تھا اس لئے مخالفین نے خواجہ کے خاص ملازم کو جو انکے پاس خواجہ کی مہر رہتی تھی کچھ رشوت دیکر سادہ کاغذ پر مہر چسپان کرلی اور اس کاغذ پر حسب مشورہ ملک حسن نظام الملک اول بیجاپور کے نام خط لکھا جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ محمد شاہ شراب پیتا ہے اور ظلم کرتا ہے اس سے ہمارے لوگ متنفر ہوگئے ہین اور مجھے پورا اقتدار حاصل ہے اگر تم یہان آجاؤ تو محمد شاہ کو گرفتار کرلیا جائیگا اور ملک دکن تم اور ہم بانٹ لینگے جب یہ جعلی خط بادشاہ تک پہونچایا گیا بادشاہ نے اسیوقت خواجہ کو بلوایا اور بلا تحقیقات خواجہ کو قتل کرادیا۔ یہ واقعہ ۵ صفر ۸۸۶ھ ہجری کا ہے جب خواجہ کا قتل ہوچکا تو ملک مین بدامنی پھیلی اور ہر ایک حاکم بادشاہ سے متنفر ہوکر خودمختار ہوگیا اسی واقعہ کو ایک سال گذرا تھا کہ پہلی صفر ۸۸۷ھ ہجری کو عارضہ بخار سے بادشاہ مرگیا۔ اسکے بعد سلطان محمود شاہ بہمنی ثانی بارہ سال کی عمر مین دکن کا بادشاہ ہوا ملک حسن نظام الملک اور قاسم بیگ بریدکار و بار سلطنت مین دخیل رہے جب بادشاہ نے ہوش سنبھالا

ناعاقبت اندیشی سے عیاشی و شرابخوری مین مبتلا ہوگیا - باپ کے لگائے ہوئے کام کو سدھار نیکا
دکن مین جاوائف الملوکی ہوگئی ہر ایک صوبیدار خود مختار بادشاہ بن گیا - جسکا زور چلا وہ ملک کا
حصہ دبا بیٹھا - بجائے ایک سلطنت بہ کے پانچ سلطنتین قایم ہوگئین بیجاپور مین یوسف عادلخان
نے سلطنت عادل شاہی قایم کی - اور جنیر مین ملک حسن کے بیٹے احمد شاہ بحری نے سلطنت
نظام شاہی قرار دی اور احمد نگر بسایا محمد قلی قطب شاہ جو تلنگانہ کا طرفدار ہوگیا تہا گولکنڈہ
کا محمد نگر نام رکہکر سلطنت قطب شاہی کی بناڈالی - فتح اللہ عماد الملک صوبہ دار برار نے
ایلچپور کو سلطنت عماد شاہیہ کے نام سے مشہور کیا - اور خاص بیدر مین محمد قاسم بیگ برید
جومدار المہام تہا خود مختار حکومت کرنے لگا - سلطان محمود بہمنی صرف نام کے بادشاہ رہ گئے
اور مقبہ کمٹہانہ اور اسکے قریب کے مواضع صرف خاص شاہی مین دیدئے گئے - ہم کو صرف
قندہار کے واقعات لکہنا چاہیئے ہم نے جو سلطنتون کے پانچ شعبے بیان کئے ہین اسکی
ہم کو اسوجہہ سے ضرورت تہی کہ ہمارا قندہار آگے چلکے سلطنت برید شاہی و نظام شاہی
اور عادل شاہی مین کچہہ کچہہ عرصہ تک رہیگا -

قندہار کا قاسم برید کی جاگیر ہونا قاسم بیگ ترک برید شہر بیدر کا کوتوال تہا جب منصب وکالت فی

۱؎ اصل نام ملک احمد ہے یہہ ملک حسن نظام الملک کا بیٹا ہے ملک حسن ذات کا برہمن تہا اسکا پرداد اقصبہ پاتھری
(سابق علاقہ برار الحال ضلع پربہنی) کا پٹواری تہا زمانہ قحط سالی مین وطن کو چہوڑ کر تلاش معیشت
بیجانگر چلا گیا تہا جب سلطان احمد شاہ بہمنی نے بیجانگر کو لوٹ لیا اوسوقت ملک حسن قید یونمین گرفتار
ہوکر آیا تہا - اسکا یتیم بہت اور اسکے باپ کا نام بہرو بہت تہا بادشاہ نے یتیم بہت کا نام حسن رکہا
اور اپنے بیٹے کے ساتہہ مکتب مین شریک کیا - یہہ ہمیشہ شہزادہ کے ساتہہ رہا کرتا تہا محمد شاہ
جب چہوٹا تہا اسکو حسن ابن بہرو کے عوض حسن بحری کہا کرتا تہا جب محمد شاہ جوان ہوا اسی
بہری نام کے لحاظ سے حسن کو اپنے شکار کے بحری جانور کا مہتمم بنایا رفتہ رفتہ حسن نے
فوجی خدمت کو عمدہ طریق پر انجام دیکر نام پیدا کیا - اسکو منصب اور خطاب نظام الملک اور
نقارہ ماہی مراتب بہی مل گیا - اور خواجہ محمود گاوان کے قتل کے بعد وکیل سلطنت کی خدمت ملی اسکے
بیٹے ملک احمد نظام الملک بحری نے سلطنت نظام شاہی کی بناڈالی اور احمد نگر بسایا ۱۲

حاصل کر لیا تو محمود شاہ بہمنی نے قندہار بطور جاگیر قاسم برید کو دیدیا جب محمود شاہ بہمنی عیاشی و شراب خواری میں مصروف ہوگیا اور امور سلطنت سے کچھ تعلق نہیں رہا تو قاسم برید نے طرفداری حوالی تخت گاہ پر قبضہ کر لیا اور ۸۹۶ھ میں اودگیر و کلیانی بھی اپنے جاگیر میں لے لیا اور قندہار کو اپنے نائب کا مستقر قرار دیکر چھوٹی سی خود مختار ریاست بنا لیا اور خطبہ میں بجائے محمود شاہ بہمنی کے اپنا نام شریک کر لیا۔ جب یہ خبر محمود شاہ کو ملی تو اوسنے اپنے امرا کو قاسم برید کے دفعیہ کا حکم دیا۔ امرائے شاہی اور قاسم برید کی فوج سے دو بار مقابلہ ہوا اور شاہی فوج کو شکست ہوئی اسواقعہ کی کیفیت مشہور ہو چکی ہے دلاور خان حبشی جو بہمنی امرا سے تھا اور بادشاہ سے ناراض ہو کر برہان پور چلا گیا تھا اپنے فوج لیئے ہوئے بادشاہ کی مدد کو آگیا۔ اور قاسم برید سے مقابلہ کر کے اوسکو ایسی شکست دی کہ وہ گھبرا کر گولکنڈہ کے طرف بھاگا دلاور خان اوسکے تعاقب میں روانہ ہوا جب کولاس کے قریب پہونچا تو دلاور خان کے لشکر میں ایک مست ہاتی چھوٹ گیا دلاور خان دلاوری سے اوسکے روکنے کیواسطے ہاتی کے مقابل ہوا اور جان سے گذر گیا اس واقعہ سے دلاور خان کی فوج منتشر ہوگئی قاسم برید نے واپس آکر دلاور خان کے تمام اسباب پر قبضہ کر لیا اور محمود شاہ کے پاس حاضر ہو کر معافی چاہی اور بدستور سابق منصب وزارت الہامی پر قابض ہوگیا۔ اور محمود شاہ کو امور ریاست سے بیدخل کر کے برائے نام بادشاہ بنا رکھا۔ قاسم برید بارہ سال کی حکومت کے بعد ۹۱۰ھ میں مرگیا۔ امیر برید اوسکا بیٹا اپنا نام امیر قاسم برید رکھ اور دیکر باپ کا قایم مقام ہوا اور محمود شاہ بہمنی کو اوسنے پہلے سے بھی زیادہ تنگ کر رکھا۔ امیر برید کی عملداری میں اوس کے طرف سے قندہار پر تیاجی پنڈت دیوان مامور تھا۔

خداوند خان ثانی حاکم ماہور کا حملہ اور قندہار کی تاراجی

امیر برید نے محمود شاہ بہمنی کو قلعہ بیدر میں رکھ چھوڑا تھا تمام محافظین قلعہ امیر برید کے ملازم تھے اور بادشاہ کے قبضہ میں صرف مقبرہ کمتھانہ چھوڑ دیا تھا اور امیر برید ہمیشہ قندہار میں

اور کبھی کبھی اوسمین رہا کرتا تہا کل مقبوضات شاہی پر اسی کا قبضہ تہا جب خداوند خان حبشی ماہور کا حاکم مرگیا تو اُسکی جاے پر اُسکا بیٹا حاکم ہوا اصل نام تو اوسکا معلوم نہین مگر خداوند خان ثانی کے نام سے مشہور رہے قندہار کا قلعہ کچہ عرصہ تک اسکے باپ کے قبضہ مین رہا تہا اسلئے پہر قلعہ قندہار لینیکی اسکو ہوس ہوئی اور ۹۲۳ھ مین فوج لیکر قندہار پر آیا۔ اور حمام شہر کو لوٹا اور تاراج و برباد کردیا۔ اور قلعہ قندہار پر اپنا تہانہ بٹہلا کر اودگیر کے جانب بڑہا امیر قاسم بریدنے محمود شاہ کو ساتہ لیکر اسپر چڑہائی کی ماہور کی فوج پسپا ہوکر بہاگی۔ اور امیر بریدنے اسکا تعاقب کیا اور اتنا لڑا کہ وہ اور اوسکا بڑا بیٹا شرزہ خان دونو جان بر نہوسکے اور قلعہ قندہار کی حکومت کے ہوس مین جان سے گذر گئی امیر بریدنے ماہور پر قبضہ کرنے کا ارادہ کرلیا۔ خداوند خان حبشی کا ایک چہوٹا بیٹا غالب خان تہا اس نے علاؤالدین عماد شاہ والی برار سے مدد چاہی۔ علاؤالدین عماد شاہ فوج ساتہ لئے ہوئے خود ہی پہونچ گیا۔ اب امیر قاسم برید بہت گہبرایا۔ اور محمود شاہ بہمنی جو کٹہ پتلی کیطرح اسکے ہاتہ مین کام کیا کرتا تہا اس کے جانب سے صلح کا پیغام بہیجا اور آخر یہ طے ہوا کہ ماہور کا علاقہ غالب خان کو دیدیا جائے اور ماہور ملک برار کے تابع رہے اور قندہار پر بدستور امیر قاسم برید کا قبضہ رہے اس فیصلہ کے بعد ہر دو لشکر واپس ہوئی اور قندہار امیر قاسم برید کے قبضہ مین آگیا۔

خاندان بہمنی کا خاتمہ اور بریدیون کی شاہی

قندہار حاکم ماہور کے ہاتون لوٹے جانیکے ایکسال بعد ۹ ذیحجہ ۹۲۴ھ کو سلطان محمود شاہ بہمنی مرگیا۔ اوسوقت امیر قاسم برید کے پاس تخمیناً چار ہزار سوار کی فوج تہی اور دو تین ضلعون سے

ملا نسلاً مین سجادہ صاحب روضہ حاجی سیاح سید سعید الدین قدس سرہٗ العزیز نے درگاہ کا دروازہ بنا کر دالنے کو زمین کہدوائی تہی زمین سے ایک پتہر کا ستون نکلا اسپر محمود نظام بہمنی کا نام کندہ ہے اس سے ظاہر ہے کہ روضہ مخدوم کے پاس بہمنی بادشاہ کے عہد مین کوئی عمارت بنی تہی جو زمانہ کے ہاتون برباد ہوگئی۔ ۱۲

زیادہ قبضہ مین ملک نتھا - اس لئے اس نے اپنے نام لقب شاہی قرار دینا مناسب سمجھا -
محمود شاہ کے بیٹے احمد شاہ ثانی کو بادشاہ بنایا دو سال ایک مہینا یہ برائے نام بادشاہ رہا
اور ۹۲۷ھ مین مرا اسکے مرنیکے بعد علاؤالدین ثالث دو سال تین مہینے کے لئے بادشاہ
بنایا گیا - اسکے مرنیکے بعد ولی اللہ بہمنی تین سال بادشاہ رہا - جب وہ بھی مرا تو کلیم اللہ بہمنی
بادشاہ بنایا گیا - مگر یہ ۹۳۴ھ مین بیدر سے بھاگ کر بیجاپور چلا گیا جب اسکو معلوم ہوا کہ
اسمعیل عادل شاہ اسکے خلاف ہے تو احمد نگر مین پناہ لی - برہان نظام شاہ نے پہلے تو اسکی
خاطر کی جس وقت وہ دربار مین آتا تو برہان اوسکے روبرو کھڑا رہتا - آخر لوگون کے کہنے سننے
سے برہان نے اسکو اپنے پاس بلانا چھوڑ دیا - چند روز کے بعد وہ احمد نگر ہی مین نہ معلوم
زہر کھا کر یا اپنی موت سے مر گیا - لاش بیدر مین لاکر دفن کیگئی - اسی امیر قاسم بریدکے زمانہ مین
خاندان بہمنیہ کا خاتمہ ہوا - اور امیر قاسم بریدکو مستقل حکومت ہی نہین بلکہ بادشاہی نصیب ہوئی

قندہار بریدیون کا دارالسلطنت قرار پایا

۹۳۶ھ مین اسمعیل عادل شاہ بیجاپور نے بیدر کا محاصرہ کرلیا - اوسوقت علی بریدامیر قاسم بریدکا بیٹا قلعہ بیدر مین موجود اور عادل شاہی فوج کے حملے روک رہا تھا - امیر قاسم بریدہی قندہار سے چلا کہ بیدر پہونچکر دشمن کے مقابل ہو - اودگیر سے آگے بڑھکر اسنے وسیع میدان مین مقام کیا - امیر قاسم بریداور تمام لشکر کا لشکر بعض تکان راہ سے اور اکثر نشہ سے غافل اور مدہوش ہوگئے - اسمعیل عادل شاہ کی فوج مین امیر قاسم بریدکے قندہار سے جانب بیدر چلنیکی کیفیت مشہور ہوگئی تھی - اسدخان لاری سپہ سالار عادل شاہی ایک کثیر فوج لیکر - بہ نیت شبخون امیر قاسم برید کے لشکر کے متصل پہونچ گیا - جب مخالف کے لشکر کو اسقدر غافل پایا شبخون کرنا مناسب نہ جانا فوج کو ٹھہراکر چند سرداران کو ساتھ لئے ہوئے بریدکے خیمہ تک پہونچ گیا اور اسی حالت بیہوشی مین اسکو معہ پلنگ اوٹھا لیا - اور اوسکے لشکر سے کسی قسم کا تعارض نکیا - اسطرح عادل شاہ کی خدمتین پہونچا دیا - بیچارہ امیر قاسم بریداس اپنی بے بسی پر تاسف کرتا رہگیا

لہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ولی اللہ بہمنی کی بی بی خوب صورت تھی امیر بریدکی اس سے آنکھ لڑی اسلئے امیر بریدنے اس وظیفہ خوار اور نظر بند بادشاہ کو قتل کروا کے اسکی خوبصورت بی بی سے نکاح کرلیا ۱۲

امیر قاسم برید کی رہائی قلعہ بیدر کے خالی کر دینے پر قرار پائی پہلے تو علی برید نے انکار کیا مگر جب امیر قاسم برید مشکین بندھا ہوا قلعہ کے متصل کھڑا کیا گیا اور ہاتی کے پاؤں سے باندھکر ہلاک کرنے کا حکم دربار عادل شاہیہ نے دیا۔ اور اسکی تعمیل مین موکلین سرگرم ہو گئے تو اسکی حالت بیچارگی اسکے بیٹے سے ندیکھی گئی۔ علی برید نے قلعہ خالی کر دیا اور کل متعلقین اور اثاثہ جس قدر اس تھوڑی سی مدت مین ہاتھ لگ گیا لیکر اودگیر سے ہوتا ہوا قندہار پہونچا بیدر پر عادل شاہی قبضہ ہو گیا۔ اور قندہار دارالحکومت برید یہ قرار پایا اسمٰعیل عادل شاہ نے امیر قاسم برید کو چھوڑا نہین بلکہ اپنے ساتھ بیجاپور لیگیا مگر اسکے ساتھ نہایت اعزاز سے پیش آتا تھا۔ اور اسنے بھی اسکی ہمراہی مین بہت سے کارنمایان کئے یہان تک کہ بیجانگر کے معرکہ مین عادل شاہ نے اسکی شجاعت مان لی۔ اور بہت خوش ہوا قلعہ بیدر اس شرط سے عطا کیا کہ قلعہ قندہار و قلعہ کلیانی کے کونکان بیجاپوری جائین اور عادل شاہی قبضہ کرا دیا جائے۔ امیر قاسم برید اس شرط کو قبول کرکے بیدر پر قابض ہو گیا مگر قلعہ قندہار کی کونکان نہ بھیجین۔ امیر قاسم برید کی اس حرکت سے عادل شاہ کو فوج کشی پر آمادہ کیا امیر قاسم نے برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر سے امداد چاہی نظام شاہ نے عادل شاہ سے امیر قاسم کی سفارش کی اور لکھا کہ قلعہ قندہار سے درگذر کر عادل شاہ نے نظاما۔ تا آنکہ نظام شاہ نے بھی فوج کشی کی اخر الامر مقصبہ پرنڈہ کے قریب دونون فوجون کا مقابلہ ہوا۔ پہلے حملہ مین نظام شاہ کو شکست اور عادل شاہ کو فتح نصیب ہوئی لڑائی کا ابھی پورا فیصلہ نہین ہوا تھا کہ امیر قاسم برید کی تحریک پر علما و فضلا و اکابران ہر دو ممالک نے دونو مسلمان بادشاہون مین صلح کرا دی۔ عادل شاہ بیجاپور واپس گیا۔

ہمارا قندہار خاندان برید یہ کی زیر حکومت چالیس برس رہا۔ قلعہ قندہار کی مضبوطی و سنگلاخی جو آج سیاحان قندہار کو قدیم زمانہ کی صناعی کا نمونہ دکھلا رہی ہے اسکی تیاری متفرق مکانون مین ہوتی رہی تغلق شاہی عہد مین پختہ بنیاد ڈالی گئی اور دیوارین قایم ہوئین سلطنت بہمنیہ کا آغاز اور ملک سیف الدولہ کی عہد حکومت مین اکثر عمارتون اور برجون کی تیاری نے اوسکو زیادہ مستحکم کر دیا۔ مگر موجودہ حالت

بریدیون کے عہد حکومت مین پیدا کی ہوئی ہے جسمین سلطنت نظام شاہی و عادلشاہی نے بھی حصہ لیا ہے شہر پناہ کی دیوارین بھی خاندان بریدیہ کے یادگار ہین۔

قلعہ قندہار مین علی بریدشاہ اور ابراہیم عادل شاہ اور برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ کا فوجی مقابلہ

بعد انتقال امیر قاسم بریدکے علی بریدنے بیدر کی حکومت پائی ۹۴۹ھ مین اس نے اپنا لقب علی بریدشاہ رکھا جمشید قطب شاہ والی گولکنڈہ کو علی بریدسے عداوت تھی اور اسکا سخت دشمن بن گیا تھا اور اسکی دلی خواہش تھی کہ سلطنت بریدیہ تباہ کر دے ۹۵۲ھ مین جمشید شاہ نے برہان نظام شاہ والی احمد نگر سے علی بریدپر موج کشی کے لئے امداد چاہی برہان نظام شاہ رضامند ہوگیا اور دریا عماد شاہ والی برار کو بھی بلوالیا ادہر سے جمشید شاہ بھی گولکنڈہ سے نکلا تینون بادشاہون کی قلعہ اوسہ کے قریب ملاقات ہوئی اور فیصلہ ہوا کہ قلعہ اوسہ کو برہان شاہ اور قلعہ میدک کو جمشید شاہ اور قلعہ اود گیر کو دریا عماد شاہ لے لے۔ علی بریدبہت گھبرایا اور اس نے ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور سے مدد چاہی اور بعد کامیابی قلعہ کلیانی دینے کا وعدہ کیا۔ ابراہیم عادل شاہ بھی فوج لیکر آیا اور اخلاص خان اپنے ایک سردار کو پانچہزار سوار سے علی بریدکے ساتھہ جمشید کے مقابلہ کو بھیجا علی بریدشاہ اور جمشید قطب شاہ کا مقابلہ زاین کھیڑہ کے قریب ہوا اور بہت سخت لڑائی کے بعد جمشید قطب شاہ نے فتح پائی اور علی بریدکی شکست لشکر فوج بیدر کے جانب لوٹ گئی ابراہیم عادل شاہ و دریا عماد شاہ اور برہان نظام شاہ کو قلعہ اوسہ کے قریب رد کا باہم خوب لڑائی ہوئی چونکہ برہان نظام شاہ کی ساتھہ

لوہا دروازے کے بعد پہلی دروازہ قلعہ مین ہے اوسکے باہر جو کتبہ ہے پہلی سطر مین کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ واضح طور پر پڑہا جاتا ہے دلا الہ الا اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ سے یہی معلوم ہوسکتا ہے اور بعد عربی طغرا مین لکھے ہین آخر مین برہان نظام شاہ کے نام کی طرح تحریر معلوم ہوتی ہے اور کتب تاریخ برہان نظام شاہ کا قبضہ قندہار پر ۹۵۲ھ مین ہونا ثابت ہے۔

دریا عماد شاہ بھی تھا اس سبب سے نظام شاہی فوج غالب ہو گئی اور ابراہیم عادل شاہ کو شکست ہوئی برہان نظام شاہ نے اودسہ پر قبضہ کر کے قلعہ اودگیر پر حملہ کیا اور تھوڑی سی کوشش مین اسپر بھی قابض ہو گیا۔ اب برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ نے قلعہ قندہار کے لینے کا ارادہ کیا علی برید کو جب یہہ خبر پہونچی تو جمشید شاہ کا مقابلہ چھوڑ اپنی ساری فوج لیکر قلعہ قندہار مین پہونچ گیا اور ابراہیم عادل شاہ سے مدد چاہی۔ ابراہیم عادل شاہ شکست کھا کر قلعہ اودسہ سے کچھ فاصلہ پر اپنی فوج جمع کر رہا تھا فوراً علی برید کے مدد کے لئے قندہار پہونچ گیا۔ برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ نے قلعہ قندہار کے فتح کے لئے بہت کوشش کی نظام شاہی اور عماد شاہی فوج نے اس لڑائی مین جان لڑائی مگر ادھر بھی برابر دو شاہی قوتین جمع تھین اس لئے کامیابی نہو سکی تاہم نظام شاہی فوج نے بیجاپوری فوج کو میدان سے ہٹایا اور اُن کے گھوڑے رہائی جیمن لئے مگر قلعہ فتح نہو سکا اور برہان نظام شاہ اور دریا عماد شاہ اپنے اپنے مقامات کو واپس ہو گئے۔

قلعہ کولاس کی تعمیر جمشید قلی قطب شاہ بادشاہ گولکنڈہ نے بریدیہ ملک کے بہت سے حصون پر اپنا قبضہ کر لیا تھا چنانچہ ۹۵۱ھ مین کولاس پر بھی قابض ہو گیا۔ جگدیو راو نائکواڑی جمشید کی فوج کا ایک ہندو سردار تھا اس نے رائے دی کہ کولاس کی پہاڑی پر قلعہ بنایا جاے۔ فوج کی پناہ کے لئے اچھا موقع ہے یہہ رائے جمشید کو پسند آئی کیونکہ۔ بیدر یہان سے قریب تھا حملہ کرنے کے لئے جمعیت یہان مہیا رکھنے کے واسطے یہہ مقام مناسب معلوم ہوا اور اسنے قلعہ کی تیاری کا حکم دیدیا۔ اور جگدیو راو کے اہتمام سے کام شروع ہو گیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ مین کولاس کا قلعہ تیار ہوا جب جمشید قلی قطب شاہ نے ناراین کھیڑہ حسن آباد دودنتی دگروڑ ومیدک پر قبضہ کر لیا تو علی برید نے بھی خوب مقابلہ کیا اور امیر عین الملک کنعانی جمشید کی فوج کے سردار کو مار ڈالا اس سبب سے بھی جمشید کو علی برید سے زیادہ عداوت ہو گئی تھی

اور اسکے ملک کو تاخت و تاراج کر رہا تہا

قلعہ قندہار پر برہان نظام شاہ بادشاہ احمد نگر کا قبضہ

علی برید جمشید شاہ کے حملون سے مجبور ہو گیا اور ابراہیم عادل شاہ سے مدد چاہنے کے لئے بذات خود بیجاپور گیا یہ خبر سنکر جمشید شاہ نے برہان نظام شاہ کو علی برید کی برائیان لکہین اور یہہ اشتعالک دی کہ ابراہیم عادل شاہ پر دباؤ ڈالکر علی برید کو قتل کروا دیا جائے۔ برہان شاہ نے ابراہیم عادل شاہ کو خط لکہا کہ جنمین ہمارے اور آپ کے جو رنجش پیدا ہوئی اسکا باعث اصلی علی برید ہے اگر اسکو مار ڈالا جائے تو ہمیشہ کیلئے کوئی جھگڑا باقی نرہیگا۔ ان دونون مین ابراہیم عادل شاہ کا بہائی شہزادہ عبداللہ باغی ہوکر بندرگواہین پناہ گزین تہا۔ اور ابراہیم کو خوف تہا کہ دوسرے سلطنین مدد دیکر اسکو بادشاہ بنادین خصوصاً برہان نظام شاہ اور جمشید قطب شاہ کا ہر وقت خوف لگا رہتا تہا اس لئے برہان نظام شاہ کی خاطر سے علی برید کو جو اسوقت اس کے پاس موجود تہا قید کر لیا۔ ایک زمانہ سے برہان نظام شاہ کا خیال قلعہ قندہار کے فتح کرنے کا تہا چنانچہ پہلے مقابلہ مین ہی قلعہ کی فتح کی امید پر بہت سی فوج ضایع ہو چکی تہی علی برید کے قید ہونے سے اسکو اچہا موقع مل گیا اسی سال ۹۵۵ھ مین محاصرہ کر کے قلعہ قندہار لے لیا۔ اور کاریرہ از ان برید کو قلعہ سے نکالدیا ہمارے قندہار پر نظام شاہی عملداری ہو گئی۔

شیعہ مذہب کا رواج قندہار راجایان اہل ہنود کے قبضہ سے نکلنے کے بعد شاہان سنی مذہب کی زیر حکومت رہا اور دکن پر شاہان بہمنیہ کا تسلط ہوا تو ہر قوم و ہر مذہب کے عالم و فاضل لوگ جمع ہو گئے محمود شاہ بہمنی اول کے زمانہ مین بہت سے ایرانی شیعہ مذہب والے دکن مین آگئے تہے اور فوجی و علمی قابلیتون کے لحاظ سے انکی بہت عزت کی جاتی تہی اور یہہ لوگ سادات کے نام سے مشہور رہتے۔ فوجی اور علمی کمالون کی وجہ سے بادشاہ اونکا قدردان رہتا مگر عام مسلمانون کو اس سے

غرضیکہ یہہ لوگ اپنی لیاقت اور کمال کے سبب سے امارت کے درجہ پر پہونچ گئے
اور انکو بڑی بڑی فوجی و مالی صدارتیں خدمتیں ملین - فیروز شاہ بہمنی ایک سنی مذہب
بادشاہ اور نماز کا پابند تہا مگر پرلے درجہ کا عیاش تہا عورتون کے فراہم کرنے کا
بہت ہی شوق رکہتا تہا چونکہ اہل سنت کے یہان چار بیبیون سے زیادہ
نکاح کرنا جائز نہین ہے اور بادشاہ کی بہت سے بی بیان تہین اس سبب سے
وہ بہت متردد رہا کرتا تہا بعض علماء نے یہہ راے دی کہ چار نکاح کیجئے پہر انہین
طلاق دیدیجئے اور پہر چار نکاح نئے کر لیجئے اور اسیطرح سلسلہ جاری رکہئے
مگر اسبات کو فیروز شاہ نے پسند نہین کیا آخر میر فیض اللہ سے راے لی میر صاحب
شیعہ مذہب رکہتے تہے انہین یہہ اچہا موقع ملا - بادشاہ سے کہا کہ حضرت رسول
مقبول کے زمانہ مین متعہ جائز تہا حضرت عمر فاروق خلیفہ ثانی نے اسکو موقوف
کر دیا اسوقت فرقہ امامیہ مین جو اہل اسلام کا ایک فرقہ ہے یہہ عمل جاری اور مباح ہے
اگر بادشاہ مصلحتاً اس مذہب پر عمل کرے تو یہہ دقت رفع ہو سکتی ہے یہہ راے بادشاہ
کے پسند آئی اور اس نے امامیہ طریق کے مطابق متعہ کی حلت کو جائز رکہا - اور
ایک ہی دن مین آٹہہ سو عورتون سے متعہ کیا - اسطرح مذہب شیعہ کا دکن مین رواج
قایم ہوا - سیدون کی وقعت بڑہ گئی اور بادشاہ نے اپنی بیٹی صدر جہان کے
بیٹے میر شمس الدین کو دی اور میر فیض اللہ کے بیٹی کی شادی اپنے بیٹے شہزادہ
حسن خان سے کی - احمد شاہ ولی بہمنی ہی شیعون کا معتقد رہا گو اپنی بیٹیان سیدون کو
دین اور انکی بہت ہی عزت اور توقیر کرتا رہا - مگر آپ سنی رہا - بہرحال شاہان
بہمنیہ مین فیروز شاہ نے بعد شیعی طریقہ اختیار کیا تہا - جب خاندان بہمنیہ کا خاتمہ
ہوا اور سلطنت کے ٹکڑے ہو گئے اور پانچ حکومتین قایم ہو گئین تو یوسف عادل شاہ
بیجاپور کا پہلا بادشاہ شیعون مین پرورش پانیکی وجہ سے پکا شیعہ نکلا اس کے امرا
اور اکثر فوج شیعہ تہی اس بادشاہ نے سب سے پہلے شیعہ مذہب اپنے ملک مین
پہلایا - سلطان قلی گولکنڈہ کا پہلا بادشاہ خاندانی شیعہ تہا بادشاہ ہونیکے بعد اگر

بتدریج مذہب تشیع اپنے ملک میں شایع کیا۔ فتح العماد الملک ایلچپور کا بادشاہ سنی تہا اور اس کے ملک میں ایرانیوں کا زیادہ گذر بھی نہ ہوا تہا پہ سلطنت سنی مذہب پر قایم رہی۔ بیدر ایک مدت دراز تک سنی مذہب کے فرقہ کا دارالسلطنت بنا دہاں کے باشندے بہی بڑے سخت تہے اسلیئے بریدیہ خاندان کے بادشاہ بہی پر شیعہ مذہب والوں کا اثر نہ پڑا البتہ علی بریدکی حالت بدل گئی تہی احمد نظام شاہ جنیر کا بادشاہ گو مسلم تہا اور یہہ ملک ایران سے قربت بہی رکہتا تہا اور اس کے پڑوس میں بیجاپور کی سلطنت شیعہ مذہب کی تہی مگر یہہ بادشاہ سنی مذہب پر قایم رہا۔ جب برہان نظام شاہ بادشاہ ہوا اور شاہ طاہر شیعی کا معتقد ہو گیا تو ۹۴۲ھ میں مذہب شیعی اختیار کر کے اپنے ملک میں ایمہ اثنا عشر یہ کا خطبہ پڑہایا ۹۵۵ھ میں اسی شیعہ مذہب والے بادشاہ نے قلعہ قندہار پر قبضہ کر لیا چونکہ برہان شاہ کو شیعی مذہب کے نومرید ہونے کی وجہ سے بڑا تعصب تہا۔ نہایت سختی کی ساتہہ مذہب شیعہ کو رواج دیا اور ہمارے قندہار کی مقدس مسجد میں کے ممبر پر خطبہ سے اصحاب ثلثہ کا نام نکال کر شیعہ مذہب کا خطبہ پڑہایا گیا اہل سنت کے وظائف موقوف کر دئے گئے ہر پیشے کے چودہری و معاش دار سنی علم اٹہانے اور تعزیہ داری کیلیئے مجبور کیے گئے اور قندہار میں بہت سے علم استادہ ہوئے اور تعزیہ داری شروع ہو گئی۔

حسینی علم کہتے ہیں کہ اس زمانہ کے رواج کے مطابق سجادہ نشین صاحب وضہ حضرت حاجی سباح سید شاہ سعید الدین سرور مخدوم قدس سرہ العزیز نے حضرت ممدوح کی کفار کش سیف کا علم بنا کر تیمناً و تبرکاً بنام نہاد حسینی علم استاد کیا تہا۔ وہ علم ابتک موجود ہے اور سالانہ روضہ متبرک کے سپردنی مقدس خانقاہ میں استاد کیا جاتا ہے۔

آصف خان سپہ سالار کا قندہار آنا ۹۵۸ھ میں آصف خان مغل سپہ سالار فوج شہنشاہ اکبر بیجاپور جاتے وقت چند روز باندیڑہ میں رہکر قلعہ قندہار دیکہنے کے

واسطے آیا اور کچھ دنون تک یہان کی سیر کی نظام شاہی قلعہ دار نے ان کی سربراہی کا اچھا انتظام کیا یہہ خوب سیر کرکے بیجاپور روانہ ہو گئے

سید شاہ طاہر حیدرآبادی کا حال

شاہ اسمٰعیل صفوی بادشاہ ایران کے عہد حکومت مین موضع خوند مضافات قزوین حدود گیلان مین ایک شخص سید شاہ طاہر نامی شیعی بڑا متبحر عالم اور فصیح اللسان ابو القاسم محمد ابن عبد اللہ المہدی۔ حاکم مصر کے خاندان سے ہتا اکثر لوگ اس مہدی کو اسمٰعیل ابن امام جعفر صادق رضہ کے نسل سے کہتے ہین مگر اہل سنت جماعت کے نزدیک وہ عبد اللہ بن سالم مصری کے اولاد سے ہے اور اہل عراق اسکو عبد اللہ بن میمون قداح کی اولاد سے بیان کرتے ہین۔ جب شاہ طاہر نے موضع خوند مین اپنے علم و کمال کی وجہ سے شہرت پائی اور مصر و بخارا و سمرقند و قزوین کے شیعہ اسکے مرید ہو گئے تو بادشاہ ایران سلسلہ مشایخ خوانذیہ کے استیصال کے درپے ہوا مرزا شاہ حسین اصفہانی جو شاہی دفتر کا ناظر دیوان اور شاہ طاہر کا دوست تہا شاہ صاحب کو مطلع کر دیا۔ شاہ طاہر نے سلسلہ پیری و مریدی کو بظاہر ترک کر کے بادشاہ کی اجازت سے مدرسہ کاشان کی مدرسی اختیار کی۔ مگر اسکے مریدین یہان بہی بہت جمع ہو گئے شاہی کارکنون نے فرقہ اسمٰعیلیہ کے بکثرت جمع ہونے کا حال بادشاہ کو لکہدیا در بار شاہی سے شاہ طاہر کے قتل کا حکم جاری ہو گیا۔ مگر مرزا شاہ حسین نے شاہ صاحب کو پہلے ہی خبر کر دی تہی شاہ طاہر ۹۲۶ھ مین اپنے مال بچون کو لیکر کاشان سے نکلا اور بندر جرون مین پہونچا ہندوستان کی روانگی کی قصد سے جمعہ کے دن جہاز پر سوار ہوا اور دوسرے جمعہ کو بندر گوا مین آگیا۔

دکن مین اسمٰعیل عادل شاہ شیعہ مذہب مشہور تہا شاہ طاہر سیدہا بیجاپور آیا مگر عادل شاہ نے شاہ طاہر کے جانب کچھ توجہ نکی شاہ طاہر نے قلعہ فتحہ کی طرف ہو کر گولکنڈہ کا قصد کیا کیونکہ قطب شاہی سلطنت بہی شیعی تہی اس عرصہ مین

شاہ طاہر کو کہین سے خبر ملی کہ خواجہ جہان حاکم پرینڈہ کو معلم کی تلاش ہے شاہ طاہر وہان پہونچکر خواجہ جہان کے بچون کی تعلیم پر مقرر ہوگیا۔ کچھ دنون کے بعد ملا پیر محمد استاد برہان شاہ والی احمد نگر جو حنفی المذہب اور سنی تہا خواجہ جہان کے پاس پرینڈہ کو کسی ضرورت سے گیا ملا پیر محمد کو علم ہیئت مین کمال حاصل کرنے کا شوق تہا ایک سال تک پرینڈہ مین رہکر شاہ طاہر سے کتاب مجسطی جو بابان عربی مین علم ہیئت کی مبنی کتاب ہے ختم کی اور واپس احمد نگر گیا جب لوگون کو یہہ حال معلوم ہوا کہ پرینڈہ مین ایک ایسا زبردست عالم آیا ہے کہ ملا پیر محمد سا عالم و فاضل بادشاہ کا اوستاد اسکا شاگرد ہوگیا تو شاہ طاہر کی دکن مین پوری شہرت ہوگئی اور ۹۲۸ھ مین برہان نظام شاہ نے شاہ طاہر کو بلوا کر اپنے اہل مجلس مین شامل کرلیا برہان شاہ نے شاہ طاہر کے علم و فضل کی وجہ سے اسکی قدر کی اور اسکا نہایت معتقد ہوگیا تہا۔ شاہ طاہر کے آنے سے پہلے برہان نظام شاہ فرقہ مہدویہ کے علما کا معتقد ہوگیا تہا اور ان سے ہی اسکو ایسی عقیدت تہی کہ اس فرقہ کے ایک شخص کو اپنی بیٹی ہی دیدی تہی لیکن جب شاہ طاہر کے جانب اسکا اعتقاد بڑہا تو ان کے کہنے سننے سے فرقہ مہدویہ کے خلاف ہوگیا اور انکو احمد نگر سے نکلوا دیا اس خوش اعتقادی کے زمانہ مین۔ برہان شاہ کے بیٹے شہزادہ عبد القادر کو بخار آیا اور سخت بیمار ہوا بہت سے طبیبون کا علاج رہا مگر بیماری ترقی پر تہی برہان شاہ سخت پریشان تہا۔ شاہ طاہر نے اسقدر زمانہ گذرنے پر بہی اپنا مذہب کسی پر ظاہر نہونے دیا لوگ اسکو سنی جانتے تہے اب اسکو اچھا موقع ملا۔ اور اس نے عمدہ پیرایہ مین بادشاہ کو سمجھا دیا کہ آپ بہ منت مانئے کہ اگر اللہ تعالی بہ برکت رسول مقبول دوازدہ امام شہزادہ عبد القادر کو اچھا کردے تو ایمہ اثنا عشرہ کا خطبہ پڑہا ونگا۔ اور انکا مذہب جس سے شیعہ مذہب مراد ہے جاری کرونگا۔ برہان شاہ کچھ مضبوط اعتقاد والا تو تہا ہی نہین شاہ طاہر کے کہنے کے موافق منت مان لی دوا اور دعا کا سلسلہ جاری تہا روز بروز شہزادہ عبد القادر کو افاقہ ہوتا گیا۔

اور اللہ تعالیٰ نے شہزادہ کو صحت بخشی۔ اپنے اقرار کے موافق برہان شاہ نے شیعہ مذہب اختیار کیا اسکے ساتھ ہی شہزادہ حسین اور شہزادہ عبدالقادر اور اُن کی ماں بی بی آمنہ جو شیعہ ہی کی بیٹی تھی اور کل شاہی خاندان نے وہی مذہب اختیار کیا یہہ واقعہ ۹۴۴ھ کا ہے۔ شاہ طاہر کا ۹۵۶ھ مین انتقال ہوا احمد نگر مین۔ چند روز لاش زمین مین سونپ کر رکھی گئی اور پھر کربلاے معلّٰی مین لیجا کر بابد الشہدا حضرت امام حسین کے مقبرہ کے پاس دفن کیگئی اس واقعہ کو تاریخ سلسلہ آصفیہ مین مفصل لکھا ہے

مرتضیٰ نظام شاہ اور اسکی والدہ خونزہ ہمایون بی بی کا قندہار آنا

برہان نظام شاہ نے (۴۷) سال بادشاہت کرکے ۹۶۱ھ مین دنیا سے کوچ کیا۔ اسکا بڑا بیٹا حسین نظام شاہ بادشاہ ہوا قلعہ قندہار پر بدستور نظام شاہی حکامون کا قبضہ رہا۔ حسین نظام شاہ جب ۹۷۲ھ مین مر گیا اسکا بیٹا مرتضیٰ نظام شاہ تخت نشین ہوا مگر نوجوانی کے باعث ملکہ خونزہ ہمایون اسکی ماں متکفل امور سلطنت رہی اور اپنے دونون بھائی عین الملک اور تاج الملک کے مشورہ سے حکمرانی کرتی رہی ۹۷۳ھ مین علی عادل شاہ والی بیجاپور نے اپنے سپہ سالار کشور خان کو بیس ہزار فوج دیکر ترناملّ پر قبضہ کرنیکے لئے بھیجدیا۔ وینکٹادری راجہ ترناملّ نے خونزہ ہمایون کو لکھا کہ حسین نظام شاہ نے یہہ ملک مجکو دیا ہے اب علی عادل شاہ اسکو لینا چاہتا ہے اسوقت مدد کیجئے۔ ابراہیم قطب شاہ والی گولکنڈہ نے خونزہ ہمایون کو کہلا بھیجا کہ اگر علی عادل شاہ کی قوت بڑھ گئی اور ممالک جنوبی اسکے قبضہ مین آگئے تو ہماری اور آپ کی سلطنت کو نقصان پہونچیگا اس لئے مین اور آپ دونون مل کر اس کے ملک پر حملہ کرینگے۔ خونزہ ہمایون نے ابراہیم قطب شاہ کا کہنا مان لیا اور جواب دیا کہ مین سرحد پر آتی ہون آپ بھی تیار رہین خونزہ ہمایون نے اسوقت نقال خان سے فوجی مدد طلب کی نقال خان اس زمانہ مین دریا عماد شاہ کے بیٹون کو قید کرکے خود براڑ کا حاکم بن گیا تھا اس نے خود اپنے بیٹے مشیر الملک کے ساتھ فوج بغرض امداد بھیجنے کی رضامندی ظاہر کی

سلہ بعض کتب مین خونجہ لکھا ہے۔

جب علی عادل شاہ کو معلوم ہوا کہ خونزہ ہمایون کا قصد بیجاپور پر حملہ کرنے کا ہے اس لئے علی عادل شاہ خود احمد نگر کی جانب چلا خونزہ ہمایون نے مرتضی نظام شاہ کو ساتھ لیکر براڑ کیطرف کوچ کیا تقال خان اور ابراہیم قطب شاہ کو بھی اطلاع دی جب حدود براڑ میں مشیر الملک تقال خان کا بیٹا معہ لشکر مل گیا۔ تو خونزہ ہمایون اور مرتضی نظام شاہ اور مشیر الملک تینوں مل کر قندہار آئے ادھر سے ابراہیم قطب شاہ معہ لشکر کولاس میں پہنچ گیا مابین کولاس و قندہار تینوں لشکر اترے ہوئے تھے بہرحال افواج متفقہ معہ اپنے سرداروں کے بیجاپور روانہ ہوئی۔ اب ہمیں تفصیلی لڑائی کی حالت بیان کرنیکی ضرورت نہیں ہے صرف یہہ کہنا کافی ہے کہ کچھ دنوں افواج متفقہ بیجاپور کا محاصرہ کرکے ناکامیابی کے ساتھ اپنے اپنے ملک کو واپس ہوگئی علی عادل شاہ نے گو پہلے احمد نگر جانے کا قصد کیا تھا مگر نگیا اور شاہ درگ میں ٹھہرا رہا جب افواج متفقہ بیجاپور سے واپس ہوئی علی عادل شاہ بیجاپور چلا گیا۔

مرتضی نظام شاہ کی خود مختاری اور خاندان عماد شاہیہ کی تباہی

۹۷۶ھ تک خونزہ ہمایون امورات سلطنت میں برابر دخیل تھی اور مرتضی نظام شاہ بغیر اطلاع اسکے کوئی کام نہیں کرسکتا تھا۔ آخر ۹۷۶ھ میں مرتضی نظام شاہ نے ملا حسین، تبریزی و شاہ احمد و مرتضی خان وغیرہ اپنے مصاحبین کے مشورہ سے اپنی والدہ خونزہ ہمایون کو پکڑکے قید کردیا اور خود فرمان روائی کرنے لگا۔ ۹۸۰ھ میں مرتضی نظام شاہ نے خاندان عماد شاہیہ اور تقال خانیہ کو منسوخ نابود کرکے ملک براڑ سلطنت احمد نگر میں شامل کرلیا۔ ۹۹۳ھ میں مرتضی نظام شاہ کے بیٹے میران حسین کی شادی ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کی بہن خدیجہ سلطان سے ہوئی تھی دو سال کے بعد صلابت خان وکیل سلطنت نظام شاہی نے دولہا دولہن کو علیحدہ علیحدہ کردیا تھا اور ابراہیم عادل شاہ پر دباؤ ڈال

سلہ قلعہ قندہار کے متعلق کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتضی شاہ کے عہد میں اور عزری خان حاکم قندہار کی عملداری میں دیوار فصیل قلعہ قندہار جانب غرب و جنوب بنا ہوئی ہے کیونکہ درمیان برج نر سیاہ عنبر شاہی کتبہ ہے جسمیں مرتضی نظام شاہ کا نام معلوم ہوتا ہے اور ۹۷۰ھ درج ہے اور اسی دیوار میں دوسرا مقام پر کتبہ ہے اور دور شہ مرتضی نظام عزری خان شد بنا ۱۲

شولاپور جو چاند بی بی زوجہ علی عادل شاہ کے جہیز میں دیا گیا تھا چاند بی بی کے احمد نگر واپس آجانے کے سبب سے واپس طلب کر رہا تھا اس لئے ابراہیم عادل شاہ نے احمد نگر پر چڑھائی کی اور ابراہیم برید والی بیدر کو لکھا کہ اگر اسوقت مدد دیگا تو اوسے وقندہار داد دیگر قدیم مقبوضات برید یہ سلطنت نظام شاہی سے دلادونگا قلعہ قندہار کے ملنے کی امید پر آبراہیم برید مدد دینے پر راضی ہوگیا اور قلعہ اوسہ کے محاصرہ کیلئے پہونچا۔ ابراہیم عادل شاہ نے عالم خان جمعدار کو فوج دیکر ابراہیم برید کی مدد کیلئے بھیجا۔ ابھی اوسہ پر عادل شاہی قبضہ نہیں ہوا تھا۔ اس عرصہ میں مرتضی نظام شاہ نے ابراہیم عادل شاہ سے صلح کرلی ابراہیم برید کی آرزو دل میں رہ گئی اور بیدر کو واپس چلا آیا

نظام شاہی ملک میں بدامنی

۹۹۲ھ میں میران حسین شاہ نے اپنے باپ مرتضی نظام شاہ کو پکڑ کے ایک حمام میں بند کروادیا اور نیچے آگ لگادی اور اسکو پانی بھی پینے نہ دیا تڑپ تڑپ کر ۲۹ رجب کو مرگیا۔ باپ کے مارڈالنے کے بعد میران حسین بادشاہ بن گیا۔ اس میران حسین نظام شاہ نے نو مہینے تین دن بادشاہت کی اسکی بدوضعی اور نالایقی کی وجہ سے ملک میں بدامنی اور امرا میں نااتفاقی ہوگئی ۹۹۳ھ میں مرزا خان سردار نے اسکا سر کاٹ کر تیزہ پر چڑھایا احمد نگر میں ایک ہنگامہ رہا۔ اور جمال خان مہدوی سردار نے مرزا خان اور دوسرے سرداروں کو قتل کرکے سلطنت نظام شاہی پر قبضہ کرلیا اور اسمعیل نظام شاہ کو بادشاہ بنایا۔ اسمعیل نظام شاہ مرتضی نظام شاہ کا بھتیجا اور برہان شاہ کا بیٹا تھا برہان شاہ اپنی جان کے خوف سے بھاگ کر شہنشاہ اکبر کی فوج میں شریک ہوگیا تھا۔ جب اس نے نظام شاہی سلطنت کی بری حالت سنی تو ملک براڑ دینے کے وعدہ پر شہنشاہ اکبر کے پاس سے فوج حاصل کی اور ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور اور راجے علیخان والی برہان پور سے بھی مدد لی اور جمال خان کو قتل کیا اور اپنے بیٹے اسمعیل نظام شاہ کو تخت سے ہٹا کر خود بادشاہ ہوا اور نظام شاہی حکومت میں امن و اطمینان ہوگیا۔

ابراہیمی برج کی تیاری

ہمارا قندہار نظام شاہی حکومت میں داخل ہے اس لیے ہم وہاں کے بادشاہوں کی حکومت کا سلسلہ بتلا رہے ہیں اسمیں شک نہیں کہ سلطنت میں بہت سے پیچیدگیاں واقع ہوئی ہیں جس کے باعث سے احمدنگر میں بدامنی تھی مگر ہمارے قندہار پر ابراہیم خان کی عملداری تھی اور ہر طرح امن وچین تھا ابراہیم خان نے قندہار کے قلعہ میں نشان کا برج ۹۹۰ھ بنوایا ہے اور اسپر حسب ذیل بخط عربی کتبہ ہے۔

نصر من اللہ وفتح قریب وبشر المومنین۔ تمام شد برج ابراہیمی در ایام ابوالمظفر ابراہیم خان بن قاسم شیخ عثمان خان ۹۹۰ھ

پھر ان نظام شاہ نے چار سال سولہ روز بادشاہت کر کے ۹۹۳ھ میں دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو کوچ کیا۔ اسکا بیٹا ابراہیم نظام شاہ باپ کا جانشین ہوا۔

قلعہ قندہار پر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کا قبضہ

ابراہیم نظام شاہ نوجوان اور بیکار تھا ہزار فوج ساتھ لیکر ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور پر چڑھ آیا ابراہیم عادل شاہ اسوقت شاہ درگ میں تھا یہ خبر سنتے ہی اسنے بیس ہزار فوج حمید خان و شجاعت خان و سہیل خان کی ماتحتی میں نظام شاہ کے مقابلہ کیلئے بھیجدی پہلی فیجہ ۱۰۰۳ھ کو نظام شاہی فوج عادل شاہی سرحد میں داخل ہوئی دونوں طرفین سے معرکہ آرائی شروع ہوئی نظام شاہی فوج نے عادل شاہی فوج کو شکست دی اور بیجاپور کی سرحد تک انکا تعاقب کیا اور اسی ہاتی جہین لئے نظام شاہی فوج فتح کا خیال کر کے لوٹ مار میں پڑ گئی جس سے ابراہیم نظام شاہ کے پاس ایکسو آدمی اور کچھ ہاتی رہ گئے اور باقی فوج و تمامی سردار دشمن کے تعاقب میں دور دور تک نکل گئے سہیل خان سامان عادل شاہی کے پاس ایک ہزار فوج اور شہر ہاتی موجود تھے ابراہیم نظام شاہ کو جو تھوڑی جماعت کے ساتھ دیکھا فوراً حملہ کر دیا اور ابراہیم نظام شاہ کے ہمراہیوں نے اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کو دیکھکر بادشاہ سے کہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر ابراہیم نظام شاہ نے جوانی کی امنگ اور شراب کی نشہ میں

۱۲ ابراہیم عادل شاہ کا جلوس ۹۹۳ھ

کسیکا کہنا نہ مانا اور دشمن کے مقابل ٹھیرا رہا اول ہی حملہ مین ایک تیر بادشاہ کے شانے مین لگا اور بادشاہ مجروح ہوگیا اسکے ہمراہی سواروں نے بادشاہ کو قلعہ پرینڈہ کیطرف لے بھاگنے کی کوشش کی مگر بادشاہ کو کاری زخم لگا تھا قلعہ کے قریب پہونچکر گھوڑے سے گر گیا اور مر گیا نظام شاہی فوج احمد نگر کی جانب بھاگ گئی۔

ابراہیم عادل شاہ نے اپنی فوج کو قلعہ قندہار پر قبضہ کرنے بھیجدیا اور عادل شاہی فوج نے آخر ماہ ربیع الثانی ۱۰۱۳ھ کو قلعہ قندہار پر قبضہ کر لیا۔ اور نظام شاہی کارپردازان نکالے گئے قلعہ مین مسجد عادل شاہی کی تیاری شروع ہوئی مسجد مین جو کتبہ ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عادل شاہی عملداری مین قندہار کی عنان حکومت عبدالعزیز کے قبضہ مین تھی مسجد مین عربی عبارت کے علاوہ جو فارسی کتبہ ہے وہ حسب ذیل ہے

اظہار کمالیت یافت مسجد رفیع محمدی صلعم

شہور سنہ ۱۰۱۳ھ

شد بنا در وقت ابراہیم عادل بادشاہ	مسجد بہتر کہ از وصفش رسید ناباہ
از برائے خواندن قران نماز و ذکر حق	کرد فرمانیش باو عبدالعزیز نیک خواہ

ملک عنبر خان حاکم دولت آباد کی حکومت عنبر شاہی توپ کا قلعہ قندہار مین جلوس

جب وہ زمانہ آیا کہ خلون نے کے خونخوار تلواردن نے جلال الدین محمد اکبر جیسے فاتح شہنشاہ کی حکومت مین ہندوستان جنوبی کے خود سر و سرکش حاکمون کے دل و دماغ

مسمٰی جلال الدین اکبر شہنشاہ کا نسب نامہ اسطرح ہے اکبر بن ہمایون بن بابر بن عمر شیخ مرزا بن سلطان ابوسعید مرزا بن سلطان محمد مرزا بن میران شاہ بن ابو المنصور امیر تیمور گورگان صاحبقران۔

اکبر ۹۴۹ھ مین پیدا ہوا اور ۹۶۳ھ مین تخت پر جلوس کیا اور ۱۰۱۴ھ مین انتقال کیا اسکی عمر ۶۴ سال گیارہ مہینے ۱۰ روز کی تھی (۵۰) سال ۱۰ مہینے ۱۰ روز سلطنت کی بعد مرنیکے عرش آشیانی لقب مشہور ہوا

پورا رعب بٹھا دیا اور اکبر کی بہادرانہ ہمت اور کشور کشا خیال کے لئے ضرور تھا کہ وہ دکن کو جو ایک سرسبز و زرخیز خطہ ہے اور جنوبی ہندوستان کہلاتا ہے اپنے حدود ریاست میں داخل کرے اس شہنشاہ نے ایک جرار فوج دکن پر بھیجی اور وہ ۱۰۰۱ھ میں احمد نگر پر قابض اور بہادر نظام شاہ کو قید کر لیا۔ اکبر کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے نورالدین محمد سلیم جہانگیر نے عنان حکومت ہند اپنے قبضہ میں لی۔

مولف تاریخ مآثر الملوک لکھتا ہے کہ ملک عنبر حبشی بیجاپوری بہادر نظام شاہ کے وقت میں مدار المہام تھا اور امور ریاست میں پورا اقتدار رکھتا تمام قضی نظام شاہ کو برائے نام بادشاہ بنا کر قلعہ اوسہ میں رکھا اور آپ دولت آباد میں امور ریاست انجام دیتا رہا جب جہانگیر نے سپہ سالار خانخانان بہادر کو ہند سے دکن کی طرف روانہ کیا۔ ملک عنبر میں اتنی قوت نہ تھی کہ اس جرار فوج سے مقابلہ کر سکتا۔ اس خبر کے سنتے ہی پریشان ہو کر ایک عرضی عادل شاہ والی بیجاپور کی خدمت میں بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ بندہ دولت نظام کا نمکخوار قدیم اور سلطنت والائے عادل شاہیہ کا ہوا خواہ ہے حقیقت میں یہ دونوں سلطنتیں بالکل ایک سی ہیں بندہ کو آپکی اطاعت اور اس سلطنت کی خیر خواہی میں جان دینا واجب ہے آپنے سنا ہوگا کہ خانخانان متوجہ دکن ہوا ہے نہ نظام شاہی فوج میں اتنی قوت نہ اسکے مقبوضات میں کوئی مستحکم جگہ خزانہ کی حفاظت کے لئے پائی جاتی ہے جس سے بندہ باطمینان فوج دہلی کا مقابلہ کرے اب ہم نظام شاہ کے بعد قلعہ قندہار جو سلطنت والا کے قبضہ میں آگیا ہے اگر عنایت ہو جائے اور کسیقدر فوج ہی امداد کے لئے روانہ ہو تو بندہ اپنی جان لڑا کے نظام شاہی نام باقی رکھنے کی کوشش کرتا ہے عادل شاہ نے اسکی درخواست منظور کی اور قلعہ ملک عنبر کے سپرد کرنے کا حکم دیدیا اور دس ہزار جدہ سوار

لہ جہانگیر کا نام نورالدین اور خطاب محمد سلیم تھا ۹۷ھ میں پیدا ہوا اور ۱۰۱۴ھ میں جلوس اور ۱۰۳۷ھ میں انتقال کیا اسکی عمر ۵۹ برس ۱۱ مہینے ۱۱ دن تھی مرنیکے بعد تربت مکانی اسکا لقب مشہور ہوا یہ جہانگیر نورجہاں بیگم پر فریفتہ تھا نورجہان بیگم خواجہ غیاث بیگ ایرانی کی بیٹی اور علی قلی خیر افگن خان کی بی بی تھی ۱۰۱۵ھ میں بادشاہ کے حکم پر شیر افگن خان قتل کیا گیا اور نورجہان بیگم کا بادشاہ سے عقد ہوا یہ دلچسپ قصہ مشہور ہے ہند کی عنان حکومت اس نازک خیال عورت کے ہاتھ میں رہی

متعین کردئے ہمارا قندہار بیجاپور کی ماتحتی سے علیحدہ ہوکر دولت آباد کے ماتحت ہوگیا اور ملک عنبر نے قلعہ قندہار مین خزانہ و اثاثہ و رسد کا معقول سامان رکھکر جرار فوج وہان متعین کردی اور وہان کی فوج کے اخراجات کے لئے تین لاکھ ہونکا علاقہ علیحدہ کردیا تھا اور اپنے متعلقین کو بھی وہین رکھا تھا۔

۹۱۳ھ مین ملک عنبر قندہار مین آیا اور کچھ دنون تک وہان رہا وہان سے فوج وغیرہ کا انتظام کرکے شہر بیدر کا محاصرہ کیا اور لوٹ لیا وہان سے گولکنڈہ گیا اور سلطان محمد قطب شاہ سے ملکر فوج مغلیہ کے مقابلہ کے لئے سولہ لاکھ روپیہ لیا چند روز بیجاپور کا محاصرہ کرکے احمد نگر واپس گیا اور مغلون کی فوج کو شکست دیکر برہان پور کی جانب بھگا دیا۔

ملک عنبر نے قلعہ قندہار کی مرمت کروائی۔ عادل شاہی عملداری مین جو عمارت اور برج تیار ہو رہے تھے ملک عنبر نے اسکی تکمیل کروادی۔ اور قلعہ کی مسجد جو عادل شاہی عمل مین تیار ہو رہی تھی ملک عنبر کے عہد مین اسکی تکمیل ہوئی اس مسجد کے بیچ کے کمان کی بیرونی حصہ بلندی پر دونو جانب دو کتبے موجود ہین اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک عنبر کے عہد مین مسجد کی تعمیر ختم ہوئی ہے۔ تو ہین درست کیگئین ملک عنبر بہت بڑی رقم درست کرواکے آبادی شہر کی جانب بڑے برج پر رکھوایا اسکو بڑی عنبری توپ کہتے ہین۔ اور روضہ حاجی سیاح سرور مخدوم کے باہر کی جانب (بڑا عاشورخانہ) جسمین سینی علم استادکئے جاتے ہین اسکا بنوایا ہوا ہے ملک عنبر نے ۱۰۲۲ھ مین

قاضی کی محلہ کی مسجد بنوائی ہے مسجد کے کسی مقام پر کوئی کتبہ کندہ نہین ہے مگر قدیم

ملک عنبر کی دو لڑکیان حلیمابانو اور شہربانو ایک مدت تک قندہار مین رہین اور وہین انتقال کرگئین دونو بیگمات کے مقبرے قندہار ہی مین ہین شہربانو کی بیٹی عزیزہ بیگم کی شادی سیدی عبد اللہ سے ہوئی تھی موضع دیلوب تعلقہ وضلع ناندیڑ ان بیگم صاحبون کی جاگیر تھی اور ابھی تک ان کی اولاد اس جاگیر پر قابض ہے حلیمابانو کے بیٹے محمد خان تھے ان کے سلسلہ اولاد مین عظمت خان اور سراج خان موجود ہین شہربانو کی بیٹی عزیزہ بیگم جو سیدی عبد اللہ سے منسوب تھی ان کے سلسلہ اولاد مین غلام محی الدین تھے ان کے فرزند محمد رحیم صاحب موضع دیلوب مین موجود ہین۔

بیاض مین ایک بیت لکھی دیکھی گئی - ہزار دلست و دو بودہ زہجر پیغمبر بوعہد والی دین
حضرت ملک عنبر - ملک عنبر نے اپنی عملداری مین ملکی و مالی انتظام بہت اچھی طرح کیا - کپتان سٹیفن برگس اپنی رپورٹ مین لکھتا ہے کہ ملک عنبر نے زمین کی پیمایش کروائی رعایا ہر ایک قطعہ علیحدہ علیحدہ مقرر کیا اور مالی انتظام اسطرح کیا تھا کہ جس زمین سے ساری کی تحصیل لی جاتی تھی وہ موقوف کرکے اس کے معاوضہ مین نصف حصہ پیداوار رعایت مین لیا جاتا اور سکا جمع و خرچ ہر ایک فصل پر ہوا کرتا فصل ربیع و خریف کے مدارج الگ الگ قرار دیئے ہر ایک پرگنہ یا بڑے قصبہ پر ایک مسلمان عہدہ دار مقرر تھا اور انکی ماتحت مالی امور رایت مین مرہٹے اور برہمن مقرر کئے گئے تھے قندہار کی زمین کی پیمایش ملک عنبر کے عہد مین ہوئی تھی

قلعہ قندہار پر شاہجہان شہنشاہ دہلی کا قبضہ

جب مرتضی نظام شاہ ثانی جو برائے نام بادشاہ تھا مر گیا تو ملک عنبر نے برہان نظام شاہ ثالث کو بادشاہ بنایا اور خود حکومت کرتا رہا آخر (۲۷) سال بنامزدی وزارت نظام شاہی سلطنت کی کامل اقتدار کے ساتھ بادشاہی کرکے اسی برس کی عمر مین ۲۴ شعبان ۱۰۳۱ھ کو جنت کی راہ لی اور حکومت دنیوی سے کنارہ کش ہوکر آغوش لحد مین آرام پایا - اسکا گنبد خلد آباد مین حضرت یوسف راجو قتال قدس سرہ کے گنبد کے قریب ہے -

بعض مورخین نے ملک عنبر کو دکن کا شہنشاہ لکھا ہے کیونکہ جب ملکہ چاند سلطانہ قتل ہو گئی اور اکبر شاہنشاہ ہند نے بہادر نظام شاہ کو قید کرکے احمد نگر دار السلطنت نظام شاہی پر قبضہ کر لیا اسوقت ملک عنبر نے مرتضی نظام شاہ کو بادشاہ بنایا اور فوج فراہم کی اور نئے سرے سے بادشاہی قایم کی اور اکبر سے عظیم الشان اور جہانگیر سے شہنشاہ کو مجبور کر دیا اور بار بار علاقے واپس لیئے بیدر کو لوٹ ڈالا سلطان محمد قطب شاہ والی گولکنڈہ سے بنام ہنا مدد فوج بہت سا روپیہ وصول کر لیا اور ابراہیم عادل شاہ کو مقہور کرکے اسکا بہت سا ملک دبا لیا اسکی فوج مین ایک لاکھ سوار اور دو لاکھ پیدل تھے اسکا

ملہ یہ گنبد مولف نے دیکھا ہے ۱۲

توپخانہ اُس زمانہ کی حیثیت سے بہت اچھا تھا اگرچہ پہلے عادل شاہی سلطنت میں حبشی غلام تھا مگر اپنی خدمات کے وجہ سے ترقی کر گیا اور پھر نظام شاہی سلطنت میں چنگیز خان وزیر کے فرعون میں رہا اور معاملات مالی و ملکی و فوجی میں پورا تجربہ حاصل کیا۔ خوبی اور سپاہ گری کے نمونہ میں لائق تھا خلائق پروری عدل گستری میں فائق تھا۔ مورخان کا بیان ہے کہ دکن میں کوئی ہندو یا مسلمان ایسا نہیں گذرا جیسا کہ ملک عنبر تھا۔ ملک عنبر کے عہد میں قندہار کی حکومت سرفراز خان دکھنی سرفراز تھے۔ جب ملک عنبر مر گیا تو اسکے دو بیٹے تھے فتح خان اور چنگیز خان۔ بڑا بیٹا فتح خان باپ کا جانشین ہوا مگر اسمیں اسقدر لیاقت تھی کہ باپ کی فوج قایم رکھے اور ابراہیم نظام شاہ کو سر نہ اٹھانے دے فتح خان سے کچھ بھی انتظام نہ ہو سکا اور ابراہیم نظام شاہ ثالث خود مختار بادشاہ ہو گیا فتح خان اور چنگیز خان کو اپنی سنبھال دشوار ہو گئی قلعہ قندہار کی حکومت پر سرفراز خان بدستور سرفراز رہا۔ اور مقبوضات نظام شاہی واقع تلنگان کی طرفداری بھی انہیں کو ملی اور اونہوں نے قندہار کو اپنا مستقر قرار دیا ۱۰۳۷ھ میں جہانگیر کے بعد شاہجہان[1] نے تخت دہلی پر جلوس فرمایا۔ چونکہ اکبر کے وقت سے ہی مغلوں کی دکن پر چڑھائی شروع ہو گئی تھی اور شہزادگی کے زمانہ میں شاہجہان نے دکن کی فوج کی افسری کی تھی جو قلعہ جات اسکے باپ دادا کے زمانہ میں فتح ہوئے تھے نظام شاہی افسروں نے وہاں کا عمل اٹھا دیا تھا شاہجہان نے جلوس کے دوسرے سال ہی ملک دکن کے فتح کے جانب توجہ کی بڑے بڑے نامی افسروں کو ہزار فوج کے ساتھ دکن بھیجا اور نظام شاہی مقبوضات پر حملے ہونے لگے چونکہ نظام شاہی سلطنت میں زوال آچکا تھا مغلوں کی فاتح فوج آگے بڑھتی گئی شہنشاہ دہلی کے دربار سے راجہ راورتن مہم قلعہ قندہار کیلئے منتخب کیا گیا۔

[1] شاہجہان۔ جہانگیر کا بیٹا ہے اسکا نام شہاب الدین محمد خرم اور لقب صاحب قران ثانی تھا ۱۰۰۵ھ میں پیدا ہوا اور ۱۰۳۷ھ میں جلوس کیا عمر اسکی ۳۲ برس ۳ مہینے ۲۶ روز کی تھی ۳۰ سال ۸ مہینے ۲۲ روز بادشاہی کی ۷۰ سال ۴ مہینے ۲۵ روز قلعہ اکبرآباد میں اپنے بیٹے اورنگ زیب عالمگیر کے زیر نگرانی محبوس رہا تاریخ ۲۵ رجب ۱۰۷۶ھ انتقال کیا فردوس آشیانی لقب مشہور ہوا۔

اور یہہ راجہ اپنی فوج لئے ہوئے قندہار کے طرف چلا اس عرصہ مین جنرل نصیر خان المخاطب خانہ دوران نصرت جنگ بہادر نے جو تسخیر ملک نظام شاہیہ کے لئے راجہ گج سنگھ کے ہمراہ تہا شہنشاہ کی خدمت مین درخواست کی کہ ہم تسخیر قلعہ قندہار میرے تفویض ہو۔ شہنشاہ سلطنت سے بمنظوری درخواست خان مذکور کو منصب چار ہزاری اور تین ہزار سوار سرفراز ہوئے اور جنرل نصیر خان اپنی فوج لئے ہوئے قندہار پہونچا۔ سرفراز خان دکہنی حاکم قندہار دلیری اور مردانگی سے مخالف فوج کو روکتا رہا مگر مغلائی فوج نہ رک سکی اور سرفراز خان کو شکست کہا کر قلعہ کے جانب لوٹنا پڑا پراگندہ فوج کو جمع کر کے پھر ایک آخری کوشش کی اور ناکامی کے ساتہہ قلعہ مین محصور ہوا جنرل نصیر خان نے قندہار کی آبادی پر قبضہ کر لیا اور قلعہ کے مقابل مورچہ بندی کر دی اور جنوبی آبادی تک فوج کو پہیلا دیا اسعرصہ مین عادلشاہی اور نظام شاہی فوج بیجاپور اور متفرق قلعون سے لشکر کرکے مقرب خان و بہلول خان و رندولہ خان امداد کے لئے قندہار پہونچ گئی سرفراز خان نے پہر قلعہ سے نکلکر تازہ فوج کے ساتہہ مغلائی فوج پر حملہ کیا مغلون نے اس حملہ کو بہت پھیرتی اور جان فشانی سے روکا مگر پسپا ہو گئے بایک اعظم خان صوبہ دار صوبہ دکن نصیر خان کی امداد کیلئے لشکر جرار کے ساتہہ پہونچ گیا مغلون نے دکہنیون سے سینہ بسینہ ہو کر دلکا کینہ نکال لیا خونریزی کی انتہا نہ رہی مغل نائب آئے اور دکہنی فوج کو قلعہ تک رونڈ ڈالا تالاب سے قلعہ تک وسیع میدان لاشون کے ڈہیر لگ گئے بیجاپوری اور نظام شاہی فوج سے جو کچہہ بچ گئے وہ میدان سے نکل گئے سرفراز خان تہوڑی فوج سے قلعہ مین محصور ہو گیا قلعہ اور آبادی کے درمیان ایک بڑا گڑہا کہدوا کر مقتولین سے بھر دیا گیا جو گنج شہدا کے نام سے مشہور ہے جنرل نصیر خان نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور رسد بند کر دی چار مہینے اکیس دن تک یہہ محاصرہ رہا اکثر دفعہ مغل تمام تمام دن محنت کر کے خندق کو مٹی سے بھر دیا کرتے محصورین راتون رات پھر خندق صاف کر دیا کرتے مغلون نے قلعہ کے جنوبی جانب سرنگ لگا کر ایک برج کو ہلا دیا جس سے محصورین نے مخوف ہو کر جان کی امان پر قلعہ خالی کر دیا

لہ از تاریخ انگریزی دکن ب ماثر الامرا در ضمن ذکر نصیر خان ۱۲

صادق خان داماد یا مقوت خداوند خان نے قلعہ کی کنجی جنرل نصیر خان کے حوالہ کردی مشہور توپ ملک ضبط و بجلی وغیرہ کے علاوہ اکیسو سولہ توپین بڑی چھوٹی اسوقت قلعہ مین موجود تھین جملہ اسباب قلعہ پر مغلون کا قبضہ ہوگیا سرفراز خان نے اپنی راہ لی ہیوقعہ ۱۰۴۸ھ کا ہے جنرل نصیر خان خاندوران نصرت جنگ کو فتح قلعہ قندہار کے صلہ مین دربار شہنشاہ دہلی سے منصب سابق کے علاوہ اضافہ منصب ہزاری اور ایک ہزار سوار کی افسری سے ترقی دیگئی اور ماہی مراتب سرفراز ہوا اور فتح کے دوسرے ہی سال بالوہ کی صوبیداری ملی۔

مبارک خان نیازی ابن مظفر خان

مبارک خان نیازی ابن مظفر خان محاصرہ قلعہ قندہار کے وقت جنرل نصیر خان کی فوج مین افسر تھا اس نمایان کارگزاری اور جان نثاری کے صلہ مین بعد فتح قلعہ قندہار منصب مین پانصدی اضافہ اور بتیس سوار کی افسری ملی یہ قلعہ اوسہ اور قلعہ اودگیر کے محاصرہ کیوقت مغلون کی فوجین شریک تھا ۱۰۶۴ھ مین صوبہ برار کو اسکے واوا احمد خان نیازی نے آباد کیا تھا مبارک خان نے اس ضلع کی جہت رونق دی اور وہین مقیم رہا۔

شیر دل روہیلہ

اصل نام شہباز خان اور عرف شیر دل روہیلہ ہے محاصرہ قندہار کے وقت جنرل نصیر خان کے شریک رہا ہے سہ ہزاری منصب اور دو ہزار سوار کی افسری سے ممتاز ہوا قلعہ قندہار کے فتح کے بعد اسی سال ۱۰۴۸ھ مین انتقال ہوا۔

رکن السلطنت

خواجہ ابو الحسن ترجمنی ملقب بہ رکن السلطنت ۱۰۱۹ھ مین محمد اکبر شہنشاہ دہلی کے عہد مین دکن کے دیوان بھی رہ چکے ہین جب جنرل نصیر خان نے قلعہ قندہار کا محاصرہ کرلیا اور محاصرہ کو زیادہ دن گذر گئے اور نظام شاہی عہدہ دار سرفراز خان قلعہ ارقندہار کی مدد کیلئے پہونچ گئے اسوقت شاہجہان شہنشاہ دہلی نے خواجہ ابو الحسن جو پرانے تجربہ کار افسر تھے نصیر خان کے امداد کیلئے فوج کثیر کے ساتھ قندہار روانہ کیا خواجہ صاحب دکن مین آگئے انکی فوج منصب پانصدی سے بالوپایان گھاٹ پر اترگئی جب یہ خبر پہونچی تھی کہ ادہر جنرل نصیر خان کا قلعہ قندہار پر قبضہ ہوگیا اس خبر کے ملتے ہی خواجہ صاحب

مع فوج واپس ہوے رود تنگ آب کے پاس لشکر اترا ہوا تھا یکایک ندی طغیانی پر آگئی اور لشکر کے بہت بڑے حصہ کو نقصان پہونچا خواجہ صاحب دہلی کے جانب چلے گئے

سرفراز خان دکھنی کا حال | سرفراز خان دکھنی مغلون کے قبضہ کے قبل قندہار کے قدیم نظام شاہی قلعہ دار رہتے اس لئے انکا حال جو کچھ معلوم ہوسکا بیان کیا جاتا ہے۔

ان کا نسب اہل قریش سے ہے کئی پشت آگے ان کے بزرگ مدینہ منورہ سے دکن آئے تھے انکو دربار نظام شاہیہ سے خانی و بہادری کا خطاب ملا تھا ملک عنبر کے آخری عہد سے حاکم قندہار رہے اسکے بعد سرلشکر ملک تلنگانہ بھی ہوے جب قلعہ قندہار مقبضہ کرجاتا رہا تو مقرب خان کے ساتھ شہنشاہ دہلی کے دربار مین پہونچے اور ملازمت شہنشاہی اختیار کی سنہ ۹ جلوس عالمگیری مین پرگنہ لوہ گانون علاقہ ضلع ناندیڑ جاگیر ملی اس پرگنہ مین موضع بلولی کو اپنا وطن قرار دیکر ایک عالیشان مسجد[1] بنوائی سرفراز خان قلعہ منگل پیڑ کے محاصرہ کے وقت شہید ہوے ان کے پانچ فرزند تھے سب سے بڑے حسین خان جنکو باپ کی جاگیر کے ساتھ سرفراز خان خطاب اور ملا تھا ملکہیڑ کے معرکہ مین ماری گئے

قلعداروں کا ذکر

جنرل نصیر خان کے فتح کے بعد سلاطین مغلیہ کی عہد فرمانروائی مین قلعہ قندہار پر جو قلعدار گزرے ہین قدیم کاغذات اور بیاضون سے ان کے نام منتخب کئے گئے جن قلعدارونکی کیفیت کتب تاریخ اور کتاب ماثر الامرا سے بصراحت معلوم ہوئی انکا حال لکھدیا گیا ہے اور جن قلعدارونکا حال معلوم نہ ہوسکا ان کے صرف نام بتلادیگئے ہین

قلعداران شاہ جہانی کے نام | علی شاہجہانی کے جو قلعدار گزرے ہین ان کے یہہ نام ہے۔

شاہ بیگ خان۔ عبداللہ بیگ۔ قزلباش خان۔ قاقشال خان بہرام خان۔ خواجہ احمد امیر رستم بیگ۔ عزت خان۔

[1] اس مسجد کو مولف نے دیکھا ہے بیرونی صحن سنے سیاہ پتھر کی نہایت صفائی اور نزاکت سے لگائی ہین بجلی کے صدمہ سے مسجد کا ایک مینار ٹوٹ گیا ہے۔

مرزا امان بیگ المتخاطب الف خان بہادر قلعدار قندہار کے خاندان کی کیفیت

اصل انکی چغتائی برلاس کی قوم سے ہے علی شیر خان جو سلطنت تیموریہ کے قدیم ملازم اور جنکو معتمدی دکن پر دازی کی خدمت عمل صاحبقرانی مین حاصل تھی انکے اجداد سے ہین -

مرزا امان بیگ کے والد کا نام مرزا جان بیگ ہے جو فوج شاہنشاہی مین بہ عہدہ تحتی مرزا عبدالرحیم خانخانان بہادر کارگزار تھے اور انہون نے نمایان کارگذاری سے بہت عزت حاصل کی تھی جب انکا انتقال ہوا مرزا امان بیگ نے فوج شاہنشاہی مین شریک ہوکر عزت پائی اور تھوڑے ہی دنون مین وہ رسوخ پیدا کیا کہ دربار شاہنشاہی سے منصب ایک ہزار و پانصدی اور ایکہزار و پانصد سوار سے سرفراز ہوے اور دنگہانی قلعہ قندہار دکن پر متعین ہوکر شاہجہان آباد سے فائز قندہار ہوے اور ایکمدت تک یہانکی حکومت کرتے رہے سنہ جلوس مین انکو الف خان بہادر خطاب عطا ہوا اور اسی سال کے اواخر ۱۰۶۲ھ مین دنیا سے فانی سے کنارہ کش ہوکر عالم جاودانی مین قیام پذیر ہوے انکے جوان اور خایستہ فرزندون مین سے مرزا اقلیدر بیگ شش صدی منصب سے دربار شاہجہانی مین سرفراز ہوے [illegible] اور فوج عالمگیری سے متصل سموگڈہ اکبرآباد مقابل ہوا تھا ریگ سے بہادرانہ حملہ عالمگیر کے نظر و تعین اس بہادر کی وقعت بڑہائی اور بہ سپاہ ظفر خان بہادر سرفراز اور قلعداری کلیانی پر مامور ہوکر دکن گئے [illegible] کلیانی کی قلعداری کی الغرض احمد نگر کی حراست پر ہوا جلوس عالمگیری سے پندرہوین سال صوبیداری بیدر سے ممتاز خان کا انتقال ہوا تو قلعدار بیگ خان بہادر بیدر کی صوبیداری پر مامور کئے گئے - بیدر سے قندہار کی قلعداری پر تبدیل ہوے وہان چندے کام کرکے مستقل قلعدار گلبرگہ ہوے سجادہ نشین صاحب روضہ قدوۃ الواصلین سید محمد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ سے مناقشہ سجادگی کے متعلق کچھ کچھ ہوئی یہان تک کہ نوبت جنگ و جدال کی پہونچی اور انہون نے داعی اجل کو لبیک کہا [illegible] ان کے دو فرزند ایک پسر دیگر

۱۵ ابو النصور امیر تیمور گورگان ۱۲

جو ملکھیڑ کے قلعدار ہوے اور دوسرے مرزا نورالعیان جنکا جان بازخان خطاب تھا ابتدا مین مرتضی آباد مرچ کی قلعداری پر تھے پھر دہارور کے قلعدار ہوے۔ مرزا پرویز بیگ ملکھیڑ کے قلعداری سے فیروز گڈہ آہنگر کی قلعداری پر آئے اور بیگلر خان آپکو خطاب ملا فیروز گڈہ کی قلعداری کی ابھی پورا سال نگذرا تھا کہ پیمانۂ زندگی لبریز ہو گیا بیگلر خان کے دو بیٹے تھے ایک بیگ محمد خان جو اودنی کے قلعدار ہوے اور دوسرے مرزا معالی بیگ گلبرگہ کے قلعدار مقرر ہوے اور وہان سے بکوشش تمام حدمت آبائی قلعداری قندہار پر مقرر ہو کر رونق افروز قندہار ہوے اور نیکنامی کے ساتھ عمدہ طرز پر حکومت کی دیرہین انتقال فرمایا۔ ان کے بعد مرزا بیگ محمد خان قلعداری اودنی سے قندہار آئے اور مرزا معالی بیگ کے فرزند برہان الدین قلندر ملکھیڑ کی قلعداری پر بھیجے گئے۔ ان کی اولاد موجود ہے اور قلعہ ملکھیڑ انکے قبضہ مین ہے مرزا امان بیگ۔ معالی بیگ وغیرہ قلعداران کے قبور نہایت عمدہ سیاہ پتھر کی مانس پور کے متصل ساس بہو کی باولی کے پاس ہین۔

ساس بہو کی باولی | جہان یہہ قبرین ہین اس باولی کی وجہ تسمیہ یہہ مشہور ہے کہ ساس نے جو باولی بنوائی ہے اسکا پانی کسیقدر تلخ ہے اور بہو کی تیار کی ہوئی باولی کا پانی میٹھا ہے باولی قدیم ہے یہہ بادبائی کے نام سے مشہور تھی مرزا امان بیگ کے عہد مین اس باولی کی پختہ مرمت ہوئی اور انھون نے اس زمین کو خرید لی یہان ایک باغ عمدہ بنایا گیا تھا۔

قلعدار خان قلعدار | مرزا علی عرب المخاطب قلعدار خان صاحبقران ثانی کے عہد مین پانصدی منصب اور دو سو پچاس سوار و نکی اضری سے ممتاز تھے اور نگ زیب عالمگیر بہادر کے ابتدائی سنہ جلوس مین بافزایش منصب قلعدار خان خطاب ملا اور حراست و فوجداری

سلہ کتاب ماثرالامرا مین انکا ذکر موجود ہے سلہ شاہجہان بہادر سلہ فہرست قلعداران قندہار مین انکا نام بھی شریک ہے مولوی شریف الدین صاحب قاضی زادہ پام نے اپنی قدیم بیاض سے قلعداران قندہار کے نامون کی فہرست دکھلائی جو ہماری کتاب کے مطابق ہے

اورنگ آباد پر مقرر ہوئے پھر قلعدار قندہار ہوے یہان سے فتح آباد دہارور کی قلعداری پر تبدیل ہوا ۱۰۹۳ھ مین بمقام دہارور انتقال فرمایا ان کے والد عرب خان مغفور کی قبر کے برابر انکی بھی قبر ہے۔

مرزا داراب خان قلعدار | قلعدار خان کے بیٹے مرزا داراب عرب خان پہلے شہزادہ محمد اعظم کی فوج کے بخشی تھے باپ کے انتقال کے بعد دہارور کے قلعدار ہوے پھر کالنہ کی قلعداری پر تبدل ہوا اس کے بعد قلعداری قندہار پر آپکا تقرر ہوا اور اپنے دار کے مورد ثی خطاب عرب خان سے ممتاز ہوئے اسکے بعد نور محمد خان خطاب ملا۔ آپ کی قلعداری قندہار کے عہد مین موسوی خان مرزا معز دیوان دکن نے کسی چیز کی فرمایش مین آپ کے نام خط لکھا۔ سہل انگاری یا مراتب شناسی سے خط کے عنوان پر ایں القاب درج نہا جو اعزاز خاندانی کے لحاظ سے آپ کے شایان نہا۔ خالصاحب نے غیرت اور غضب کے جوش مین بجواب خط دیوان دکن کو وہی القاب لکھ دیا جس سے عہدہ دیوانی کی کسر شان تھی موسوی خان نے وہ اصل خط عرب خان کے جنونی ہونے کے ثبوت مین بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا بادشاہ نے جنونی شخص کا عہدہ قلعداری پر بحال رہنا خلاف مصلحت جانکر خان صاحب کو خدمت سے ہٹا دیا خالصاحب نے دہلی پہونچکر موسوی خان پر سراہ حملہ کرنے کا قصد کیا موسوی خان کو اسکی اطلاع ہو گئی وہ سنجیدہ اور حلیم شخص تہا خالصاحب کی مجنونانہ حرکات سے بھی واقف ہو چکا تہا چند معتبر اشخاص کے ذریعہ سے خالصاحب کو سمجہایا اور دربار شاہی سے اصلی خدمت یہی دلوادی خالصاحب نے اصل واقعہ کی خبر بھی بادشاہ تک پہونچا دی بادشاہ نے مراحم خسروانہ سے دوبارہ سرفراز فرما کر قلعداری قندہار پر دبا ئیلی اجازت دیدی۔

شاہزادہ محمد اعظم شاہ کا قندہار کو آنا۔ | جب اورنگ زیب عالمگیر نے اورنگ آباد مین قیام اختیار کیا کچہ دنون کے بعد محمد امین خان بہادر شہزادہ محمد اعظم شاہ کے صاحبہ قندہار پہونچا خالصاحب اپنے خاندانی اعزاز کے لحاظ سے دوسرے عہدہ دار

بالادست کی تعظیم باعث عار جانتے تھے سیدھے سادے آدمی اپنے چاپلوسی دنیا سازی سے انہیں سروکار ہی نہتھا محمد امین خان بہادر کے ساتھ کچھ ایسی لاپروائی سے برتاؤ کیا گیا کہ بہادر مذکور کو خالفصاحب سے مخالفت ہوگئی وہ اسوقت بڑی خدمت پر تھا معتمدی شہزادہ کے علاوہ فوجی و مالی عہدہ دار بھی تھا خالفصاحب کے مقبوضات کی تنقیح شروع کردی خالفصاحب کا کاروبار سب کارپردازوں کے بہروسہ پر تھا جو کچھ غبن ہوگیا اسکا علم ہی انہیں نتھا بہرحال سرکاری رقم کثیر کے محاسبہ میں خالفصاحب پھنس گئے ملک و املاک اور گھر بار سب ضبط ہوگیا ملازمت جاتی رہی۔ اس صدمہ سے خالفصاحب کا جنون اور ترقی پذیر ہوا۔ جنون بھی عجیب قسم کا تھا چندے خواب و خیالی میں گذار دیتے کچھ دنوں اچھے بھی رہتے اسی حالت میں چندے بسر کرکے اپنے سے کوچ کرگئے انکے فرزند مرزا رضا علی نہایت عمدہ منشی اور شاعر بھی تھے۔

مرزا حمید الدین المخاطب بہ خان داد خان قلعدار

انکے باپ مرزا ابوسعید نبیرۂ اعتماد الدولہ اور نور جہان بیگم کے بھتیجے تھے سال بست و دویم جلوس جہانگیری میں ٹلیہٹی کے حاکم رہے اس کے ایک سال بعد اجمیر شریف کے فوجدار ہوئے جب مرض دار الشفا میں مبتلا ہوئے چار ہزار سالانہ وظیفہ پر خانہ نشین ہوگئے اور اوایل عہد عالمگیری میں انتقال کیا۔ مرزا حمید الدین باپ کے رحلت کے بعد شہزادہ اورنگ زیب کی رفاقت میں رہے جنگ راجہ جسونت کی فتح کے بعد بہادرانہ کارگذاری کے صلہ میں خان زاد خان خطاب ملا اور نام کے ساتھ خان کا لفظ بڑھایا گیا۔ انتقال کرم اللہ خان کے بعد فوجداری منگی پٹن پرجوا اورنگ آباد سے بیس میل کنارہ گنگا پر واقع ہے مامور ہوئے اور دو سال کے بعد قلعداری قندہار دکن کی خدمت پر سرفراز ہوئے۔

باغ رشک کشمیر

مرزا حمید الدین خان قلعدار نے حسب الحکم اورنگ زیب عالمگیر بہادر ایک خوشنما باغ قندہار میں بنوایا تھا اور اس باغ میں عمدہ قطعہ کا مکان تیار کیا تھا۔ اس باغ کی تعریف میں شاعرانہ مبالغہ کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی اسکی خوبی اسکے کتبہ سے جو سیاہ پتھر پر کندہ ہے ظاہر ہوتی ہے۔

محمد الدین محمد خواجہ دہر*	کہ باشد خاک راہش عین اکسیر
بحکم شاہ عالمگیر غازی	بنا فرمود باغ از اوج تصویر
زہے باغی کہ از نقش نگارہ او	بگردد سرمہ گرد دلو تحریر
پئے تاریخ او از پیر دانش	بپرسیدم - بگفت از حسن تقریر
بہ فرمائی چو پنج اندر حسابش	شود تاریخ سالش - رشک کشمیر ۱۰۹۵ھ

زمانہ کی دستبرد نے اس باغ کو برباد کر دیا اور اس مکان کو جس پر کتبہ نصب تھا خاک میں ملا دیا یہ بتلانا مشکل ہے کہ وہ باغ اور مکان کہاں تھا چونکہ وہ کتبہ بہت خوش وضع سیاہ پتھر کا تھا قلعہ کے کسی حاکم وقت نے نشان کے ابراہیمی برج پر نصب کرا دیا ہے اور اب تک موجود ہے۔ مولف صاحب انوار القندہار کے ملاحظہ میں کتبہ کی تحریر پوری نہیں ہوئی یہ بات مشہور ہے کہ قلعہ میں قندہار کی تاریخ کندہ ہے اس بنا پر مولف مذکور موصوف نے حضرت خواجہ قیام الدین صاحب قدس سرہ کے ذکر میں تحریر فرمادیا ہے کہ قندہار کا قلعہ ۱۰۵۵ھ میں تعمیر کیا گیا (پنج افزائے حسن کشمیر) کشمیر کو مادہ تاریخ قرار دیکر معہ اعداد ابجدی کے لحاظ سے پانچ عدد کا اضافہ کیا گیا۔ کتاب انوار القندہار ۱۱۴۱ھ میں لکھی گئی ہے اسوقت راجہ جے سنگھ کی طرف قندہار پر عملداری تھی اور راجہ کا تمام خاندان اس قلعہ میں رہتا تھا اس لئے ہر ایک شخص کا عام طور پر قلعہ میں جانا دشوار تھا سوائے اسکے جس برج پر یہ کتبہ ہے وہ برج راجہ کے محل سے ملا ہوا ہے ان وجوہات سے غالباً اس کتبہ کی صحت نہیں ہو سکی ہوگی۔

قندہار میں چند قلعہ اردن کے نام مشہور ہیں اور انکی تعمیر بھی موجود ہے مگر انکی تفصیلی کیفیت اور ایام تعمیر کا صحیح سن معلوم نہ ہو سکا

ارغنداب قلعہ ارغنداب	ارغنداب چوٹھا سا مقبرہ قلعہ کے پاس ہے شاید نظام شاہی یا عادلشاہی

* محمد الدین - دہر - دونوں لفظ لوگوں سے بوجہ تنگی عروض کے نہ پڑھے جانے سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

۵۲ مولف صاحب نغمہ سیر نے بنا قلعہ قندہار کی تاریخ ۱۰۵۵ھ بتلائی ہے دلیل یہ ہے کہ قلعہ کے اعداد سے حروف ابجد کا مخرج کر کے حاصل تاریخ تعمیر ہے

عہد کے قلعدار و نعین سے ہون نظام شاہی قلعدار و نعین ابراہیم خان روحامی ایک قلعدار گذرے ہین جنہون نے ۹۹۶ھ مین شان کا برج قلعہ کے اندرونی دروازہ کے بازو مین بنایا ہے جس پر کتبہ موجود ہے کیا عجب ہے جو کثرت استعمال عوام سے روحامی خان کا نام روحی خان مشہور ہو گیا ہو واللہ اعلم بالصواب -

خان روحی بیان قلعدار

کتاب انوار القندہار مین آپ کو قلعدار و جاگیردار بھی تبلایا ہے آپ کا مزار آپ کی بنائے ہوئی مسجد مین ہے - یہ مسجد تالاب کے کنارے نہایت عمدہ اور پر فضا موقع پر ہے اور یہ منظر بہت ہی خوشنما معلوم ہوتا ہے اور اس مسجد کا نام شاہ قرار کی مسجد مشہور ہے اس مسجد مین شاہ قرار نامی درویش مدتون تک رہا ہے فقیر مشہور و معروف تھا اسلئے مسجد اسیکے نام کے ساتھ مشہور ہو گئی -

بہاوالدین خان قلعدار

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ نے کتاب انوار القندہار مین بزرگان دین کے سلسلہ ذکر مین آپکا نام پیر بہاوالدین خان قلعدار تحریر فرمایا ہے آپکا مزار مبارک نانڈیڑی دروازہ کی اندرونی جانب کوٹ بازار[1] سے ملا ہوا ہے - کتب تاریخ سے اسقدر پتہ چلتا ہے کہ بہاوالدین خان برادرزادہ خلیل اللہ خان صوبدار پنجاب ۱۰۹۲ھ کے بعد ہمراہ محمد شجاع مہم پر تنڈہ[2] مین شریک رہے اور قندہار آئے ہون گے - واللہ اعلم بالصواب

شیخ عنایت اللہ صدر فوج

جب اورنگ زیب عالمگیر بہادر بادشاہ غازی نے دکن پر پورا قبضہ کر لیا اس کے سپہ سالار نواب عمدۃ الملک غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نے فوج جہاد یون کا دکن کے مشہور مقامات پر تعین کیا - ہمارے قندہار مین

فوج کا قیام اورنگ آباد پورسے کی آبادی

---

[1] یہ مسجد بہت دنون سے ویران اور بیچراغ تھی مولانا حافظ محمد قطب الدین صاحب خطیب قندہار اور ان کے چھوٹے بھائی مولانا عبدالرحیم صاحب مفتی پائگاہ آباد کیا اور اسکی تعمیر کروائی صحن مین بڑا چبوترا بنوایا ماہ رمضان مین بہت پر تکلف روشنی کی جاتی ہے اہل اسکو مدینہ مسجد کہتے ہین - ۱۲

[2] قلعہ کے روبرو جو آبادی ہے اسکو کوٹ بازار کہتے ہین - ۱۲

[3] پرینڈہ ضلع عثمان آباد مین ہے ۱۲

شیخ عنایت اللہ صدر فوج فیروزی نے نواب موصوف کے ابقار یادگار مین غازی پورہ آباد کیا یہہ آبادی شہر کے غرب رویہ دروازہ کے باہر تھی اب یہان سوائے آثار پایہ دیوار کے کچھہ بھی نہین ہے صرف محلہ کا نام باقی رہ گیا ہے۔

یمنا کی مسجد یمنا نامی ایک متمول عورت اور سیدی عبد اللہ[1] کی منکوحہ تھی اسنے غازی پورہ مین ایک مسجد بنوائی جو ابتک موجود ہے لکھتے ہین کہ پہلے یہہ نامور رقاصہ تھی۔

گودڑ کا مٹھہ غازی پورہ مین سلیمان ٹیکڑی کی جانب گودڑ کا مٹھہ مشہور مقام ہے گودڑ کا اصل نام عزیب پوری مہنت تھا اسنے مکان تیار کرکے یہان سکونت اختیار کی تھی۔ گودڑ کے مرنیکے بعد اسکا چیلہ پرمارت پوری جانشین ہوا اسکے بعد اسکا چیلہ رروپوری[2] ہوا اسکے بعد اسکا چیلہ ہتمبر پوری مہنت ہوا انہون نے بہت شہرت حاصل کی، جب بشلہ[3] مین اس مہنت کو نم جاگیر زمین انعام دیکر وہیہ سرپیہ پرگنہ قندہار کی سندلی تھی

گولی پورہ یہہ آبادی غازی پورہ سے آگے تالاب کے کنارے کنارے بسی ہوی تھی اور گولیون کے مکان[4] تھے اسلئے گولی پورہ مشہور ہوگیا اب یہان زراعت ہوتی ہے مکانات کے نشان زمانہ کے ہاتون مٹ گئے۔

کریم اللہ شاہ کی مسجد اس مسجد کو کالی مسجد بھی کہتے ہین گولی پورہ کے آگے تالاب کے کنارے بلند مقام پر یہہ مسجد حالت میح یہہ مسجد بنا کی ہوئی خواجہ شاہ حسین صاحب خلیفہ خواجہ سید شاہ پیر باحسینی صاحب سجادہ درگاہ حضرت خواجہ امین الدین شیر خدا قدس سرہ بیجاپوری کی ہے خواجہ شاہ حسین[5] بیجاپور سے سیاحت

---

[1] سیدی عبد اللہ مکی عنبر کی بیٹی شہر بالو کے داماد تھے۔

[2] ہتمبر پوری کا چیلہ بکھنڈ پوری ہوا اور بکھنڈ پوری کے بعد تا بتک (۱۲) مہنت گذر چکے ہین یہہ مٹھہ آباد ہے اسوقت چندن پوری مہنت ہے ۱۲

[3] خواجہ شاہ حسین کے بیٹے خواجہ شاہ نور اللہ اپنے باپ کے جانشین اور صاحب خلافت ہوے انکے خلیفہ اور بیٹے شاہ رفیق اللہ انکے خلیفہ اور بیٹے خواجہ شاہ رحیم اللہ انکے خلیفہ اور بیٹے خواجہ شاہ عین اللہ اور انکے بیٹے اور خلیفہ خواجہ کریم اللہ عرف بہہ اللہ شاہ تھے جنکے نام پر مسجد مشہور ہے انکی اولاد بھی اسلم اپنے برادر زادہ امام شاہ ولد احمد شاہ بن عین اللہ شاہ کو اپنا خلیفہ اور جانشین بنایا امام شاہ کی خلافت آگے نہ چل سکی۔ اس خاندان کے لوگ قندہار مین موجود ہین اور سجادہ نشین صاحب روضہ حضرت مخدوم کے مریدین مین شامل ہین ۱۲

کرتے ہوے یہان آئے اور اسمقام پر مسجد و تکیہ تیار کرکے قیام فرمایا تھا انکی اولاد مین کریم اللہ شاہ مشہور شخص گذرے ہین اسلئے یہ مسجد انکے نام پر مشہور ہے

معانی خان برادر خدا بندہ خان

بعض قدیم کاغذات سے پایا جاتا ہے کہ معانی خان برادر خدا بندہ خان نے چندے قلعداری قندہار کی خدمت ادا کی ہے اور خدا بندہ خان بھی قندہار کے حاکم رہ چکے ہین خدا بندہ خان - شائستہ خان امیرالامرا فوجدار بہڑوچ کے بیٹے تھے دربار شہنشاہ دہلی سے انہین بخشی گری فوج احدیان کی خدمت ملی تھی وہان سے دکن مین آئے اور بیدر و قندہار پر حکومت کی ہے بیدر بیجاپور منتقل ہوگیا خدا بندہ خان کے بیٹے کو بھی خدا بندہ خان خطاب ملا تھا اور انہون نے دکن کی دیوانی کی ہے -

صوبہ محمد آباد بیدر کی ماتحتی اور اورنگ زیب عالمگیر بہادر کا دورہ

ہمارا قندہار اپنی ذیشان حالت مین دوسرے آبادیون پر امتیاز کا فخر حاصل کر رہا تھا اور ایک مستقل حاکم با اقتدار کا مستقر ہونے سے اسکی رونق مین روز افزون ترقی تھی کہ اورنگ زیب عالمگیر بہادر کی رونق افروزی نے اسکو صوبہ بیدار بیدر کے ماتحت بنا دیا اور اسکے ترقی کے زینہ کو توڑ دیا اورنگ زیب عالمگیر بہادر نے جب احمد آباد بیدر پر قبضہ کرلیا[1] اسکا نام احمد آباد سے محمد آباد بیدر بدل دیا تحلوہ ہاے مضافہ شاہجہانی و عالمگیری سب اس کے ماتحت کردیے گئے اور صوبہ دار کا مستقر بیدر ٹھہرایا گیا - اگرچہ قندہار صوبہ بیدر کے تحت تھا لیکن اندرون حفاظت قلعہ و نگرانی فوج قلعدار کا اقتدار بدستور رہا ہمارے تحقیقات مین جو قلعدار دن کے نام ملے ہین وہ بیان کردیے جاتے ہین - شاہ محمد خان - غلام قادر خان سید حسین - مرزا اسد اللہ بیگ - محی الدین احمد - سید عبد الغفور خان - حسینی بیگ خان

اورنگ خان قلعدار کی قلعداری اور اورنگ پورہ کی آبادی

اورنگ زیب عالمگیر بہادر کے عہد مین اورنگ خان مشہور قلعدار گذرے ہین تاریخ مختار الاخبار سے ثابت ہوتا ہے کہ اورنگ خان

[1] اورنگ زیب عالمگیر شاہ جہان کا تیسرا بیٹا اور محی الدین محمد اس کا نام تھا ۱۰۲۷ھ مین پیدا ہوا اور ۱۰۶۸ھ مین تخت شاہی پر جلوس کیا ۱۲

بیدر کی صوبیداری بھی کی ہے اسلئے ہمنے بھی صوبیداران بیدر کے سلسلہ حکومت مین انکا ذکر کردیا ہے کہتے ہین کہ تالاب کی شمالی جانب کی آبادی کا نام جو جیا موا انکا محلہ مشہور تہا انہین کے عملداری مین اورنگ زیب عالمگیر بہادر کے نام پر اورنگ پورہ مشہور ہوا

اورنگ پورہ کی مسجد نہایت خوش وضع تالاب کے کنارہ پر ہے کہتے ہین کہ اورنگ زیب قلعدار نے یہہ مسجد بنوائی ہے اسپر کوئی کتبہ نہین ہے اس لئے معلوم نہین ہوسکتا کہ کس سن مین تیار ہوئی اور کسنے بنوائی۔

سید شمس الدین قلعدار قدیم کاغذات سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۹ جلوس عالمگیری مین آپ قلعدار تھے کتب تاریخ سے اسقدر پتہ چلتا ہے کہ شمس الدین نے پرینڈہ اور اودگیر کی قلعداری بھی کی ہے انوار القندہار مین مندرج ہے کہ پیر شمس الدین نامی بزرگ جامع مسجد قندہار مین مدفون ہین آپ کے مزار کا پتھر بہت ہی بڑا اور نہایت عمدہ ہے۔

یہہ قبر مسجد کے صحن مین سیڑہیون سے کچھ ہٹکر ہے ناصلہ پر واقع ہے مسجد قدیم اور بہت وسیع ہے اسکی وسعت کے لحاظ سے مسجد کا صحن بہت بڑا ہوگا۔ اس سے ظاہر ہے کہ پیر شمس الدین کی رحلت کیوقت مسجد کی پہلی شان باقی نہ تھی۔ یا یہی شمس الدین حاکم قندہار تھے اس لئے بوجہ حکومت آنکا دفن صحن مسجد سے کچھ ہٹکر ہے ناصلہ پر ہوا واللہ اعلم بالصواب

بہادر خان قلعدار کی عملداری اور بہادر پورہ کی آبادی قلعہ کے شمالی جانب بہادر شاہ شہنشاہ دہلی کے نام نامی کے لحاظ سے بہادر خان قلعدار نے بہادر پورہ آباد کیا ہے اسکی آبادی کا نقشہ بہت عمدہ طرز پر ہے۔ بیچ مین چاوڑی ہے اور چار جانب وسیع راستے بنے ہوے ہین

سرافراز خان قلعدار یہہ مشہور قلعدار گذرے ہین انکا مزار قلعہ کے متصل کوٹ بانارسی مین ہے

انوار القندہار مین مرقد آپکے مزار کا پتہ بتلایا گیا ہے اور کچھہ کیفیت معلوم نہوسکی۔

برق انداز خان قلعدار انکا مزار قلعہ کی خندق مین حضرت خواجہ تیام الدین صاحب قدس سرہ کے مقبرہ کے دروازہ کے روبرو ہے ان قلعدار نے نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر دکن تشریف لاکر

یہہ مسجد ویران تہی اور اسکا کسیقدر حصہ افتادہ ہوگیا تہا قاضی زادہ مولانا حاجی محمد بہاء الدین صاحب محتسب قندہار نے افتادہ حصہ کو از سر نو بنوایا اور مسجد کی ترمیم کروائی ہے اور اسکے آبادی کا انتظام فرمایا حاجی محمد بہاء الدین صاحب مولف کے عم زاد بہائی ہین۔

لا ینحکے کچھ عرصہ کے قبل انتقال کیا۔

محمد ناصر خان قلعہ دار | خدمت قلعہ داری قندہار پر مامور ہوئے سنہ ۱۱۳۷ھ مین پرگنہ قندہار جب راجہ گوپال سنگھہ کو جاگیر دیا گیا تو محمد ناصر خان قلعدار قندہار رہتے۔ جو قندہار خان کے بیٹے تھے

صوبہ بیدر کی کیفیت اور صوبہ دارونکی حکومت

قندہار کا اتنقدر حاکم بیدر کا صوبیدار تصور کیا جاتا تہا اس لئے ہم اون صوبیدارون کا سلسلہ بتلاتے ہین جنکی زیر حکومت ہمارا قندہار رہا ہے۔ صوبہ بیدر چھ سرکار اور چھتیس محال پر مشتمل ہوا جسکے تحت تین چار ہزار دو سو چالیس گانون تھے اسکا محاصل اٹھہتر لاکھہ بیالیس ہزار اکیسو دو روپیہ پانچ آنہ تین پائی تھا۔ چھ سرکارونکی تفصیل ہے سرکار محمد آباد بیدر۔ سرکار فیروز گڈہ آہنگ۔ سرکار مظفر نگر تلکہیڑ۔ سرکار اکلوٹ سرکار کلیان۔ سرکار ناندیڑ۔ (ہمارا قندہار سرکار ناندیڑ کے ماتحت تھا)

صوبیداران بیدر کی سلسلہ وار حکومت | اورنگ زیب عالمگیر بہادر نے بیدر کی صوبیداری پر افتخار خان کو مامور فرمایا خان موصوف دو سال کئی مہینے تک کارگزار رہے سنہ ۱۰۶۰ھ مین انکی تغیر کے بعد خان زمان دلاور خان اعظم جہانگیری اس خدمت پر آئے سات پانچ سال انہون نے حکومت کی ان کے جانیکے بعد سنہ ۱۰۷۰ھ مین مختار خان سپہ سالار صوبیدار ہوئے سنہ ۱۰۹۸ھ مین اورنگ زیب عالمگیر بہادر قطب الملک تاناشاہ بادشاہ گولکنڈہ کو مقید کرکے بیدر مین لایا ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۰۹۹ھ کو خان مذکور تاناشاہ کے ساتھہ دولت آباد گیا رستم دل خان بہان کے صوبیدار ہوئے جب انکا حیدرآباد کی صوبیداری پر تقرر ہوا تو قلندر بیگ کو بیدر کی صوبیداری سنہ ۱۱۰۲ھ مین ملی جسکا خطاب جان سپار خان تہا ان کے انتقال کے بعد اورنگ خان صوبیدار ہوئے اورنگ خان کی انتقال کے بعد قباد خان صوبیدار ہوئے

سلہ قلندر بیگ صوبیدار قزلباشان بیگ قلعہ دار قندہار کے بیٹے تھے ماثر الامرا مین لکھا ہے کہ مختار خان صوبیدار کے تغیر کے بعد قلندر بیگ بیدر کے صوبیدار ہوئے اور تاریخ مفتاح الاخبار مین لکھا ہے کہ رستم دل خان کے بعد قلندر بیگ صوبیدار بیدر ہوئے سنہ اورنگ خان پہلے قندہار کے قلعدار تھے ۱۲

جب قمبار خان کا صوبیداری اورنگ پر تقرر ہوا ۱۱۱۸ھ مین حسام اللہ خان مامور ہوئے انکی معزولی کے بعد خان زمان خان سے جائزہ لیا جب خان زمان خان کا تبادلہ اورنگ آباد ہو گیا تو جلال الدین خان نے چند روز حکومت کر کے انتقال کیا ۱۱۱۸ھ مین سزا دار خان بن حسام اللہ خان برادر نور چشم بیگم مامور ہوے۔

اورنگ زیب عالمگیر کی وفات | ۲۰ ماہ ذیقعدہ ۱۱۱۸ھ جمعہ کی آخر شب کو اورنگ زیب عالمگیر نے (۹۱) سال (۱۴) روز کی عمر کا رحلہ طے کر کے اور پچاس سال (۲۸) دن پادشاہ ہند رہکر سفر آخرت اختیار کیا عالمگیر کے مرنے کے بعد سلطنت لشینی کے لیے انکے دو بیٹون معظم شاہ اور اعظم شاہ مین جو جنگ لڑائی ہوئی اعظم شاہ نے شکست کہائی اور معظم شاہ نے تخت دہلی پر جلوس فرمایا اور اپنا لقب بہادر شاہ اختیار کیا۔

محمد بہادر شاہ غازی کا نانڈیڑ کو آنا | شہزادہ محمد کام بخش جو محمد بہادر شاہ کا چھوٹا بھائی اور بیجاپور کا صوبدار تھا حیدرآباد پہلا آیا اور رستم دل خان صوبہ دار حیدرآباد قتل کیا گیا اور تمام حیدرآباد مین شورش بپا ہو گئی اس کے انسداد کیلئے محمد بہادر شاہ بہ تہیۂ سفر حیدرآباد اکبرآباد ۱۱۲۰ھ مین مقام نانڈیڑ داخل ہوا۔

گرگوز و رنگ کا حال | گرگوز و رنگ جو گرگوز سنگھ جو گرگوز بیگ بہادر جی کا فرزند اور اندلپور علاقہ شہر پٹنہ کا باشندہ تھا اسکو شورش اور گرگوز سنگ کا گیارہوان جانشین تھا شاہی لشکر کے ساتھ نانڈیڑ آیا پیشتر خان افغان کو گرگوز سنگھ سے قتل کیا تھا اس خان اسکے بیٹے نے باپ کا بدلہ لینے کی غرض سے گرگوز سنگھ پر حملہ کیا اور چوسر باری کے وقت جھروکہ سے قتل کر ڈالا گرگوز سنگھ کا سر دکن آگرہ و دہلی کے نام سے مانڈیڑ مین موجود ہے اور یہہ بڑی عبرت ہے جو راجہ رنگین سنگھ والی پنجاب نے بڑائی ہے۔ (مادر تاریخ مرات العالم لکھا ہے)

۱۲ مرات العالم مین لکھا ہے کہ گرگوز سنگھ کو شاہی کی ہندستان پر آیا تھا مین قدیم کاغذات کے دیکھنے سے معلوم ہوا گرگوز سنگھ ایک مرہٹہ سردار تھا جو مختلف اوقات مین مختلف مقامات اردہاپور وغیرہ مین رہا ہے اور اورنگ زیب کے متعلق ہوا تھا جو ہر وقت لوٹ مار کیا کرتا تھا اسلیے وہان خان افغان نے اسکو قتل کر دیا۔

۱۳ رفیق کو گرگوز دار کے دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے یہان عمدہ عمدہ بتا ہین خصوصاً دو تلوارین ایسی ہین جنپر سونے کی اور ایک نواب مظفر خان کی ۱۲

افغان بچہ جو واحد خان سے مراد ہے بعد قتل گرو گوبند سنگھ کے موقع پاکر چلدیا اور اسکا پتہ نہ ملا

محمد بہادر شاہ کی دکن سے واپسی

حیدرآباد مین بہادر خاں اور کام بخش کا مقابلہ ہوا کام بخش مارا گیا بہادر شاہ دہلی کو واپس ہوا شہزادہ ارجان برادر زادہ نورجہم بیگم جو صوبیدار بیدر تھے قلعہ اودگیر انکو بھاگیر مین دیا گیا اور یہہ صوبیداری سے علیحدہ ہوگئے

راجہ انوپ سنگھ بونڈیلہ صوبیداری بیدر پر مقرر ہوا راجہ عیاش مزاج حسن پسند تھا ڈوڈیل سردار کی خوبصورت لڑکی پر فریفتہ ہوگیا اور شادی کا پیغام دیا ڈوڈیل ہزاری قوم کا راجپوت تھا اور اسکو راجہ کی قومیت مین کلام تھا اسنے قبول نکیا راجہ نے ہزاری کو قتل کروا ڈالا اسی سبب سے جمیعت سیندی واحشام نے راجہ سے انتقام لینا چاہا راجہ مجبوراً قلعہ مین محصور ہوگیا مگر چندرسین بونڈیلہ ہاکمی سکے راجہ نے بلحاظ قومیت کسیقدر جمیعت سے راجہ کی امداد کی جو راجہ انوپ سنگھ جان بچاکر بھاگا - یہہ وہ زمانہ تھا کہ سلطنت دہلی مین پیچیدگیان واقع ہوگئین تھین اسلئے صوبیداری بیدر کا کچھہ انتظام نہ تھا تین سال تک کوئی صوبیدار نہ آیا اضلاع صوبہ بیدر مین خود حاکمی کے وجہ سے بے امنی پھیل گئی برق انداز خان قلعہ قندہار کو سنبھالے رہا -

جگیٹا ڈاکو کا حملہ قندہار کی تاراجی

اس مین شک نہین کہ اورنگ زیب عالمگیر غازی ایک متشرع بادشاہ تھا اسکو اہل اسلام کی ترقی کا زیادہ تر خیال رہتا تھا اسکی سعی و کوشش انہین معاملات مین لگی رہتی تھی کہ اسلام کو عروج ہو یہہ بادشاہ خود ایک عالم تھا اور عموماً اہل فن کی تمیز مین اعلی درجہ کی مہارت رکھتا تھا اسکے زمانہ مین کم علم مولوی فروغ نہ پاسکتے تھے اسلئے اسکے عہد مین علماء و فضلا کی بڑی قدر رہی ہر ایک جا عالم و فاضل متشرع قاضی مقرر تھے اور انکو اقتدارات شرعی حاصل تھے اس بادشاہ نے اپنے دورہ مین خدمت دیسمکھی و پٹیلی اکثر مسلمانون کو دی ہے اہل ہنود مین پٹیل و دیسمکھون کے جھگڑے جو باہمی نفاق و اختلافیون کی وجہ سے واقع ہوتے تھے ان دونون فریق مین سے کوئی ایک شخص دین اسلام قبول کرنے پر کل معاش کا مختار ہوسکتا

چنانچہ تعلقہ قندہار مین موضع وہامن گانون وناگل گانون وراے واڑی کے پٹیل اسی وہلہ مین مسلمان ہوے ہین - دکن مین اکثر جاے یہہ عمل چلگیا خصوص ہمارے قندہار مین بھی سیدون کی پٹیلی کا چندے تسلط ہوا تہا اور سیورام دیسمکھہ برگنہ قندہار بھی معزول ہوچکا تہا محکمہ قضاوت کو پورے پورے اقتدارات حاصل تہے عالمگیر بہادر کی زندگی تک شرعی رعب داب برابر رہا - محمد بہادر شاہ کے عہد مین وہ بات باقی نرہی اور شاہی خاندان مین کچہہ ایسے جہگڑے تخت سلطنت کے لئے واقع ہوگئے کہ ملک دکن کا کوئی کامل نگران نرہا مفسدون کو اپنے حوصلے نکالنے کا اچہا موقع ہاتہہ آیا سیورام دیسمکھہ معزول ایک بد باطن ومفسد دغا پیشہ شخص تہا - قندہار کے مسلمانون سے اسکو دلی عداوت تہی اور ہمیشہ موقع کا طالب رہا کرتا تہا -

آستانۂ ملک لطیف المعروف داود ملک کی کیفیت

اندلون بستی داول کلال ہے جو نہایت سفال آدمی تہا عاشور خانہ ایک کمانی کو جو اندرون آبادی جانب مکان قدیم ناگو اومستوفی نایک رسن گانون واقع تہا آستانہ داود ملک قرار دیا - اسنے بڑے بڑے بال رکہے اور آستانہ کے قریب کہیلے بال گہوما کرتا اور اقوام کے شعبدے بتلا کر بداعتقاد لوگونکو اپنا مطیع کر رکہا تہا اور یہہ مشہور کر دیا تہا کہ داول ملک میرے جسم مین سرایت کرتے ہین خود داود ملک بنا ہوا اپنے معتقدین کے روبرو طرح طرح کی چیزین گوئیان کرتا کہ وہ بالکل صحیح جانتے تہوڑے عرصہ مین شہرت ہوگئی اور دور دراز سے حاجت مند جمع ہونے لگے صرف اہل ہنود پر ہی منحصر نہین بلکہ اسلامی اور عام لوگ بھی بیاہ لباس پہنکر منت کی جھولی کندہے پر ڈالے ہوے (دوم دوم داول ملک) کہتے لگے موسم سرما مین بہت بڑا میلا قرار پایا حضرت شریعت پناہ مولانا محمد خیر الدین صاحب[1] نے اس کلال کو طلب فرمایا اور اسکی اس حرکت سے ممانعت کی کیونکہ ظاہر ہے کہ داود ملک ایک بزرگ کا نام ہے جو داد حیات قدس سرہ العزیز کی رفقاء مین سے ہین اور آپکے مزار مبارک کا نشان بھی

[1] قاضی خیر الدین صاحب کے بڑے بہائی قاضی ولی محمد صاحب تہے انہون نے قضا نظامت اور محتسبی وغیرہ بالاستقلال تین پشتون کا کام زائد الحد تک تفویض تہا اور حضرت اصتاب محمد خیر الدین صاحب انجام دیتے تہے ۱۲

داد احیات قلندر کے پہاڑ پر بنڈن نگر علاقہ میسور میں واقع ہے کسی کے جسم میں سرایت نہیں کر سکتے۔

داول کلال اپنی حرکت سے باز نہ آیا شریعت پناہ نے ڈرے لگائے اور قید کا حکم دیا مفرد سیورام دلیسکھیہ نے اس موقع کو نہایت مغتنمات سے جانا اور اس کلال کے معتقدین کو ترغیب و تحریص ہنگامہ آرائی اور مفسدہ پردازی کی دی مگر شریعت پناہ کے رعب و داب سے کسی کی جرأت کو بڑھنے نہ دیا اور کوئی دم نہ مار سکا آخر الامر سیورام دلیسکھیہ معزول نے موضع سوپا ہو کر جگٹیا ڈاکو سے موافقت کی اور یہ ٹھان لیا کہ جس طرح مسلمانان قندہار کو تباہ و تاراج کیا جاوے۔

جگٹیا قوم کا مرہٹہ اور ڈاکوؤں کا افسر تھا یہ موضع سوپا تعلقہ بورنوٹ پالم میں رہتا تھا اپنی رہائش کے لئے ایک مستحکم گڑھی بنوائی تھی اسکی جان نثار ڈاکو فوج جنکو ماہانہ تنخواہ دینے یا تنخواہ کی قرار داد کرنیکی ضرورت نہ تھی دور دور متفرق مواضعات میں پھیلی رہتی اور چھوٹے چھوٹے ڈاکے در ہزنیان اسکے ہمیشہ کیا کرتے جو فوج کہ روزمرہ احتیاجات کے لئے کافی ہوتا کسی ڈاکو افسر کی مجال نہ تھی کہ بلا اطلاع و بلا حصول منظوری جگٹیا کے کسی تعلقہ میں ڈاکہ و راہزنی کر سکے البتہ جب کسی قصبہ کو لوٹنے یا کسی معتبر مکان پر ڈاکہ ڈالنے کی ضرورت ہوتی تو جگٹیا کو اپنی فوج کے ساتھ جانا پڑتا جگٹیا جس قدر خفیف الجثہ اور کم طاقت تھا برخلاف اسکے اسقدر اسکا اقبال طاقتور تھا گو اسکے اصطبل میں عمدہ عمدہ کہنی گھوڑے تھے مگر چونکہ ہاتھ پاؤں اسکے تابو میں نہ تھے اس لئے انکی سواری سے محروم تھا ہمیشہ ڈولی میانہ میں لیٹا ہوا اپنی فوج کے ساتھ رہتا بڑے بڑے قوی تن ڈاکو و جنگجو مرہٹے دن رات اسکے ڈولی کو گھیرے ہوئے رہتے۔

جگٹیا سیورام دلیسکھیہ کے ساتھ آدھی رات گذری بمعہ قزاقان خونخوار قندہار آ پہونچا اور مسلمانوں کو قتل کیا قاضی محلہ میں گنج شہداء جہاں خاندان قصاب کے مظلومی کی نشاندہی کرتا ہے

سلہ نصف موضع تحت رودنہ حضرت مشکل آسان قدس سرہ جاگیر ہے ۱۲

اسی عہد کا ہے۔ عیدگاہ کے قریب ایک بڑا گڑھا کھدوا کے مقتولوں کے لاشیں اس میں ڈالی گئیں اور اوسپر چبوترہ بنایا گیا وہ ابتک موجود ہے اور گنج شہدا کہلاتا ہے۔ الغمداروں کے اسنادی کاغذات اکثر برباد ہوگئے۔ قدیمی کتب خانہ اور بزرگان دین کے ملفوظات سب اسی زمانہ میں تلف ہوئے مولانا مولوی شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ اپنی تصنیف میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ علی سانگڑے سلطان کے ملفوظات بسبب تاراجی قندہار مفقود ہوگئے۔ یہہ وہی تاراجی ہے۔

اپنے اسناد تلف شدہ کی نسبت الغمداروں نے محضر بنائے انہیں محضروں کے ذریعے اس واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے۔

میر کلان خانی صوبہ داری اور نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی بیدر میں رونق افروزی

سنہ ۱۱۳۴ھ میں میر کلان خان صاحب دارو غہ گرز برداران شاہی منجانب شہنشاہ دہلی صوبیداری بیدر پر مقرر ہوئے اور تیسری صفر بیدر پہونچے فی الجملہ تعلقات ماتحت صوبہ بیدر میں کیقدر انتظام وامن ہوا مولف مختار الاخبار لکھتا ہے کہ سنہ ۱۱۳۶ھ میں اعلیحضرت نواب نظام الملک آصفجاہ فتح جنگ بہادر تشریف فرمائے بیدر ہوئے اور اپنی صاحبزادی کالی بیگم صاحبہ کی شادی نواب قیام الملک فرزند میر کلان سے کردی۔

لہ جگیٹ ڈاکو کی حملہ کی وجہ سے مسلمان پریشان ہوگئے تھے ہندو فی اس آسانی کے سبب کو زیادہ ترقی دی جب ہنگامہ فرو ہوگیا تو بیت جگیٹ ہی کے بعد بمشورہ سجادہ نشین صاحب حضرت سرور مخدوم قدس سرہٗ یہہ طے ہوا کہ حاجت مند جو ہولیان لیکر دوم دوم داول ملک کہتے آتے ہیں وہ پہلے حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ کے مزار کی زیارت حاصل کریں پھر حضرت سلگر ولی سلطان مشکل آسان کے روضہ پر جائیں اور پھر دو روضہ میں داخل ہونیکی نذر ادا کی مقرر کیگئی پھر داول ملک کی آستانہ پر جانیکی اجازت ملی اسکے بعد دوسرے شہر کی مقبرہ کی زیارت کرنیکی یہی ہدایت ہوئی جیسے ہر ایک روضہ میں حاجتمندوں کی جھولی لیجانیکا طریقہ ہوگیا اور آستانہ داول ملک کی آمدنی نذرانہ میں حضرت قاضی خیر الدین صاحب کو اولاد کی حقوق جگہ خاندان مجتبی قندہاری سے تعلق ہے قایم ہوگئے یہہ عملدرآمد ابتک جاری ہے داول کلاں کی اولاد مسلمان ہوچکی اور آمدنی نذرانہ آستانہ ان کو بھی حصہ ملتا ہے ۱۲



نواب قمرالدین خان خاندوران نظام الملک آصفجاہ بہادر فتح جنگ کا حال

قلیچ خان بہادر

اعلیحضرت نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے دادا خواجہ عابد خان سمرقندی المخاطب قلیچ خان بہادر جنکے والد سمرقند کے عالمون اور فاضلون سے ہین توران مین پیدا ہوے آپکا سلسلہ نسب حضرت سلطان المشایخ شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز سے ملتا ہوا حضرت خلیفہ اول سیدنا ابابکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ تک پہونچتا ہے آپ ہندوستان مین ۱۰۶۵ھ مین اکر شاہجہان بادشاہ دہلی کے ملازم ہوے اور بعد چندے زیارت حرمین شریفین کو روانہ ہوے بعد مراجعت سفر حرمین شریفین دربار عالمگیری کو اپنی شرکت سے رونق دی اور کارہاے نمایان کرکے بادشاہ کے دل مین جگہہ پیدا کی اور محکمہ صدارت کے صدر نشین ہوے ۱۰۹۸ھ مین بادشاہ نے قلیچ خان بہادر خطاب دیکر نیچہ باری منصب سے سرفراز فرمایا جب عالمگیر بہادر بادشاہ غازی نے قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ کیا اور بمقابلہ ابوالحسن تانا شاہ معرکہ ارا تھا عین ہنگامہ جنگ مین ایک گلولہ زنبورک آپ کے سینہ کے پاس لگا جس کے صدمہ سے آپ ۲۴ ربیع الاول ۱۰۹۸ھ کو شہادت نصیب ہوے آپ کا مقبرہ قلعہ گولکنڈہ کے قریب مشہور ہے شہید مرحوم کے بیٹے

لہ منشی قادر خان نے سیر ہند مین لکھا ہے کہ قلیچ خان بہادر کی لاش "جہان مقبرہ ہے" زمین مین سونپکر پھر دہلی کو لے گئے ۱۲

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کے

غازی الدین خان بہادر | آپ کا اصلی نام شہاب الدین تھا سنہ ۲۳ جلوس عالمگیری میں خطاب خانی سہ نیل و ترکش ملا اور اس کے بعد منصب ہفت ہزاری اور خطاب نواب غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ سے ممتاز ہوئے۔ فتح بیجاپور میں آپنے کارنمایاں کئے اسوقت فرزند ارجمند سید رب ورنگ سے ملقب کئے گئے تھے آپ نوح عالمگیر کے سپہ سالار تھے۔

محمد بہادر شاہ کے وقت میں مالوہ و گجرات کے صوبیدار ہوئے چار سال کے بعد سنہ ۱۱۲۲ھ میں انتقال فرمایا۔ لاش دہلی میں لائی گئی اور اجمیری دروازہ کے پاس اپنے بنائے ہوئے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

آصف جاہ بہادر | نواب تمر الدین خان نظام الملک آصف جاہ بہادر ان کے فرزند اور نواب عمدۃ الملک سید عبداللہ خان بہادر مدار المہام شاہ جہان بادشاہ کے نواسہ میں سید سعد اللہ خان بہادر کا سلسلہ نسب سادات بنی تمیم سے ملتا ہے۔ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر سنہ ۱۱۸۳ھ میں پیدا ہوئے بچپن سے حکومت اور رنگ رئیس عالمگیر بہادر اورنگ چین بھیجے خانکا خطاب ملا اور چار ہزاری کے منصب سے سرفراز ہوئے۔ اور بہادر شاہ کے زمانہ میں نظام دوران کا خطاب اور صوبہ داری دیگی۔ فرخ سیر شہنشاہ دہلی کے عہد میں اول سال جلوس مطابق سنہ ۱۱۲۷ھ میں نظام الملک بہادر فتح جنگ کا خطاب اور منصب ہفت ہزاری و ہفت ہزار سوار سے مفتخر ہو کر صوبیدار دکن ہوئے۔ تین سال کے بعد نواب موصوف فوجداری سنبھل و مراد آباد پر مقرر ہوئے زمینداران کوہ سوالک کی تادیب انکے ذمہ ہوئی سید حسین علی خان امیر الامرا اور انکے بھائی سید عبد اللہ خان قطب الملک نے فرخ سیر بادشاہ کو اپنا مطیع بنا رکھا تھا اور تمام ارکین سلطنت کا عزل و نصب انہیں دونو سیدوں کے ہاتھ میں تھا جب فرخ سیر نے ان دونوں بھائیوں کو گھٹانیکی فکر کی تو ان دونوں سیدوں نے فرخ سیر کو بادشاہت سے ہٹا کر رفیع الدرجات بادشاہ بنا لیا اور کاروبار سلطنت کے خود مختار ہو گئے جب رفیع الدرجات نے ہابتہ پاؤں نکالنا

سلہ نیکبخت نادرہ تاریخ ولادت ہے ۱۲

چاہا تو اسکو نکال کر بہادر شاہ کے دوسرے بیٹے رفیع الدولہ کو تخت سلطنت پر بٹھادیا اور دو مہینے کے بعد اسکو بھی قید کر کے بہادر شاہ کے پوتے روشن اختر کو بادشاہ بنایا جسکا لقب محمد شاہ مشہور ہوا ان سیدوں کو نواب آصفجاہ بہادر سے رشک اور خوف تھا دہلی میں انکا رہنا اپنے مصلحتوں کے خلاف سمجھکر ملک مالوہ کی صوبہ داری پر روانہ کر دیا جب ارکان سلطنت میں رشک و حسد و نفاق نے ترقی کی اور سادات، لوگ قدیم اعیان دولت کے استیصال کی فکر کرنے لگے اور شاہی قوت بالکل گھٹ گئی اور طوائف الملوکی کے اسباب نظر آنے لگے تو نواب آصفجاہ بہادر نے ایسی حالت میں وہاں کا قیام نامناسب سمجھا اور برخاستہ خاطر ہو کر ۱۱۳۲ھ میں تسخیر دکن کا ارادہ فرمایا کیونکہ ارکین سلطنت کی کینہ پردازی سے تنگ ہو گئے تھے موسم برسات میں دریائے نربدا پار ہو کر اسیر گڈھ طالب خان سے لے لیا اپنی فوج اور پانچ توپوں کے ساتھ برہان پور پہونچے محمد امین خان قطب الدولہ ناظم برہان پور آپ سے مل گیا سید دلاور خان بخشی کی فوج امیر الامرا سے دریائے نربدا کی طرف نواب صاحب موصوف کا مقابلہ ہوا بخشی مارا گیا اور برہان پور پر نواب صاحب موصوف کا قبضہ ہو گیا اسکے بعد سید عالم علیخان ہمشیرزادہ امیر الامرا فوج بخشی کی نواب نے ہر چند سمجھایا مگر اسنے نمانا اور مارا گیا نواب توپ و کرہ کر اورنگ آباد داخل ہوئے اور نظم و نسق ملک دکن میں مشغول ہو گئے مگر امیر الامرا کو اپنی بخشی فوج کے مارے جانے سے بہت ہی صدمہ ہوا خود شہنشاہ دہلی کو ساتھ لیکر دکن پر چڑھائی کا قصد کیا فتح پور پہونچتے ہی میر حیدر کاشغری نے امیر الامرا کو قتل کر دیا اسکے بہانجے عزت خان نے بادشاہ سے قتل کی کوشش کی اور خود مارا گیا اودھر قطب الملک سید عبد اللہ خان کو بہائی کی قتل کی خبر نے بے چین کر دیا - اور اس نے تیموری خاندان کے ایک لڑکے کو بادشاہ بنا کے محمد شاہ بادشاہ سے مقابلہ کیا مگر شکست نصیب فوج لیکر دیگی اور قطب الملک مارا گیا اعتماد الدولہ بادشاہ دہلی کے وزیر مقرر ہوئے مگر یہ تین ہی مہینے میں پر ارمان انتقال کر گئے میر حیدر کاشغری جو سید حسین علیخان کے قتل کا باعث ہوا تھا وہ انہیں اعتماد الدولہ کے بدولت تھا سلطنت دہلی میں ان واقعات کی وجہ سے بہت کچھ

بدنظمی پھیلی ہوی تھی اور اسکے انتظام کے لئے ایک عالی ہمت فرزین و مدبر و منتظم تجربہ کار شخص کی ضرورت تھی نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر دکن سے طلب کئے گئے اور وزارت کے عہدہ پر سرفراز ہوئے اور آپنے انتظام مناسب فرمایا جلوس کے پانچوین سال معز الدولہ حیدر قلی خان خراسانی ناظم گجرات سے بغاوت کی اس موقع پر نواب موصوف کو صوبیداری گجرات و مالوہ بھی دیدی گئی اور دس لاکھ روپئے نقد حیدر قلی خان کے مقابلہ کے لئے ملے اور دکن کی صوبیداری کا فرمان بھی عطا ہوا۔ نواب صاحب موصوف نے حیدر قلی خان کی تنبیہ کے بعد اپنے چچا حامد اللہ خان بہادر کو معز الدولہ بہادر خطاب دلوا کر گجرات کی نیابت پر مقرر کر دیا اور انکے بیٹے عظیم الدین خان بہادر کو مالوہ کی نیابت و روائی نواب موصوف کے حسن انتظام سے صوبجات ماتحت میں کسقدر انتظام ہو گیا تو بادشاہ عیش و عشرت میں زیادہ مشغول ہوا اور رقص و سرود کی محفل کو خوب زینت بخشی اصلی خود غرض امرا نے وزیر سلطنت اور سپہ سالار کی قوت گھٹانے کا منصوبہ کیا نواب آصف جاہ بہادر نہایت فرزین و تجربہ کار رہتے دربار کا رنگ اور بادشاہ کی حالت دیکھکر اظہون نے حیدر آباد کی صوبیداری کو دہلی کی وزارت پر ترجیح دی اور بعذر ناسازی مزاج مراد آباد چلے آئے اور وہین مقیم رہے ۱۱۳۶ھ مین دربار شاہی سے عماد الملک مبارز خان کو دکن کی صوبیداری سپرد ہوئی تو نواب بہت برہم ہوئے اور فوراً اورنگ آباد آئے اور فوج کشی کی اور قصبہ شکر کھیڑ مضاف صوبہ براڑ کے قریب مقابلہ ہوا اور ۲۲ یا ۲۳ محرم ۱۱۳۷ھ کو عین معرکہ مین عماد الملک مبارز خان اور انکے دو بیٹے اسد خان و مسعود خان قتل ہوئے اور دوسرے دو بیٹے محمود خان و حامد الدین خان زندہ گرفتار ہوئے اور ملک دکن پر نواب موصوف کا کامل تسلط ہو گیا۔

نواب صاحب موصوف نے راجہ گوپال سنگھ بہادر کو انکے حسن کارگزاری و جان نثاری کے صلہ مین پرگنہ قندہار کے جاگرداری سے سرفراز و ممتاز فرمایا اور قندہار فوج ساچوتی کا مرکز و مستقر قرار پایا قلعہ قندہار کی قلعداری و فوجداری پر محمد ناصر خان ولد برق انداز خان بحال رہے۔

راجہ گوپال سنگھ بہادر جاگیردار قندہار

راجہ گوپال سنگھ قوم کا چمر گور اور راجہ بھگونت سنگھ کا بیٹا اور راجہ بہار سنگھ کا پوتا تھا قصبہ اندر کھی علاقہ صوبہ الہ آباد کی زمینداری بزرگون کی میراث سے پائی اور راجہ ہائے اور چہہ کے زمرۂ ملازمت مین بھی شامل رہا۔ گوپال سنگھ کا دادا بہار سنگھ زمیندار نے شاہ عالمگیر بہادر کے زمانہ مین خودسری اختیار کی اور فوج شاہی کے مقابل مین علم مخالفت استادہ کرکے فساد برپا کرنے لگا۔ ملوک چند نامی کارپرداز مالوہ نے جو محمد اعظم شاہ کی جانب سے مقرر تھا بہار سنگھ سے معرکہ ارائی کی اور اسکا سر کاٹ کر شہنشاہ کی حضور مین بھیجدیا۔ اس کے بعد بھگونت سنگھ نے اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے ملوک چند سے صف ارائی کی لیکن ناکام مارا گیا۔ زمینداری چھن گئی خاندان پریشان اور برباد ہوگیا۔ گوپال سنگھ نے چندی بندیل کھنڈ مین سکونت اختیار کی رفتہ رفتہ اب بڑھا کہ تین سو سواران راجپوت کے افسری کی عزت محمد شاہ بادشاہ غازی کے دربار مین حاصل ہوئی اور شہنشاہ دہلی کے دربار سے خطاب راجگی و کلغی سرفراز ہوئی نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر نے جب تسخیر دکن کا ارادہ فرمایا راجہ گوپال سنگھ اور اس کے لڑکے راجہ دلپت سنگھ نے اپنی ہمراہی سوار و پیادہ فوج سے رفاقت کی اور دس ہزار فوج کے افسر ہوئے جب سید دلاور علیخان بخشی فوج امیر الامرا سے مقابل ہوا تو ان دونون باپ بیٹون نے اپنے بہادرانہ حملون سے فوج غنیم کو پسپا کرکے وفاداری اور دلاوری کا حق ادا کیا۔ جب دوسرا مقابلہ سید عالم علیخان ہمشیرزادہ امیر الامرا کی فوج سے ہوا اسوقت بھی ان دونون باپ بیٹون نے پوری ثابت قدمی دکھائی اور خوب نام پیدا کیا اور بہادرانہ حملون سے دشمن کی فوج کو پسپا اور حریف کو زخمی کردیا سید عالم علیخان مارا گیا۔ راجہ گوپال سنگھ نے اس کامیابی سے صرف دشمن کی

---

۱ اصل نام گوپال داس ہے گوپال سنگھ خطابی نام ہے ۲ مآثر الامرا مین گوپال سنگھ اور بہار سنگھ کا ذکر موجود ہے ۱۲
۳ مآثر الامرا مین بہار سنگھ بھی کہین بہادر سنگھ لکھا ہے مگر راجہ کے علاقہ دار پہاڑ سنگھ کہتے ہین ۱۲
۴ اصل نام ارجن داس تھا بھگونت سنگھ خطابی نام ہے ۵ بندیل کھنڈ علاقہ گوالیار کو قریب ہے بیان کیے راجہ رنگ سنگھ
۶ شہزادہ سلیم کے اشارہ سے ابوالفضل بن شیخ مبارک کو جو دکن سے اکبر کے پاس جارہا تھا الہ آباد مین قتل کروادیا ۱۲

فوج ہی پر فتح نہیں پائی بلکہ اپنے خدمات شائستہ کے سبب نواب کے دل پر بھی تسلط کر لیا جب نواب آصف جاہ بہادر ملک دکن پر قابض ہوئے تو راجہ کو سر پیچ مرصع و کلغی اور پرگنہ قندہار جاگیر میں مرحمت ہوا جاگیرات کا محاصل ایک لاکھ بائیس ہزار روپیہ تھا راجہ اپنی چوڑی اور کھڑکی وار پگڑی پر دو کلغیاں باندھتا تھا اور قندہار میں اپنے متعلقین اور جملہ فوج کے ساتھ حکومت اختیار کی اور بستی کو آباد اور رعایا کو خوش رکھا۔

کنور لپت سنگھ کی وطن کو واپسی

سنہ ۱۱۵۱ھ میں محمد شاہ بادشاہ دہلی نے نواب آصف جاہ بہادر کو مشورہ ہم نادر شاہ کے لئے دہلی کو طلب کیا۔ کیونکہ نادر شاہ کی آمد آمد سے دہلی میں تشویش پھیلی ہوئی تھی نواب موصوف اپنے فرزند ناصر جنگ بہادر کو نیابت دکن پر مقرر کر کے جانب دہلی روانہ ہوئے راجہ کا بیٹا دلپت سنگھ نواب ممدوح کے ساتھ چلا گیا اور وہ وہیں فوت ہوا دلپت سنگھ کا بیٹا کنور بشن سنگھ اپنے وطن قصبہ اندرکی میں مقیم رہا۔ راجہ گوپال سنگھ بہادر کو دوسرے بی بی کے دو فرزند اجی چند گوراور نرپت سنگھ تھے جو باپ کے ساتھ دکن میں رہے۔

نواب آصف جاہ اور ناصر جنگ کا فوجی مقابلہ

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر ۱۱۵۴ھ میں دہلی سے واپس ہو کر سلخ شعبان کو بمقام برہانپور پہونچے ناصر جنگ کو خود مختاری اور آزادانہ حکومت کا مزا مل چکا تھا۔ اس لئے تیس ہزار سوار جرار اور توپ خانہ شمار لیکر باپ سے مقابلہ کے لئے برہانپور کی جانب روانہ ہوئے اور معہ فوج برہانپور سے بیس فرسخ پر فردا پور میں ٹھہرے رہے۔ ناصر جنگ نے مہورمان کے ذریعہ سے باپ کو کہلا بھیجا کہ خدمت صدارت و وزارت سلطنت دہلی آپ پر مقرر ہے آپ دہلی واپس تشریف لیجائیں۔ اور حکومت ملک دکن کی مجکو دیدیں۔ نواب نظام الملک آصفجاہ نے بیٹے کو بہت سمجھایا مگر ناصر جنگ نے نہ مانا۔ عبد الحسین خان میر سامان و مرزا اکبر پیرزادہ کو بطور ایلچی باپ کے پاس بھیجکر جنگ کا پیغام دیا جب نواب آصف جاہ بہادر بیسوں منزل طے کر کے دولت آباد تک پہونچ گئے تو بہت سے امرائے عظام ناصر جنگ کی رفاقت چھوڑ کر نواب آصف جاہ بہادر کی خدمت میں حاضر ہو گئے گوپال سنگھ راجہ قندہار نے بھی اپنی فوج دل سنگھ جمعدار کی ماتحتی میں نواب آصفجاہ بہادر

کے پاس روانہ کردی۔ ہمت یار خان مہتور خان۔ نصیر الدولہ۔ محتشم خان خان عالم سبحانجی۔ معہ اپنے افواج کے نواب آصف جاہ بہادر کے لشکر مین مل گئے۔ ناصر جنگ نے جب یہہ حال دیکھا تو اپنی جان نثار فوج کو متفرق طور پر پوشیدہ رکھکر خود لباس درویشی پہنکر شاہ برہان الدین غریب قدس سرہٗ کے روضہ مین گوشہ نشین ہوگئے جب آصف جاہ بہادر اورنگ آباد پہونچے بارش کا موسم تھا سپاہیون اور عہدہ داروں کو وطن جانیکی اجازت دی اور جانور چراگاہ مین چھوڑ دئے ناصر جنگ نے اس موقع کو غنیمت جانکر سات ہزار سوار ساتھہ لیکر بیسوین ماہ جمادی الاول پنجشنبہ کی دن اورنگ آباد پر حملہ کیا نواب آصف جاہ بہادر نے موجودہ فوج اور توپخانہ شہر کے باہر عیدگاہ کے قریب مخالف فوج کو روکا طرفین سے معرکہ ارائی شروع ہوئی خوب لڑائی ہوچکنے کے بعد ناصر جنگ کی فوج پسپا ہوئی جب ناصر جنگ نے اپنے لشکر کو بھاگتے دیکھا۔ غیرت سے مردانہ وار اپنا ہاتی چند خواص اور ملازمین رکاب کے ساتھہ نواب آصف جاہ بہادر کے ہاتی کے مقابل بڑھایا فیلبان تو گولی سے مارا گیا اور ناصر جنگ کو دو زخم تیر لگے۔ اور ہاتی پکڑا گیا۔ اور ناصر جنگ اس ہاتی سے اتار کر دوسرے ہاتی پر سوار کردئے گئے۔ اور فتح کا نقارہ بجا۔ ناصر جنگ کو رات کی رات ایک ڈیرے مین رکھکر دوسرے دن عبد العزیز خان کی حویلی مین نظر بند کردیا۔ ناصر جنگ کے ہمراہی عہدہ دار اور فوج شاہی لشکر مین شامل ہوگئے۔ جب فتح کی نذرین گذرین تو شفیق باپ نے فتح کی نذ کے ساتھہ اپنے بیٹے کی سلامتی کی نذرین بھی لین اور مخالف افسرون اور سپاہیون سے آدہی بات بھی نہ کہی بلکہ نہایت سرد مہری سے سبکو اپنے اپنے کام پر مامور کردیا

ناصر جنگ کا قلعہ قندہار مین نظر بند کیا جانا

تاریخ رشید الدینخانی مولفہ شیخ امام خان کے صفحہ (۲۴۶) مین لکھا ہے کہ بعد گرفتاری ناصر جنگ کو نواب آصف جاہ بہادر نے قلعہ قندہار مین نظر بند کیا اور آپ نلدرگ کیجانب روانہ ہوئے۔ ہمارے تحقیقات مین کسی دوسرے کتاب تاریخ سے ناصر جنگ کا قلعہ قندہار مین نظر بند رہنا ثابت نہین ہوا آقا مرزا نصر اللہ خان ندائی نے جو تذکرہ ناصر جنگ شہید لکھا ہے اوسکا بیان ہے کہ بمقام اورنگ آباد عبد العزیز خان کی حویلی مین

ناصر جنگ نظر بند تھے اور بیگمات کی سفارش پر ۱۱۵۸ھ میں شفیق اور بہادر باپ نے اپنے بیٹے کو قید نظر بندی سے رہا فرمایا اور صوبیداری صوبہ اورنگ آباد عطا کی۔

میر ابراہیم خان قلعدار قندہار

پرگنہ قندہار گوپال سنگھ کو جاگیر میں دیا گیا تھا مگر قلعہ میں شاہی قلعدار بدستور مقرر رہتا کچھ دنوں بعد محمد ناصر خان ولد برق انداز خان قلعدار اور راجہ گوپال سنگھ جاگیردار میں رنجش پیدا ہو گئی اور یہ شکایت نواب تک پہونچی۔ اس لئے نواب آصف جاہ بہادر نے محمد ناصر خان کو قلعداری سے علیحدہ کر کے میر ابراہیم خان کو قلعداری پر مامور فرمایا میر ابراہیم خان کی تنخواہ سات سو روپیہ ذاتی بلا شرط مقرر تھی۔

نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کی وفات

۱۱۶۱ھ ۴ جمادی الثانی کو نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر نے (۷۹) سال کی عمر میں برہان پور میں وفات پائی انکی نعش خلد آباد بھیجی گئی جو دولت آباد کے قریب واقع ہے۔ شاہ برہان الدین غریب قدس سرہٗ کے مقبرہ کے پاس مدفون ہوئے۔ مغفرت مآب آپکا لقب مشہور ہوا آپکے چند فرزند تھے (۱) میر محمد پناہ جنکا خطاب امیر الامرا اعتماد الملک غازی الدینخان بہادر فیروز جنگ تھا جو بادشاہ دہلی کے پاس تھے (۲) نواب نظام الدولہ میر احمد خان بہادر ناصر جنگ (۳) امیر الممالک نواب آصف الدولہ میر سید محمد خان بہادر مظفر جنگ (۴) میر نظام علیخان بہادر آصف جاہ ثانی (۵) امیر الامرا نواب سید محمد شریف خان بہادر شجاع الملک لب تشنہ جنگ (۶) نواب ناصر الملک بہادر نجابت میر مغل علیخان بہادر۔

مسند آرائی نواب ناصر جنگ بہادر

بوفات نواب مغفرت مآب کے نواب میر احمد خان بہادر ناصر جنگ نواب مرحوم کے دوسرے فرزند مسند آرائے ریاست دکن ہوئے راجہ گوپال سنگھ خدمت جاگیرداری پر بدستور بحال رہا

۱؎ بعض کتب میں (۸۰) سال لکھا ہے ۲؎ نواب شہامت خان صمصام الدولہ بہادر دیوان دکن جب ۱۱۵۹ھ میں سے یورپی فرانسیسی کے ساتھ سے ہنگامہ حیدر جنگ میں مقتول ہوئے اسوقت نواب نظام بہادر اپنے بہائی کی سلطنت میں دورانی کا کام انجام دیتے رہے ۱۱۶۰ھ میں اورنگ آباد آئے دیوانی کی ۱۱۶۱ھ عرس راجہ پرتاب دولت بہادر کو خدمت دیوانی سرفراز ہوئی ۱۲

راجہ کے دو بیٹے اجی چند گور اور نرپت سنگھ نواب موصوف کے ہمراہ رکاب، رہکر مورد الطاف شاہی ہوئے۔

تقرر اجی چند گور قلعداری قندہار پر

سنہ ۱۱۶۲ھ میں ۲۶ ربیع الثانی کو نواب ناصر جنگ بہادر نے محمد ابراہیم خان قلعدار و فوجدار قندہار کو تبدیل کرکے اجی چند گور کو خطاب راجگی کے ساتھ قلعداری قلعہ قندہار عطا فرمائی۔

راجہ گوپال سنگھ کی موت

اجی چند گور کو قلعدار ہوکر کچھ عرصہ گذرا تھا کہ اسی سنہ ۱۱۶۲ھ میں اس کے باپ راجہ گوپال سنگھ نے دنیا سے سفر کیا راجہ کی نعش فوجی احتشام کے ساتھ قلعہ سے تالاب کے غربی و شمالی حصہ پر اور دیول بالاجی کے قریب صندل کی لکڑیوں میں جلائی گئی جسمیں کافور اور گھی بہت سا ڈالا گیا تھا جلی ہوئی ہڈیوں کا سمادہ بچنہ اسی من کے قریب بنایا گیا اور سنگ بست کا کمپوند تیار کیا گیا۔ راجہ گوپال سنگھ کے تین بیٹے (۱) دلیپت سنگھ جو وطن کو جاکر فوت ہوا (۲) راجہ اجی چند گور باپ کا جانشین ہوا (۳) راجہ نرپت سنگھ قلعدار ماہور ہوا۔

بالاجی کا مندر

سمادہ کے کمپوند کے تھوڑے فاصلہ پر تالاب کے کنارے یہ مندر ہے اور اسکے روبرو پختہ باولی ہے۔ راجاؤں کے سمادہ اس مندر کے قریب ہونے سے راجپوتوں کی عملداری میں اسکا زیادہ عروج تھا اسمیں ایک مہنت ہمیشہ رہتا تھا اب اسکی اولاد اس مندر کے احاطہ میں رہتی ہے اور اسکے متعلقہ زمین پر قابض ہے حضرت مخدوم کی تشریف فرمائی کے بعد قندہار کے تمام قدیم مندر توڑ دئے گئے اس سے ظاہر ہے کہ راجپوتوں کی عملداری کے وقت یہ مندر قائم ہوا ہے اس مندر کے مہنت کو موضع بوری جاگیر دیگئی تھی جو شریک خالصہ سرکاری ہوچکی ہے اور عوض اسکے دو روپیہ یومیہ خزانہ ضلع ناندیڑ سے ملتا ہے اس مندر کا مہنت نیکٹ داس تھا اسکے دو بیٹے موجود ہیں۔

امرت کنڈ

اس مندر کے پیچھے تالاب کے کنارے پر ایک پختہ سنگ بست چشمہ ہے اور یہ چشمہ مندر کے ساتھ ہی تیار ہوا ہے ہندو اس میں اس اعتقاد سے نہاتے ہیں کہ یہ جنتی چشمہ ہے اسکے پانی کے اثر سے بدن کی خراش دور ہوتی ہے اور جسم کے

پھوڑے دفع ہوتے ہین بعض مسلمان بھی اس چشمہ مین اس اعتقاد سے نہاتے ہین کہ اس چشمہ کو حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم نے اپنے عصائے مبارک سے بطور کرامت جاری فرمایا تہا

راجہ اجی چند گور بہادر گوپال سنگہ ثانی قلعدار و جاگیردار قندہار

یہہ راجہ گوپال سنگہ کا بڑا فرزند نہایت شجاع و دلیر تہا نواب ناصر جنگ بہادر کے ساتہہ اکثر معرکہ مین اور جسقدر فوج قندہار کے راجہ گوپال سنگہ کے تحت تہی باپ کے جانب سے اس فوجکا پہ سالار مقرر کیا گیا اس کے بہائی نرپت سنگہ کو لشکر شاہی مین فوجی عہدہ مل چکا تہا۔ اور باپ جاگیردار قندہار اور شاہی فوجکا افسر مانا جاتا تہا لیکن اجی چند کو دربار شاہ دکن سے کوئی خدمت محل تہی یہہ اپنے باپ کے جانب سے نیابتانہ حاضر فوج ظفر موج رہا کرتا۔ نواب ناصر جنگ بہادر جب سفر برہان پور سے اورنگ آباد تشریف فرما ہوئے تو افسران فوج کو اپنے اپنے مستقر مقامات پر جانیکی اجازت دیدی اسکے بعد دیگر سب امرا و راجہ روانہ ہوے مگر اجی چند گور اوسیطرح درد ولت پر حاضر رہا نواب صاحب موصوف کو خبر ہوئی۔ یاد فرمایا۔ اور ارشاد ہوا کہ تم کیون نہین گئے راجہ نے عرض کی کہان جاؤن مجھے کوئی مکان اور کام نہین ہے باپ کے پاس رہتا ہون اور بیکاری مین گذارتا ہون اسلئے درولت سرکار کو اپنے قیام کیلئے مناسب حال خیال کرتا ہون نواب صاحب موصوف نے راجہ کا منشا پایا اور فرمایا کہ بالفعل تم باپ کے پاس چلے جاؤ تم کو کام دیا جائیگا اور سکونت کیلئے مکان بہی تجویز ہوگا چند ہی روز کے بعد بتاریخ ۲۲ صفر سنہ ۱۱۲۲ھ حسب فرمان شاہی میر محمد ابراہیم خان قلعدار معزول کیا گیا اور اجی چند گور خدمت قلعہ داری قندہار سے ممتاز فرمایا گیا[1] سو روپیہ تنخواہ ذات قرار پائی اور ایکسو پچاس سوار کی رسالداری ملی خطاب راجہ و ڈنکہ و نشان و سرپیچ سرفراز ہوا اجی چند گور شاہی لشکر کے ساتہہ رہا کرتا تہا اسکی جانب سے آدتم چند وکیل اسکے کاموں کی انجام دہی کیا کرتا

[1] اس راجہ کو ماہی مراتب بہی عطا ہوا تہا کہتے ہین وہ قلعہ کے پرانے سامان کے ذخیرہ مین موجود ہے ۱۲

اسی سال ۱۱۶۲ھ میں راجہ گوپال سنگھ کے مرنیکے بعد اپنے باپ کے خطاب و منصب جاگیرداری پرگنہ قندہار سے سرفراز ہوا قلعداری اور جاگیرداری دونو خدمتوں پر ممتاز رہا

ناصر جنگ بہادر کی شہادت

۱۱۶۱ھ ۷ محرم کو مقام پھولچری میں نواب ناصر جنگ بہادر باغی افسروں کے حملہ شبخون سے شہید ہوئے۔ نعش خلد آباد بھیجی گئی۔ اور اپنے والد کے مقبرہ کے پاس دفن کی گئی آپنے ۴۰ سال سات مہینے دکن کی فرمانروائی کی۔

محی الدینخان مظفر جنگ کی مسند نشینی اور موت

ناصر جنگ بہادر کی شہادت کے بعد نواب محی الدینخان بہادر مظفر جنگ جو نواب نظام الملک آصفجاہ بہادر کے نواسے تھے افسران فوج کی معاونت سے مسند نشین ہوئے لیکن حیدرآباد کو آتے آتے راہی چوٹی کی منزل میں کڑپہ کے پاس فوج کے بعض افسروں نے بغاوت کی اور ۷ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ کو مارے گئے اس عرصہ میں نواب نظام علیخان بہادر نے پھوپھکر باغیوں کی خوب خبر لی۔ اور اکثر کو سزائے اعمال بہ تکتے پہنچائے۔ دار العدم کو بھیجدیا۔

امیر الممالک نواب صلابت جنگ بہادر کی حکمرانی

نواب صلابت جنگ، نواب آصف جاہ بہادر کے تیسرے فرزند بعد قتل مظفر جنگ بمقام اورنگ آباد ماہ ربیع الاول ۱۱۶۴ھ میں سریر آرائے دولت ہوئے آپکا اصل نام میر سید محمد خان ہے دربار شہنشاہ دہلی سے امیر الممالک صلابت جنگ آصف الدولہ خطاب ملا تھا۔

میر محمد پناہ کی وفات

۱۱۶۵ھ میں میر محمد پناہ امیر الامرا نواب غازی الدینخان فیروز جنگ بہادر نواب آصف جاہ بہادر کے سب سے بڑے فرزند نے صوبیداری دکن کی سند لیکر دہلی سے تیسری رجب کو دکن کی جانب کوچ فرمایا۔ آپ کے ساتھ ہولکر اور مرہٹوں کی فوج تھی ۷ ذیحجہ سنہ مذکور کو اورنگ آباد کے متصل پہونچکر آپکا ہیضہ سے انتقال ہوگیا۔ اس لئے نواب صلابت جنگ بہادر بدستور حکمران رہے۔

قاضی زادۂ قندہار کی شادی اور سرمایا دو نسل کے راجہ کی بربادی

منشی عبد الرزاق صاحب بلیغ رپلے اپنی کتاب تذکرہ نیل

جو ۱۲۴۳ھ میں تالیف کی ہے سوریا راؤ راجہ نرمل کی مقید ی کا باعث قاضی صاحب قندھار کی شادی بیان کیا ہے۔ جب قندھار کا نام آگیا تو ہمکو اس واقعہ کا اظہار کرنا لازمی ٹھہرا۔ اسلئے ہم بیان کر دیتے ہیں۔

سوریا راؤ ایک معمولی حیثیت کا آدمی تھا سرکار ایلگندل کے زمیندار کے پاس ملازم رہتے رہتے کچھ حالت درست کر کے قصبہ چکلی و چند دیہات بطور تعہد کے زمیندار سے حاصل کر کے بسر اوقات کیا کرتا تھا۔ اس کے خیالات بہت بلند تھے۔ وہ بہت شجاع اور فکر تھا اپنی ترقی دعروج کے خواہش مند طرح طرح کی تجاویز سوچتا تھا۔ اسعرصہ میں آپا مکند راؤ حاکم نرمل کو اسکے زمیندار ملازمین نے زہر کہلا دیا۔ اسکے صدمہ سے وہ جاں بر نہ ہو سکا سوریا راؤ نے فوراً نرمل پہونچکر مکند راؤ کے مخالفین سے موافقت کر لی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں نرمل کا حاکم بن بیٹھا اور راجائی کا لقب اختیار کیا آپ خود مختارانہ طریق سے آزادانہ زندگی بسر کرنے لگا بہت سے پرگنہ جات خالصہ کو تحت تاراج کر کے حکومت نرمل میں شامل کر لیا۔ فوج بڑھائی اور سامان حرب بھی مہیا کر لیا جب اسکے خودسری کی کیفیت شیخ لطف اللہ فتح النصیب خان صفدار سرکار ناندیڑ کو پہونچی تمام ضلع کی جمعیت اور زمینداروں کی فوج اور جوانان پیادل احشام ساتھہ لیکر نرمل کے قریب تک پہونچ گیا۔ سوریا راؤ نے پانچہزار سوار و پیادہ سے صفدار کا مقابلہ کیا صفدار صاحب عین معرکہ میں ضرب تیر سے دنیا کی دار و گیر سے کنارہ کش ہو گئے اور اس فتح نے سوریا راؤ کے خیالات اور بھی بلند کر دئے اور وہ سمجھنے لگا کہ اب میرے مقابل کا دکن میں کوئی نہیں اسکے غرور و تکبر کی کوئی حد نہیں تھی۔ چونکہ مسلمانوں سے دلی عناد رکھتا تھا اسنے اپنی بنا ڈالی ہوئی چوراہی سی سلطنت میں مخالفت قوانین اسلام کا بیج بویا اور بیل و گائی ذبح کرنیکی مطلق ممانعت کر دی۔ اور خلاف ورزی احکام کی علت میں مسلمانوں کو سخت سخت سزائیں دیں چند ہی روز میں اس کی مرضی کے موافق تعمیل بھی ہونے لگی۔ اس زمانہ میں پرگنہ نرمل کے شریعت پناہ قاضی مذہب سے صاحب نامی لایق و فاضل و عالم تھے جو دولت علم کے ساتھہ

دولت دنیا سے بھی خوش حال تھے آپکی لڑکی کی نسبت قاضی صاحب قندہار کے فرزند سے قرار پائی - قاضی صاحب قندہار معزز و اقارب اور بہت سے قندہاری جمگھٹ اور راجہ قندہار کے فوجی سپاہیون کا یدرقہ لئے ہوئے نرمل پہونچے اور دھوم دھام سے شادی کی تقریب شروع ہوئی - قندہاریون نے گائی ذبح کرنیکا قصد کیا جسپر راجہ کے حکم سے مطلع کیا گیا قاضی صاحب قندہار نے فرمایا کہ دکن کا بادشاہ اہل اسلام ہے اور مسلمانونکی ریاست مین گائی ذبح کرنیکی ممانعت کیسی ہو سکتی ہے قاضی صاحب کے حکم سے گائی ذبح کیگئی سخت دنگہ شروع ہوگیا راجہ نے یہ کیفیت سنکر بہت پیچ و تاب کھایا اور قاضی صاحب کی گرفتاری کا حکم دیا مسلمانون مین اچھنی اور جوش پھیل گیا - دین دین کہتے ہوئے بستی کے مسلمان جہاد پر آمادہ ہوگئے - مگر راجہ کے کارپردازون نے راجہ کو سمجھا بجھا کر ہنگامہ کو فرو کر دیا بعد الفراغ شادی جب قاضی صاحب قندہار واپس ہوئے تو راجہ نے قاضی بڈے صاحب کو مقید کر دیا جب یہ خبر سراج الدین صاحب قاضی قندہار کو پہونچی - وہ فوراً اندور پہونچے اور مولوی محمد محسن صاحب قاضی اندور کو مطلع کیا - بوجہ قرابت و حیثیت منصب قاضی محمد محسن صاحب کو سخت صدمہ ہوا - اور دونون قاضی حیدرآباد آئے یہ ظاہر ہے کہ جب العلماء کسی کام کے درپے ہو جاتے ہین تو خواہ کچھ بھی ہو اسکو انجام دئے بغیر نہین چھوڑتے نہایت جد و جہد کر کے نواب امیر الممالک صلابت جنگ بہادر کے ملاحظہ مین عرضی پیش کی نواب صاحب ممدوح نے شاہنواز خان صمصام الممالک بہادر کو سوریا راو کی تنبیہ کیلئے بھیجا راجہ کو فوج شاہی کے مقابلہ کی تاب کہان تھی قاضی بڈے صاحب سے بہت کچھ معذرت کی اور سپہ سالار شاہی کی خدمت مین پیشکش بھی بھیجی - مگر مفید نہوا دونو قاضی صاحبون کے حسن سلوک کے باعث ۱۱۶۷ھ مین راجہ سوریا راو پابزنجیر قلعہ گولکنڈہ

۱؎ تاریخ نرمل مین قاضی صاحب قندہار کا نام نہین بتلایا ہے ہماری تحقیقات مین بڈے صاحب قاضی نرمل کی دختر سکینہ بی بی صاحبہ کا عقد فرزند امان اللہ صاحب فرزند محمد سراج الدین صاحب قاضی قندہار سے ہونا ثابت ہے

۲؎ ماثر الامرا کے جلد اول کے دیباچہ مین اس لڑائی کا ذکر ہے ۱۲

قید کیا گیا اور نرمل شریک خالعہ سرکاری ہوگیا۔

نواب صلابت جنگ کی از سر نو انشینی اور نواب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک نظام علیخان بہادر کی فرمانروائی

۱۱۷۵ھ میں راگھوبا دو مرہٹہ نے فوج کثیر کے ساتھ قلعہ دھارور اور رنگ آباد پر حملہ کیا نواب صلابت جنگ بہادر نے اپنی ہزار فوج سے اسکے حملہ کو روکا۔ اور مرہٹوں کو ہزیمت نصیب ہوئی اور شاہی فوج نے اسکا تعاقب کیا اور پونہ تک پہونچ گئی لیکن لشکر شاہی سے علیحدہ ہوکر راجہ رامچندر اور مغل علیخان بہادر فوج فتح نصیب سے مل گئے صلابت جنگ نے شاہی فوج کی منتشر حالت ہونے پر بھی خوب معرکہ آرائی کی بعد محاربہ عظیم مرہٹوں سے صلح ہوگئی اور نواب صلابت جنگ واپس ہوئے۔ مولف منتخب الاخبار لکھتا ہے کہ نواب نظام علیخان بہادر نے بوجہ حرکات خلاف لفاقہ نواب صلابت جنگ کو قلعہ بیدر میں از سر نو انشین کر دیا۔ اور آپ سلطنت دکن کے فرمانروا ہوئے اور ۱۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ کو بمقام اورنگ آباد تخت شاہی پر جلوس فرمایا۔ آپ نواب آصف جاہ بہادر کے چوتھے فرزند تھے۔ آپ کا خطاب فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک بہادر تھا۔ اجی چند گور راجہ قندہار اپنی فوج کے ساتھ نواب نظام علیخان بہادر کے ہمراہ رکاب تھا اور حاضر باشی اور نمایاں کارگذاری سے ہمیشہ مورد الطاف شاہی رہا

خاص باغ و خاص باولی | بہادر پورہ کے پاس قدیم حکام سلف کے وقت سے ایک سرکاری باغ ہے اسکو خاص باغ اور اس باغ کی باولی کو خاص باولی کہتے ہیں یہ خصوصیت اسلئے تھی کہ خاص طور پر ہر ایک حاکم وقت اس باغ کی درستی و آراستگی میں اپنے مذاق موافق کوشش کرتا بہرحال یہ باغ حکام سونکی تفریح و سیر کیلئے مخصوص تھا۔ جب سا جیونکی

۱۵ نواب صلابت جنگ بہادر نے (۱۱) سال حکومت کی ۱۴ ذیحجہ ۱۱۷۵ھ کو قید کئے گئے اور ۳۰ ربیع الاول ۱۱۷۶ھ کو انتقال فرمایا آپ کا مدفن بیدر میں حضرت ملتانی بادشاہ صاحب قدس سرہ کے روضہ کے پاس ہے ۱۲

عملداری ہوئی راجہ اجی چند گور نے اپنی دلچسپی اور تفریح کے لئے ایک بارہ دری اور مکان یہان بنوایا تہا جسکے آثار ابتک موجود ہین۔

گارڈی خان کی حویلی

اصل نام قادر صاحب ہے اور گارڈی لقب ہے قادر صاحب پہلے فرانسیسی فوج مین ملازم تہا اسکے بعد اجی چند گور کی ماتحتی مین تین سو جمعیت باڈی گارڈ کا افسر ہوا۔ اور خطاب خانی ملا تو بجائے قادر خان کے گارڈی خان لوگ کہنے لگے اسنی غازی پورہ مین عالیشان مکان بنوایا تہا۔ اور چھوٹے چھوٹے زمیندار وں پر حملہ کر کے اپنی دولت مین ترقی حاصل کی تھی پھر زمرۂ فوج رکاب شاہی مین شریک ہوگیا۔ اور عروج وعزت حاصل کی اور مرہٹون کے مقابلہ مین بمقام تانڈلچہ مارا گیا۔ خاندان تاراج اور حویلی منہدم ہوگئی مکان کے پایۂ دیوار وحوض وغیرہ کی علامت باقی ہے۔ اس اُجڑے کھنڈر کو عوام گارڈی خان کی حویلی۔ اور لکھے پڑہے لوگ بلحاظ اس کے کہ وہ کھنڈر غازی پورہ مین واقع ہے غازی خانکی حویلی کہتے ہین

راکس بہون کی لڑائی اور راجہ اجی چند گور گوپال سنگھ ٹھاکر کی موت

راؤ بالاجی رئیس پونہ قضا رالہی سے فوت ہوگیا تو راؤ راگہوا اسکا بہائی جانشین ہوا اسوجہ سے مرہٹون مین ایک قسم کا تنازع برپا ہوگیا تہا اور دو فریق ہوگئے۔ بعض راگہو کے طرفدار تھے اور بعض اُسکے خلاف تھے۔ اور بالاجی متوفی کے بیٹے مادہو راؤ کو جانشین کیا چاہتے تھے۔ راجہ وٹھل داس پرتاب دفت بہادر دیوان دکن نے جو مرہٹون کے حالات سے بخوبی واقف تہا۔ بندگان حضرت نواب نظام علیخان بہادر کو ملک مرہٹون پر حملہ کرنیکی صلاح دی اور جانوجی بہونسلہ کو ہموار کر لیا اور وہ پچاس ہزار سوار سے بندگانعالی کا ملازم ہوگیا۔ بندگانعالی بیدر سے ایک لاکہہ فوج کے ساتہہ اورنگ آباد کی جانب روانہ ہوئے راگہوراؤ نے لشکر اسلام کے آمد آمد کی خبر سنکر صلح کا پیغام بہیجا کیونکہ اسکو اپنے بہتیجے مادہوراو سے اطمینان نہ تہا اور مونگی پٹن اگر ٹھہرا یہان اسکے بہتیجے مادہوراو پسر بالاجی سے ملاپ ہوگیا۔ اسلئے راگہو کا خیال بدل گیا۔ اور وہ اپنے صلح کے عہد سے پھر گیا۔ اور فوج شاہی سے مقابلہ کیا۔ فوج شاہی مین۔

علہ تانڈلچہ تعلقہ مومن آباد آبنہ مین ایک موضع ہے ۱۲

راجہ اجی چندگور بہادر المخاطب گوپال سنگہ ثانی قندہاری راجپوتونکی فوج کا افسر بھی شریک تہا - اس مقابلہ مین اس نے داد شجاعت دی الحاصل لشکر اسلام کے مقابلہ مین مرہٹونکی فوج نے شکست کہائی - اور راگھوجی ندلیس کیطرف بہاگ گیا شاہی لشکر کے افسرون نے تین منزل تک اسکا تعاقب کیا - اور بعد فتح یابی لشکر اسلام پونہ کی جانب متوجہ ہوا اور بہادر سنگہ قوی پنجہ نے شہر کو تاراج و مسمار کر دیا - اور اسکی بربادی مین کوئی دقیقہ اوٹہا نہ رکہا بہت سا اسباب غنیمت لشکریون کے ہاتہ آیا - راگھوراو نے جب پونہ کی بربادی کی کیفیت سنی تو غصہ مین پیچ و تاب کہاتا ہوا خاندیس سے لوٹا - اور اسّی ہزار سوار جمع کرکے حیدرآباد کے طرف بڑہا - وہان اورنگزیب کو تاراج کرتا ہوا حیدرآباد کے قریب پہونچ گیا - بہادر دل خان صوبیدار حیدرآباد نے شہر کی حفاظت کا پورا بندوبست کر لیا تہا - مرہٹونکا حملہ بیکار رہا - دوبارہ راگھوراو نے مرہٹونکا دل بڑہاکے بہت ہی دلیرانہ حملہ کیا - مگر بہادر دل خان آگے بڑہنے نہ دیا - اور راگھوراو شہر اورنگزیب مین داخل نہو سکا اسعرصہ مین فتح نصیب لشکر پونہ سے واپس ہو چکا تھا اور لشکر کے واپسی کی خبر سنکر راگھوراو نے محاصرہ سے اپنی فوج اوٹہالی - اور حیدرآباد سے فرخنگر گیا اور وہان سے نلدرگ کیطرف لوٹا - اور پھر ہاردر کی جانب روانہ ہوا لشکر ظفر پیکر پونہ سے واپس ہوکر گوداوری گنگا کے کنارے متصل موضع راکس بہون مضافات ضلع بیڑ مین مقیم تہا - بندگانعالی کو مخبرون نے خبر پہونچائی کہ راگھوراو اسّی ہزار فوج سے اورنگ آباد اور احمد نگر کی جانب جا رہا ہے - بندگان حضرت نے اسکے روکنیکے لئے اورنگ آباد کا قصد فرمایا - دریائے گوداوری طغیانی پر تہا - کشتیون کے ذریعہ سے لشکر پار ہوتا گیا - اور بندگان حضرت بہی دریا عبور کرکے دوسرے جانب تشریف لیگئے - راجہ پرتاب و نت بہادر اور راجہ اجی چندگوپال سنگہ بہادر اور نائکند اس بہادر اور جالوجی بہونسلہ اور چند سردار تہوڑی تہوڑی فوج کر رکابہ اطراف رہ گئے تہے راگھوراو کو مخبرون کی خبر دینے سے پیشتر فوج کی خبر پہلے ہی سے مل چکی تہی - اور وہ قابو ڈہونڈہتا تہا - اس چہوٹی سی شاہی فوج جمعین دیوان پرتاب و نت بہادر بہی موجود تہے - حملہ کر دیا - جالوجی بہونسلہ جس پر

راجہ پرتاب ونت کو پورا بھروسہ تھا فوج مخالف سے مل گیا - باوجودیکہ فوج شاہی تھوڑی تھی - مگر جوانمرد افسرون سے راگھوراؤ کے ہاتی کو گھیر لیا اور اسکی عماریکی رسیان کاٹنا چاہتے تھے کہ مراد خان کے اشارہ سے راجہ پرتاب ونت پر گولی چلی جسکے صدمہ سے راجہ جان بر نہو سکا - مراد خان ایک فوجی افسر تھا اور اسکو پرتاب ونت بہادر سے مخالفت تھی پرتاب ونت کے گرتے ہی مرہٹونکی ہمت بڑھی - اور انہون نے شاہی فوج کے تمام افسرونکو مار ڈالا پرتاب ونت کا بھتیجا - راجہ ناتھ اس ہی کام آیا -

راجہ اجی چند گوپال سنگھ بہادر نے نہایت استقلال سے مرہٹون کے ساتھ دل کھولکر خوب مقابلہ کیا - مگر دشمن کی فوج کی تعداد زیادہ تھی - راجہ بہت مجروح ہو کر بھاگا - ایسا سخت معرکہ تھا کہ راجہ کا ہاتی اور خیلیان دولت جان بر نہوئے اور اپنے مالک کے ساتھ رہے یہ واقعہ اوایل ماہ رمضان ۱۱۷۷ھ مین ہوا ہے - بندگا لغالی نے گووا وری کے اس جانب سے دیکھکر ہر چند اپنی فوجکو مدد دینے کی کوشش کی مگر ندی کی طغیانی نے پرتھی کو شکست کا گرفتار ہوئی اس واقعہ کے بعد لشکر شاہی اورنگ آباد کی جانب روانہ ہوا گرتھاری لعل نے ۱۱۸۵ھ مین تاریخ ظفرہ تالیف کی اور اس مین اس واقعہ کو نظم مین بہت کچھہ بیان کیا ہے ہم چند اشعار نمونتاً لکھتے ہین -

سر راجپوتان شہامت نشان	قلعہ ارقندہار گوپال سنگ
بسے فرق کفار بر باد داد	پس انگہ فتادہ بمیدان جنگ
بہ پہلوے راجہ بہادر بغور	چنان ضرب آمد بہ تیر و تفنگ
کہ جان را بکار خداوند خویش	سپردہ بجان آفرین بیدرنگ
ہمہ فوج و لشگاہ تاراج شد	ز راکس بہون[1] تا بمیدان جنگ
ز طوفان باد حوادث برفت	بساکشتئ عمر در بحر گنگ
کسانیکہ از جان امان یافتند	بجستند بیرون ز کام نہنگ

[1] راکس بہون گوداوری کے کنارے موضع ہے اور تعلقہ گنگوراتی ضلع پربھنی مین واقع ہے اسوقت اس موضع مین (۵۲) مکان ہین اور ۲۱۲ - آدمی بستے ہین ۱۲

امیر دکن جہد بسیار کرد		ولے بود لاچار از آب گنگ
تاریخ فوت		
چو تاریخ او جستم از ہاتفے		مکت یافت گفتہ - ز طغیانی گنگ ۱۱۷۷

راجہ اجی چند گور کا سمادہ گودا دری گنگا کے کنارے ہے اور وہان ایک مندر بہی تیار کیا گیا ہے - بند گا لغالی نے سندز مین انعام بغرض احزاجات روشنی و تنخواہ پوجاریان مندر اس راجہ کے بڑے بیٹے کے نام عطا فرمائی

راجہ کی اولاد | اس راجہ کے تین بیٹے تھے جو شجاعت اور بہادری مین اوس زمانہ کے بہادرون کے ہمعصر مانے جاتے تھے - بڑا بیٹا راجہ لعل کبیری سنگہ المخاطب گوپال ثالث ہنا - دوسرا بیٹا کنور تیج سنگہ جسکو کنہر کہیڑہ ۱۱۷۳ھ مین جاگیر عطا ہوئی تھی تیسرا راجہ پدم سنگہ بہادر قلعدار و جاگیردار کولاس

مہاراج نرپت سنگہ بہادر

یہہ راجہ گوپال سنگہ بہادر کا چھوٹا بیٹا اور اجی چند گور کا چھوٹا بہائی تہا جو شاہی فوج کی افسری سے ممتاز تہا - وقتاً فوقتاً اس راجہ نے اپنی نمایان کارگذاری دکہلا کر منصب اعلی اور خطاب مہاراجگی حاصل کیا - ۱۱۷۵ھ مین بموجب پروانہ مورخہ ۱۵ ذیحجہ تین لاکہہ چالیس ہزار تین سو پچاس روپیہ محاصل کے تعلقات اس راجہ کو سرفراز ہوئے - اور قلعداری ماہور صوبہ برار اور خدمت ضلعداری ناندیڑ تفویض ہوئی -

وزارت رکن الدولہ بہادر | بعد مارے جانے راجہ نرپت نونت بہادر کے ۱۷ رمضان ۱۱۷۶ھ کو نواب رکن الدولہ بہادر نے خدمت دیوانی سے سرفرازی پائی - نرپت سنگہ نے مالی اور فوجی خدمتہ عمدہ طریق پر ادا کی تھی اور راجہ کا بڑا بہائی اجی چند گور معرکہ راکس بہون مین

لہ مکت لفظ سنسکرت ہوا اسکے اصل معنی گناہ سے نجات پانا یعنی پاک ہوجانے کے ہوتے ہین بعض جنت کے معنے مین بہی لفظ مکت کا استعمال کرتے ہین ۱۲ سہ خطاب مہاراجگی بخدمت ضلعداری اورنگ آباد

کام آچکا تھا۔ اس لیے ۱۱۷۳ھ مین پرگنہ قندھار و ساڑھے چوبیس ہزار نو سو پچپن روپیہ
۲۴
حاصل کے دیہات اس راجہ کو عطا ہوئے اس نے دربار شاہی مین بہت عزت و عزت
حاصل کی اور اسکی ماتحتی مین فوج شاہی کا بڑا حصہ تھا۔

نہار راج نرپت سنگھ کا ہیڑ پر قبضہ ہیڑ صوبہ اورنگ آباد کی سمت مین بڑا قصبہ ہے جو اسوقت ضلع بیڑ کے نام سے موسوم اور اول تعلقدار صاحب کا مستقر ہے۔ یہہ قدیم آبادی ہے۔ اور راجگان چاوکیی دانداں نے یہان راج کیا ہے۔ نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کے صاحب دکن پر تسلط ہو گیا تو قصبہ بیڑ معہ اسکے مواضعات متعلقہ راجہ سلطان جی نبالکر کو جاگیر مین دیدیا گیا اس لیے ۱۱۷۴ھ کے قبل یہہ قصبہ راجہ نرپت راو کی زر دتی جاگیر تھی۔

سلطان جی نبالکر کا حال راجہ نرپت راو راجہ سلطان جی نبالکر کا پوتا اور ہنومنت راو المخاطب راجہ دھرراج کا بیٹا تھا۔ سلطان جی قوم کا مرہٹہ اور اسکا لقب نبالکر تھا اور یہہ اننگ پال کی اولاد سے ہے اننگ پال فوج دولت آباد قصبہ مذکیڑ کے قریب ایک موضع کا پٹیل تھا جو اب لکھی جاوے گا۔ اس نے دلیر سکہ سرکار دولت آباد سے اپنی خوبصورت لڑکی کی نسبت شاہو جی راجہ مالوجی سے جو خاندان ساہو جی بھونسلہ سے تھا۔ ٹھہرا رہی تھی۔ لیکن بعد انکار کر دیا اسپر مالوجی اور اسکے بھائی پہوجی نے مذکیڑ سے نکال کر اننگ پال زمیندار سے اسکا راجپاٹ لے لیا۔ اننگ پال نے پرسی امداد دی۔ اور اپنی فوج کو ساتھ لیے ہوئے دولت آباد پہونچا۔ آخر حاکم دولت آباد نے دونوں کو سمجھا کر مسماۃ چنبی دختر لکھی جادو راے کی شادی شاہو جی بھونسلہ سے کروادی اس لیے اننگ پال زمیندار کو خاندان راجہ ساہو جی بھونسلہ کا ملازم اور اسکی فوج کا سپہ سالار کہتے ہین چنانچہ ایک نیزہ اننگ پال سے سنہ جلوس عالمگیری من ہشتم شہنشاہ بہادر خان کوکہ زمرہ ملازمان شاہی مین شریک ہو کر عزت پائی تو نظام الملک آصفجاہ بہادر

لہ ماثر الامرا جلد دوم صفحہ ۱۳۳ (بعض نسخہ مین ہنومنت راو اور بعض کتابون مین نرپت سنگھ راجہ لکھا ہے)

۲۴ ماثر الامرا جلد دوم صفحہ (۳۳۳)

سلہ تعلقہ پرینڈہ مین بھوسہ ایک موضع ہے جو بھونسلہ راجہ جی نے چندر سے آگر ہانون قیام کیا اسلیے بھونسلہ اس خاندان کا لقب مشہور ہوا اور اس خاندان کی حکومت سرزمین شاہو پر عرصہ تک رہی ماثر الامرا ۱۳

عمل مین بعد جنگ مبارز خان ملازمت خاندانی کے لحاظ سے سلطان جی کو شاہی لشکر مین عہدہ ملا اور عہدہ کارگذاری کے صلہ مین ہفت ہزاری منصب عطا ہوا - اور سرکار ریٹر اور مواضع محلات سرکار فتح آباد دہار و رصوبہ اورنگ آباد و پرگنہ حویلی پاتہری صوبراط عطا ہوئے یہہ راجہ تین ہزار سوار سے نوکری سرکار مین حاضر اور سرگرم رہتا تھا - آخر سنہ ۱۱۶۱ھ مین فوت ہوا اور اسکا بیٹا ہنونت راؤ جانشین ہوا

راجہ ہنونت راؤ و ہراج سلطانجی بہادر

نواب ناصر جنگ بہادر پیشکوی کی روانگی کے وقت قصبہ بیڑ کے قریب سے گذرے - ہنونت راؤ نے اپنی فوج کو خوب آراستہ و پیراستہ کرکے نواب ممدوح کے ملاحظہ مین پیش کیا اور لشکر شاہی کے قریب آپنے خیام بھی استادہ کرکے معہ فوج فرودگش ہوا - نواب ممدوح نے ہنونت راؤ کو زمرۂ سرداران فوج مین جگہ دی اور بڑے تعزیت اسکے قیام گاہ تک تشریف فرما ہوکر اسکی عزت افزائی کی - منصب اور خطاب موروثی عطا ہوا - اور اس کے باپ کو دی ہوئی جاگیر مین اسکے نام بحال کردی گئین -

سنہ ۵ ماہ رجب سنہ ۱۲۱۵ھ مین بتقریب دورۂ ضلع بیڑ جانیکا اتفاق ہوا - قصبہ بیگموز مین مولوی قمر الدین صاحب کے گھر کی علمی پرانی کتابین سیر ہند وغیرہ دیکھی گئین - مولوی صاحب موصوف کے داماد مولوی محمد برہان الدین صاحب قاضی زادۂ قندہار بیگموز مین اسوقت موجود تھے قصبہ بیڑ تک ساتھ رہے - سرکاری باغین بیچے لصب کئے گئے تھے وہین قیام رہا یہان دوسرے مشہور مقامات کیطرح کوئی مستحکم قلعہ نہین ہے - ندی کے کنارہ جو آبادی ہے اس کے اطراف پختہ فصیل ہے اور آبادی مین ایک گڈھی ہے جس مین کچہریان اور محبس ہے - بستی آباد اور بارونق ہے - اور قدیم طرز پر پختہ مکان بنے ہوئے ہین - ندی کی دوسرے جانب حضرت کرمک شاہ ولی کا مقدس روضہ ہے جو نہایت منور اور پرفضا مقام ہے آپکا وصال سنہ ۸۰۰ مین ہوا ہے تا قیام محکمہ روزانہ حضرت ممدوح کی مزار مطہر کی زیارت کا شرف حاصل رہا - مولوی احمد محی الدین صاحب قاضی بیڑ وہان موجود تھے نہایت خلیق وذی مروت دلایل و فاضل ہین - مین نے قاضی صاحب موصوف کی خواہش اور مولوی برہان الدین صاحب قاضی زادہ قندہار کے اصرار پر تاریخ قندہار دکن کا مسودہ جسقدر مرتب ہوچکا تھا دکہلادیا اور صاحب موصوف نے اسکو پسند فرمایا ۱۲

سنہ ۹۳ از مآثر الامرا ۱۲

اس راجہ نے بھی اپنی خدمت کو عمدہ طریق پر انجام دیا اور نام آوری حاصل کی ناصر جنگ بہادر کے شہید ہونیکے بعد یہہ راجہ نواب صلابت جنگ بہادر کی خدمت مین حاضر رہا۔ اور صلہ حسن خدمت مین راجہ دھراج خطاب پایا اور اپنے باپ سلطان جی بنا لکر کے نام سے ملقب ہوا۔ مولف تزک آصفیہ لکھتا ہے کہ ۱۱۷۵ھ مین راگھوراو مرہٹہ نے اپنی جرار فوج کے ساتھہ قلعہ دہارور پر حملہ کیا اور فوج شاہی نے اسکے حملہ کو روکا پھر احمد نگر پر چڑھائی کی اور فوج شاہی سے سخت معرکہ ہوا۔ اسوقت سلطان جی بنا لکر نے بہت جان فشانی کی اور بہادرون مین نام پایا۔ جب مرہٹے پسپا ہوئے اور لشکر شاہی پونہ کے قریب پونچا اور مرہٹونکا غلبہ ہوگیا۔ اسوقت نواب صلابت جنگ بہادر نے بہت متردد و مایوس ہوکر سرداران فوجکو جمع کیا اور فرمایا کہ مین بخوشی اجازت دیتا ہون کہ تمام فوج مین منادی کر دیجائے جس کسیکو اپنی جان عزیز ہو وہ اپنا راستہ لے۔ اور جسکا دل مین آئے جان بچاکر چلا جائے۔ کیونکہ اسوقت اور اس معرکہ مین بجائے جان کے مین نام چھوڑنا چاہتا ہون یہہ معلوم ہے کہ حیات حباب کیطرح ناپائدار ہے اور اس دار فانی سے عالم جاودانی کو ایکدن جانا لازمی بات ہے۔ مین بدنامی کی زندگی کو پسند نہین کرتا مجکو مرہٹون سے مقابلہ کرکے اپنی قسمت کا فیصلہ کرنا ہے۔ البتہ وہی شخص میری رفاقت کر سکتا ہے جو جان سے ہاتھہ دھوکر سرہازی کے لئے موجود ہو۔ یہہ الفاظ تیر و نشتر کیطرح دلون پر لگے اور لشکر مین تازہ جوش پیدا ہوگیا اور ہر ایک سردار نے جان فدا کرنے کا وعدہ کر لیا خصوصاً سلطان جی بنا لکر آنکھون مین آنسو بھر لایا۔ اور عرض کیا کہ یہہ بندہ ہمیشہ سے سرکار کا نمکخوار رہے جبتک جان مین جان ہے سرکار پر قربان ہونیکو تیار رہے کل کے روز میری ثابت قدمی اور وفاداری ملاحظہ فرمائین گے۔

دوسرے روز مقابلہ ہوا اور بہادران لشکر شاہی نے اپنی وفاداری اور ثابت قدمی کا پورا ثبوت دیا مرہٹونکی فوج کا نقصان ہوا انہون نے صلح بتول کی اس حسن کارگذاری اور وفاداری کے وجہ سے سلطان جی بنا لکر نے نواب کے نزدیک بہت رسوخ پیدا کیا جب فتح نصیب لشکر واپس ہوا۔ اور نواب صلابت جنگ بہادر قلعہ بیدر مین انزو نشین

کئے گئے - اور نواب آصف الدولہ نظام علیخان بہادر حکمران ہوئے سلطان جی بنا کر اپنے مستقر بیڑ پر آگیا - اور نواب صلابت جنگ کی علیحدگی کے ایکسال بعد ۱۱۷۶ھ میں ایک لڑکا جانشین چھوڑ کر مرگیا -

راجہ نرپت راؤ باپ کے مرنیکے بعد قریب آٹھ سال تک اس راجہ نے بیڑ پر حکومت کی مگر کوئی اب الایق مشیر اسکو نملا کہ اس کے جاگیرات کا انتظام اور فوجکی درستی و شاہی سلامت کی بندوبست کرے جاہ شباب کا عالم تھا دنیوی لذتون اور عیش پرستی میں پڑگیا - اس عادت نے اسکو کاہل کوتہ اندیش غافل نشین بنادیا - مالی وملکی انتظام خود غرض کارپردازون کے ہاتھ میں تھے - جو رعایا کو ستاتے اور ملک کو لوٹتے تھے - یہ راجہ اس زمانہ کے دستور کے موافق اپنی فوجکی پیاتہ لشکر شاہی میں حاضر نہیں ہوا - اور نہ کسی اپنے فوجی افسر یا قرابتدار کو بادشاہ کے خدمت میں حاضر رکھا - جب دربار شاہی میں طلبی ہوئی تو حکم کی تعمیل کی دنہ کوئی عذر پیش کیا - فرمان شاہی بنام مہاراج نرپت سنگھ بہادر برادر راجہ قندہار بغرض ضبطی قصبہ بیڑ پہونچا نرپت سنگھ نے پانسو پیادہ اور چار سو سوار سے یلغار پہونچکر قصبہ بیڑ کا محاصرہ کرلیا شاہی فوج کے مقابل میں راجہ کے سپاہیون نے ہمت ہار دی - نرپت سنگھ نے حکمت اور تدابیر سے ایسی فوجی دھمکیان دیں کہ بلا کشت وخون قصبہ بیڑ پر قبضہ ہوگیا - تمام پرگنہ شاہی خالصہ میں شریک کرلیا گیا - اور ایکسال تک نرپت سنگھ بیڑ پر حکومت کرتا رہا سنہ ۱۱۸۵ھ میں پرگنہ بیڑ درعوض تنخواہ جاگیر نواب اشرف الدولہ بہادر رستم جنگ کو عطا ہوا اور نرپت سنگھ ناندیڑ پر واپس آیا سنہ ۱۱۸۶ھ میں لشکر شاہی اور درآلہور راؤ ہولکر کی فوج سے مقابلہ ہوا - اس معرکہ میں نرپت سنگھ شریک تھا بعد کامیابی نواب نظام علیخان بہادر نے بتاریخ ۱۵ رمضان اس راجہ کو سرپیچ وجیغہ مرصع مرحمت فرمایا سنہ ۱۱۹۱ھ میں نواب نظام علیخان بہادر قلعہ ورنگل کے ملاحظہ کے لئے تشریف فرما ہوے راجہ نرپت سنگھ و بیرجی بہادر راجہ بالم ہمرہ و ہمراہ رکاب تھے نواب موصوف نرپت سنگھ کے خیمہ میں تشریف لائے اور نرپت سنگھ نے جواہر اور پوشاک واسپ وفیل بالبور نذر پیش کیا - بتوقیت سے سرفراز کیا گیا -

---

سلہ از ماثر الامرا ۱۲ سلہ تاریخ ظفرہ مولفہ گردھاری لعل ۱۲

وہا راجہ نرپت سنگہ نے نیکنامی اور نام آوری سے زندگی بسر کرکے ۱۱۹۱ھ[1] مین دنیا کو چھوڑا اور حاکم حقیقی کے پاس چل بسا۔ اسکا سمادہ ناندیڑ کے قلعہ کے پیچھے گوداوری گنگا مین ہے

راجہ کی اولاد

نرپت سنگہ کو دو بیٹے تھے بڑا بیٹا درجن سنگہ اور دوسرا جوت سنگہ تہا۔ جوت سنگہ کے دو بیٹے۔ پہلا دلیپت سنگہ لاولد فوت ہوا دوسرا جیونت سنگہ اوسکو بہی اولاد نہین ہوئی رتن کنور بائی رانی نے اپنے بہائی کبیری سنگہ بن لعل سنگہ متبنی کرکے جیونت سنگہ کا قایم مقام کیا۔ تعلقہ ماہور مین چار جاگیرات انکے نام پر بحال ہین۔

راجہ لعل کبیری سنگہ المخاطب گوپال سنگہ

ثالث ہندو پت مہندر بہادر

یہہ راجہ اجی چند گور کا بڑا بیٹا تھا۔ باپ کے معرکہ جنگ مین مارے جانے سے نواب نظام علیخان بہادر کے قدردان دل مین جگہ پائی۔ اور مورد الطاف شاہی ہوکر اپنے ہمچشمون مین وقعت پیدا کی۔ قلعدار قلعہ قندہار و نیز جاگیرداری پرگنہ مذکور سے بشرط نگہداشت جمعیت سرفراز ہوا۔ اور نواب ممدوح کے ہمراہ معرکہ جنگ مین رہکر نام اور خطاب و انعام اور مال غنیمت بہت کچہہ پایا۔ یہہ راجہ جسقدر شجاع تہا اسیقدر نرمدل طبع اور مغلوب الغضب بہی تہا عمارات کے بنوانے اور باغات کے تیار کروانیکا بڑا شایق تہا اور اس کام مین ہزارہا روپیہ صرف کرکے قندہار کو رشک کشمیر بنا دیا۔ قلعہ مین **کچہری کا مکان** ۔۔ اور **لعل محل** اس نے بنوایا۔ **راج محل** کو درست کروایا۔ مانس پور کی سرزمین رود ناگ جہری کے کنارے **لعل باغ** اور ایک چہوٹی سی خوش نما **بارہ دری** تیار کروائی اس باغ مین آم وجامن کے علاوہ اقسام اقسام کے عمدہ عمدہ درخت دور دور مقامات سے طلب کرکے لگائے گئے۔ اور لعل باغ کے قریب ہی **کنول تالاب** بنایا **لال تالاب** **لال نگر**۔ **لال باڑی**۔ **بہوانی کا مندر**۔ **سٹوائی کا دیول** اسکی یادگار ہین

[1] بعض قدیم کاغذات مین ۱۱۹۲ھ ہجری لکہا ہے ۱۲

لال باغ کے پیچھے رانی سنگھار بائی کے نام سے سنگھار باغ لگایا گیا۔ اہل زمانہ کا قاعدہ ہے کہ جدہر حاکم کا میلان دیکھتے ہیں خود بھی ادہر ہی ڈہل جاتے ہیں تاکہ اسکی دل میں گہر کر نیکا موقع ملے راجہ کو عمارت کیطرف متوجہ دیکھکر امرا نے بھی عالیشان مکانات اور پر بہار باغ سے قندہار کو آراستہ کیا۔ راجہ کی رنگین طبیعت اپنے جوش پر آتی تو نئے نئے گل کہلاتی تھی جسمیں فضول خرچی کی کوئی انتہا باقی نہ رہی۔ جب لال باغ تیار ہوا۔ اور دلشیر گان باغ نے گلفروشی پر کمر باندہی تو راجہ کے دل میں عیش وعشرت کی ترنگ آئی۔ خوب دل کہولکر باغ آراستہ کیا گیا آم اور جامن کا عہد شباب تہا۔ اسلئے آم کے درختوں کو سیدہ پگڑی اور جامن کے درختوں کو ساڑی چولی پہنائی گئی۔ اور پھولوں کے سہرے باندہے گئے۔ گویا دونوں کی شادی کی اور اس تقریب میں ہر درخت کے نیچے رقص و سرود ہوتا رہا۔ عام اجازت تہی جسکا دل چاہے آئے اور اس انوکہی محفل کا لطف اوٹہائے۔ معززین شہر نے خوب دعوتیں کہائیں غربا اور مساکین کو بہی کہانا تقسیم ہوا۔ اور ہر ایک اپنی قسمت کے موافق نہال کیا گیا۔

کاریز مسجد ابراہیمی مسجد ابراہیمی ابراہیم عادل شاہ والی بیجاپور کے عہد میں قلعہ قندہار میں تیار ہوئی ہے۔ اس کے حوض میں تالاب کا پانی قدیم دستور کے موافق بذریعہ نل پہنچایا جاتا تہا اور نہر تم کا مولی سے خندق دروازے تک تین خزانے پانی کے بنائے گئے تہے ایک خزانہ فصیل ناریل باغ کے پاس ہے۔ اور دوسرا خندق دروازہ کے روبرو پختہ خشت وچونہ سے قد آدم بندہا ہوا ہے۔ اور تیسرا خزانہ میں ہا تہہ باندہ زیر فصیل پر کوٹ جانب بالا حصار موجود ہے اور اس میں سے پانی قلعہ کی مسجد کے حوض میں پہونچتا تہا۔

راجہ لعل سنگھ کے عمل میں مسجد ویران کر دی گئی تہی اور اس نے مسجد کے بڑے دروازہ کو بند کر کے اسکے بازو میں کہڑی کے مکان کی بناڈالی تہی اور مسجد میں آمد و رفت کیلئے عنبر شاہی برج کی جانب چہوٹا دروازہ بنایا تہا۔ جو ابتک موجود ہے۔ اور اس کاریز مسجد کے حوض سے بند کر کے راج محل کے حوض میں چہوڑ دیا تہا۔ کہتے ہیں کہ سندہیوں کی عملداری میں عشرہ شریف کے دنگل کے وقت امام بخش جمعدار نے یہہ کاریز کہلوایا تہا

جسکے ذریعہ سے تالاب کا پانی راج محل کے حوض مین پہونچا تھا اس کاریگر کو عموماً لوگ کالنجر کہتے ہین

سفر کرکٹہ صاحب تزک آصفیہ نے لکھا ہے کہ کرکٹہ حیدرآباد سے جنوبی و مغربی جانب واقع ہے وہان کے زمیندارون نے سرکشی اور بغاوت کی تھی اسلئے نواب نظام علیخان بہادر نے انکے تنبیہ و تہدید کا قصد فرمایا۔ راجہ گوپال سنگھ ثالث بھی ہمراہ رکاب تھا۔ شعبان ۱۱۷۴ھ کو لشکر ظفر پیکر نے بلدہ سے کوچ کیا اور ذیقعدہ کو باغی زمیندارون کے مقابلہ مین فوج شاہی کے مورچے قایم ہوے۔ نبرد آزمایان و دلیران فوج نے زمیندارون کی جمعیت کو متشر کر دیا اور کرکٹہ پر قبضہ ہوگیا اور زمیندارونکو سخت تنبیہ کیگئی اس معرکہ مین فوج شاہی سے صرف خواجہ عبداللہ خان پسر رحیم اللہ خان زخم تفنگ سے ہلاک ہوا باقی فوج فتح و نصرت کے ساتھ واپس ہوئی۔ اس سفر مین تین مہینے کچھ دن گذرے رخصت کے وقت راجہ گوپال سنگھ کو خلعت معہ جیغہ مرحمت ہوا۔

ابراہیم بیگ خان دہولنہ کا حال ابراہیم بیگ خان دہولنہ ابن فاضل بیگ خان ابتداً راجہ سیتا کول کے پاس ملازم تھا۔ جب زمیندارون نے علم سرکشی کا بلند کیا تو راجہ سے خود سری کی اور زر مالگذاری داخل سرکار نہین کیا اس لئے راجہ نے ابراہیم بیگ خان دہولنہ کو چار سو سوار اور تین سو پیادون کی افسری سے ممتاز کرکے زمیندارون کی تنبیہ کے لئے متعین کیا۔ خان مذکور پانچ سال کے عرصہ مین تمام تعلقہ سیتا کول کا مناسب انتظام کرکے راجہ کی تمام فوج کا سپہ سالار بن گیا۔ دہولنہ کے مخالفین اور حاسدین سے اسکا عروج نہ دیکھا گیا اور راجہ کو اس سے بدگمان کر دیا۔ راجہ نے خان مذکور کو سیتا کول طلب کیا اسعرصہ مین میر نثار علیخان نے ہوخان مذکور کا قرابت دار تھا راجہ کی بدگمانی کا حال لکھدیا۔ دہولنہ نے راجہ کی فوج۔ سیتا کول روانہ کردی اور اپنے چار سو خان نثار سوار اور تین سو فدائی پیدل اور دو عرب قریب سے حیدرآباد کا قصد کیا فوج کی تنگی ہوگئی تھی۔ راستہ مین اسنی راو زمیندار پالونچہ سے استمداد چاہی مگر اس نے کچھ نہ دیا۔ لاچار ہوکر چودہ سو روپیہ کو ایک توپ زمیندار مذکور کے ہاتھ بیچ ڈالی۔ حیدرآباد پہونچکر ملازمت شاہی کا امیدوار رہا۔ مگر قسمت نے یاوری کی تنگدستی کی وجہ سے جمعیت متشر ہونے لگی۔ وقار الدولہ بہادر نے

میر موسیٰ خان بہادر رکن الدولہ مدار المہام سرکار عالی سے ملا دیا - اُن دنوں میں حسن علی خان بہادر قطب الدولہ پیشگاہ حضور بندگانعالی سے صوبیداری سیدکاکول پر ممتاز ہوئے رکن الدولہ بہادر اور وقار الدولہ بہادر نے ابراہیم بیگ خان کو نواب قطب الدولہ کے ساتھ سیدکاکول بھیجدیا - خان مذکور ایکعرصہ تک نواب قطب الدولہ بہادر کے ساتھ رہا - اسعرصہ مین راجبندری - وچھلی بندر - دکوٹور - دکوندیر - دکوندیلی - موسے بہوسی فرانسیس کے علاقہ سے نکالکر سات لاکھ سالانہ محاصل پر کمپنی انگریزی کے تفویض کردیا گیا اور یہ صلحنامہ بتاریخ ۱۳ رمضان المبارک ۱۱۷۳ھ مین ہوا تھا - قطب الدولہ بہادر ایک لاکھ روپیہ سالانہ محاصل کے جاگیرات بعوض وظیفہ حاصل کرکے خانہ نشین ہوگئے - ابراہیم بیگ خان دہونسہ کمپنی انگریز بہادر کا ملازم ہوگیا اور فوج انگریزی کی افسری کر رہا تھا -

حیدر علیخان بہادر والی سرینگ پٹن کا حال

حیدر نائک[۱] (بہادر کے نام سے مشہور ہوا فتح نائک کا بیٹا تھا یہ موضع دیوان ہلی متصل قصبہ کولار جو بنگلور سے شرقی جانب ۳۵ میل ہے رہا کرتا رہنے والا اتھا ۱۱۲۹ھ مین پیدا ہوا - نائک لفظ سنسکرت ہے - سپہدار کو کہتے ہین فتح نائک حیدر نائک کا باپ دو ہزار پیادہ اور پانسو سوار سے نواب صفدر علیخان حاکم ارکاٹ کے مارے جانیکے بعد تلاش روزگار میسور مین آیا ۱۱۴۰ھ مین معہ ہمراہی فوج میسور کے راجہ کا ملازم ہوا - جب ۱۱۵۱ھ مین فتح نائک فوت ہوا - اسکے دو بیٹے - علی نائک اور حیدر نائک حیدر نائک جمعیت حسابانام پہونچا کر ریاست سرینگ پٹن کا مستقل رئیس بنگیا - اور گرد و نواح پر فوج کشی کرکے زمیندارونکو مطیع بنالیا - اور اپنا لقب حیدر علیخان قرار دیکر ساٹھ ہزار کے قریب فوج اپنے جلو مین رکھتا تھا

مادہو راو مرہٹہ رئیس پونہ کا حال

مادہو راو مرہٹہ پسر بالاجی راو اپنے چچا راگھو راو کو قید کرکے ریاست پونہ کا خود مختار حاکم بن گیا اور گوپال ہری اپنے سہ سالار کو فوج کثیر

---

[۱] تاریخ نرسل مین دہونسہ کا مفصل حال لکھا ہے دہونسہ کی بقیہ کیفیت صفحہ (۱۲۲) کے نوٹ مین لکھی جائیگی

[۲] مولف سیر ہند نے لکھا ہے کہ حیدر نائک قصبہ کولہر علاقہ بیدر کا رہنے والا تھا ۱۲

[۳] از تزک آصفیہ ۱۲

کے ساتھ حیدر علیخان بہادر کے مقابلہ کیلئے روانہ کیا۔ مگر گوپال ہری کو حیدر علیخان بہادر سے مقابلہ کی جرارت نہین ہوئی اسلئے ۱۱۸۳ھ مین مادہو راو نے بہت سی فوج کے ساتھ سرینگ پٹن پر چڑہائی کی۔

لعل کبیری گوپال سنگھ ثالث اور ٹیپو سلطان بہادر سے ملاقات اور ابراہیم بیگ خان دہونسہ سپہ سالار فوج انگریزی سے بمقام کاویری پٹن مقابلہ ہونا

مادہو راو کی سرینگ پٹن مین چڑہائی کرنیکی خبر جب بنگلور مین نواب نظام علیخان بہادر کو ہوئی۔ اسیوقت اپنی فوج اور توپخانہ کے ساتھ سرینگ پٹن کیطرف توجہ فرمائی۔ گوپال سنگھ ثالث اپنی راجپوتی جمعیت کے ساتھ رکاب مین حاضر تہا۔ اور یہہ فوج بالاپور تک پہونچی تھی کہ اس عرصہ مین معلوم ہوا کہ مادہو راو اور حیدر علیخان مین صلح ہو گئی اور مادہو راو پونہ کی جانب لوٹ گیا۔ اور اسکا لشکر بہی بالاپور کے قریب سے گذرا۔

نواب رکن الدولہ بہادر نے مادہو راو سے ملاقات کی اور باہمی اتحاد کا عہد و پیمان ہو کر مادہو راو پونہ کی طرف چلا گیا۔ بندگانعالی معہ فوج بہمن بہرے رہے رکن الدولہ بہادر نے راجہ گوپال سنگھ ثالث اور دوسرے سرداروں کو سرینگ پٹن کی جانب روانہ کیا۔

جب نظام شاہی سردار سرینگ پٹن پہونچے۔ اور صلح کا اطمینان ہوا تو نواب رکن الدولہ سرینگ پٹن مین داخل ہوے۔ اور حیدر علیخان اور انکے بیٹے ٹیپو سلطان سے ملاقات ہوئی اور کاویری پٹن پر حملہ کرنیکی تجویز قرار پائی۔ ٹیپو سلطان بہادر گوپال سنگھ کے ساتھ بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر کی خدمت مین پہونچا اور شرف باریابی حاصل کیا یہہ فوج سرحد ارکاٹ کی جانب متوجہ ہوئی۔ حیدر علیخان بہی اپنی فوج لئے ہوئے سرکار عالی کے لشکر مین داخل ہوا یہہ فوج کثیر بہر تسخیر قلعہ کاویری پٹن روانہ ہوئی۔ پٹن ابراہیم بیگ خان دہونسہ سردار فوج کمپنی انگریزی معہ فوج باقاعدہ اور توپخانہ قلعہ کاویری

لہ از تزک آصفیہ و سیر ہند ۱۲

مین موجود تھا۔ اسنے آیندہ الی فوجکو روکا۔ طرفین کی فوج زیادہ تھی خوب لڑائی ہوئی۔ سرکار عالی کی فوجکا قدم آگے بڑھتا گیا اور قلعہ کا دیری پٹن پر قبضہ ہوگیا۔ ابراہیم بیگ خان دہونسہ نے ہرچند فوجکو سنبھالنے کی کوشش کی مگر کوئی تدبیر مفید نہین ہوئی۔ اور فوج نے چینا پٹن مین آکر اپنے حواس درست کئے۔ اس معرکہ مین راجہ گوپال سنگھ کی کارگذاری بھی قابل قدر سمجھی گئی۔ اور وہ مورد الطاف شاہی ہوا۔ حیدر علیخان اپنی فوج کے ساتھ وہین ٹھہرا رہا۔ اور سرکار عالی موفوج کامیابی کے ساتھ حیدرآباد واپس پہونچے

بیر بہادر پالم کے راجہ کا قندہار کو آنا۔

راجہ بیر بہادر بہیرو جی بیرکر کا بیٹا ہے۔ اصل وطن اُسکا انگوندی تھا۔ جو دریاے تنگ بھدرا کے کنارے واقع ہے۔ وطن سے نکل کر کچھ عرصہ تک بیجاپور کے قریب کسی دیہات مین سکونت اختیار کی۔ بہیرو جی کو بیجاپور سے قرابت تھی اور سندیہ کو بہت بڑا منصب و جاگیر حاصل تھی۔ سندیہ کے ذریعے بہیرو جی نے نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کے پاس رسائی کی۔ ناصبردہ کو منصب جلیلہ کے ساتھ پرگنہ پالم صوبہ بیدر کی عملداری عطا ہوئی اور اسنے اپنی زندگی تک خدمت سرکاری اچھی طرح نیکنامی کے ساتھ انجام دی۔ اس کے مرنیکے بعد اسکا بڑا بیٹا اکاجی قایم مقام ہوا۔ اور رفتہ رفتہ عمدہ کارگذاری کے صلہ مین ہفت ہزاری منصب

---

۱۵ نواب والاجاہ والی ارکاٹ نے بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر سے دہونسہ کی سفارش کی اور خود بندگانعالی نے کادیری پٹن پر دہونسہ کی بہادری ملاحظہ فرمائی تھی۔ اس لئے اسکو اپنی فوجمین شریک کرلیا اور وقتاً فوقتاً اس کے بہادرانہ کارگذاری کے صلہ مین ترقی دیکر سرکار کہم و سرکار ایلگندل اور نرمل کی حکومت پر مقرر فرمایا۔ دہونسہ نے تھوڑہی عرصہ مین عزت اور نام آوری کے ساتھ ضابطہ جنگ مظفرالدولہ مبارزالملک خطاب پایا۔ قصبہ نرمل کو مستقر قرار دیکر بڑا شہر بنادیا تھا کمال عروج مین بتاریخ ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۵ھ کو قلعہ نرمل مین عارضہ سرطان سے انتقال کیا ابراہیم باغ مین پختہ قبر بنی ہے۔ مولف کو سنہ ۱۳۰۷ف مطابق ۱۲۱۵ھ ماہ شوال مین عملداری سرپور تانڈور کے دورہ کے جاتے وقت قصبہ نرمل مین ٹھہرنے کا اتفاق ہوا تھا ابراہیم باغ مین ڈیرے لگائے گئے تھے۔ یہ باغ وسیع اور عالیشان ہے اور اسمین ابراہیم بیگ خان دہونسہ کی پختہ قبر بنی ہوی ہے ۱۲

اور خطاب اجدادی راجہ بیر بہادر سے سرفراز ہوکر پرگنہ پالم کا جاگیردار ہوا۔ راجہ بیر بہادر بغرض زیارت روضہ حضرت حاجی سیاح سعید الدین قدس سرہٗ پالم سے قندہار آیا۔ بعد پیشکش نذر وحصول سعادت زیارت مزار مبارک و الپسی کے وقت راجہ مہدہ رسے ملاقات کی اور ایک شب مہمان رہکر پالم واپس چلا گیا ۱۱۹۰ھ مین راجہ بیر بہادر نے اپنی جاگیر پالم مین انتقال کیا۔ اس کے مرنیکے بعد راجہ سدھرم اسکا بیٹا جانشین ہوا

مودہاجی بھونسلہ کی فوج سے مقابلہ

۱۱۸۷ھ مین بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر گلبرگہ کی جانب تشریف فرما ہوئے راجہ گوپال سنگھ ثالث بھی معہ فوج ہمراہ رکاب تھا بتاریخ ۷ ربیع الثانی نواب نے گلبرگہ سے کوچ فرمایا اور سیر و شکار کرتے ہوئے دریاے بیمرا کی جانب روانہ ہوئے ۹ تاریخ کو شنکر اجی کہوڑ پڑہ جو مودہاجی بھونسلہ کی فوج کا سپہ سالار تھا تحصیل زر محالات کیلئے معہ فوج جا رہا تھا اوس نے اس حیثیت سے قیام کیا کہ لشکر فیروزی اثر کے عقب مین چلنے والون کو غارت کرے اور مال و اسباب لوٹ لیوے ہراول لشکر ظفر قرین جس مین راجہ گوپال سنگھ بہادر بھی اپنی جمعیت کے ساتھ موجود تھا۔ شنکر اجی کے لشکر سے مقابلہ ہوگیا ہرچند سرداران فوج شاہی نے مرہٹون کو پہلے جانیکے لئے کہا مگر مرہٹون نے نہ مانا شنکر اجی کہوڑپڑہ مرہٹونکی فوجکا افسر خود فساد پر تیار ہوگیا اور شاہی فوج پر حملہ کیا۔ سرداران فوج شاہی نے ایسی مدافعت کی کہ مرہٹے پسپا ہوگئے۔ اور دوسرے حملہ مین مقہور فوج منتشر ہوکر اس بدحواسی سے بھاگی کہ اثاثہ اور سامان کا لیجانیکا بھی خیال نہوا۔ اور بہت سے اونٹ گھوڑے اور بیل جس پر پیتل اور تانبے کے برتن اور عمدہ عمدہ ریشمی کپڑے اور غلہ لدا ہوا تھا اور بہت سی پالکیان رنگ برنگ اور بہت سارا اسباب متفرق لشکر فیروزی اثر کے بہادرون کے ہاتھ آیا۔ بعد عرض واقعہ بندگانعالی نے مراحم خسروانہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک پیسے سے لاکھہ روپیہ تک غنیمت خوجلو معاف ہے۔ سپاہیان اور افسران فوج مالامال ہوگئے۔ اس معرکہ مین راجہ گوپال سنگھ اور ہمراہی راجپوتون کو بہت سا سامان غنیمت ہاتھ آیا اس بہادری

سلہ یہ مضمون قدیم بیاض سے اخذ کیا گیا ہے مگر راجہ بیر بہادر کا حال مآثر الامرا کی پہلی جلد مین موجود ہے ۱۲

سلہ از تزک آصفیہ ۱۲

مین موجود تہا۔ اسنے آینوالی فوجکو روکا۔ طرفین کی فوج زیادہ تہی خوب لڑائی ہوئی۔ سرکار عالی کی فوجکا قدم آگے بڑہتا گیا اور قلعہ کا دیری پٹن پر قبضہ ہوگیا۔ ابراہیم بیگ خان دہونسہ نے ہر چند فوجکو سنبہالنے کی کوشش کی مگر کوئی تدبیر مفید نہین ہوئی۔ اور فوج نے چینا پٹن مین آکر اپنے حواس درست کئے۔ اس معرکہ مین راجہ گوپال سنگھ کی کارگذاری بہی قابل قدر سمجہی گئی۔ اور وہ مورد الطاف شاہی ہوا۔ حیدر علیخان اپنی فوج کے ساتہہ وہین ٹہہرا رہا۔ اور سرکار عالی معہ فوج کامیابی کے ساتہہ حیدرآباد واپس پہونچے

بیر بہادر پالم کے راجہ کا قندہار کو آنا۔

راجہ بیر بہادر بہیرو جی بیر کرکا بیٹا ہے۔ اصل وطن اُسکا اناگوندی تہا۔ جو دریاے تنگ بہدرا کے کنارے واقع ہے۔ وطن سے نکل کر کچہہ عرصہ تک بیجاپور کے قریب کسی دیہات مین سکونت اختیار کی۔ بہیرو جی کو بتیارا صندیلے سے قرابت تہی اور سندیہ کو بہت بڑا منصب و جاگیر حاصل تہی۔ سندیہ کے ذریعے بہیرو جی نے نواب نظام الملک آصف جاہ بہادر کے پاس رسائی کی۔ نامبردہ کو منصب جلیلہ کے ساتہہ پرگنہ پالم صوبہ بیدر کی عملداری عطا ہوئی اور اسنے اپنی زندگی تک خدمت سرکاری اچہی طرح نیکنامی کے ساتہہ انجام دی۔ اس کے مرنیکے بعد اسکا بڑا بیٹا اکاجی قایم مقام ہوا۔ اور رفتہ رفتہ عمدہ کارگذاری کے صلہ مین ہفت ہزاری منصب

---

۱۵ نواب دالاجاہ والی ارکاٹ نے بنگانفانی نواب نظام علیخان بہادر کے دہونسہ کی سفارش کی اور خود بنگانفانی نے کادیری پٹن پر دہونسہ کی بہادری ملاحظہ فرمائی تہی۔ اس لئے اسکو اپنی فوجمین شریک کرلیا اور وقتاً فوقتاً اس کے بہادرانہ کارگذاری کے صلہ مین ترقی دیکر سرکار کہم و سرکار ایلگندل اور نرمل کی حکومت پر مقرر فرمایا۔ دہونسہ نے تہوڑہی عرصہ مین عزت اور نام آوری کے ساتہہ ضابطہ جنگ مظفر الدولہ مبارز الملک خطاب پایا۔ قصبہ نرمل کو مستقر قرار دیکر بڑا شہر بنا دیا تہا کمال عروج مین بتاریخ ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۵ھ کو قلعہ نرمل مین عارضہ سرطان سے انتقال کیا ابراہیم باغ مین پختہ قبر بنی ہے۔ مولف کو سنہ ۱۳۰۷ف مطابق ۱۲۱۵ھ سرماہ شوال مین عملداری سرپور ناندورے کے دورہ کے جاتے وقت قصبہ نرمل مین ٹہیرنے کا اتفاق ہوا تہا ابراہیم باغ مین ڈیرے لگائے گئے تہے۔ یہہ باغ وسیع اور عالیشان ہے اور اسمین ابراہیم بیگ خان دہونسہ کی پختہ قبر بنی ہوی ہے ۱۲

اور خطاب اجدادی راجہ بیر بہادر سے سرفراز ہوکر پرگنہ پالم کا جاگیردار ہوا۔ راجہ بیر بہادر بغرض زیارت روضہ حضرت حاجی سیاح سعید الدین قدس سرہٗ پالم سے قندہار آیا۔ بعد پیشکش نذر وحصول سعادت زیارت مزار مبارک واپسی کے وقت راجہ مہندر سے ملاقات کی اور ایک شب مہمان رہکر پالم واپس چلا گیا سنہ ۱۱۹۰ھ میں راجہ بیر بہادر نے اپنی جاگیر پالم میں انتقال کیا۔ اس کے مرنیکے بعد راجہ سدہرم اسکا بیٹا جانشین ہوا

مودہاجی ہولنکر کی فوج سے مقابلہ

سنہ ۱۱۹۵ھ میں بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر گلبرگہ کی جانب تشریف فرما ہوئے راجہ گوپال سنگھ نے الشہی معہ فوج ہمراہ رکاب تھا بتاریخ ۹ ذیقعدہ نواب نے گلبرگہ سے کوچ فرمایا اور سیر و شکار کرتے ہوئے دریائے بیمرا کی جانب روانہ ہوئے تاریخ کو شنکر اجی کہونڈ پڑہ جو مودہاجی ہولنکر کی فوج کا سپہ سالار تھا تحصیل زر محالات کیلئے معہ فوج جا رہا تھا اوس نے اس تعین سے قیام کیا کہ لشکر فیروزی اثر کے عقب میں چلے۔ والوں کو غارت کرے اور مال و اسباب لوٹ لیوے ہراول لشکر ظفر قرین جس میں راجہ گوپال بہادر بھی اپنی جمعیت کے ساتھ موجود تھا۔ شنکر اجی کے لشکر سے مقابلہ ہوگیا ہرچند سرداران فوج شاہی نے مرہٹوں کو چلے جانیکے لئے کہا مگر مرہٹوں نے نہ مانا۔ شنکر اجی کہونڈ پڑہ مرہٹونکی فوج کا افسر خود فساد پر تیار ہوگیا اور شاہی فوج پر حملہ کیا۔ سرداران فوج شاہی نے ایسی معرکہ آرائی کی کہ مرہٹے پسپا ہوگئے۔ اور دوسرے حملہ میں مقہور فوج منتشر ہوکر اس بدحواسی سے بھاگی کہ اثاثہ اور سامان کی لیجانیکا بھی خیال نہوا۔ اور بہت سے اونٹ گھوڑے اور بیل جس پر پیتل اور تانبے کے برتن اور عمدہ عمدہ ریشمی کپڑے اور غلہ لدا ہوا تھا اور بہت سے پالکیان رنگ برنگ اور بہت سارا اسباب متفرق لشکر فیروزی اثر کے بہادروں کے ہاتھ آیا۔ بعد عرض واقعہ بندگانعالی نے مراحم خسروانہ سے ارشاد فرمایا کہ ایک پیسے سے لاکھ روپیہ تک غنیمت فوجکو معاف ہے۔ سپاہیان اور افسران فوج مالامال ہوگئے۔ اس معرکہ میں راجہ گوپال سنگھ اور ہمراہی راجپوتوں کو بہت سا سامان غنیمت ہاتھ آیا اس بہادری

سلہ یہ مضمون قدیم بیاض سے اخذ کیا گیا ہے مگر راجہ بیر بہادر کا حال مآثر الامرا کی پہلی جلد میں موجود ہے ۱۲

سلہ از تزک آصفیہ ۱۲

اور کارگذاری کے صلہ مین نواب نظام علیخان بہادر نے راجہ گوپال سنگھ کو ایک اسپ خاصہ معہ سامان مرحمت فرمایا۔

ہولکر اور سندیہ کی فوج سے مقابلہ

ماہ رمضان ۱۱۸۸ھ مین نواب نظام علیخان بہادر بمقام اورنگ آباد قیام پذیر تھے اس عرصہ مین راگھوبا اور مرہٹہ فوج ہولکر و سندیہ کو فراہم کرکے دریائے نربدا عبور کرکے صوبہ خاندیس مین گھس گیا۔ نواب نے اسکے تعاقب کا قصد فرمایا۔ اور فتح میدان مین خیمے استادہ ہوے۔ راجہ گوپال سنگھ ثالث اور پدم سنگھ راجہ کولاس کی طلبی ہوئی۔ باریابی کے ساتھ ہر ایک کو سرپیچ و جیغہ مرصع مرحمت ہوا۔ اور فوج ظفر موج ۵ ذی قعدہ مذکورہ کو برہانپور داخل ہوئی۔ جب یہ خبر ملی کہ ۲۹ ذی الحجہ ۱۱۸۸ھ مذکور کو حضرت عمدہ بیگم صاحبہ نے رحلت فرمائی بندگانعالی مغموم ہوکر واپس ہوے مگر لشکر ظفر پیکر جس مین راجہ گوپال سنگھ شریک ہتا راگھوبا اور کے تعاقب مین روانہ ہوا۔ غرہ محرم ۱۱۸۹ھ کو راگھوبا اور کا لشکر شکست کھاکر بھاگ گیا۔ راجہ گوپال سنگھ ثالث کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

چوسر باغ کا جشن

بندگانعالی اورنگ آباد سے دولت آباد مین رونق افروز ہوے نواب ذوالفقار الدولہ بہادر نے بتاریخ ۶ شوال ۱۱۸۹ھ چوسر باغ مین محفل جشن ترتیب دی اور جملہ عہدہ داران۔ ہمراہی لشکر ظفر پیکر کو مدعو کیا بندگانعالی تمام عہدہ دارون کے ساتھ رونق بخش محفل ہوے راجہ نرپت سنگھ و راجہ گوپال سنگھ نے معہ برادران اس محفل مین شریک ہونیکی عزت حاصل کی اور قلعہ دہارور تک بندگانعالی کے ہمراہ رکاب رہے۔

عطای خطاب ہی اندر ہندو پت بہادر

۱۱۹۱ھ مین گوپال سنگھ ثالث اور نرپت سنگھ حیدرآباد آئے ۱۷ ذی الحجہ مذکورہ کو بندگانعالی بلدہ سے کوہ شریف کو تشریف فرما ہوے اور وہین دربار فرمایا اور عید کی نذرین لین اور خطابات عطا ہوے۔ میر فخر الدین پسر قمر الدین خان کو ہمت جنگ خطاب ملا۔ اور سید دلاور خان کو مظفر الدولہ سیف جنگ خطاب معہ اضافہ منصب سہ ہزاری اور پالکی جمادار عطا ہوئی۔ اور راجہ گوپال سنگھ ثالث کو خطاب ہی اندر ہندو پت بہادر و سرپیچ مرصع عطا ہوا

لہ مولا کا پہاڑ حیدرآباد سے ۱۲ میل جانب شمال و مشرق واقع ہے اور وہان حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ عنہ کا چلہ ہے ہر سال ۵ جب کی ۱۶ سے ۸ تک تقریب عرس بہت بڑا میلا ہوتا ہے ۱۲

سرفرازی سرپیچ مرصع ماہ محرم ۱۱۹۳ھ مین راجہ گوپال سنگھ آمد کنور درجن سنگھ نے دربار شاہی مین حاضر ہونیکی عزت حاصل کی۔ اور نذر مین گذرانی بندگانعالی نے گوپال سنگھ اور کنور درجن سنگھ کو سرپیچ مرصع دو رقم مرحمت فرمایا۔

راجہ کا نرمل کو جانا اختشام جنگ بہادر خلف مبارزالملک ابراہیم بیگ خان وہونسلہ نے بغاوت اختیار کی اسکی تنبیہ کے لئے بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر نے ماہ صفر ۱۱۹۷ھ مین کوٹلہ سے ہوتے ہوئے نرمل کے جانب توجہ فرمائی لشکر ظفر پیکر مین گوپال سنگھ مہندر بہادر اور راجہ پدم سنگھ شریک تھے۔ اور طلایہ و خرم و احتیاط فوج شاہی کی نگرانی انکے تفویض تھی۔ لشکر فیروزی اثر دریائے گوداوری کو عبور کرکے حدود نرمل مین پہونچا۔ اختشام جنگ فوج و توپخانہ مہیا کرکے مقابلہ کیا۔ پہلے ہی حملہ مین اختشام جنگ کی فوج پسپا ہوگئی۔ اور قلعہ چٹیال مین متحصن ہوگیا۔ غرہ ربیع الاول کو اختشام جنگ نے بذریعہ مشیرالملک بہادر اپنے قصور معافی خواہ ہوکر حاضر ہونیکی اجازت چاہی۔ بندگانعالی نے مراحم خسروانہ سے اسکی درخواست قبول کرلی۔ ابھی صلح کا تصفیہ نہوا تھا کہ یکایک اختشام جنگ کا خیال بدل گیا اور فوج شاہی پر حملہ کیا۔ بہادران لشکر شاہی نے نہایت ثابت قدمی سے باغی فرقہ کو شکست کردیا بہرحال دونون جانب سے سخت معرکہ آرائی ہوئی اور ہزارہا آدمی مارے گئے۔ اختشام جنگ قلعہ مین محصور ہوگیا اور نہایت مجبور ہوکر اپنی والدہ کو بندگانعالی کے خدمت مین بھیجکر حضور اتکی معافی چاہی اور ۱۴ ربیع الاول کو رومال سے دونون ہاتھ باندھکر بندگانعالی کے حضور مین حاضر ہوگیا۔ بندگانعالی نے اسکا قصور معاف فرمایا خلعت و سرپیچ مرصع عطا کیا۔ اور بدستور اس کے مقبوضہ تعلقات بحال رکھے۔ اس معرکہ مین طرفین سے فوجی سپاہیون کے علاوہ افسر بہت مارے گئے نواب صولت جنگ بہادر خلف شرف الملک بہادر ضرب گلولہ سے ہلاک ہوئے۔ بعد واپسی سفر بتاریخ ۵ شعبان ۱۱۹۷ھ راجہ مہندر گوپال سنگھ و پدم سنگھ راجہ کولاس کو پاندان[۳] رخصت و سرپیچ مرصع مرحمت ہوا۔ اس مہینے مین نواب رفعت الدولہ بہادر کو سرپیچ و جیغہ مرصع ملا اور نامزد ہوا۔

---

[۱] از ترک آصفیہ ۱۲ [۲] از ترک آصفیہ ۱۲ [۳] ملک دکن مین وقت رخصت پان اور عطر دیا جاتا ہے اسکو پاندان رخصت کہتے ہین ۱۲

جانیکی اجازت ہوئی۔

ناگوجی نایک کا واقعہ قندہار سے ۴ میل پر موضع رسنگ ذی مین ناگوجی نامی نایک[1] رہتا تھا جو بڑا دلیر و نہایت عیار شخص تھا۔ اسکو عہدۂ نایکی قلعۂ پالم و اجورہ و قندہار کا حاصل تھا۔ مالگذاران کے جاتراکی نگرانی اور دیونا کے سواری کا انتظام اور جاتریونکی حفاظت مال کی ذمہ داری اسیکی سپرد تھی۔ اور اسکے عوض ہر ایک قلعہ سے اسکو رسوم مقرر تھے۔ ان تینوں تعلقے کے چوروڈاکو اسکے تابع فرمان تھے رعایا کا امن اسکی توجہ کا محتاج تھا۔ اسوقت پولس کے پورے اقتدارات اسکو حاصل تھے۔ رقم رسوم کے علاوہ ان تعلقات سے مدد معاش بھی اسکو مقرر تھی راجہ صاحب قندہار اور اس نایک میں قدیم سے رابطۂ اتحاد تھا۔ اندرون موضع وانجرواڑی کا دلیسکھ سرکار سے باغی ہوکر اس موضع کی چھوٹی مگر مستحکم گڈھی مین چند مفسدون کے ساتھ مقیم تھا جمعیت سرکاری نے عجب خان جمعدار کی ماتحتی مین اس گڈھی کا محاصرہ کیا لیکن کسیطرح گڈھی فتح نہوئی۔ نہ دلیسکھ گرفتار ہوا عجب خان افسر نے راجہ صاحب قندہار سے امداد طلب کی۔ مگر راجہ نے ٹال دیا۔ ناگوجی نایک نے اپنی رسوخ سرکار مین پیدا کرنیکے لئے بلا اطلاع و بلا مشورہ راجہ صاحب جمعیت سرکاری کی مدد دی۔ اور شاباش لقب لگاکر گڈھی کا ایک برج گرا دیا۔ سرکاری جمعیت کو کامیابی ہوئی۔ اور دلیسکھ وانجرواڑی گرفتار ہوگیا۔ اور اس حسن کارگذاری کے صلہ مین سرکار سے نایک کو کالاپہاڑ لقب ملا۔ اس واقعہ نے راجہ کو بیچین کر دیا خصوص پہاڑ کا لقب نایک کے نام کے ساتھ یہہ ہرگز سننا نہین چاہتا تھا۔ اور اپنے خاندان کی تحقیر کا باعث سمجھتا[2] کیونکہ پہاڑ سنگھ اس راجہ کے جد اعلی گوپال سنگھ کے دادا کا لقب تھا۔ یہہ ہی سنا گیا کہ اندرون فن عیاری کے متعلق نایک اور راجہ مین کچھ بحث ہی ہوئی اور نایک نے کہا کہ قندہار مین گھس آنا کیا بڑی بات ہے۔ اور یہہ ثابت کرنیکے لئے کہ باوجود اسکے تمام تعلقہ و سامان حفاظت سب کو تو

---

[1] نایک لفظ سنسکرت ہے بہادر کو کہتے ہین نایک کے مارے جانیکے واقعہ کی بہت بڑی مرہٹی زبان مین گیت بنائی گئی ہے جسکو (ناگوجی نایک کا پوانڑا) کہتے ہین۔

[2] مآثر الامرا کی جلد دوم مین راجہ گوپال سنگھ کے سلسلۂ کیفیت مین گوپال سنگھ کے دادا کا نام بہادر سنگھ اور بعض نسخہ مین بہادر سنگھ لکھا ہے مگر راجہ کے خاندانی لوگ پہاڑ سنگھ کہتے ہین۔

ناگوجی نائیک راجہ کی خلوت تک پہونچ گیا تھا۔ دوسرے دن رات کی بلائی ہوئی راجہ کی انگشتری اسکے پاس تحفتہ بھیجدی۔ ان واقعات سے راجہ کو نائیک سے قلبی عداوت پیدا ہوگئی اور تقابو ڈھونڈتا رہا مگر اسکو ناگوجی جیسے نائیک پر قابو پانا کوئی آسان کام نہین تھا ناگوجی ایک بڑا چالاک آدمی تھا وہ راجہ سے دور ہی دور رہا۔ ایکدن راجہ کو خبر ملی کہ نائیک بادشاہی رمنہ مین جو حدود قندہار کے شرقی شمالی جانب ہے موضع پانگری کے راستہ سے بغرض شکار آیا ہے۔ راجہ فوراً وہان پہونچا۔ مگر اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مسلح پاکر راجہ نے اپنی پالسی بدلدی۔ اور بہت ہی ملایمت سے پیش آیا اور کچھ ایسے محبت آمیز الفاظ مین تقریر کی کہ نائیک کو راجہ کیطرف سے اطمینان ہوگیا۔ اور دھوکا کھاگیا۔ راجہ اپنے قلعہ مین واپس آکر اس معاملہ کو طرح دے گیا اور اس سخت برہمی کو جو نائیک کی جان لئے بغیر فرو ہونیوالی نہتی ایسا ضبط کیا کہ نائیک کچھ سمجھ نہ سکا۔ راجہ کچھ دنون بعد سیر و شکار کے بہانے موضع انڈکی مین پہونچا۔ نائیک سے ملاقات کی۔ راجہ نائیک کے ساتھ ساتھ رسن گانون مین گیا نائیک راجہ کے پاس بیٹھا باتین کر رہا تھا کہ راجہ کے سپاہیون نے چالبازی سے اسکے گڈھی اور گھر پر قبضہ کرلیا ادہر راجہ کے اشارہ کرتے ہی نائیک گرفتار کرلیا گیا۔ قندہار پہونچتے ہی راجہ نے حکم دیدیا کہ نائیک توپ کے منہہ سے باندہکر اوڑا دیا جاے۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی نائیک نے راجہ سے آخری التجا یہ کی کہ توپ کے منہہ پر چھاتی سے باندہا جاؤن۔ راجہ نے بخوشی کشادہ پیشانی کے ساتھ نائیک کے التماس کو مان لیا اور نائیک کا سینہ توپ سے باندہا گیا۔ قندہار مین راجہ کی اس بیرحمی نے ایک تہلکہ ڈالدیا۔ نائیک طرفداران کا واویلا اور ایکطرف تماش بینونکی کثرت نے اودہم مچادیا۔ عمایدین شہر اور معتبر ساہوکارون نے راجہ کو اس خیال سے باز رہنیکی بہت نصیحت کی۔ مگر ضدی راجہ کے دلپر ان باتونکا خاک اثر نہوا

راماجی رنگاری کی حویلی | نقل مشہور ہے کہ راماجی رنگاری جو ایک متمول شخص تہا۔ جسکی عالیشان ویران حویلی بدواری بیس کے شارع عام پر ہے اسکے مالدار ہونیکا ثبوت دیتی ہے راجہ سے اس نائیک کی جان کے معاوضہ مین اس نائیک کے ہمو زن نے مبلغ خطیر داخل کرنیکا وعدہ کیا تہا مگر ضدی اور ہٹیلے راجہ نے نہ مانا اور اپنے حکم کو واپس لینا اپنی تہتک کا باعث سمجھا۔

ناگوجی نائیک کی موت | حق تو یہہ ہے کہ ناگوجی نائیک کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تہا اور اسکو صفحۂ

روزگار میں بیان کے بالے نام چھوڑ جاتا تھا وہ چھوڑ گیا۔ راجہ کے آخری حکم پر محمد سرور گولہ انداز نے توپ سرکار کی آتش فشاں توپ کے منہ کے بچارے نائیک کی کیا حقیقت تھی پرزہ پرزہ ہو کر اڑ گیا۔ گھر والی پڑھی اور رانڈ ہا بالی چھوٹی۔ نائیک کے وہ بیسیان تہیں خاوند کے چتہ پر پریشان اعضا کو جو انہیں ملا سکے جمع کر کے بحمت اور عزت کی لاگ میں اپنے مذہبی رسوم کے موافق جلتی آگ میں جیتے جی جلکر ستی ہو گئیں۔ امرت چشمہ کے قریب لاہور میں انکا سادہ ابتک باقی ہے۔ سادہ کے پتھر پر ایک مرد اور دو عورتوں کی تصویریں کندہ ہیں۔

ناگوجی نائیک کی حویلی ناگوجی نائیک کا عالیشان مکان قندہار میں شرقی و جنوبی حصہ کے فصیل کے اندر چہاری تھیں کے قریب تھا۔ جسکو راجہ نے توڑ کر سمار کروا دیا۔ اس مکان کی نشانی صرف ایک باولی ابتک باقی ہے۔

سیتا رام کی حویلی قندہار میں یوں تو بہت سے پختہ عالیشان مکان ویران پڑے ہوئے ہیں جنکی اینٹ اور پتھر کی اونچی اونچی دیواریں کھڑی ہوئیں ہیں لیکن چھتیں گر گئی ہیں ان اجڑے ہوئے کھنڈروں میں سیتا رام کی حویلی اس لئے مشہور ہے کہ اسکی دیواریں بہت بلند ہیں معرکہ جنگ کے وقت قلعہ کی توپ کا گولہ اس عالیشان مکان کے درمیان سے نکل گیا اور دیواریں سوراخ باقی رہگیں جسکا نشان ابتک موجود ہے اور دیوار قایم ہے سیتا رام بہت متمول شخص تھا اور اُس نے یہ عالیشان اور مستحکم مکان غربی دروازہ (بدوازہ ہبیں) کے شارع عام پر بنایا تھا راجہ کے جابرانہ طرز عمل سے سیتا رام کے خاندان نے اپنے وطن اور عالیشان مکان کو چھوڑ کر مقبوضہ ہند میں اقامت اختیار کی مکان ویران ہو گیا ۱۲۶۲ھ میں اس ویران مکان کا بڑا چوبی دروازہ نکالکر حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ کے روضہ میں لگا دیا گیا جو ابتک موجود ہے۔

حکیم کالی داس کی موت اس راجہ کی عہد میں ایک عجیب واقعہ ہوا۔ حکیم کالی داس ایک سیاہ منش آدمی راجہ کا ملازم تھا ہتائی پورہ میں دل سنگھ کے مکان کے قریب رہا کرتا تھا۔ اور مصری علاج کیا کرتا تھا۔ روزانہ راجہ کے سلام کو جاتا راجہ کے علالت کا علاج اسی سے متعلق تھا۔ ایکدن حکیم راجہ کے پاس سے واپس آکر ٹہرا ہی تھا کہ پہر طلبی ہوئی حکیم جی کا ماتھا ٹھنکا کہ غیر وقت

اور خلاف معمول طلبی کیون ہوئی حکیم نے ذرا جانے مین تامل کیا اوسوقت اتفاقی طور پر رانی کا مزاج بگڑا ہوا تھا - راجہ نے حکیم کے آنیمین جسقدر جلدی ہو مناسب جانکر اور دو جوان بھیجدئے راجہ کے تلون طبع سے اُسکے ملازمین کو بھی اعتبار نتھا حکیم صاحب کو اور بھی تردد ہو گیا - دیر ہونے سے سختی کے ساتھ دس جوان پہونچ گئے حالانکہ راجہ کو رانی کی علالت مزاج نے تشویش مین ڈالا تھا - اور حکیم کی طلبی مین جلدی کر رہا تھا - اس عجلت کو حکیم جی کی تسکی مزاج نے کچھ اور ہی سمجھا یا اختیار مین کہنے لگا کہ مین زندہ نہ چلونگا سپاہی تو تھا فوراً مسلح ہو گیا - دو فرزند اور دو داماد بھی اُسکے شریک ہو گئے اور راجہ کے سپاہیون پر حملہ کر دیا ایک ہنگامہ بپا ہو گیا - قلعہ سے جو انون کی امداد پہونچی اور جنگ شروع ہوئی بہرحال یہ پانچون شخص اسوقت تک تلوار چلاتے رہے جبتک کہ بندوقون سے نہ مارے گئے -

ایک کمانی مسجد | دل سنگھ راجہ کی خوجمین ایک راجپوت افسر تھا اسکا عالیشان مکان ہتائی پورہ مین تھا اس نے ایک محرابی عاشور خانہ پختہ تعزیہ داری کیلئے تیار کیا تھا عشرہ شریف مین قبری دھوم دھام رہتی تھی دل سنگھ کے مرنے کے بعد اسکا گھر تباہ ہو گیا عاشور خانہ ویران ہو گیا تھا ہتائی پورہ کے مسلمانون نے اسکو ایک محرابی مسجد قرار دی ہے اور اس مین بانگ و صلوٰۃ ہوتی ہے

ہتائی پورہ کی وجہ تسمیہ | ہتائی پورہ اس محلہ کا نام ہے مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہٗ کے روضہ کے ملحق جو آبادی ہے اور یہ قدیم محلہ ہے اس آبادی کا بڑا حصہ باندون کے مکانات تھے جو عام لوگون کی زبان مین مومن کہلاتے ہین (جتہ) ایک آلہ ہوتا ہے جس سے بافت کے وقت باندے مروڑ لیتے ہین اسلئے قدیم لوگون نے جتہ کے لحاظ سے ہتائی پورہ محلہ کا نام رکھدیا ہے دلیل یہ ہے کہ ناندیڑ کے آبادی کے جس حصہ مین یہہ (مومن) باندے رہتے ہین اسکو بھی ہتائی پورہ کہتے ہین بعض لوگ یہہ کہتے ہین کہ راجہ کے ہاتی یہان باندھے جاتے تھے اس سے ہتائی پورہ نام ہو

کنور جیسنگھ کی ولی عہدی کی تقریب | راجہ مہندر کو دنیوی عیش و نشاط بہر طرح حاصل تھا دولت و ثروت و حکومت سب کچھ تھی مگر اولاد کے نہونے سے دل کا کنول مرجھا رہا تھا - بڑھاپے کے آثار نمایان ہوئے اولاد سے اور ناامیدی ہو گئی - اسلئے اپنی جانشینی اور سریرآرائی کے لئے اپنے چھوٹے بھائی تیج سنگھ کے بیٹے جی سنگھ کو منتخب کیا یہہ تقریب ۱۱۹۴ھ مین بہت

دھوم دھام سے ہوئی راجہ صاحب کوٹلاس راجہ صاحب ماہور اور اطراف کے راجہ اور زمیندار ان نامی شریک جلسہ ہوے۔

ذکر حضرت بیر یا شاہ درویش | حضرت بیر یا شاہ صاحب ایک مجذوب تھے جنکی ذات بابرکات سے عوام کو فیض حاصل تھا۔ اکثر بھیکا شاہ صاحب کابلی کے پاس تالاب کے کنارے رہا کرتے راجہ مہندر کے پاس ترسدی ایک شخص اسکے مصاحبون سے تھا وہ اپنے حصول منفعت کیلئے اکثر اہل دول ملازمین راجہ اور ساہوکارون کو دام تزویر مین پھنسائے رکھتا تھا۔ اور اقسام اقسام کے شعبدہ بازی سے لوگون کو اپنا معتقد بنا لیا تھا خود ہی سحر کرتا اور کسیقدر قرار داد کے بعد معالج بنتا۔ جب بیر یا شاہ صاحب کے کمالات اور کرامات کی شہرت ہوگئی سب لوگ اوہر رجوع ہوگئے اور شاہ صاحب کی دعا کی برکت سے صحت پاتے چلے ترسدی کو شاہ صاحب سے سخت رنج پیدا ہوا اور اسنے عجب کارسازی و شعبدہ بازی کی جسکا ذکر حضرت مولانا محمد امین الدین صاحب کثرت مرحوم نے اپنی تصنیف مین اسطرح فرمایا ہے۔

بروزے نشستہ مہندر بہ باغ	دما دم کشیدے بہ مستی ایاغ
ہمہ نوکران حاضر اندر حصار	ہمہ ملک در دست و ہم گیر و دار
بزیر درختے چو شیرے نشست	بساط غم و درد را در نوشت
کہ ترسدی آمد بصد مکر و فن	بنا کرد در پیش او یک سخن
کہ برخیز اے راجہ زینجا شتاب	کہ از بہر تو می رسد زہر ناب
مہندر ازینجا بہ برخاست زود	کہ آمد یکے منجنیقی فرود
در شخت فتادہ بزیر زمین	مہندر ازو گشت در خشم و کین
طلب کرد درویش را زان عقاب	برآورد از سلک دندانش ناب

مہندر نے ترسدی کے کہنے پر بیر یا شاہ کو پکڑ منگوایا اور دانت گرادئے شاہ صاحب اسی حالت سے تالاب کے کنارے پر واپس آئے بقیہ دانت بھی پتھر سے توڑ ڈالے اور اپنے منہ کا خون آلودہ پانی قلعہ کی جانب پھینکا۔ آپ کے معتقدین جمع ہوے خون تھا کہ ہنگامہ بپا ہوجائے مگر شاہ صاحب نے منع کر دیا۔ اور ناندیڑ چلے گئے۔

ارسطوجاہ کی وزارت اور راجہ مہندر کی دولت وحکومت کا زوال اور صدر دولت سے اسکا انتقال

نواب رکن الدولہ مدار المہام بہادر کا ۲۶ صفر ۱۱۸۹ھ کو ضرب کٹار سے انتقال ہوچکا تھا اور نواب ارسطوجاہ بہادر امورات خدمت دیوانی کو انجام دیا کرتے تھے بتاریخ یکم شوال ۱۱۹۵ھ روز جمعہ بالاستقلال خدمت دیوانی سے سرفراز ہوئے۔ راجہ مہندر کی بدعنوانیوں کی شہرت ہوچکی تھی اور اس کے خاندان میں تفاض پیدا ہوچلا تھا اور جاگیرات ترکہ اولاد گوپال سنگہ اور رگھوپت سنگہ کے لحاظ سے متفرق طور پر بٹ گئے اور پرگنہ قندہار بھی چھین لیا گیا اور یہہ پرگنہ بتاریخ ۱۹ ربیع الاول ۱۱۹۸ھ درعوض تنخواہ رسالہ نواب شمس الامرا ابوالفتح خان بہادر پائگاہ خاص میں دیدیا گیا نظر قصبہ قندہار اور اسکی قلعداری راجہ مہندر کے نام باقی رہ گئی جو دس ہزار روپیہ سالانہ محاصل کی جائداد تھی راجہ کا دل اس صدمۂ ذلت وندامت کی برداشت نکر سکا کثرت رنج والم نے اسے بیمار ڈالدیا اور اسی سال ۱۱۹۸ھ میں فوت ہوا اسکے بنائے ہوئے لعل باغ میں کنول تالاب کے کنارے دوتیرین راجہ مہندر اور اسکی رانی سوون بائی کے نام سے مشہور ہیں۔

راجہ تیج سنگہ بہادر کی عملداری

تیج سنگہ راجہ لعل سنگہ ہندو پت مہندر بہادر کا چھوٹا بھائی اور قصبہ کنہر کھیڑہ کا جاگیردار تھا راجہ مہندر کے مرنیکے بعد اسکا متبنیٰ فرزند کنوجی سنگہ مسند نشین ہوا اور پروانہ شاہی مورخہ ۲ جمادی الثانی ۱۱۹۹ھ بعطائے خدمت قلعداری قندہار مع قصبہ مجمع کامل آٹھ ہزار چھ سو تینتیس ۸۶۳۳ روپے اور خطاب راجہ جی سنگہ کو عطا ہوا کنوجی سنگہ کم سن تھا اسلئے تیج سنگہ کو فوج شاہی میں بھی ایک رسالہ کی عزت حاصل ہوئی

خاندیس کا سفر اور رگھوراؤ مرہٹے سے مقابلہ

۱۱۸۸ھ میں تیج سنگہ بہادر ہمراہ رکاب بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر آورنگ آباد تک گیا جب راگھوراؤ سے ہولکر اور سندیا کو فراہم کرکے فوج کثیر کے ساتھ دریائے نربدا کو عبور کیا اور صوبۂ خاندیس میں پہونچا شاہی فوج نے

مؤلف حدیقۂ عالم نے لکھا ہے کہ (معین الدولہ مراد ارسطوجاہ درجمیع مقدمات ملکی ومالی دخیل گشتہ عہدۂ خدمت مدار المہامی بدون آنکہ متعلق شود بخود متعلق گردانیدند ۱۲

اسکا تعاقب کیا تیج سنگھ اس معرکہ مین فوج شاہی کے ساتھ تہا راگھو فوج ظفر موج کی مقابلہ کی تاب نہ لاکر بہاگ گیا۔ نواب نظام علیخان بہادر نے تیج سنگھ کو اس کارگذاری کے صلہ مین سرپیچ و جیغہ مرصع عنایت فرمایا۔

دریائے کشنا کی سیر اور سفر | ۲۳ محرم ۱۱۹۱ھ کو نواب نظام علیخان بہادر حیدرآباد سے دریائے کشن کیطرف بغرض سیر و تفریح روانہ ہوئے اس سفر مین تیج سنگھ اور اسکا بیٹا بہیج سنگھ دونون ہمراہ رکاب تہے جب ۱۷ جمادی الاول کو بعد سیر و شکار واپس ہوکر حیدرآباد داخل ہوئے تو تیج سنگھ کا لڑکا بہیج سنگھ اور بہیج سنگھ کو سرپیچ و دستار مرصع مرحمت فرمایا۔

کوہ مولا کی زیارت | ۱۱۹۲ھ کو راجہ لچھمن سنگھ بہتیجہ راجہ اندر بہادر کے ساتھ جب راجہ تیج سنگھ بلدہ حیدرآباد مین داخل ہوا اسوقت بندگانعالی زیارت کوہ شریف کیلئے تشریف فرما ہوئے تہے اور یہین قیام تہا دونون راجہ دربار شاہی مین باریاب ہوئے اور راجہ تیج سنگھ کو سرپیچ مرصع عنایت ہوا۔

تیج سنگھ اور بہیج سنگھ کا بمقابلہ فوج ٹیپو سلطان قلعہ بادامی مین محصور ہوکر رہائی پانا | ۱۲۰۰ھ مین بندگانعالی نواب نظام علیخان بہادر نے تیسری جمادی الاول کو دریائے کشنا سے عبور کرکے قلعہ بادامی کا محاصرہ کیا۔ جاے بے موقع تہی۔ دونو جانب بڑے بڑے پہاڑ تہے جس سے فنیم کی فوج کے شبخون مارنیکا خوف تہا اسلئے وہان سے فوج ہٹاکر میدان مین خیمہ زن ہوے راجہ تیج سنگھ و راجہ بہیج سنگھ بہادر و مختور جوت سنگھ فرزند نرپت سنگھ و نرپت سنگھ فرزند پدم سنگھ قلعدار کو لاس ہی ساتھ تہے۔ فوجین غلہ کی کمی ہوگئی کیونکہ غلہ کسی قریب مقام سے آنہین سکتا تہا لہذا بمقتضاے مصلحت وقت شرف الملک بہادر اور رفعت الملک بہادر و راجہ تیج سنگھ وغیرہ کو اسی ہزار سوار جرار سے قلعہ کے محاصرہ پر چہوڑ کر بندگانعالی واپس ہوے۔ اس فوج نے قلعہ بادامی کے محاصرین کو گوا یاری سے تنگ کرکے بامن جان قلعہ خالی کروالیا یہ خبر سنکر ٹیپو سلطان بہادر ایک لاکہ پیادہ اور ساڑہے[۷۵] سات ہزار بار اور چوبیس[۷۶] چھ ہزار سوار اور تین سو ضرب توپ و گرنال لیکر ۲۶ رجب کو فوج شاہی کے مقابل ہوا تیج سنگھ وغیرہ افسران فوج شاہی قلعہ مین

[۷۵] تزک آصفیہ صفحہ ۲۳۴ [۷۶] تزک آصفیہ صفحہ ۲۳۵

محصور ہوکر ٹیپو سلطان بہادر کی فوج سے مقابلہ کرتے رہے اور باوجود محصوری کے مخالف فوج سے ستر سردار اور پندرہ ہزار سوار و پیادہ بضرب تیر و تفنگ ہلاک کرڈالا ایک مہینے تک فوج شاہی محصور رہی اس عرصہ مین حیدرآباد سے لشکر فیروزی اثر بسرکردگی نواب شمس الملک بہادر و نواب مشیر الملک بہادر محصورین کی امداد کیلئے پہونچا۔ اس لشکر مین راجہ جمونا بہادر اور راجہ پدم سنگھ بہادر اور راجہ رام نرہنہا اور بہت سے نامور افسر و رسالہ دار و منصبدار شریک تھے معرکہ ارائی کے بعد فوج مخالف پسپا ہوئی۔ اور ٹیپو سلطان واپس چلاگیا تیج سنگھ و بیجے سنگھ و پدم سنگھ و دیگر سرداران فوج شاہی کامیابی کے ساتھ واپس ہوکر مورد الطاف شاہی رہے

جنگ رودرور

اوس زمانہ مین یہ دستور رہتا کہ جمعداران و افسران فوج کو جمعیت کی تنخواہ مین تعلقہ یا پرگنہ بطور تنخواہ جاگیر دیدیا جاتا تھا جمعدار لوگ ضرورت کے وقت متفرق لوگون کو فراہم کرکے فوج ترتیب دیکر پیش کردیتے بعد اجرائی کارادن ہنگامی ملازمین کو علیحدہ کرکے محاصل جاگیر ذاتی فائدہ اوٹھاتے نواب مشیر الملک بہادر جب خدمت دیوانی پر مقرر ہوئے انہون نے فوجکی تنقیح شروع کردی اور اس تنقیح مین اکثر جمعدارونکی کارسازی ظاہر ہوئی اس لئے اون افسرونکو یکسالہ رقم محاصل تنخواہ جاگیرات خزانہ سرکار مین داخل کرنیکے لئے حکم دیا گیا۔ ہوتمن راؤ جسکی فوجکی تنخواہ مین پرگنہ رودرور[2] دیا گیا تھا اوس قسم کا عادی تھا کہ ہمیشہ فوج نہ رکھتا تمام محاصل جاگیر اپنے ذاتی تصرف مین لاتا۔ اسنے رقم یکسالہ داخل خزانہ سرکار کرنے سے انکار کیا۔ اور شب کے وقت فوج شاہی سے بھاگ کر رودرور چلاگیا اور وہان مفسدونکو فراہم کرنے آمادہ فساد ہوا۔ اسلئے اس باغی کے تنبیہ کیلئے قلعدار اودگیر[3] قلعدار قندہار کو حکم دیا گیا اور فوج شاہی بھی راجہ بہار امل کی ماتحتی مین پہونچی موہن راؤ بیگلہ تھوڑی سی معرکہ ارائی کے بعد بالکل کیطرح بھاگ گیا اور پرگنہ رودرور خالصہ سرکار مین شامل ہوگیا یہ واقعہ ۱۲۰۲ کا ہے

---

[1] تزک آصفیہ مین اس لڑائی کی کیفیت حراحت کے ساتھ لکھی ہے بیکن صرف تیج سنگھ کی کارگذاری دکھلانا مقصود ہے اس لئے ہم نے ضرورت کے موافق مضمون اخذ کیا ہے۔

[2] قصبہ رودرور تعلقہ بودھن ضلع اندور مین ہے اور یہان کے قاضی شاہ غلام ابنیا صاحب ہین ۱۲

[3] حسام الدولہ قلعدار اودگیر ہے ۱۲

بیجے باڑی کی آبادی

تیج سنگھ حلیم الطبع اور سمجھدار آدمی تھا۔ نیکنامی اور خوش اسلوبی سے قندہار کی حکومت کی اور رعایا اور ملازمین کو نہایت خوش رکھا۔ ۱۲۰۰ھ میں اور بعض قول سے ۱۲۰۲ھ میں اناجی باڑی کو اپنے بیٹے بیجے سنگھ کے نام سے موسوم کر کے بیجے سنگھ کو جاگیر دی۔

بہوانی دیوی کا مندر

تالاب کے کنارے شاہ قرار کی مسجد کے پیچھے اُسنے ایک بڑا مندر[1] بنوایا ہے وہ ابتک موجود ہے۔

مواضع پرگنہ قندہار پر پائگاہ کا قبضہ

۱۲۰۵ھ میں مواضع پرگنہ قندہار نواب خورشید الملک خورشید الدولہ غلام بہادر الدینخان امام جنگ شمس الامرا کے تفویض ہوئے اور سات سال پائگاہ کی حکومت اس پرگنہ کے مواضع پر رہی اور قصبہ قندہار پر راجہ تیج سنگھ کی حکومت تھی

مواضع پرگنہ قندہار پر یادہو راؤ کی حکومت

۱۹ محرم ۱۲۱۲ھ کو رائیان ابجہ شامراج بہادر نیابت پیشکاری پر سرفراز ہوئے جس زمانہ میں ارسطو جاہ بہادر پونہ میں تھے راجہ شامراج بہادر خدمت دیوانی کو بہی انجام دیتے تھے۔ راجہ صاحب نے مواضعات پرگنہ قندہار راجہ یادہو راؤ کے سپرد فرمایا تھا۔

راجہ تیج سنگھ کی موت

قلعہ اور قصبہ قندہار پر راجہ تیج سنگھ بہادر کی حکومت بدستور رہی اور راجہ رعایا کی نظر و تعین باوقعت رہا ۱۲۱۸ھ کے قحط میں اس نے رعایا کو بہت امداد دی تمسک کلہوا کے غلہ اور نقد روپیہ رعایا اور دوکاندارون کو قرضہ دیا تھا قندہار کے رہنے والون کو آوارہ اور پراگندہ ہونے نہیں دیا حالانکہ اس راجہ کی حکومت سوائے قندہار کے دوسرے مواضعات پرگنہ پر نہ تھی۔ ۱۲۱۹ھ میں بعارضہ بخار دنیا سے کوچ کر گیا لاش جلا دی گئی اُسکا سمادہ اسکے اجدادی تبور کے احاطہ میں بنایا گیا اوسکی تصویر کا پتہر بالاجی کے دیوان میں موجود ہے۔

راجہ کی اولاد

راجہ تیج سنگھ کے چار بیٹے تھے پہلا بیٹا بیجے سنگھ بیجے باڑی کا جاگیردار

---

[1] اس مندر میں بہوانی دیوی کی مورت تھی ہمت سنگھ کے مملک کے وقت روہیلون نے وہ مورت توڑ ڈالی تھی اس کے بعد برہمنون نے دوسری مورتی مرمر کی مورت بنوائی ہے جسکی پرستش جاری ہے ۱۲

جسکی اولاد کا سلسلہ باقی نہین رہا۔ دوسرا موتی سنگھ دابکہ کا جاگیردار۔ تیسرا جے سنگھ قندہار کا جاگیردار و قلعہ دار۔ چوتھا دیپ سنگھ

راجہ کنور جے سنگھ بہادر قلعدار و جاگیردار قندہار

یہ راجہ مہندر بہادر کا فرزند تبنی اور راجہ تیج سنگھ کا بڑا بیٹا تہا۔ مہندر کے انتقال کے بعد برائے نام مسند راجگی پر بٹہلایا گیا۔ اور نواب نظام علیخان بہادر کی پیشگاہ سے اگرچہ اسکو خطاب راجگی و تمغۂ جاگیرداری ۱۱۹۹ھ مین سرفراز ہوچکا تہا مگر راجہ تیج سنگھ کل کارو بار کا مختار رہتا۔ جب ۱۲۱۹ھ مین تیج سنگھ راہیٔ ملک عدم ہوا تو جے سنگھ نے زمام حکومت اپنی قبضہ مین لی۔ اس راجہ کے حکومت سوائے قصبۂ قندہار کے اور کچھ بہی نہتی مگر اسکا رعب تمام پرگنہ کے رعایا پر چہایا ہوا تہا۔ اس مین شک نہین کہ راجہ شجاع و جری تہا مگر سانہہ ہی سخت گیر بہی تہا راجہ گوپال سنگھ کے عہد سے قندہار نہایت امن کی جائے تہی معتبر ساہوکار جمع ہوتے تہے دوکاندارون کی کسی قسم کی سختی کا بر تاؤ نہین ہوتا تہا صرف اونگ پورے مین قریب پانچسو مکان قوم راجپوت کے تہے اسکے علاوہ بہائی پورہ مین بہی راجپوت اور بیڈرے مقیم تہے اور رنگ پورہ غازی پورہ گولی پورہ کی آبادی تالاب کی چارون جانب سے گہری ہوی تہی۔ **دارگاہ سے کوٹ** بازار **و پاگاہ و لال** نگر تک آبادی کا سلسلہ چلا گیا تہا قلعہ کی مشرقی جانب **مالنس پور** جنوبی جانب **بہادر پورہ و تلنگ پورہ** اپنی اپنی آبادی کی شان علیحدہ علیحدہ دکہلا رہے تہے اور رنگ پورہ و بہائی پورہ مین جو راجپوت و بیڈرے مقیم تہے وہ سب راجہ کے ملازم نہ تہے بلکہ خوش باش رہتے۔ جنکا ذریعۂ معاش دوسرے علاقون کی ملازمت پر تہا مگر ان کے اہل و عیال یہین مقیم رہتے اور اس آبادی کو اپنا وطن جانتے رہتے ایسی آباد اور پرفضا بستی کی حکومت راجہ جے سنگھ کو ملی اس راجہ نے پہلے پہل یہہ سخت گیری کی کہ ۱۲۱۸ھ مین جو قحط سخت واقع ہوا تو راجہ تیج سنگھ نے رعایا اور اوسط درجہ کے ساہوکارون کو معزز اشخاص اور معتبر ساہوکارون کی ضمانت پر تمسکات لکہوا کر غلہ اور نقدی سے امداد دی تہی چونکہ قحط کا اثر بڑے بڑے معزز اور امیر لوگون پر بہی پڑ چکا تہا انہین بہی تمسکات بیکر غلہ اور نقدی حاصل کرنے کا

اتفاق ہوا قحط کے دور ہونے پر رعایا ابھی سنبھلی نہ تھی مویشی کے مرجانے سے دوسرے جانوروں کے خریدنے اور بذریعہ کاشتکار کامل روپیہ ادا کرنیکی ابھی مقتدرت حاصل نہوئی تھی کہ جے سنگھ نے وصول قرضہ مندرجہ چسک مین سختی شروع کی اور یہہ رعایا اور ملازمین کی دلشکنی کا باعث ہوا۔ بعض لوگ اس سختی کے متحمل نہو جلاوطن ہونے لگے اس نے متفرق معاشداران کی معاش بھی اپنے ادائی قرضہ مین ضبط کرلی تھی۔

نواب نظام علیخان بہادر کی وفات

نواب نظام علیخان بہادر نے ۷ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ مین بمقام حیدرآباد انتقال فرمایا صحن مکہ مسجد مین نواب مستطاب کی والدہ ماجدہ حضرت قدسیہ بیگم صاحبہ کے مقبرے کے پاس مدفون کئے گئے اور غفرانمآب کے لقب سے مشہور ہوئے آپ کے آٹھ فرزند تھے (۱) نواب عالیجاہ میر احمد علیخان بہادر (۲) نواب سکندر جاہ میر اکبر علیخان بہادر (۳) نواب فرید دنجاہ میر سبحان علیخان بہادر (۴) نواب جہاندار جاہ میر ذوالفقار علیخان بہادر (۵) نواب جمشید جاہ میر جمشید علیخان بہادر (۶) نواب اکبر جاہ میر تیمور علیخان بہادر (۷) نواب سلیمانجاہ میر جہانگیر علیخان بہادر (۸) نواب کیوانجاہ بہادر

فرمانروائی نواب میر اکبر علیخان سکندر جاہ بہادر

آپ نواب نظام علیخان بہادر کے فرزند تھے سکندر جاہ بہادر آپکا نام تھا عرف رجب ۱۱۶۲ھ مین پیدا ہوئے اور بتاریخ ۲۰ ربیع الثانی ۱۲۱۸ھ سریر آرائے سلطنت دکن ہوئے

وزارت میر عالم بہادر

۲۸ محرم ۱۲۱۹ھ مین نواب اعظم الامرا ارسطوجاہ دیوان دکن نے بعارضہ بخار انتقال کیا اور اُنکے جائے پر ۴ ربیع الثانی ۱۲۱۹ھ کو ابوالقاسم میر عالم بہادر عہدۂ دیوانی سے سرفراز ہوئے نواب رفعت الملک بہادر ضلع داری خاندیش پر مقرر ہوئے۔ دیہات برگنہ قندہار بغیر یادگیر و رائچور نواب صاحب موصوف کے تفویض کردئے گئے ماہ محرم ۱۲۲۰ھ مین راجہ کشور جی سنگھ بہادر نے دربار شاہی مین حاضر ہونیکی عزت حاصل کی اور نواب سکندر جاہ بہادر نے بعطائے سرپیچ جدید سند قلمداری معہ جاگیر بدستور سابق بنام راجہ مذکور تحریر فرمادی اور راجہ کامیابی کے ساتھ قندہار واپس آیا اور حکمرانی کرتا رہا

سادہو ہیمنت راؤ مہاراج کی کیفیت

ہیمنت راؤ قوم کا برہمن رانا جی پنڈت کا بیٹا موضع کانڑکھیڑ تعلقہ بسمت ضلع پربھنی کا دیسپانڈے تھا۔ راجہ جے سنگھ کے امتیازی ملازمین مین اسکا شمار تھا اوایل عمر ہی اسمین آثار غربت و خداترسی ظاہر تھے شب و روز اپنی اوقات عزیز کو خدا پرستی مین صرف کرتا اکثر راجہ کو اسبات کا تجربہ ہوا کہ جب اسکو بلایا تو سنا کہ راؤ صاحب تو پوجا کر رہے ہین راجہ کو راؤ صاحب کے مخالفین نے برہم کر دیا تھا راجہ کا خیال اس کے تخریب کی جانب لگا رہتا تھا۔ اتفاقیہ طور پر مہکال دروازہ کے باہر راجا انہین راؤ صاحب کے کمرہ کے پاس آگیا۔ تو دیکھا کہ واقعی راؤ صاحب پرستش مین ایسے مصروف ہین کہ انہین راجہ کے آنیکی خبر نہوئی۔ راجہ نے عتاب سے کہا کہ ہیمنت راو آپ پوجا کرتے کرتے بالکل سادہو ہی ہو گئے لفظ سادہو کچھ ایسے مناسب وقت پر راجہ کی زبان سے نکلا کہ اسکا اثر راؤ صاحب کے لوح دل پر منقش ہو گیا اور وجد کی سی حالت طاری ہو گئی بیخودی نے غلبہ کر دیا اور لفظ سادہو سادہو انکے ورد زبان ہو گیا کپڑے اور ہتیار اوتار کر پھینکدیے اور اسباب اوسیوقت لٹا دیا ترک وطن کر کے پنڈھرپور کی جانب چل نکلے اور ایک عرصہ کی سیاحی کے بعد اپنے وطن کو واپس آئے تارک الدنیا سی نے انہین سادہو مشہور کر دیا اور ان کے معتقدین بھی بہت سے پیدا ہو گئے سادہو اکثر مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کی خدمت مین حاضر رہا کرتے اور شاہ صاحب بھی انکو دل سے چاہتے تھے سادہو کی علمی لیاقت معمولی ہی مگر سنا جاتا ہے کہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے فیض صحبت نے ان مین تصوف کا رنگ بھر دیا تھا اور ان کے خیالات ظلمت کدہ کفر و شرک سے پاک ہو کر وحدانیت کے وسیع میدان مین گھوم رہے تھے۔ سادہو نے اپنی بقیہ زندگی عمدہ طریق پر گذار کر تعلقہ عمر کھیڑ مضافات براڑ مین بیت سنہ ۱۲۱۷ھ کو انتقال کیا قبر عمر کھیڑ مین ہے۔ سادہو کے سمادہ کے اخراجات کیلئے سرکار آصفیہ کی جانب سے جاگیر موضع بیل کھیڑا تعلقہ دلپت عمر کھیڑ ضلع باسم علاقہ عملداری براڑ مین ہے۔ ہیمنت راو سادہو کے بعد بالا بہاؤ جانشین ہوا اور سادہو کہلایا

سلہ بالا بہا و سادہو کے بعد رگھوناتھ تاتیا سادہو ان کے بعد بالا بہاؤ ثانی سادہو ادن کے جانشین ہیمنت باپو سادہو ہوئے ۱۲

عشرہ محرم مین ہنگامہ آرائی اور راجہ کی باتی کا زخمی ہونا

راجہ چے سنگھ کے عہد حکومت مین سید میرنامی چھوٹے روضہ کے محلہ مین رہتے تھے۔ میر صاحب کے قیام نے اس مقام کو **میر کا دائرہ** مشہور کر دیا۔ میر صاحب اپنے حسن اعتقاد کے سبب عشرہ شریف مین عاشورخانہ کو آراستہ کر کے مجلس کیا کرتے تھے اور بہت ہی پرتکلف اور خوشنما تابوت بنا کر نوین دسوین تاریخ کی شب مین نہایت دھوم دھام سے قلعہ کی جانب لیجاتے تھے۔ لیکن تابوت بلند رہتا اور قلعہ کی جانب جانیکے لئے ضرور رہتا کہ درگاہ پورہ کے شامیانہ کی طناب کھولی جاے جسکی وجہ سے فساد ہونیکا اندیشہ لگا رہتا اسلئے اس تابوت کے سات محلہ چھوٹے روضہ کے بیفکر خوش باش لوگون کے علاوہ گاکواڑ مرہٹے و راجپوت ہی رہتے۔ اس سال میر صاحب راجہ سے ملکر سرکاری تعزیہ کے ساتھ ہی اپنا تعزیہ سب کے آگے رکھنیکی تحریک کی تھی اور راجہ نے معقول نذرانہ حاصل کرنے کے بعد میر صاحب کو اجازت دیدی سرکاری تعزیہ کے پیچھے بھائی پورہ کا تعزیہ جو سفید بامنون کے چودھری کے عاشورخانہ مین بنایا جاتا ہے جلوس کے روز دستور سابقہ کے مطابق رہا کرتا تھا۔ راجہ نے محمد یوسف چودھری کو بلا کر سمجھا دیا۔ چودھری نیک طینت اور سمجھدار آدمی تھا راجہ کا حکم مان گیا اور اپنے علاقہ کا تعزیہ میر صاحب کے بلند اور خوش نما تابوت کے پیچھے رکھنا قبول کر لیا بھائی پورہ کے محلہ والے اس نئی تجویز کے خلاف ہوئے اور اپنے محلہ کے تعزیہ کو تو تو کے خلاف دوسرے محلہ کے تعزیہ کے پیچھے رکھنا عار اور اپنے محلہ کے حقارت کا باعث سمجھے اور اس نئی بات نے ان کے بیفکر اور بیکار دلون مین غیر معمولی جوش پیدا کر دیا انہون نے طے کیا کہ کچھ ہی ہو مگر اپنے محلہ کی بات ہٹنی نہو۔ چنانچہ انہون نے ظاہر و باطن خوب تیاریان کین اور وقت کے منتظر رہے جب سرکاری تعزیہ چاوڑی سے اوتارا گیا تو ادہر سے میر صاحب اپنے پرتکلف تعزیہ کو خود مختار جان نثار گروہ کے ساتھ بازار مین لے آئے۔ بھائی پورہ کا تعزیہ بھی معمول سے زیادہ جمگھٹ اور خود سر فریق کے حمایت مین اپنی مقررہ جگہ پر پہونچا۔ ہر چند چودھری چلاتا رہا اور سرکاری سپاہیون نے بھی روکا مگر کسی نے نہ مانا

لہ عام اصطلاح مین مرمن کہتے ہین ۱۲

فساد کرنے پر ہمہ تن مستعد ہو گئے۔ اس ہنگامہ کی خبر راجہ تک پہونچی۔ راجہ نے حالت غیظ میں اپنی بات نباہنے کے لئے قلعہ کے محافظ سپاہی اور شکاری ہاتی ساتھ دیکر ہتائی پورہ والونکو روکنے اور ہنگامہ فرو کرنیکے واسطے بھیجا۔ سرکاری تعزیہ اور ہتائی پورہ کے تعزیہ کے مابین ہاتی خوف دلانیکی غرض سے کھڑا کیا گیا۔ اور سپاہیون نے بھی دھمکی دی فریب تھا کہ میر صاحب کا تعزیہ سرکاری تعزیہ کے پیچھے آجائے اور میر صاحب کی دلی تمنا حاصل اس انتظام سے ہتائی پورہ والے مخوف ہو گئے تھے لیکن غیرت نے انکے بیٹھے ہوئے دلون کو ابھارا اور وہ دوبارہ جوش مین آئے یہہ جوش بھی انتہا درجہ کا تھا کہ تھم نہ سکا اور (دولہ یا علی) کہتے ہوے بڑی بڑی لکڑیان اٹھائے ہوئے اون سرکاری سپاہیون پر پل پڑے وہ تو تھوڑے سے سپاہی تھے ایکطرف ہو گئے مگر ہاتی نہ ہلا اس ہنگامہ مین ایک تیز دست بلوائی نے اپنی پوری قوت بازو سے تلوار کا وار ہاتی کے سونڈ پر چلایا۔ زخم کاری لگا۔ اور ہاتی پلٹ کے چلاتا ہوا باگ نکلا۔ فتحمند فریق نے اپنے تعزیہ کو دستور کے موافق مقررہ جاے پر لیجاکر کھڑا کر دیا۔ میر صاحب ناکامیابی کے ساتھ واپس ہوئے ان بلوائیون کا انتظام راجہ سے کچھ بھی نہو سکا۔ تھوڑی سے نذرانہ کی لالچ مین خفت کے علاوہ نقصان کثیر اوٹھانا پڑا۔

نواب رفعت الملک بہادر کا قندہار کو آنا اور ہیبت راؤ نایک کی گرفتاری و رہائی

ہیبت راؤ نایک رسن گانون جو ناگوجی نایک کا جانشین تھا۔ اس نے پرگنہ قندہار مین دست درازی شروع کر دی تھی۔ ناگوجی راؤ نایک کے واقعہ نے جوش انتقام ہیبت راؤ کے رگ و پے مین بھر دیا تھا وہ تعلقہ قندہار کے درپے خرابی تھا۔ چونکہ یہہ پرگنہ نواب رفعت الملک بہادر کی تفویض تھا اسلیئے انہین اسکی انسداد کی فکر ہوئی اور یہہ انتظام بجز گرفتاری ہیبت راؤ ممکن نہ تھا نواب صاحب کو پرگنۂ قندہار کے دورہ کی ضرورت تھی اس ضمن مین نواب نے اپنے مرشد حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب سے قندہار حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کرنیکی اجازت چاہی۔ مولانا نے نواب کو حاضر ہونیکی اجازت دی اور راجہ جے سنگھ کو نواب کے ارادہ سے باخبر کر دیا۔ گو راجہ کا

مشارالہ تھا کہ نواب صاحب قندہار تشریف لائیں کیونکہ راجہ کی تلون طبعی سے اُسکو خوف میں ڈالدیا تھا کہ نواب کہیں قلعہ نہ چھین لیں مگر مولانا کے ارشاد کے سامنے کر ہی کیا سکتا تھا خلاف عرض کرنیکی مجال نہ تھی مولانا کے فرمان کو مان لیا اور خود بھی نواب کی خدمت میں بذریعہ تحریر حضرت مولانا کے منشا سے مطلع کر دیا۔ مگر اُس نے اپنے قلعہ کی پوری پوری حفاظت کر لی تھی موجودہ ملازمین کے علاوہ کچھ ہنگامی کچھ امدادی و رعایتی جمعیت سے تمام قلعہ و قصبہ بھر دیا تھا نواب صاحب ناندیڑ سے بالا بالا گشت لگاتے ہوئے رسن گاؤں پہونچے اور محاصرہ کر کے حکمت عملی سے بلاکشت و خون ہیبت راؤ نایک کو گرفتار کر لیا۔ نایک کی سفاکی مشہور تھی لہذا بخیال دور اندیشی اسکو لوہے کے پنجرہ میں قید کیا نواب قندہار تشریف لائے بہت سے سپاہی سوار پیادہ ساتھ تھے شہر پناہ کے باہر عیدگاہ کے پیچھے نواب معہ فوج خیمہ زن ہوئے یہ منظر دیدکے قابل تھا۔ راجہ کے سپاہی قلعہ اور قصبہ کے ہر ایک برج پر مسلح ٹہل رہے تھے تو پیں بارکی گئیں تھیں۔ گولہ انداز گن فیر لئے ہوئے مستعد تھے قصبہ کے دروازوں اور آبادی کے چوراستوں پر دکھنی و راجپوت و مرہٹے گاہ بگاہ آ جا رہے تھے راجہ کے سپاہی جوق جوق کھڑے تھے قصبہ کے فصیل کے برجوں پر بھی خوب انتظام کیا گیا تھا۔ نواب صاحب نے اس راجہ کی فوجی انتظام پر جو بیفکر دیکھ تھا نظر حقارت ڈالکر تبسم کیا اور فرمایا کہ حضرت پیر و مرشد کے دولت خانہ تک ہم بھی جلوس سے چلینگے۔ دوسرے دن صبح میں جلوس کی سواری کا انتظام ہوا نواب صاحب کی فوج نہایت شان و شکوہ کے ساتھ آبادی سے گذرنے لگی نواب کے جلوس میں فوج کے ساتھ وہ لوہے کا پنجرہ بھی تھا جس میں ہیبت راؤ نایک اپنی قسمت کا فیصلہ سننے کیلئے بند تھا حضرت مولانا کی خانقاہ پر پہونچکر نواب نے سعادت حاصل کی اور حضرت سے ملکر اپنی فرودگاہ پر اسی شان و شوکت سے واپس ہوئے۔ اور تا قیام روزانہ مولانا کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے۔ ہیبت راؤ نایک نے بذریعہ مولوی محمد خیر الدین صاحب محتسب قندہار حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کی خدمت میں اپنی رہائی کے لئے تحریک کی اور قابل رحم اور عاجزانہ حالت کا اظہار کیا۔ اس تحریک کے دوسرے دن جب نواب حاضر ہوئے تو

حضرت مولانا نے نائیک کی رہائی کیلئے سفارش فرمائی۔ نواب کو اپنے مرشد کی ارشاد کی تعمیل فرض عین تھی تکمیل ضابطہ کیلئے حاضر ضمانت اور فعل ضامنی لینا ضرور تھا۔ راجہ جے سنگھ نے محتسب صاحب کی تحریک پر نائیک کی حاضر ضامنی و فعل ضامنی نواب کے پاس لکھکر بھیجدی نواب نے نائیک کو چھوڑ دیا اور ایک ہفتہ کے قیام کے بعد ناندیڑ روانہ ہوئے۔

ہندو مسلمانوں میں جھگڑا

بہادر پورہ کے جانب کمانی دروازہ کے ملحق ہندوؤں کا ایک معبد ہے۔ راجپوتوں نے اس دیوتا کی سیوا نکالی اور شہر میں لے چلے اس سیوا کے ساتھ راجہ کے اکثر راجپوت ملازم بھی تھے حاکم کے ٹھہرے اور اپنی زیادہ گروہ کے عزور میں قاضی محلہ کی مسجد کے روبرو سے باجا بجاتے ہوئے گذرنے کا قصد کیا چونکہ یہہ بات خلاف دستور قدیم تھی مسلمانوں نے روکا راجپوتوں نے اوس روکنیکی پرواہ نکی اور آگے بڑھنا چاہا زبانی بحث شروع ہوگئی اسعرصہ میں طرفین سے جوق جوق آدمی جمع ہوگئے بحث نے طول کھینچا اور ہشت مشت کی نوبت آگئی اور مسلمانوں نے حملہ بھی کردیا اور سیوا توڑ ڈالی اور راجپوتوں کو منتشر اور پسپا کردیا راجپوتوں نے راجہ سے استمداد چاہی راجہ نے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کی خدمت میں اطلاع کی اور مسلمانوں کی زیادتی ثابت کی چونکہ شاہ صاحب کو اسکا بخوبی علم تھا کہ ابتدار ہندوؤں کے جانب سے ہوئی لہذا اسبات کو طرح دے گئے راجہ کو سوائے سکوت کے کچھہ نہ بن پڑا۔

اورنگ پورہ میں ہنال سنگھ کی شادی اور جون ریزی

کیسری سنگھ راجپوت راجہ جے سنگھ کا نسبتی بھائی اورنگ پورہ میں دولت مند اور ذی رتبہ شخص تھا۔ اور اسکا مکان عالیشان اورنگ پورہ کے مسجد کے قریب ہی تھا اسنے اپنے کنبہ میں رام سنگھ راجپوت سے اپنی کم سن لڑکی کی نسبت ٹھہرائی تھی۔ رام سنگھ مرہٹوں کے پاس ملازم ہوکر پونہ چلا گیا۔ کئے سال گذر گئے کہ اسکو اپنے وطن آنے کا موقع نہوا۔ لڑکی بالغ ہوچکی تھی کیسری سنگھ نے باجا راجہ صاحب اس لڑکی کو اپنے کنبہ میں دوسرے شخص ہنال سنگھ سے منسوب کیا اور شادی کی تاریخ معین ہوگئی۔ اتفاقاً رام سنگھ پونہ سے قندہار کے قریب آیا ہوا تھا۔ اسکو یہہ خبر لگی اس نے پورا پتہ لگایا اور شادی کے عین رسوم کے وقت جو بموجب بیان برہمن منجم کے

رات کے دس بجے کے بعد نیک ساعت قرار دیگئی تھی اور دولہا دولہن ہونیوں کا گنت لگا رہے تھے۔ رام سنگھ اپنے رفیقوں اور مرہٹوں کو ساتھ لیکر اچانک آپہونچا۔ اور حملہ کیا۔ شادی کے گھر والے راجپوت غفلت میں تھے تاہم سنبھلے سنبھلے تک دولہ دولہن کے ارمان بھرے دلونکا قسمت نے فیصلہ کردیا اور سخت بیرحمی سے قتل کئے گئے قاتل رام سنگھ معہ اپنے ہمراہیون کے کامیابی کے ساتھ جان بچاکر نکل گیا۔ قندہاری راجپوت دست تاسف ملتے رہ گئے۔ اور اس خبر کے سننے سے راجہ کو بھی صدمہ ہوا۔

قوم راجپوت و بیدرٹ کی تاراجی۔

امر بھی نامی راجپوت راجہ جے سنگھ کا دیوان اور مالی و ملکی و فوجی معاملات مین پورا دخل تھا اسکو جب اسبات کا پورا یقین ہوگیا کہ راجہ کے سپاہی اور اہلکار راجہ کی سخت گیری اور تلون طبع سے شاکی ہین تو اس نے سب کو ہموار کرلیا دوپہر کے وقت راجہ صاحب استراحت فرما رہے تھے۔ یہہ کل باغی فوج کے ساتھ قلعہ مین گھس گیا۔ پہرہ چوکی والے سب اسی کے طرف دار ہوگئے خندق دروازہ لوہا دروازہ پچھلی دروازہ سب کے سب اب صرف ہمکال دروازہ مین داخل ہوا چاہتا تھا کہ راجہ کو خبر لگی۔ فوراً ہمکال دروازہ بند کرلیا گیا جو کچھ ملازمین موجود تھے اون سے ملا لیکر بہ جون کے رسالے سرکے اور بڑے بڑے پتھر اوپر سے لڑھکائے اس مرحلہ مین راجہ کی خواصین اور رانیان مشرک تھین۔ اور خود راجہ نہایت نیچی سے باغیون کو پسپا کرنیکی کوشش کر رہا تھا باغیون کو شکست کے علاوہ ندامت ہوئی اور کوئی ٹھہر نہ سکا۔ سب دروازے راجہ کے قبضہ مین آگئے۔ راجہ قلعہ کے برج پر چڑھکر اپنے ہاتھ سے توپین بھرتا اور سر کرتا رہا۔ اسوقت اپنے مشکل کام مین اکثر تازک نازک حنا آلود ہاتھ ہی راجہ کے مددگار تھے۔ راجہ نے قلعہ کے برج پر سے اورنگ پورہ کی بڑی بڑی حویلیان چھوٹی چھوٹی دکھائی دین گرادین۔ راجپوت تاراج ہوگئے ہزار ہا روپیہ کا مال تلف ہوگیا۔ عیال و اطفال کی جان بچاکے چلے جانیکے سوائے کچھ نہ بنا۔ جو رہ گئے وہ دنیا ہی گئے۔ راجہ نے راجپوت اور بیدرون کو چن چن کے مارا۔ قندہار کے راجپوت کچھ تو

سلہ ریکلہ ایک قسم کی چھوٹی توپ ہوتی ہے ۱۲

راجہ گوپال سنگھ سے بھی اگلے زمانہ کے تھے۔ اور بعض اونکے عہد میں ایسے تھے جنکی ہزاروں سے بھی زیادہ تعداد پہونچتی تھی اس راجہ نے انکی بیخ کنی کردی۔

نواب نیر الملک بہادر کی دیوانی

۱۸ ماہ صفر ۱۲۲۱ھ سے مہاراجہ چندولعل بہادر عہدۂ پیشکاری پر سرفراز ہوئے جب ۲۰ شوال ۱۲۲۳ھ کو میر عالم بہادر کا انتقال ہوگیا تو اون کے داماد نیر الملک بہادر کو بتاریخ ۱۵ رجب ۱۲۲۴ھ خدمت نیابت دیوانی ملی مگر امورات دیوانی میں مہاراجہ بہادر دخیل رہتے۔ راجہ جے سنگھ نے قندہار کو خاطر خواہ ویران کرکے مہاراجہ کے اجلاس میں یہ عرضداشت بھیجی کہ قندہار کے راجپوت اور بیدڑے مرہٹوں میں شامل ہوکر سرکاری علاقہ جات میں لوٹ مار کیا کرتے تھے انکو مناسب سزا دیگئی ہے۔ اور اب باقبال سرکار راجہ انتظام ہوگیا ہے۔

گوڑیا لٹیروں کا قندہار پر حملہ

قوم راجپوت کے ساتھ راجہ نے جو بیرحمی اور سختی کا برتاؤ کیا تھا اس سے دوسرے قوموں میں بھی بیدلی کا اثر پھیلا اور وہ راجہ سے متنفر ہوتے چلے۔ دستور تھا کہ ہر ایک محلہ میں سرکاری جوان دیہاتی باجا جسکو (ہلکی و سینگ) کہتے ہیں بجاتے ہوئے روز پہرا کرتے تھے محلہ والوں نے اسکی مزاحمت کی اس اثنا میں راجہ کو کسی ضرورت سے ماتھرہ جانیکا اتفاق ہوا راجہ کے جاتے ہی چوتھے روز رات کے بارہ بجے گوڑیا ڈاکو اپنے بے شمار ہمراہیوں کے ساتھ قندہار پر ٹوٹ پڑا۔ اور لوٹ مار شروع کردی یہ ہنگامہ کیسکے سمجھ میں نہ آیا سب کو راجہ کی کارسازی کے تصور نے بدحواس بنادیا کیسکو مقابلہ کی جرات ہوئی بہت سے لوگ شب ہی شب بھاگ گئے کچھ مجروح ہوئے۔ اس ہنگامی میں مستحکم مکانات کی دولت تو محفوظ رہی مگر متفرق غربا کے مکانات لوٹے گئے تمام شب یہی ہنگامہ رہا۔ صبح کو کامیابی کے ساتھ گوڑیا اپنے ہمراہیوں سمیت واپس چلا گیا یہ واقعہ ۱۲۲۵ھ کا ہے۔ اور اس واقعہ میں ہی اکثر قدیم کتب و کواغذ انعاما ران تلف ہوئے جنکے مخبر بعد کو تیار ہوئے ہیں۔

چند روز کے بعد راجہ واپس آیا۔ اسنے رعایا کی تسلی کی مگر لوگوں کے دلوں سے یہ خیال دور نہ ہوسکا کہ اسمیں راجہ صاحب بے لوث ہیں۔

گلاب باڑی اور سجان باڑی

۱۲۲۶ھ مین راجہ نے اپنے دو بیٹون کے نام پر دو باڑیان آباد کین گلاب باڑی اور سجان باڑی جو اب تک اس راجہ کے یادگار ہین دونو آبادیان موجود ہین۔

راجہ جیسنگھ کی موت

راجہ نے اپنی سخت گیری و رعب و داب سے اپنی زندگی تک حکومت کی اور ۱۲۳۴ھ مین بعارضۂ پیچش و بخار رفوت ہوا اسی سال مین سخت ہیضہ تمام دکن مین پھیلا ہوا تہا اسکی جلی ہوئی لاش کی باقی ماندہ ہڈیونکی سمادہ تیج سنگھ کے سمادہ کے برابر بنائی گئی ہے۔ اس راجہ کے پس ماندون سے تین بیٹے اور ایک بیٹی اسکی یادگار ہے۔ پہلی رانی دُہرتا بائی سے گلاب سنگھ و سجان سنگھ اور ایک لڑکی تھی اور دوسری رانی چنا بائی سے بیرا سنگھ تہا۔ جے سنگھ کے بعد گلاب سنگھ مسند نشین حکومت ہوا۔

راجہ گلاب سنگھ قلعدار و جاگیردار قندہار

کنور گلاب سنگھ ۱۲۲۱ھ مین پیدا ہوا اور اپنے والد کے انتقال کے بعد ۱۲۳۴ھ مین مسند حکومت پر بیٹہا قندہاری لعل دیوان اور غلام محی الدین خان کارپرداز راجہ کے صلاح کار رہے۔ چونکہ راجہ کم عمر تہا۔ اسلئے راجہ کی مان رانی دُہرتا بائی سے ہی امورات مالی و ملکی مین مشورہ لیا جاتا تہا لیکن راجہ خوبصورت و دلیر و تیز فہم چالاک تہا مسند نشینی کے پہلے ہی سال مین اسنے قصبہ کے کچہ فاصلہ پر چندن کہوری کے جنگل مین شیر مارا۔ مسند نشینی کے بعد عرضداشت و نذرانہ بذریعہ وکیل پیش کرکے پیشگاہ حضرت نواب سکندر جاہ بہادر سے خطاب راجگی و سند قلعداری و جاگیرداری قندہار حاصل کی نواب منیر الملک بہادر دیوان دکن اور مہاراجہ چندو لعل پیشکار بہادر کے دفاتر سے پروانۂ حکومت حاصل کرکے قندہار کا باقتدار راجہ بن گیا۔

دوست علیخان جمعدار کی چند روزہ حکومت

راجہ کے جانب سے رقم نذرانہ دیوانی داخل خزانہ سرکاری ہوئی جس کے مطالبہ مین احکامات دیوانی پہونچے مگر راجہ نے اسکی پرواہ نکی۔ نواب منیر الملک بہادر دیوان تھے مگر مہاراجہ چندو لعل بہادر امورات دیوانی مین پورے پورے دخیل تہے۔ راجہ قندہار کی بے پروائی سنے مہاراجہ کو اس کے جانب

توجہ دلائی۔ دوست علیخان جمعدار کو دو سو جمعیت سوار و پیادہ علاقہ نواب سالار الدولہ بہادر کا افسر بنا کر قندہار پر قبضہ کرنے کا حکم دیا گیا جمعدار مذکور اوایل سال ۱۲۳۳ھ مین قندہار پہونچا۔ بہادر راجہ نے پہلے ہی انجام سوچ رکھا تھا اپنے موجودہ سوار و پیادہ جمعیت کے علاوہ کچھ ہنگامی سپاہی ہی رکھہ لئے تھے۔ راجپوتانہ کا تجربہ کار تھا خالصاحب نے اپنے پرانے تجربہ اور حکمت عملی سے راجہ کو عیار اندیش کر دیا چند منتخب سپاہی اور اپنے دونون فرزندون کے ساتھہ ملاقات کے بہانہ سے قلعہ مین داخل ہو گیا اور راجہ سے ملتے ہی اسکی پیٹھ پر کٹار لگاکر اور ہلاک کرنیکی دھمکی دی راجہ کچھہ ایسا بے موقع گھر گیا کہ ظاہرا اسکی زندگی کے کوئی اسباب نہین پائے جاتے تھے اس لئے راجہ کے اہلکارون نے بھی کسی قسم کی مزاحمت و حملہ خلاف مصلحت و باعث ہلاکت راجہ صاحب تصور کیا اور قلعہ خالی کر دیا گیا اور راجہ صاحب معہ اپنے متعلقین کے جمعدار کی نگرانی مین رہے خالصاحب نے قلعہ اور مقبرہ پر پورا قبضہ کر کے مہاراجہ بہادر کو بذریعہ عرضداشت کامیابی کی اطلاع دی خالصاحب کی حکومت کو تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ قندہار مین بے امنی پھیل گئی۔ خاندان راجگی کے سچے خیر خواہ رعایا نے بلا دلائے زر تحصیل چوتھاری سے زراعت کا غلہ اوٹھا لیا۔ اناجی و دھناجی پٹیلان بیجے باڑی نے بہت سے آدمیونکو فراہم کر کے علم بغاوت بلند کیا اور بستی کے معتبر ساہوکار و بقالون نے دوست علیخان کو گاؤن کے لوٹنے جانیکی دھمکی دی۔ خالصاحب نے دیکھا کہ حالت غیظ و غضب مین جمعیت موجودہ قلعہ کو باغیون کے مقابلہ کیلئے بھیجدیا اور کچھہ سپاہی حفاظت شہر کیلئے روانہ کر دئے خالصاحب کی جمعیت قلعہ کے باہر گئی اور راجہ صاحب کے لوگ قلعہ مین داخل ہو گئے اور دوست علیخان کو گرفتار کر لیا۔ راجہ صاحب نے کہا کہ میرا کہا نہ مانوگے تو موت کا مزا چکھاؤنگا غرض اس دھمکی سے رسید مطالبہ لکھائی اور خالصاحب کو قلعہ کے دروازے سے باہر نکالنا منحوس خیال کر کے ایک چبوترے مین بٹھا کے فصیل قلعہ سے نیچے اتارا دوست علیخان نے اپنی ذلت و ندامت کی تلافی مین پھر اپنی جمعیت فراہم کر کے مغربی دروازہ کیجانب سے صبح کیوقت مقبرہ پر حملہ کیا۔ مگر راجہ کے سپاہی تو آہی پہونچے ہی تھے کہ دروازہ مذکور کے قریب جو قوم

دہیڑ کی جماعت کثیر اندرون فصیل بود و باش رکھتی ہی اونکی عورتین اور مرد باتفاق بالائے فصیل سے حملہ آوردن پر سنگ باری مستعدی سے کر رہے تھے۔ لنگو دہیڑ اور سیتی دہیڑ نے اپنی توڑے لامبنی لامبنی بندقون سے دل کھولکر خوب فیر کئے اس معرکہ مین خانصاحب کی فوجکو آگے بڑہنیکی جرأت ندی۔ اور انکا ہمشیر زادہ نامدار خان شجاعت کے جوش مین فصیل کے حصہ کوٹے کرکے دروازہ کے اندر پہونچا ہی تہا کہ گولی سے مارا گیا خانصاحب کی شکست نصیب فوج بہت ہی مایوسی اور ناکامیابی سے شیخاپور کیجانب چلی گئی۔ راجہ نے کامیابی کے بعد پٹیلون کو پگڑیان بندہوائین اور اونکی بہت قدر کی۔ لنگو دہیڑ اور سیتی دہیڑ نے تین تین روپیہ ماہوار پر ملازمت راجہ مین شریک ہونیکی عزت حاصل کی راجہ نے مقبلہ مین عورات قوم دہیڑ کے نسبت اس معرکہ کے حسن کارگزاری کے صلہ مین یہہ حکم جاری کردیا کہ باربرداری بیگار سے قندہار کے دہیڑ دنکے عورتین مستثنیٰ سمجھے جائین اور صرف دہیڑون سے بیگار کا کام لیا جائے اور اس حکم کی تعمیل عمل مین جاگیرداری تک برابر ہوتی رہی بہرحال اس راجہ کی عملداری مین دہیڑ دنکی توقیر بڑہی ہوئی تہی اور راجہ اپنے جلوس مین سواری کے وقت دہیڑ دنکو نقارون سے مسلح بناکر ساتہہ رکہا کرتا۔

حضرت محمد نجم الدین صاحب کی وفات

اسی سال ۱۲۴۲ھ مین مولوی محمد نجم الدین صاحب فرزند کلان حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے بعارضہ بخار انتقال فرمایا یہہ صاحب بہت عالم و فاضل تہے۔ ان کے انتقال سے مولانا شاہ صاحب کو دلی صدمہ پہونچا یا آپکا مزار قاضی محلہ کی مسجد مین ہے۔

فتح اللہ خان اوگہڑ کا قندہار آنا اور راجہ سے ملاقات

فتح اللہ خان اوگہڑ دکہنی سرکار نظام کے ایک نامور ملازم تہے کئے مہینے سے اونکی اور ہمراہی سواروں کی تنخواہ نہ ملی تہی۔ مہاراجہ بہادر نے ۱۲۴۳ھ مین خان مذکور کی تحریک پر راجہ گلاب سنگہ کے نام حکم لکہدیا جسکا یہہ مضمون تہا کہ منجملہ رقم سرکاری بابتہ گاہ و وآنہ چوتہہ جو تمہارے ذمہ واجب الادا ہے اوسمین سے پانچہزار روپیہ فتح اللہ خان اوگہڑ کو رسید لیکر دیدئے جائین خان مذکور قندہار پہونچے۔ اور حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب خانقاہ مین فروکش ہوئے۔

خان صاحب کو حضرت ممدوح کے مریدین میں شامل ہونیکا پہلے ہی سے فخر حاصل تہا۔ اپنے مرشد کیخدمت میں حاضر رہے اور احکام راجہ کے پاس بھیجنے کی کوشش کی راجہ کو بذریعہ اپنے وکیل کے اسبات کا علم ہوچکا تہا اس نے اور اسکے کارپردازوں نے ایسا انتظام کردیا کہ راجہ کے پاس خانصاحب کا کوئی آدمی نہیں پہونچ سکا چھ مہینے گذر گئے اندرون حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا مزاج علیل تہا راجہ اس بہانہ سے شاہجہانپور کی خانقاہ پر بعہ اپنے آزمودہ کار ہمراہیوں کے بغرض عیادت پہونچا۔ خانصاحب سے ملاقات ہوئی پہلے حضرت کی عیادت اور مزاج پرسی سے فراغت حاصل کرکے خانصاحب کے جانب متوجہ ہوا جب معلوم ہوا کہ خانصاحب کو آئے ہوئے چھ مہینے کا عرصہ گذرا تو راجہ نے تاسف ظاہر کیا فرمان کی تعظیم کی۔ اور رکھ لیا خانصاحب پہلے ہی سے جھنجھلائے ہوئے تہے زیادہ بگڑ گئے اور اپنا دلی منشا ظاہر کردیا۔ کہ راجہ بجز قتل ادا کئے بچا سکینگے۔ راجہ کے ساتہ ہی بہت سے جان نثار تہے۔ اور خانصاحب کے ہمراہی پچاس سوار موقع کے منتظر بیٹھے کچھ زبانی بحث ہوتے ہوتے ہاتہا پائی کی نوبت فتح اللہ خان اور راجہ میں آنیوالی ہی کہ راجہ نے دہوکہ میں اچانک دہکا دیکے خانصاحب کو چت گرادیا مگر پست ہمتی سے بدحواس ہوکر شاہصاحب کے بنگلہ پر تیزی سے چڑہ گیا۔ شاہصاحب نے ہر دو کی تفہیم کرکے اوس فساد کو جسکی وجہ سے بہت سی جانیں تلف ہونیوالی تہیں دور کردیا اور بارہ ہزار روپیہ کا فیصلہ نہایت بددیانتی اور غیر واجبی طریق پر راجہ کے ایما کے موافق اسکے کارپرداز قندہاری لعل نے کیا خانصاحب کے۔ چھ مہینے کے قیام میں اکادن گہوڑے کے کاہ و دانہ کا خرچ اور پچاس سوار اور خانصاحب کے خانگی ملازم وغیرہ کے احراجات غلہ وغیرہ میں پورے دس ہزار روپیہ نہایت غیر واجبی اور بے رحمانہ طریق پر گران نرخ بتلاکر وضع کرلئے۔ باقی ایکہزار روپیہ نقد دئے گئے اور ایکہزار کا دسہ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے اپنے سر لیکے اس شر و فساد کو رفع فرمادیا فتح اللہ خان اور گلچہ کامیابی اور کچہ ناکامیابی کے ساتہ بلدہ حیدرآباد کی طرف چلے گئے راجہ نے اصل رسید خان صاحب کی اپنے وکیل کے ذریعہ سے مہاراجہ کے ملاحظہ میں بہیجدی۔

مسٹر ایرک سدرلینڈ ناظم اضلاع مرہٹواڑی کا دورہ اور برہمن بھیٹ کے سرتہ کی تحقیقات

نوجوان راجہ گلاب سنگھ بہادر پرلے درجہ کا عیاش اور صرف ہتا بسمت اور ناندیڑ کے طوائفین ہمیشہ راجہ کے دربار مین حاضر رہتین اور خوب ہاتہہ رنگتی تھین - راجہ کا مزاج ہی فضول خرچ واقع ہوا تہا خوب دولت لٹاتا - اور عیش مناتا تہا راج محل مین دن اور رات عیش کا سا سہیا رہتا - ماہ جبینان پری تمثال کے جلوہ نے محل کو پرستان کا نمونہ بنا دیا تہا جس مین دلبران طنناز ہر وقت سرگرم ناز رہتی تہین - راجہ بہی ان پریون کے جہرمٹ مین راجہ اندر کیطرح زندگی کے مزے اڑاتا تہا - ہولی کے دنون مین راج محل کے حوض کو رنگ ارغوانی سے لبریز کرتا اور لالہ رخون کے ساتہہ خوب رنگ رلیان مناتا - بزم عشرت آراستہ ہوتی تو مے گلگون کے جام چلتے اور دخت رز کے متوالے عقل و حزد سے ہاتہہ دہو کر مست ہو جاتے - گلنرخون کی اور بن آتی ہوش و حواس کے ساتہہ نقد وجنس کی قسم مین سے جو کچہہ ہاتہہ لگتا تہین لیتی تہین - راجہ کی طبیعت جو قدرتی طور پر سیر چشم اور بلند حوصلہ واقع ہوئی تہی اپنا اثر دکہلاتی اور پانی کیطرح روپیہ کو بہا دیتی تہی - پچہلے راجاون نے محنت اور جانفشانی سے جو کچہہ سرمایہ جمع کیا تہا اس راجہ نے بہت آسانی سے سب کا سب برباد کر دیا راجہ کی کم رائی سے آمدنی کے ذرایع روز بروز کم ہوتے جاتے تہے - اور خرچ کی کوئی انتہا نہ تہی سچ کہا ہے عالی ہمت سدا مفلس - نوبت یہان تک پہونچی کہ قرضہ دینے سے ساہوکارون نے ہاتہہ روک لیا خرچ کی تنگی نے جب راجہ کو بہت ہی مجبور کر دیا تو کہن بہٹ برہمن سے جو ایک معتمول شخص تہا قرضہ طلب کیا کہن بہٹ برہمن جانتا تہا کہ راجہ اسامیات کا عادی ہے کہ جس سے قرضہ لیا پہر ادا نہین کرتا اور دے کیونکر بستی اور اسراف - برہمن نے قرضہ دینے سے پہلو تہی اور صاف انکار کیا کچہہ عرصہ گذرا تہا کہ اسکے مکان پر ڈاکہ پڑا اور اسکا کئی ہزار روپیہ کا اثاثہ لوٹا گیا - برہمن نے اس ڈاکہ کا باعث راجہ کو قرضہ ندینا خیال کیا - اسی قوی احتمال سے بلدہ حیدرآباد پہونچا - اور راجہ راے رایان چمنا راجہ رام بہادر کے ذریعہ سے سرکار مین عرضداشت پیش کی - جسپر مسٹر ایرک سدرلینڈ ناظم اضلاع مرہٹواڑہ یکے

۱؎ بعض کاغذات مین صدرلین لکہا ہے ۱۲

تمام تحقیقات کا حکم ہوا۔ مسٹر فاکر قندہار پہونچا۔ اور سراغ رسانی شروع کی۔ شیخ جی و محمد مراد و شیخ امام و سیتلی دبیٹر گرفتار کیے گئے مجرمین نے جرم سے اقبال کیا۔ اور اس واردات مین راجہ صاحب کے مصاحبین کا بھی شامل ہونا ثابت ہوا۔ صاحب بہادر نے مال برآمد کرکے مدعی کو دلوادیا۔ اور راجہ کو نیک رویگی اختیار کرنیکی ہدایت دی اور کہن بہٹ کو قندہار سے رخصت کردیا یہ کہن بہٹ موضع لوہا مین سکونت پذیر ہوا۔

محمد خیر الدین صاحب محتسب قندہار کی وفات

بتاریخ ۱۱ رمضان سنہ ۱۲۴۰ھ مولانا محمد خیر الدین صاحب ابن مولانا محمد فاضل صاحب محتسب قندہار کا حیدرآباد مین انتقال ہوا سید برہان اللہ صاحب کے تکیہ مین آپ کا مزار ہے۔ آپ کے فرزند مولانا محمد رحیم الدین صاحب بموجب سند حسب یاغان بہادر مورخہ ۹ ذیقعدہ سنہ ۱۲۴۲ھ خدمت محتسبی پر مقرر ہوئے۔

سراج الشاہ رفیع الدین قدس سرہٗ کا وصال

سنہ ۱۲۴۱ھ مین بتاریخ ۵ رجب اور بقول بعض ۱۶ رجب کو مولانا حضرت شاہ رفیع الدین صاحب نے کئی روز کی علالت کے بعد شربت وصال جاوید ابدی سے سیرابی حاصل کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

گولی کی سزا راجہ کی بیرحمی

بارش کے اخیر حصہ مین ہندوؤں کی عید ہوتی ہے اور اس عید کا نام دیہات مین پولا مشہور ہے اس روز بھینس و گائے و بیلوں کو نہلا کے ان کے سینگوں کو رنگین بناتے ہین اور ان کے گلون اور سینگون مین پھولون سے آرائش کیلئے لگاتے ہین۔ یہہ پھولون نے (مٹائی) درخت پلاس کے جڑ کی چھال عمدہ ہوتی ہے سنہ ۱۲۴۴ھ مین اس تقریب کے وقت پھولون نے بناکی غرض سے بدقسمت دیہاگولی سے قندہار کے تالاب کے اوپر کی جانب سے جہان سے ہاتی نالہ کا پانی آتا ہے زمین کھودکے پلاس کی جڑ نکالی۔ راجہ کو خبر مل گئی گولی بلوایا گیا اور اسکے ہاتھہ کی پشت پر بیرحمی سے ایسی سخت سزا دیگئی جس سے اسکی ایک انگلی بیکار ہوگئی الزام یہہ لگایا گیا کہ جڑ اوکھاڑنے اور زمین کے کھودنے سے بارش کے ایام مین وہ مٹی تالاب مین آجاتی ہے جس سے تالاب کے بھر جانیکا خوف ہے۔ راجہ کے عہد مین تالاب کے اوپر کے حصہ کی زمین افتادہ اسی خیال سے بلا کاشت چھوڑ دی جاتی تھی کہ ہل چلانے سے دھاکی مٹی تالاب مین نہ آجائے

لہ دکن مین گوند کو گولی کہتے ہین۔

نواب سکندر جاہ بہادر کی وفات

۱۷ ذیقعدہ ۱۲۶۴ھ کو نواب سکندر جاہ بہادر نے (۲۶) برس حکومت کرکے ۶۲ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اور صحن مکہ مسجد میں دفن ہوئے اور مغفرت منزل آپ کا لقب مشہور ہوا آپ کے نو فرزند تھے (۱) نواب میر فرخندہ علیخان ناصر الدولہ بہادر (۲) نواب میر بشیر الدین علیخان صمصام الدولہ بہادر (۳) نواب میر گوہر علیخان مبارز الدولہ بہادر (۴) نواب افضل علیخان بہادر میر بادشاہ (۵) نواب میر منو علیخان منور الدولہ بہادر (۶) نواب ذوالفقار الدولہ بہادر (۷) نواب میر دلاور علیخان قمر الدولہ بہادر (۸) نواب میر فتح علیخان مظفر الدولہ بہادر (۹) نواب میر محمود علیخان بہادر۔

فرمانروائی نواب میر فرخندہ علیخان ناصر الدولہ بہادر

آپ نواب سکندر جاہ بہادر کے فرزند تھے ۲۴ رمضان ۱۲۵۸ھ میں بمقام بیدر پیدا ہوئے اور اپنے والد کے انتقال کے بعد بتاریخ ۲۰ ذیقعدہ ۱۲۶۴ھ کو تخت شاہی دکن پر جلوس فرمایا راجہ گلاب سنگھ نے پانچ اشرفی اور پانچسو روپئے نذرانہ اپنے وکیل کے ہاتھ مہاراجہ پیشکار بہادر کے خدمت میں ارسال کیا اور مہاراجہ موصوف کے ذریعہ سے نذرانہ داخل سرکار ہوا۔ راجہ مورد الطاف شاہی ہوکر اپنی خدمت آبائی پر بدستور مستاز رہا۔

کاشی رام کا حملہ

کاشی رام خزانہ راجگی کا مورد فی خزانہ دار تھا۔ دولت علیخان صاحبدار سے سازش رکھنیکی علت میں خدمت سے برطرف کردیا گیا تھا کاشی رام اپنی بہت سی رقمیں راجہ کے ذمہ قرضہ بتلاتا تھا جب اسکو رقم ملنے سے مایوسی ہوئی تو اس نے اوتم دکنی افسر توپخانہ دسکہ دوسو سپاہی فراہم کرلئے اور اچانک مقبرہ قندہار کی چاردیواری پر قبضہ کرلیا اور متفرق طور سے جابجا مورچہ بندی کرکے پورے مقبرہ پر قابض ہوگیا عاشورخانہ روضہ بزرگ پر چند سپاہی متعین ہوچکے تھے۔ صبح کو حسب دستور روزانہ حضرت سید شاہ اعز الحق محمد اکبر حسینی سجادہ روضہ بزرگ فاتحہ کیلئے مکان کے دروازہ سے برآمد ہوئے۔ عاشورخانہ کے اوپر سے سکھ جوان نے سجادہ صاحب پر گولی چلائی۔ سجادہ صاحب کا حیات باقی تھی گولی بازو سے نکل گئی اور محمد شریف صاحب خادم شمع افروز کے کولے اور ران کے بازو کا حصہ

پہ نکل گئی سجادہ صاحب کے سپاہیون اور روضہ کے خادمون نے حملہ کرکے سکھون سے موضع خالی کروالیا۔ شمع افروز صاحب کا شمع زندگی بادحوادث روزگار سے گل ہونے نہ پایا حافظ حقیقی نے اپنے دامان حفاظت مین لیلیا۔ علاج سے زخم کا اندمال ہوا۔ مگر نا سور باقی رہ گیا تھا۔ اسعرصہ مین راجہ کلاب سنگھ نے ناندیڑ سے منڈائی والے پٹھانون کو بلواکر جدید جمعیت بہرتی کرلی حنیف مقابلہ ہوا کاسی رام کے چہیرے کو مارے جاتے ہی اسکی فوج منتشر ہوگئی اور راجہ کامیاب ہوا۔

حضرت سید شاہ اغرالحق محمد اکبر حسینی صاحب سجادۂ روضۂ بزرگ کی وفات

آپ قندہار سے حیدرآباد تشریف فرما ہوئے تھے علالت مین مبتلا ہوئی اور ۱۲۴۵ھ مین آپنے وفات پائی۔ لاش سربری گئی تھی کچھ عرصہ گذرنے پر قندہار سے سید شاہ یوسف الحسینی شایخ گلبرگہ شریف اور مدکر شاہ صاحب درویش وچند خادمان روضہ بزرگ بلدۂ حیدرآباد سے لاش مبارک کو قندہار لائے جمادی الاول ۲۶ تاریخ ۱۲۴۶ھ مین اندرون احاطہ روضہ بزرگ مسجد کے روبرو کی چبوترہ پر اپنی چچا سید شاہ عبدالدین صاحب سجادہ کے مزار کے قریب دفن کئے گئے اور مسند سجادگی پر آپ کے فرزند سید شاہ راجو محمد محمد الحسینی بٹھائے گئے۔

شیر کا شکار

۱۲۴۷ھ کے موسم گرما مین سلیمان ٹیکڑی کے قریب گودڑ کے منڈھ مین کہین سے شیر چلا آیا اور اسی پہاڑ کے شگاف مین اپنا مسکن مقرر کرلیا۔ کئے جانور رعایا کی مار ڈالے راجہ نے اپنے شکاریون سے اس مسکن کا پتہ پایا مقابل ہوکر گولی سر کی۔ مگر شیر ہٹ گیا اور گولی اوسکے سر پر سے نکل گئی۔ شیر نے راجہ کو شکار بنانا چاہا۔ دوسری گولی چلی مگر کارگر نہوئی کچھ اچٹتی اچٹتی ہوئی سید ہے پیر کو لگی۔ مگر شیر اپنی عادت کے موافق اپنے قاتل کے جانب جھپٹا۔ اگر راجہ اپنی تلوار سے کام نہ لیتا تو جان بر ہونا سخت دشوار تھا تلوار کام کرگئی اور شیر مارا گیا اور راجہ سلامت رہا۔

مہکالی کا مندر اور راجہ کے تلوار کی صفائی

قلعہ مین مہکال دروازہ کے قریب مہکال دیوی کا مندر راجہ کے بزرگون کا بنایا ہوا ہے۔ سالانہ دسہرہ کے وقت اس دیوال کے روبرو بھینسا مارا جاتا ہے کلاب سنگھ نے یہ کام اپنے ذمہ لیا تھا گوسفند کے چوہڑی سے

سالانہ جامہ وش بلاحیثیت اس کام کے لیے لیا جاتا تھا راجہ کی تاکید تھی کہ ایسا بنیا ہونا چاہیئے جو اپنے قاتل پر حملہ کر سکے اور صیقل گر کو تلوار کی صفائی کے بارہ میں ہدایت کی تھی کہ تلوار بہت ہی صاف اور تیز کی جائے۔ راجہ اپنے ہاتھ سے جامہ وش پر وار کرتا اگر جامہ وش کم جرأت یا کمزور ہوتا یا تلوار کی صفائی میں نقص پاتا تو ان بدقسمتوں کو سزا کا مستحق ٹھہراتا ایکبار اس راجہ نے گاؤ مقاب کو اس جرم میں سزا دی تھی۔ چونکہ راجہ کا ہاتھ ہمیشہ اسی صفائی سے وار کرنیکا عادی تھا شیر کے مقابلہ میں بھی کامیاب ہوا۔

لال پگڑی باندھنیکی ممانعت قلعہ کے شمال رویہ فصیل پر ایک چھوٹا سا پرفضا محل ہے جو راجہ گلاب سنگھ کے قیام کیوجہ سے گلاب محل کے نام سے مشہور ہے۔ اس محل سے دور دور تک کوہستانی سبزہ زار خوب بہار دکھاتا ہے اور بہت ہی پرلطف منظر نظر آتا ہے۔ خندق کی کنارہ کنارہ باہر کے حصہ پر قندہار اور مانس پور کا شاہراہ عام ہے۔

راجہ اپنے محل پر تنہا کہڑا ہوا تھا۔ راستہ سے شیخ لعل موذن اور تک پورہ جا رہا تھا۔ اتفاقاً اسکے سر پر سرخ رنگین دستار تھی۔ راجہ نے ذرا معمول سے زیادہ سخت آواز میں پوچھا کہ کون جا رہا ہے موذن نے انکساری سے جواب دیا کہ میں لعل ہوں۔ اسکا لفظ لعل کہنا راجہ کو ناگوار گذرا بے ساختہ راجہ کے زبان سے یہ الفاظ نکل گئے کہ حیدرآباد کا لعل۔ راجہ چندو لعل ہے اور قندہار کے راجہ لعل کہیری سنگھ کا میں لعل ہوں۔ یہ تیز الفعل پگڑی والا کون لعل ہے پکڑ لاؤ فوراً موذن کو راجہ کے ملازمین نے گرفتار کر لیا جب راجہ دربار میں آیا تو یہ ناکردہ گناہ قیدی پیش کیا گیا۔ سزائے جرمانہ پر موذن کو رہائی ملی۔ رعیت کو ممانعت کر دی گئی کہ آئندہ سے کوئی شخص سرخ رنگ کی دستار یا شملہ سر پر نہ باندھا کرے راجہ کی زندگی تک اس حکم کی برابر تعمیل ہوئی اور کسیکو لعل پگڑی باندھنی نصیب نہ ہوئی۔

ہندو مسلمان میں دوبارہ جنگ ہوا عملداری راجہ جے سنگھ کے وقت قاضی محلہ کی مسجد کے روبرو ہنود کے دیوتا کی لیجا یعنی وقت بارجا لیجانے پر جھگڑا ہوا تھا اور مسلمانوں نے ہنود کو مغلوب کر دیا تھا اسکے بعد سے ہنود حسب عملدرآمد قدیم مسجد کے روبرو باجا نہیں بجاتے ہے بلکہ خالی سیوا لیجا یا کرتے ہے ۱۸۵۳ء میں پھر راجپوتوں نے خلاف دستور قدیم مسجد کے

سامنے باجا بجایا۔ مولانا شاہ علیم الدین صاحب فرزند شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ اور مولوی محمد افضل الدین صاحب نے ہرچند سمجھایا مگر ہندون نے نہ مانا۔ اوسوقت مسلمانون کی مسجد موجود نہ تھی مسلمان اپنے کام کاج مین بیٹھے ہوئے تھے۔ آخر یہہ سیوا بازار تک پہونچ گئی۔ بتائی پورہ کے مسلمان جمع ہوچکے تھے اور اونکے دلون مین سخت چوٹ کہائی تھی کہ ہنود کامیابی سے باجا بجاتے ہوئے چلے گئے۔ رہ رہکر مسلمانون کو غیر معمولی جوش ہونا شروع ہوا۔ آخر الامر برداشت نہوسکی اور یہہ مشورہ قرار پایا کہ اب سیوا قلعہ کے جانب روضۂ گلان کے روبرو سے جائیگی وہان روکنا چاہیے۔ ابہی انکا دیوتا برہمنی گہاٹ کے قریب کاغذ ساز کے مکان کے پاس پہونچا ہی تہا کہ مسلمانون نے چڑہائی کی اور مسلمانان درگاہ محلہ بہی شامل ہوگئے اتفاق عجب چیز ہے جب دو محلہ کے مسلمانون نے اکہٹا ہوکر راجپوتون پر حملہ کیا تو اونکی ہمت پست ہوگئی۔ سندی فتح نے آگے بڑہ کے سیوا پر ہاتہہ چلایا تہوڑے سے غیر معمولی ہنگامے کے بعد پریشان ہوکر راجپوت تالاب کے کنارے سے ہوتے ہوئے قلعہ مین چلے گئے۔

اور مسلمان کامیابی کے ساتہہ واپس ہوئے دوسرے سال سے مناسب انتظام ہوگیا مسجدون کے روبرو سے باجہ بند کردیا گیا اسکے بعد عمل عملداری تک کبہی مسلمانون اور ہندوئین قضیہ نہین ہوا۔

کنچن باغ قندہار سے ناندیڑ کے راستہ مین حضرت محی الدین صاحب کے مزار کے آگے آم کے درخت ہین۔ یہہ کنچن باغ کہلاتا ہے کسی زمانہ مین اس باغ کے بہارین دور دور مشہور تہین عمدہ باغ اور مشہور مقام تہا۔ راجہ جی ایک خوبصورت نازک اندام طوائف تہی حسن صورۃ کے علاوہ خوش گلوئی کے آوازے سنے بسمت اور ناندیڑ سے نکال کر راجہ کبیری سنگہ کے محلون تک پہونچایا اس راجہ کے قبضہ مین پرگنہ قندہار کے جملہ گانون تہے۔ راجہ جی نے اس جاے کو پسند کرکے راجہ سے مانگ لیا اور وہان ایک باغ لگایا۔ راجہ جی کے دو بہائی تہین ایک لالن جی دوسرے خوبان جی جب راجہ لعل سنگہ اور تیج سنگہ کا زمانہ گذر گیا تو راجہ کے ساتہہ راجہ جی کو قدردانی کا آفتاب بہی ڈہل گیا اور کنور جے سنگہ قندہار کا راجہ ہوا۔ اون دونون لالن جی کو باغ حسن کیلئے موسم بہا رہا۔ چنانچہ نوجوان راجہ کی انجمن خلوت مین اسکی شعاع حسن شمع محفل تہی جسکے جلوہ سے راجہ کا دل سیر نہوتا تہا نوجوان راجہ

اور رسہ حسین لالن کی رنگینی طبع نے جوش مارا تو اس باغ کو اور ہی آراستہ کیا گیا۔ تاکہ دلچسپ مقام پر دل کھول کر لطف زندگی حاصل کریں جہاں عیش کے بندے سامان طرب کا انتظام کریں وہاں کی آرایش اور آلائش کیا پوچھنا چاہئے غرض انکی آمد آمد کی توجہ سے باغ کی بہاریں بھی حد کمال کو پہونچ گئیں۔ آم کے درخت بہت لگائے گئے بادلی بنی۔ لالن جی نے راجہ سے کہکر باغ کا پروانہ بہ ضامنی قاضی صاحب و بدستخط زمیندار ان اپنے نام حاصل کر لیا اب تو خوب ہی بسلسلے اور جشن باغ میں ہونے لگے اگرچہ لالن جی اور اسکے مصاحب شوق سے اس باغ کو لالن باغ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے مگر عام نے بلحاظ لالن جی کے موروثی پیشہ کے اسکو کنچنی کا باغ مشہور کر دیا جب زمانہ نے دوسرا رنگ بدلا۔ کنور جے سنگھ کا انتقال ہو گیا اور لالن جی کی بہار حسن پر بڑھاپے کی خزان آگئی تو پیرانہ سالی نے باقی کے مرتبہ کو پہونچا دیا اور اسکی جگہ اسکی نواسی جانوجی محفل عشرت کی صدر نشین بنی۔ اور راجہ گلاب سنگھ اپنے باپ کی جگہ جانشین ہوا۔ یہ اپنے باپ دادا سے زیادہ عیاش تھا۔ اس لئے جانوجی کو خاندانی کے لحاظ سے اپنی داشتہ بنایا اور اسکے سبب سے باغ بدستور جانوجی کے قبضہ میں رہا۔ راجہ گلاب سنگھ کی ہمراہیوں نے اسکے اقتدار بڑھا دئے تھے اس موقع پر دیسا نندی بالم پت موضع بہرہ اس زمین کے متعلق دعوی دایر کیا اس مقدمہ نے یہاں تک طول کھینچا کہ قضیہ مہاراجہ چندولعل بہادر کے ملاحظہ تک پہونچا اور جانوجی نے مقدمہ جیت لیا اور باغ پر قابض ہو گئی +

× جب راجہ گلاب سنگھ مر گیا اور جانوجی اسکے سوتیلی گئی تو دیسا نندی نے میدان خالی دیکھکر اس باغ پر اپنا قبضہ اور اسکی اصلی حیثیت برقرار رکھی جب جانوجی کی پیش لالن جی ثانی نے ہوس سینہا لا تو دولت حسن اور متاع خوش گلوئی کے سبب بہت سے خریدار جمع ہو گئے اور اس باغ کے حاصل کرنیکی پیروی شروع ہوئی اور بہت کوشش سے لالن جی ثانی کا قبضہ اس اوجڑے باغ پر ہو گیا۔ جب لالن جی ثانی بہت سے ارمان اپنے دل میں لئے ہوئے دنیا سے گذر گئی اس زمین پر اسکا بھائی شیخ مدار قابض ہو گیا۔ یہ نیک نیت اور خوش عقیدہ تھا حضرت شاہ محمد قاسم المعروف شیخ جی صاحب قادری سرہ جنکا روضہ حیدرآباد میں بمحلہ اردو ہے ان کے خاندان میں مرید ہو گیا اور اس زمین کو حضرت موصوف کے روضۂ مقدس کی نذر کر دیا۔ اب حضرت عبدالصمد صاحب سجادہ درگاہ شریف کے قبضہ میں ہے۔ اس زمین کا پچیس روپیہ سالانہ مصل ہے اور موسم پر آمدنی کی مد میں ہوتا ہے اور مولانا سید شاہ محمد حسینی صاحب اس باغ کا انتظام میں

سید شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ کی وفات

۱۲۵۵ھ سنہ ۳ شعبان کو سید شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت سانکرٹے سلطان کا انتقال ہوا انکی جائے پر ان کے فرزند سید شاہ پیران حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے۔

شہر آشوبی اور راجہ گلاب سنگھ کی موت

ملہار پنڈت قندہار کے راجہ کا دیوان معزول ہوکر موضع لوہا مین مقیم تہا۔ اسکے بیٹے جیون راؤ کو موضع مذکور کی پٹواری گری کیلئے مت تہی اس نے موضع لوہا کے علاقہ کی زمین افتادہ بعنوان مقطعہ حاصل کرکے دہل باڑی آباد کیا۔ ان دنون قندہار مین گلاب سنگ کے جابرانہ حکومت سے کاروبار رعایا مین بدنظمی پھیل گئی تہی راجہ سے رعایا کو دلی تنفر پیدا ہوگیا تہا اکثر لوگ اپنے قدیم مسکن قندہار کو نہایت حسرت سے چھوڑ کر موضع لوہا اور دہل باڑی مین جا بسے۔ موضع لوہا کے پیتل اور مراہن مشہور تہا۔ اور پٹواری اون پیتلیون کے درپے تخریب ہوگیا پیتلیون نے مصلحت وقت کے لحاظ سے قندہار مین آکر پناہ لی اور راجہ نے انکو اپنا ہمرنگ پاکر بہت دلجوئی کی قندہار کے اطراف مین رہزنی اچہی طرح ہونے لگی خصوص لوہا کے کاراستہ اور کرڈوڑی کی گہاٹی ایسا خوف ناک مقام ہوگیا تہا کہ مسافر بغیر مناسب بدرقہ کے اس راہ سے نہین گزر سکتے تہے۔ جیون راؤ پٹواری اور اسکا فرزند بہاؤ راؤ پٹواری اس راجہ کے استیصال کے درپے ہوگئے تہے۔ اور سرگرم تجاویز رہا کرتے تہے اور اسی شہر آشوبی کی حالت مین گوپالیہ کوتوال کی سازش سے سادہو مہاراج کے یہان چوری ہوگئی۔ اور بہت سا اثاثہ جاتا رہا اسی رنجش اور خوف سے جانشین سادہو مہاراج موضع شیخی پور مین مقیم ہے۔ راجہ کے استیصال کے تجاویز ابہی پورے نہوے تہے کہ عیاش راجہ بہت سے امراض خبیثہ مین مبتلا ہوگیا اور مرض بہگندر نے راجہ کو بے قابو کردیا روز بروز حالت ابتر ہوتی گئی۔ آخر ۱۲۵۵ سنہ مین کنور کرداکی جرا بدہی کے لئے حاکم حقیقی سے روبرو جانا پڑا لاش جلادی گئی اور اسکی قبر کی علامت راجہ گوپال سنگ کی قبر کے احاطہ مین موجود ہے۔

لہ بعض لوگون کا بیان ہے کہ رانی نے راجہ کو خاصہ دودہ پینے کو بہیجا جسمین سے ایک بہالی جو رانی کے خیال مین اجگی دانستہ کیلئے مخصوص تہی زہر آلود کیگئی تہی۔ اتفاقاً یہ بہالی راجہ کے سامنے آگئی اور وہ مسموم ہوکر مرگیا ۱۲

راجہ سجان سنگھ جاگیردار قلعدار قندہار

سجان سنگھ راجہ گلاب سنگھ کا حقیقی چھوٹا بھائی گو مخبوط الحواس تھا مگر خوش اخلاق اور نیک نیت ہی تھا۔ رانی بسنت کنور راجہ گلاب سنگھ کی بی بی کا منشا رہا کہ اپنے رشتہ دار کی لڑکا مبنی لیکر مسند راجگی پر بٹھایا جائے مگر رانی دہر پتا بائی سجان سنگھ کی ماں نے اسکی ایک نہ چلنے دی اور اپنے چھوٹے بیٹے سجان سنگھ کو مسند پر بٹھایا۔ اور اسی ۱۲۵۵ھ میں پیشگاہ اعلیحضرت بندگانعالی سے سند جاگیرداری و قلعداری حاصل ہوگئی۔ رانی دہر پتا بائی کے مشورہ سے کام انجام پاتا رہا۔ اور قدیمکا پرداز بدستور ماموریت اس عملداری میں رعایا کو ہر طرح کا امن ملا۔ تین سال کی حکومت کے بعد راجہ نے قضا کی لاش جلانیکے بعد اسکا سمادہ بھی گلاب سنگھ کے سمادہ کے پاس بنایا گیا

رانی دہر پتا بائی کی حکومت

راجہ جے سنگھ کی بیاہتا بی بی رانی ہیرا بائی کے بطن سے کوئی اولاد نہ تھی دہر پتا بائی ایک معزز مرہٹے کی بیٹی تھی جو موضع باچوٹی[1] میں رہتا تھا۔ اس لڑکی نے حسن و جمال کے بدولت ایسی شہرت پائی کہ راجہ تک اسکی خبر پہونچی اور محبت کی کشش نے باچوٹی سے نکال کر جے سنگھ کی محلونکی رانی بنا دیا حسن خداداد کے ساتھ اسمیں حسن سیرت اور اخلاق حسنہ کے جوہر بھی قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھرے تھے طبیعت میں بلا کی تیزی ذکاوت تھی ملنساری کا یہ عالم تھا کہ غیر بھی اسکے گرویدہ تھے۔ اسپر عقل اور دور اندیشی نے اور رنگ چڑھایا تھا کہ اسکی وقعت اور رعب کے آگے اور رنگی کچھ حقیقت نہ تھی۔ اسکے بطن سے دو بیٹے۔ گلاب سنگھ اور سجان سنگھ تھے۔ مگر افسوس ہے کہ یہ دونو نونہال عین عالم بہار ہی میں مرجھا گئے اور چند روز ہی اونکر راجائی نصیب ہی چھوٹی خواص چہیا بائی کے بطن سے ہیرا سنگھ تھا جو میرا شاہ آبائی کا ہر طرح مستحق تھا مگر

[1] موضع باچوٹی قندہار سے جانب شرق ۴ میل ہے ۱۲

دہرتا بائی نے اسپر کنیز ک زادگی کا دبہ لگا کر قدیم کارپردازونکی حمایت سے امورات راجگی مین اسکو دخیل نہونے دیا۔ اور ایسی نگرانی رکہی کہ ہیرا سنگہ اپنی سرفرازی کیلئے انتظام نکر سکے اور خود کار دار راجگیر انجام دیتی رہی ہیرا سنگہ کے حیز خواہون نے بہی خفیہ طور پر حیدرآباد پہنچکر مہاراجہ بہاو سنگہ سے ہیرا سنگہ کی سرفرازی کیلئے تحریک کی تہی۔ مگر کامیابی نہین ہوئی۔

راجہ بہین سنگہ قلعدار کولاس کی فوجکشی اور رانی دہرتا بائی کی چولی کا نشان

راجہ بہین سنگہ قلعدار کولاس جسکا جدی لقب رجایان قندہار ہے۔ قندہار کے راجگی بے سروسامانی کی کیفیت نکر ۱۲۵۹ھ مین سوار و پیادہ کی مناسب فوج لیکے ساتہ بغرض تسخیر قلعہ قندہار موضع باجوڑی کے قریب پہونچا۔ دہرتا بائی نے اپنے موجودہ سپاہیون کے علاوہ کچہ بنگامی جوان مقرر کرکے قلعہ اور بستی کی حفاظت کا انتظام کرلیا۔ اور قلعہ کے قدیم ابراہیمی برج پر راجاؤنکی عملداری سے گیروی رنگ کا نشان لگایا جاتا تہا۔ اسکو اوتار کر بجائے نشان کے اپنی انگیا (چولی) کو ایک اونچی لکڑی پر باندہکر بلند کردیا۔ اس نشانی سے یہہ مراد تہی کہ عورت فوجی مقابلہ کیلئے مستعد ہے۔ کولاس کی فوج باجوڑی سے آگے بڑہی۔ رانی کی جمعیت نے ہوڑ ملہ اور رودمنارہ کی نیٹہ کے مقام پر جنگم کی فوج کو روکنیکی کوشش کی مگر فوجکی تعداد جو صرف قریب تین سو سوار و پیادہ تہی نہ رکسکی۔ رودنالگ جہری پرپانس پوری کے آگے رانی کے سپاہیون نے بندوقین چلائین اور قلعہ پر سے ہی توپین سر کرنے لگین۔ راجہ بہین سنگہ نے اپنی فوج کو لعل باغ کے راستہ سے ہوائی کی ٹیکڑی پر لیجاکر مورچہ قایم کیا چھوٹی عنبر شاہی کی گولہ کو صدر سے ایک سوار و ایک پیدل سپاہی راجہ کی فوج کا فنا ہوا۔ جب راجہ بہین سنگہ کی نظر چولی کے نشان پر

راجہ گوپال سنگہ بیٹے راجہ اجی چند گور انکے فرزند راجہ پدم سنگہ قلعدار و جاگیردار پرگنہ کولاس پدم سنگہ کے دو بیٹے بڑے بیٹے فرزند سنگہ المعروف سوائے پدم سنگہ۔ دوسرے بیٹے روپ سنگہ۔ روپ سنگہ لاولد رہے انکی رانی نے بہتی سنگہ فرزند بہین سنگہ کو گود لیا۔ اور موضع پرکور جاگیر مین پایا۔ سوائے پدم سنگہ کے دو بیٹے لچمن سنگہ لاولد فوت ہوئے۔ دوسرے بہین سنگہ جو قلعہ قندہار پر فوج کشی کرکے ناکام واپس ہوئے۔ بہین سنگہ کے دو بیٹے۔ دیپ سنگہ اور بہنی سنگہ۔ دیپ سنگہ کے بیٹے درجن سنگہ الفین اولاد نہین تہی انکی بی بی رانی سرن کنور بائی کولاس پر حکمران ہے ۱۲

پڑی تو اسکے بہادر دل نے عورت پر فوج کشی کرنا پسند نہین کیا اور جمعیت کی واپسی کا حکم دیدیا اور کولاس کو واپس چلا گیا۔

لہ مجھکو مسٹر سی لاڈر ناظم پٹہ خانجات سرکار عالی کے ساتھ کولاس جانیکا اتفاق ہوا ہے یہ قلعہ پہاڑ کے بلند حصہ پر نہایت مستحکم ہے قلعہ کے نیچے پہاڑ دامن ہوتے ہوئے آبادی قصبہ اور قلعہ کے مابین ایک ندی بہتی ہے جسکے جنوبی قلعہ کے شرقی و شمالی جانب پہاڑ کے دامن مین قلعہ کے برج کے نیچے آموں کے درخت نہین ہتے۔

رانی سرن کنور بائی نہایت لائق اور منتظمہ ہے اسنے اپنی چھوٹی سی ریاست کو سلیقہ کے ساتھ آراستہ رکھا ہے اسکے کارپردازی باسلیقہ اور لائق پائے گئے۔ ہمارے کیمپ کا انتظام خوش اسلوبی سے کیا گیا تہا۔ مین پہلے روز ناظم صاحب کے ساتھہ رانی صاحبہ کے ملاقات کو گیا تہا۔ دربار کا مکان کشادہ اور قدیم طرز کا تہا بڑی پہاٹک سے مکان کے دروازہ تک جوانان بے قاعدہ دو طرفہ صف بستہ تہے فوجی عہدہ دار جسمین بہت کچھ راجپوت تہے قدیم لباس اور ہتیار کے ساتھہ صحن مکان مین کہڑے تہے نقیب و چوبدار لقرئی ملبع کاری عصا لئے ہوئے تہے ہمراہ دولت کی صدا لگا رہے تہے مالی عہدہ دار بہی اسوقت حاضر تہے شہ نشین پر چلمن پڑی ہوئی تہی اور اسپر سرخ باتا کا پردہ تہا رانی کے مامون پورن سنگہ ٹہاکر اور دوسرے قرابتدار چلمن کے دونو جانب بیٹہے تہے ہمارے پہونچکر بعد رانی صاحبہ چلمن کے اندر برآمد ہوئین اور اپنے مامون کے توسل سے خیریت پرسی اور ہمارے آنے خوشنودی ظاہر کی۔ ملاقات کے دوسرے دن رانی صاحبہ کیجانب سے دعوت کا سامان جمعہ پر بہیجا گیا۔

یہان دس مقام کئے گئے تہے اور ناظم صاحب نے یہان کے پہاڑ دن مین مادہ شیر کا شکار کیا۔

ف تاریخ قندہار مرتب ہو چکی تہی مین نے اس کتاب کے اخیر حصہ کو جسمین راجہ گوپال سنگہ سے راجہ بہار سنگہ تک کیفیت درج ہے رانی صاحبہ کے مامون ٹہاکر پورن سنگہ کو سنایا جب ٹہاکر صاحب نے اسکا ذکر رانی صاحبہ سے کیا تو دوسرے دن رانی صاحبہ نے مجکو خاص طور پر اپنے مکان مین بلوایا اسوقت ٹہاکر پورن سنگہ موجود تہے رانی صاحبہ نے متوجہ ہوکر راجایان قندہار کے جملہ حالات سنے چونکہ رانی صاحبہ کا تعلق اس خاندان سے ہے بعض واقعات مندرجہ کی انہون نے تصدیق اور راینکی نام کی تصحیح کی خصوص راجہ بہار سنگہ اور راجہ گوپال سنگہ اور راجہ اجی چند گور کے حالات سنکر بہت ہی خوش ہوئین۔ بہار سنگہ کا نام بہار سنگہ بیان فرمایا ۱۲

گنبد چلہ اور ملک | داؤ بھوئی نے جو قندہار کا رہنے والا تھا اپنی بھائی کو ساتھ لیکر تلاش معیشت میں مسافرت اختیار کی حیدرآباد اور مختلف مقامات میں رہکر سرمایہ کافی حاصل کرکے قندہار واپس ہوا ان دونوں بھائیوں کو اولاد نہ تھی اور ان کے پاس دو ہزار روپیہ سے زاید سرمایہ موجود تھا انہوں نے رانی دہرپتا بائی کو دو سو روپیہ نذرانہ دیکر اپنے مکانوں کے پاس حضرت سائکلوے سلطان کے روضہ کیجانب میر کے دائرے کے روبرو شارع عام پر دلور ملک کا چلہ تعمیر کیا اور اسپر خوش نما گنبد بنوایا یہ گنبد بابن جی اسپرگنیش نلگیا ساہوکار کی اہتمام سے ۱۲۵۹ھ میں بنا رہا ہے۔

راجہ ہیرا سنگھ جاگیردار و قلعدار

راجہ ہیرا سنگھ ایوان راجگی قندہار کا جھلملاتا ہوا آخری چراغ تھا اسکی سوتیلی مان دہرپتا بائی نے اسکے فروغ نہ پانیکی بہت تجاویز سوچ رکھے تھے مگر راجہ کی خیرخواہ راجہ کی کامیابی کی کوشش میں مصروف تھے

راجہ رام بخش بہادر کی پیشکاری | اسعرصہ میں ۱۱ شعبان ۱۲۵۹ھ کو مہاراجہ چندولعل بہادر خدمت پیشکاری سے علیحدہ ہوئے اور اسی تاریخ راجہ رام بخش بہادر پیشکاری کی خدمت پر سرفراز ہوئے اس عزل ونصب کی سپرایہ میں راجہ کے سچے خیرخواہوں کی کوشش کارگر ہوگئی اور ۱۲۶۰ھ میں پیشگاہ اعلیحضرت نواب ناصرالدولہ بہادر نظام الملک نظام الدولہ میرفرخندہ علیخان فتح جنگ آصف جاہ بہادر سے بمہر نیابت دیوانی راجہ رام بخش بہادر پیشکار سند جاگیرداری و قلعداری سرفراز ہوئی۔ ہیرا سنگھ مستقل راجہ ہوگیا یہ راجہ نہایت سنجیدہ اور حلیم الطبع تھا اسنے اپنی سوتیلی مان دہرپتا بائی اور دونو متوفی بھائیوں کے بیویان رانی لبسنت کنور بائی ورانی سیوسندر بای کے ساتھ عمدہ سلوک کیا اور اونکی اطاعت گذاری میں سرمو فرق نکیا

رانی دہرپتا بائی کی موت | بوڑھی دہرپتا بائی کو دو جوان بیٹیوں کے مرنیکے غم کے علاوہ سوتیلے بیٹے کو راج کرتے ہوئے دیکھکر سخت صدمہ ہوا۔ اور وہ بیمار ہوگئی اور ایک سال تک عارضہ تپ دق میں مبتلا رہکر ۱۲۶۱ھ میں دنیا کو چھوڑا اسکا مادہ بھی راجاؤں کے احاطے کے پاس ہے۔

ہیرا سنگھ کی عملداری میں بھوسلے سنگھ کوتوال شہر اور رامان پوریت جی کارپرداز مقرر ہوئے

شیخ لاڈلے دیکھہ اور بندہ علی درونہ صاحب امتیازی ملازمین میں شامل تھے جلال بیگ۔ گولہ انداز میر آتش مقرر ہوا جملہ کارخانجات کے ملازمین بدستور اپنی اپنی خدمتوں پر کار

راجہ پر پہلا قاتلانہ حملہ

دھرتا بائی کے مرنیکے بعد بھی راجہ کو خانگی جھگڑوں سے فرصت نہ ملی بعض راجپوت لبسنت کنور بائی زوجہ راجہ اجگر سنگھ کے طرفدار رہنے ہوئے رانی کو ہیرا سنگھ کا مخالف بنانے کی کوشش کر رہے تھے اور یہ خیال تھا کہ اگر ہیرا سنگھ سندر اجگی سے اٹھہ جائے تو رانی کنور بائی حاکم رہنے کا حق حاصل ہو۔ یا نہیں تو وہ اپنے بھائی جن سنگھ کو راجہ بنا سکتی ہے ایسے خیالات والے طرفدار راجپوتوں نے موقع پاکر راجہ پر قاتلانہ حملہ کر دیا مگر عین موقع پر راجہ کے خیر خواہ ملازمین بہم پہونچ گئے طرفین سے تلواریں کھنچیں۔ راجہ کو کسی طرح کا گزند نہیں پہونچا مصلحتاً راجہ نے اپنی بہادری سے صفائی حاصل کرلی اور اس کی اطاعت گذاری میں کوتاہی نکی۔

راجہ پر دوسرا حملہ

پہلے واقعہ کو گذرے ہوئے ابھی ایک سال پورا نہ ہوا تھا کہ ایک روز عین دوپہر کے وقت اپنی بہادر لبسنت کنور بائی کی طلبی پر راجہ گلاب محل میں گیا۔ رہان بجائے لبسنت کنور بائی کے رتن سنگھ راجپوت کو مسلح پایا۔ راجہ اس راجپوت کی تیوری بدلی ہوئی دیکھکر واپس ہوا چاہتا تھا کہ راجپوت نے راجہ پر وار کر دیا۔ راجہ پہرتی سے دار خالی دیکر دروازہ کے باہر ہوگیا۔ راجہ کے زندہ بچ جانے سے راجپوت پر خوف کے آثار نمایاں ہوگئے راجہ کے حکم سے وہ گرفتار کر لیا گیا۔ کچہری میں راجہ نے اپنے معزز ملازمین اور عام رعیت کو جمع کرکے اس راجپوت کے چالبازی اور بہادری سے بچ رہنے کا حال مطلع کیا۔ اور اس کے سیدھے ہاتھہ کے پانچ انگلیوں میں مشعل باندھکر جلوا دیا اور قلعہ سے نکلوا دیا اس سزا سے دربار کے مخالف گروہ کے دلپر خوف پیدا کر دیا پھر کیسکو راجہ کے خلاف سازش کرنیکی جرأت نہیں ہوئی۔

ستان شاہ راجہ کا وصال

بتاریخ ۶ شوال ۱۲۶۷ھ حضرت ستان شاہ صاحب مجذوب کا قاضی محلہ کی مسجد میں انتقال ہوا آپکی لاش نیلی کہاں کے پاس تالاب کے کنارے دفن کی گئی ہے۔

قوم روہیلہ کا حملہ اور ہمنت سنگھ کی حکومت

ہمنت سنگھ دابکہ کا جاگیردار راجہ اجی چند گور راجۂ قندہار کے اولاد سے تھا خاندان راجگی کے خانگی جھگڑے ضعف حکومت اور رعایا کی بددلی کے واقعات سن سن کر قندہار کے راجگی کی ہوس اسکو پیدا ہو گئی مگر اس خیال کو پورا کرنیکے لئے زر کی ضرورت تھی اور اسی ضرورت نے اسکے دلی جوش کو روکدیا - اسعرصہ مین اجی راؤ محرد بہادر راؤ پٹواری لوہاگمانشتہ دیسمکھ جنکو گلاب سنگھ کے عہد حکومت سے خاندان راجگی کے ساتھ دلی عداوت تھی ہمنت سنگھ کے پاس پہنچے اور راجہ کی بے سروسامانی کی حالت سے خبردار کرکے قلعہ قندہار پر حملہ کرنیکی ترغیب دی اور کامیابی تک اخراجات جمعیت کے خود کفیل بننے کا وعدہ کیا - ہمنت سنگھ کے خیال کو اس غیبی تائید نے بااثر بنا دیا اور اسنے نہایت خوشی کے ساتھ اپنی مستعدی ظاہر کردی یہہ وہ غیر اطمینان زمانہ تھا کہ اضلاع مرہٹواڑی مین قوم روہیلہ اور پنڈارے لٹیرے غول کے غول لوٹ مار کرتے ہوئے گشت لگاتے پھرتے تھے - اور ان لٹیرے سرغنونکی یہہ عین خواہش ہوتی ہے کہ کوئی سرپرست مل جائے اور وہ اپنے ناجایز حقوق کیلئے کسی تصبہ کی راجہ اور دیسمکھ پر حملہ کرے تو یہہ جماعت ان کے لوٹنے اور بستی کو تاراج اور برباد کرنے مین شامل ہو اجی راؤ اور بہادر راؤ نے اپنی کفالت پر یسین خان جمعدار روہیلہ کے توسط سے قریب پانسو روپیہ کے فراہم کرلیا اور بیقاعدہ جمعیت دابکہ کی قریب جمع ہوئی اس مشورہ سے گوبند بڑدائی اور رگھناتھ بچھوار ساہوکاران قندہار واقف تھے انہون نے اپنا اثاثہ و زیورات و نقدی موضع گولی گانون مین جو قندہار سے جانب غربی -

---

سلہ راجہ اجی چند گور کے بیٹے تیج سنگھ ان کر چار بیٹے - بیجے بہادر لاولد فوت ہوئے (۲) موتی سنگھ جاگیردار دابکہ (۳) کنور جی سنگھ جاگیردار قندہار (۴) دیت سنگھ لاولد فوت ہوئے - موتی سنگھ جاگیردار دابکہ کے دو فرزند ایک ہمنت سنگھ جس نے قندہار پر فوج روہیلہ کی حمایت مین قبضہ کرکے قید کی سزا پائی دوسرا کندن سنگھ اور کندن سنگھ کے بیٹے فتح سنگھ اور ان کے فرزند سوتے سنگھ جاگیردار دابکہ ہین ، شوال ۱۳۱۵ھ مین بمقام کولاس مجھ سے ملاقات ہوئی ہے خوش اخلاق ملنسار وخوبصورت ہین عمر تخمیناً بیس سال ہوگی ۱۲

چار میل پر ہے۔ نیلکنٹھ بہاؤ ولد آلیسونت راؤ وکیل لشکر کے اطمینان پر رکھوا دیا تھا۔
غرہ صفر ۱۱۶۲ھ میں یہ فوج جسونت سنگھ کی اسری سے شب کے اول حصہ میں چاری دروازہ سے
قصبہ قندہار میں داخل ہوئی۔ یہ سنگھ کو دال بہاؤ راؤ پٹواری سے ملا ہوا تھا جمعیت کی
آمد آمد کی خبر سنکر راجہ کے علاقہ کے جوازن کو چاوڑی سے اوٹھا لیا اور قلعہ میں چلا گیا۔

سید علی صاحب کی شہادت سید علی صاحب راجہ کے قدیمی ملازم اور نہایت جری و عالی حوصلہ شخص تھے۔ اگرچہ بڑھاپے نے اپنا پورا اثر کر لیا تھا تاہم انکی جرأت اور بلند ہمتی میں فرق نہ آیا تھا۔ ان کے دو فرزند سید دل اور سید محی الدین راجہ کے پاس فوجی ملازم تھے دو دن شہر پناہ کی نگرانی اور شہر کی گشت ان کے سپرد تھی۔ اتفاقاً اس روز یہ دونوں سپاہی راجہ کے پاس شہر کی کوٹ کی رپورٹ دینے گئے تھے۔ راجہ نے انہیں اپنے پاس قلعہ میں رکھ لیا تھا فوج روہیل کی داخل آبادی ہو گئی جب سید علی صاحب کو ملی۔ اس بزرگ نے قیاس کیا کہ ضرور دروازہ شہر پناہ پر اپنے دو فرزند بہادر بیٹوں سے مقابلہ ہوا ہوگا اور یہ بھی اطمینان تھا کہ ان دونوں کے زندہ رہنے کی امید نہیں کہ یہ فوج آگے بڑھی ہو بیٹوں کی مار سے جانبکا بچنا یقین ہو گی سردار کی گولی کے تیر سے آپ نے تلوار کھینچکر روہیلوں پر حملہ کیا روہیلوں نے ہر چند منع کیا اور ہٹانا چاہا لیکن آپ نے نہ مانا ایک تو حیدری شجاعت کا غلو دوسرے بیٹوں کی مار سے جانبکا غم بھلا اب ہٹ سکتے تھے۔ وار کرنا شروع کر دئے بہتیرے تنہا اور وہ پانچسو روہیل کا گروہ کیا کہنا ہے سید تھے ہی شہادت نصیب ہوئی روہیلوں کا قبضہ تمام شہر میں ہو چکا۔ ہمت سنگھ راجہ بنتے ہوئے تھے ان کے دو مشیر واجی راؤ محرر و بہاؤ راؤ پٹواری دستور سمن دستور بیساکھی پر کام کرتے رہتے تھے جب ہمت سنگھ اپنی تھوڑی سی فوج سے محصور ہو گیا اسوقت ہمت سنگھ نے بالا راؤ کی بھتیجہ کنور بائی کا بھائی موضع تلیگانون میں تھا ہمت سنگھ نے اسکو بلوا لیا اور چند سوار اور پیادوں کی اور مناسب مقامات پر ناکہ بندی کی۔ اور قلعہ میں رسد پہونچنے کا بہت کیا اگرچہ کسی پر زیادتی نہیں کیگئی مگر ان کے خوف سے رعایا و خوشحال لوگ دوسرے بستیونکو چلے گئے۔

---

۱۲ آپ کا مزار عیدگاہ کی جانب کمان دروازہ کے اندر ہے ۱۲

محمد امین الدین صاحب کثرت کی وفات

ادہر تو یہ ہنگامہ برپا تھا کہ دوسرا سانحہ یہ پیش آیا ۲۲ ربیع الاول ۱۲۶۳ھ کو مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب المتخلص کثرت برادر محتسب قندہار کا بعارضہ بخار انتقال ہوا۔ آپ مشہور شاعر و عالم و فاضل تھے۔ آپکی علمی لیاقت و فضایل کمالات کی وجہ سے تمام روہیل آپ کے معتقد ہوگئے تھے بہت تکلف سے آپکی لاش قاضی محلہ کی مسجد میں دفن کیگئی۔

قلعہ قندہار کے محاصرہ کو پانچ مہینے گذر چکے۔ راجہ بیر اسنگھ کی ہمراہی محصوری سے تنگ آگئے۔ رسد ختم ہو چکی اور ہمنت سنگھ بھی روہیل کی تنخواہ کے تقاضہ سے متردد ہو گیا تھا۔ بیر اسنگھ اور ہمنت سنگھ نے صلح کر لی۔ ہمنت سنگھ قلعہ میں داخل ہو گیا۔ اور زمام حکومت اسکے قبضہ میں آگئی روہیلوں کو ماہوار تنخواہ ہمنت سنگھ ہی طرح دیگا۔ روہیلوں کا تقرر واجی راؤ اور بہادر راؤ کی کفالت پر ہوا تھا روہیلوں نے ان دونو افسروں کو گرفتار کر لیا۔ اور تنخواہ کے طالب ہوئے جس قدر انکی اطاعت کی تھی اسیقدر انکے ساتھ سختی اور مخالفت شروع کی۔

غارتگری اور قوم ہنود کی تباہی

قندہار کے معتبر ساہوکاروں کے مکان لوٹے جانا اور اہل ہنود کو اتمام کی اذیت پہونچنا اور انکی عورات کی بیحرمتی ہونا۔ اسکا الزام گروہ روہیل پر نہیں آتا اس کی باقی رہی دو نو مفسد واجی راؤ محرر و بہادر راؤ چٹواری ہیں۔ روہیلوں نے مطالبہ تنخواہ میں ان دونو کو پکڑ لیا اور اذیت رسانی شروع کی۔ ان مفسدوں نے معتبر ساہوکاروں اور برہمنوں کے مکانات کی نشاندہی کی جب غارتگری اور لوٹ شروع ہو گئی تو روہیلوں کی خصوصیت باقی نہ رہی سبھی قوم کے لٹیرے جمع ہو گئے اور اطمینان کے ساتھ سارا گانو لوٹ لیا انہیں خوفناک دنو میں گوسینجی مہانک کا اجادی دفینہ جسکی تعداد چھ لاکھ ستر ہزار نو سو ستانوے روپیہ چار آنے بیان کی جاتی ہے بہت مشکل اور اذیت رسانی سے نکلوایا گیا۔ منا بھانک کا بھی چار ہزار کا دفینہ سراسر اثاثہ و زیور کے لوٹا گیا۔ انہیں پر حصر نہیں ہے سبھی مہاجن بقال و برہمن لوٹے گئے باوصف اسقدر غارتگری کے روہیلے اپنی تنخواہ اداروی حساب ان دونوں افسروں کو مانگتے جاتے ہے

گروہ گانو کی ناراجی

روہیلوں کی تنخواہ کے تعویض کیلئے واجی راؤ اور بہادر راؤ نے بہت راؤ نائک جانشین ناگوجی راؤ نائک متوفی سے مشورہ لیا۔ انہیں یہ خبر تھی کہ قندہار کے مہاجن کا اثاثہ

دلفتدی گولیگانونمین پوشیدہ کیا گیا ہے - نایک نے اسکی نشان دہی کردی اسلئے ہمنت سنگھ کے جانب سے نیلکنٹ بہاؤ راؤ کو لکھا گیا کہ جو کچھ قندہار کے ساہوکارون کا مال بنظر حفاظت وہان رکھا گیا ہے بھیجدیا جاوے - ورنہ جبراً چھین لیا جائیگا - نیلکنٹ راؤ نے موجودگی مال سے انکار کردیا اسلئے ہمنت سنگھ کے حکم سے شیوپرشاد کارپرداز و مہتاب سنگھ وجیت سنگھ جمعدار سکھان ویلین خان جمعدار روہیل نے اپنی اپنی جمعیت کے ساتھ گولیگانون پہونچکر گڈہی کا محاصرہ کرلیا - گڈہی نہایت مستحکم تھی اور اسکے حفاظت پر دکنی اور کولی سپاہی متعین تھے انہون نے گولی چلائی روہیلے زخمی ہوئے مگر روہیل کا گروہ زیادہ تھا گڈہی پر سخت حملہ کیا گیا - ایک کولی سپاہی نے اپنی بندوق سے بارہ روہیلے مار ڈالے تاہم روہیلون نے گڈہی فتح کرلی نیلکنٹ بہاؤ راؤ اور اسکے ہمراہی موقع پاکر بھاگ گئے فتحیاب گروہ نے خاطر خواہ تمام بستی کو لوٹ لیا اور اسکی بربادی مین کوئی کمی نکی - روہیلے پھر قندہار مین جمع ہوگئے اور تنخواہ کا تقاضا پھر اپنے افسرون پر شروع کردیا -

نواب اعتضاد جنگ بہادر کا تسلط اور روہیل کا اخراج

نواب سراج الملک کی وزارت ۱۷ ذیقعدہ ۱۲۶۲ھ چارشنبہ کے روز نواب سراج الملک بہادر عہدہ دیوانی پر ممتاز ہوچکے تھے اور پیشکاری کی خدمت بدستور راجہ رام بخش بہادر کے سپرد تھی - اور پرگنہ قندہار کے دیہات و تعلقہ دیگلور وغیرہ کی تعلقداری حسب سابق نواب اعتضاد جنگ بہادر کے تفویض تھی گولیگانون کے لوٹے جانے سے ساہوکارون نے نواب صاحب کے خدمت مین عرضیان پیش کین نواب نے عالیجناب مدار المہام سے روہیلون کے اخراج کے لئے جمعیت کی امداد چاہی - اسعرصہ مین وقایع نگارون نے قندہار کی تاراجی اور روہیل کے ظلم و زیادتی کی کیفیت دربار مدار المہامی تک پہونچائی - روہیل کے اخراج کیلئے دفتر دیوانی سے نوابصاحب کے نام حکم پہونچا - اور جمعیت بھی امداد کے لئے ملی - نوابصاحب موصوف چارسو جمعیت پیدل علاقہ دیوانی اور دوسو پچاس سوار اور دو توپ ساتھ لئے ہوئے فایز قندہار ہوکر عیدگاہ کے قریب فرنزن ہوئے - ہمنت سنگھ نے روہیلون کو قلعہ مین جمع کرلیا اور مقابلہ کیلئے تیار ہوگیا نواب کی امداد

کے لئے مسٹر جان پنگلس کپتان صرفخاص کے علاقہ کے چار سو جوانان لین باقاعدہ و جگیر سنگھ صوبیدار ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۲ھ مین داخل قندہار ہوئے۔ اور نواب صاحب نے مورچہ عیدگاہ کی ٹیکری پر جانب غربی و جنوبی قلعہ بمقابل دشمن توڑ توپ قایم کیا اور گولہ اندازی شروع ہوگئی۔ اندرنون فوج کنجنٹ متعینہ چھاؤنی ہنگولی سرکوبی رواہل اور پنڈارے وٹیرے کیلئے اضلاع مرہٹواری مین گشت لگایا کرتی تہی۔ سرکار عالی کے حکم سے باقاعدہ لین کی چار کمپنیان اور چار توپ بیل گاڑی بسرکردگی کپتان ایڈے صاحب بہادر داول رسالہ کا ایک اسکوارڈن یعنے دو سو سوار جسمین مرزا واحد علی بیگ جمعدار بہی تہے۔ قندہار پہونچین۔ کنجنٹ کی فوج نے تالاب کے کنارے پر بمقابلہ عنبر شاہی توپ مورچہ قایم کیا۔ اور توپین استوار کرکے چھ گولے بم کے مسلسل قلعہ مین اتارے چار گولے تو بیکار گئے مگر دو گولے قلعہ کے بیچ مین اوترکر اپنی عادت کے موافق پھٹے محصورین کو ضرر نہین پہونچا قلعہ کے محفوظ مقامون مین لوگ چھپے ہوئے تہے مگر اونکی مہیب آواز نے قلعہ والون کے دلون مین ہیبت ڈالدی ہمنت سنگھ نے اپنی فوج کو ہیبت زدہ دیکھکر صلح کا سفید جھنڈا اعنبر شاہی برج پر کھڑا کیا تمام لشکر مین امن و صلح کی شہرت ہوگئی اور جگیر سنگھ صوبہ دار لین نے قلعہ مین جاکر ہمنت سے صلح کی شرایط پیش کئے۔ فوج افغان و سکھہ نے بعوض عطائے تنخواہ بقایا قلعہ خالی کرنے پر رضامندی ظاہر کی۔ نواب صاحب نے تنخواہ دینے کا وعدہ کرلیا۔ روہیلے اور سکھہ قلعہ کے باہر ہوگئے۔ نواب نے ہمنت سنگھ کے فوجکی کل تنخواہ کا تصفیہ کرکے انکا اخراج کیا۔ راجہ ہیرا سنگھ و ہمنت سنگھ۔ جان پنگلس کے لین کے ساتھہ جگیر سنگھ کی نگرانی مین حیدرآباد بہیجے گئے کنجنٹ کی فوج معہ افسران اپنے مستقر پر واپس ہوگئی۔ نواب صاحب کا قبضہ قلعہ پر ہوگیا۔ نواب صاحب نے قندہار کے مسلمانونکی دعوت تکلف کے ساتھہ رباج محل مین کی۔

راجہ ہیرا سنگھ کا دوبارا قبضہ

ہمنت سنگھ کے غاصبانہ قبضہ اور قندہار کی غارتگری کی تحقیقات اجلاس مدار المہامی مین شروع ہوئی۔ قندہار سے شریعت پناہ اور معزز ساہوکار بلوائے گئے اگرچہ خدمت قضا

قاضی غلام محمد صاحب مولانا غلام علی صاحب کے بیٹے اور محمد سراج الدین صاحب کے پوتے کے نام تھی مگر بذات خود قاضی سراج الدین صاحب اور محمد رحیم الدین صاحب محتسب قندہار حیدرآباد آئے اور نیز رام مہاجن علاقہ ہرپاجی مہاجن دستیہ جیس مہاجن دبالاجی سیٹھ وناگوجی مقدم وامرت راؤ پٹواڑی پانڈری رتھا دیو راؤ پٹواری کالی شہادت لین حاضر ہوئے اس دریافت کا سلسلہ چھ مہینے تک جاری رہا۔ بہمنت سنگھ پر جرم ثابت ہوا اور وہ مقید کر دیا گیا اور اسکی جاگیر موضع دابکہ بالعوض رقم ہیرا سنگھ کے تفویض کر دیگئی رقم تنخواہ رواہل واخراجات فوجکشی اٹھارا ہزار روپیہ ہیرا سنگھ کی جانب واجب الادا ٹھہرائے گئے اور اس رقم کی ادائی پر دوبارا قبضہ قلعہ قندہار پر ولانیکا حکم ہوا۔ ہیرا سنگھ نے بذریعہ اودے سنگھ بھدار جمعدار چمنی لعل گماشتہ ساہو کار سے بکفالت محاصل بالاگھاٹی قصبہ قندہار قرض حاصل کیا رقم خزانہ سرکار میں داخل کر دیگئی اور راجہ ہیرا سنگھ دوبارہ خدمت قلعداری وجاگیرداری سے سرفراز ہو کر قندہار واپس آیا اور موضع دابکہ کے ضبطی کی تاکید مورخہ غرہ رجب ۱۲۰۱ھ راجہ ہیرا سنگھ کو ملی مگر موضع مذکور پر بہمنت سنگھ کا بھائی کندن سنگھ قابض رہا۔ قندہار پر جمعی لعل گماشتہ ساہو کے جانب سے محمد عبد اللہ ولد محمد حسین نائب مقرر

سید شاہ حبیب پیر اور [illegible] جاوری کی وفات ۱۲۶۴ھ مین ۱۰ ذیحجہ کو سید شاہ صاحب پیر ان حسینی صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ نے وفات پائی آپکو کوئی اولاد نہ تھی اسلئے آپ کی اہل برادری سید شاہ حمید رضا ابن سید شاہ غلام علی صاحب مسند سجادگی پر روئق افروز ہوئے۔

سندھیون کا ابتدائی تبقہ اور راجہ ہیرا سنگھ کا انتقال

ہیرا سنگھ کو دوبارہ راج پائے ہوئے تھوڑے ہی دن گذرے تھے کہ بقایائے رقم دربار جنچ وچوتھ وقانون گوئی کا تقاضا دفتر مال کی جانب سے شروع ہوا۔ اور دفتر مال راجہ رام پرشاد لالہ بہادر سے متعلق تھا اور سندھیون کے سررشتہ کا تعلق ان کے بھائی راجہ اجاگر چند رائے بہادر سے تھا۔ اسلئے راجہ محمد بچل خان رسالدار سندھیو کو حکم دیا کہ رقم بقایائے مذکور کے وصول کیلئے ہیرا سنگھ جاگیردار قندہار پر جوانان سندھی مزاول لے جائیں۔ رسالدار کے حکم سے فتح محمد جمعدار معہ دس جوان سندھی قندہار پہونچے۔ اور ادائے رقم کا تقاضا کیا اسوقت راج کی حالت ابتر تھی ساہو کار کا

کار پرداز محمد عبداللہ انگذاری کی تحصیل پر پورا قابض تھا۔ اخراجات معینہ کے سوائے ۔ ہیرا سنگھ کو جاگیر سے کچھ بھی نہیں ملتا تھا اپنے خاندانکی پرورش بہت کفایت اور تنگی سے کیا کرتا اس نئے تقاضے اور جوانان سزاولی کے اخراجات سے پریشان ہوگیا اور بدیں مجبوری باستصواب راجہ صاحب موصوف محمد بچل خان رسالدار سے قرضہ لیکر جنی لعل کی استصوابی رقم و بقایائے سرکاری وغیرہ ادا کی۔ اور اداسے قرضہ میں اپنی سرداری جاگیر رہن دیدی صرف اکیسو روپیہ ماہوار اپنے خاندان کی پرورش کیلئے لیا کرتا اور قلعہ قندہار میں اپنے بزرگوان کے پرانے مکانوں پر قبضہ کئے ہوئے زندگی کے دن پورے کر رہا تھا نیابت قندہار پر ملک محمد جمعدار و سرنیواس راؤ پنیکار منجانب محمد بچلی خان رسالدار مقرر تھے۔ بے لطفی سے زندگی بسر کرتے ہوئے راجہ کو زیادہ سال نہ گذرے تھے کہ اسکا مزاج علیل ہوگیا۔ اور تمام جسم پر آبلے پیدا ہوگئے اور ان آبلوں میں بلا کی سوزش ہوتی گئی۔ آخر جب اسقدر بڑھ گئی کہ اسکے ضبط سے راجہ جانبر نہ ہوسکا اور ۱۲۶۵ھ میں مرگیا اس آخری راجہ کی جلی ہوئی راکھ کی سمادھ بھی اسکے بزرگوں کے دائرہ قبور میں بنائی گئی ہے۔

محمد بچل خان سندھی رسالدار کا قبضہ

ہیرا سنگھ کے مرنیکے بعد ٹہاکر مین سنگھ نے اپنی بہن بنت کنور بائی زوجہ گلاب سنگھ کو مالک بنا کر خود اسکی جانب سے حکومت کرنا چاہی۔ مگر اس زمانے کے پورے ہونے کیواسطے روپیکی ضرورت تھی۔ اور روپیوں کا اس خاندان میں قحط تھا تاہم تین سنگھ رسالدار کے خلاف سازشوں میں شریک تھا اور جو معاہدہ ہیرا سنگھ اور محمد بچل خان میں ہوا تھا ٹہاکر مین سنگھ نے اسکے خلاف عمل کرنا چاہا۔ اس لئے ماضیہ زمانہ کے طرز پر مصلحت وقت کے لحاظ سے رسالدار نے مین سنگھ کو نظر بند کرادیا اور راہنون پر پہرہ نگرانی رکھی کہ وہ کسی سے ملنے اور مشورہ کرنے نپائین۔ اس جاگیر کی کفالت پر رسالدار بہت سا روپیہ قرضہ دیچکا تھا اسکے وصول کے علاوہ ایسی زرخیز جاگیر و مشہور قلعہ کو واپس دینا کب پسند ہوسکتا تھا۔

راجہ رام بخش بہادر کی دوبارہ سرداری	۱۲۶۵ھ
راجہ رام بخش بہادر بعد معزولی دوسرے مرتبہ ۲۳ شوال	

مین خدمت دیوانی پر سرفراز ہو چکے تھے - رسالدار کو مناسب موقع مل گیا -

تبدیل سند جاگیر

اور اسنے کوشش کر کے سند جاگیرداری و قلعداری بشمول خیچ احشام وتنخواہ جوانان سندہیان بہ مہر نیابت دیوانی راجہ بہادر موصوف ۱۹ ذیحجہ ۱۲۶۵ھ کو اپنے بیٹے عمر خان ثانی کے نام پر حاصل کی - رسالدار کیجانب سے ملک محمد جمعدار نائب قلعہ قندہار مین مقیم تھا - اور سر ہنوآس رائڈ بدستور شیکاری کی خدمت اور اکرتا تھا ۱۲۶۱ھ مطابق ۱۸۴۵ء تک ملک محمد جمعدار نے نہایت دیانت داری سے اپنی خدمت کو انجام دیا -

محمد عمر خان کلان رسالدار سندہی کا ماضیہ حال

محمد عمر خان ضلع لاڑ سندہ حیدرآباد کا رہنے والا ابتدا مین دوسو جوانان سندہی سے دکن مین آیا - اور سرکار نظام کے زمرہ ملازمین مین شامل ہوا اون ایام مین قلعہ کیم کے زمیندار نے بغاوت کی تھی اور اسکی گرفتاری کیلئے فوج شاہی متعین ہو چکی تھی مگر وہ گرفتار نہین ہو سکتا تھا - محمد عمر خان نے اپنے علاقہ کے منتخب سترہ سپاہیونکو ساتھہ لیکر قلعہ مین گھسکر زمیندار کو پکڑ لیا اس کامیابی کیوجہ سے محمد عمر خان کو رسالداری ملی اور رفتہ رفتہ اشارہ سوپاہیونکا افسر ہوا - رسالدار کو کوئی اولاد نرینہ نہ تھی - محمد بچل خان اسکا ہمشیرہ زادہ اور داماد تھا رسالدار کے انتقال کے بعد یہی وارث قرار پایا -

لاکھنا کا سندہ سے آنا اور سندہیون مین نفاق پیدا ہونا

اسعرصہ مین مسمی لاکھنا سندہی رسالدار مرحوم کا برادر زادہ وطن سے آکر اپنے حقوق کا خواستگار ہوا اور سندہیون مین خانہ جنگی کی نوبت پہونچی اور یہہ معاملہ مہاراجہ بہادر کے روبرو پیش ہوا اور مہاراجہ بہادر نے عالی خدمت رسالداری کیلئے ایک لاکھہ روپیہ نذرانہ سرکاری پیش کرنیکا حکم دیا - محمد بچل خان نے ساٹھہ ہزار روپئے نذرانہ کے داخل کر دئے اور چالیس ہزار بعد دینے کا وعدہ کر لیا اسوجہ سے جمعیت سندہیون کی رسالداری کیخدمت اونکو سرفراز ہوئی اور حسب الحکم مہاراجہ بہادر رسالدار مرحوم کے جائداد سے دسہزار روپیہ مسمی لاکھنا سندہی کو دیکر اسکے وطن کو واپس کر دیا گیا اور محمد بچل خان جملہ ملک واملاک پر قابض ہو گیا - اور چالیس ہزار روپیہ بقایا ہے

---

۱ محمد عمر خان رسالدار سندہی کا حال تاریخ گلذار آصفی مین لکھا ہے ۱۲

۲ بعض لوگ ہمشیرہ زادہ بیان کرتے ہین ۱۲

نذرانہ سرکاری بھی مہاراجہ بہادر نے معاف فرما دیا - باوجود اس تصفیہ کے بعض متعصب سندھیون نے رسالدار مرحوم کی بڑی بی بی کو کچھ کا کچھ سمجھا کر اس بات پر آمادہ کیا کہ رسالدار مرحوم کا لاکھن سندھی برادر زادہ ہے اور اسکے حقوق بہ نسبت محمد بچل خان کے زیادہ ہین اسکو ملک و املاک کا مالک بنایا جائے - چنانچہ بڑی رسالدارنی اور محمد بچل خان رسالدار مین کسیقدر رنجش بھی پیدا ہو گئی تھی - اس لئے سندھیون مین دو فریق ہو گئے کچھ تو مرحوم رسالدار کی بی بی کے طرفدار تھے اور کچھ محمد بچل خان کیجانب دار رہتے - یہہ خانگی مناقشہ کی چھیڑ ہو چکی تھی مگر محمد بچل خان رسالدار سنجیدہ اور دور اندیش شخص تھا - اسنے مرحوم رسالدار کی بی بی سے مخالفانہ برتاؤ نہین کیا ملایمت سے پیش آتا رہا - اس لئے فریق مخالف کا پورا داؤ نہ چل سکا - رسالدار نے حکمت عملی سے مفسدون کے استیصال کی راہ نکالی اور ایک ایک کرکے کام سے علیحدہ کرتا گیا -

ملک محمد جمعدار کی بغاوت ملک محمد جمعدار کے مخالفین نے اس موقع پر رسالدار کو سمجھا دیا کہ ملک محمد بھی فریق مخالف سے ملا ہوا ہے اور اسکے ساتھ یہہ بھی ظاہر کر دیا کہ ملک محمد رقم سرکاری اپنے ذاتی مصارف مین لاتا ہے اور راہی نسبت کنور بائی سے سازش رکھتا ہے مخالفین کی پر اثر تقریر نے رسالدار کے خیال کو ملک محمد کیجانب سے پلٹایا اور اسنے بدگمان ہو کر سری نواس راؤ پیشکار کو معہ دفتر بغرض تفہیم حساب طلب کیا فریق مخالفین نے پیشکار پر سات سو روپیہ کی بدرنگالی اور اسکی اذیت رسانی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھا مگر پیشکار نے جمعدار کے خلاف کچھ بھی نکہا - آخر پیشکار کو مقید کرکے ادخال رقم بدر کیلئے قلعہ قندہار مین بھیجدیا -

غلام محمد نائب کا تقرر خدمت نیابت اور پیشکاری قندہار پر غلام محمد[1] سکنہ آندول کا تقرر ہوا اور اسنے دیوان باڑہ مین اپنی کچہری قایم کی - مالی و عدالتی اختیار نائب کو حاصل تھا - ملک محمد کے جملہ اقتدار سلب کر دئے گئے اور وہ بحیثیت ایک فوجی افسر کے قلعہ مین رہا - سرینواس راؤ نے ملک محمد کو جو زار کر دیا اور رسالدار اور انکے طرفدارون کا جو کچھ اونکی نسبت خیال تھا وہ بھی بیان کیا - ملک محمد صاحب عزت آدمی تھا اقتدار کے چھن جانے سے اوسکو سخت خفت ہوئی - علاوہ اسکے پیشکار کے

[1] دیوان باڑہ آبادی قندہار مین ایک سرکاری مکان ہے راجاؤن کے دیوان اور کارپرداز اس مکان مین رہکر سرکاری کام انجام دیا کرتے تھے ۱۲

خوف دلانے سے اوسکو خیال ہوا کہ کہین رسالدار کے ہاتون آبرو ریزی نہو اسنے رانی بسنت کنور بائی اور ٹھاکر مین سنگھ سے مشورہ کیا ان دونون نے اوسکو اپنے مفید مطلب خیال کرکے خوب بہکایا اور رسالدار کی برائیان اور بدعہدی اور خود غرضی جتاکر بغاوت کرنیکی ترغیب دی مین سنگھ نے تسلی آمیز الفاظ مین ناندیڑ سے سکھون کی جمعیت بلوانے اور بذات خود مقابلہ کیلئے مستعد رہنیکی حامی بھری - اور یہہ بھی کہا کہ مرحوم رسالدار کی بی بی کے طرفدار سندھیون کو اپنی جانب کرکے باقی سندھیون کو قلعہ سے نکال دیا جاوے - بعد کامیابی اس قلعہ اور جاگیر کے مختار رسالدار کی بی بی اور اوسکا فرزند تبنی لاکہنا سندھی ہو سکتا ہے -

قلعہ پر سکھون کا قبضہ اور ٹھاکر مین سنگھ کی حکومت

ملک محمد کے دل پر رانی بسنت کنور بائی اور ٹھاکر مین سنگھ کے خیر خواہانہ مشورہ نے پورا اثر کیا اور مین سنگھ کو سکھون کے طلب کرنیکی اجازت دیدی اور انجام کچھہ نہ سوچا - سکھونکے قلعہ قندہار مین داخل ہونیکی تاریخ ۳ چیت بدی ۱۷۷۵ سمت مطابق ۱۶ جمادی الاول ۱۱۷۶ھ سہ روز چہار شنبہ اوایل حصہ شب قرار پائی - مین سنگھ نے تاریخ اور وقت درج کرکے ڈیڑھ سو سکھون کیلئے بقرار داد تنخواہ بارہ پندرہ روپیے منا سنگھ جمعدار سکھان ناندیڑ کو خط لکھا - اور ملک محمد کا مہری خط بہی اپنے خط کی تائید مین ملفوف کیا - یہہ خط موتی جی پٹیل موضع مانپورے کے ذریعے صیغہ راز مین بہیجا گیا تہا - ملک محمد جمعدار نے اپنے مشورے مین سید حسن علیشاہ سندہی اور بقادار شاہ سندہی کو بہی شریک کرلیا تہا جن لوگون پر اعتماد نہ تہا انہین رخصت دیکر مکانون کو جانیکی اجازت دیدی - تہوڑے سے سندہی قلعہ مین رہ گئے تہے - تاریخ مقررہ کے نو بجے شب کو ڈیڑھ سو سکھ برسر کرد گی سدا سکھہ امرتسری ناندیڑ سے آکر قلعہ کے قریب جامع باغ مین ٹہرے رہے ملک محمد کو اسکی خبر ہو نچا دی گئی - قلعہ کے پچھلی جانب سے کمندین لگاکر قریب ایکسو سکھ کے اندر بلوالئے گئے باقی سکھ وقت کے منتظر باغ مین جمع رہے - جب ملک محمد جمعدار کو سکھون کی فوج سے اطمینان ہوا اسنے سندہیون کو جمع کرکے اپنا منشاء ظاہر کردیا - ناواقف سندہی یکایک اس واقعہ کو سنکر اور سکھون کو دیکھکر سخت متردد ہوے - محمد سمرن و محمد علی نازی اور چند اشخاص اس

تجویز سے ناراض ہوگئے - ملک محمد جمعدار نے اونہین قلعہ سے نکالدیا - اور مین سنگہ کی بیڑی کاٹکر ہتیار دے قلعہ پر سکہون کا قبضہ ہوگیا -

مین سنگہ نے مخالف سندہیون کو قلعہ کے باہر بھیجکر دروازون پر سکہون کے پہرے لگادئے سات کے بارا بجے کا وقت تہا - اسیوقت مین سنگہ قلعہ کے باہر نکلا عظیم خان روہیلے نے اسپر حملہ کیا - سکہون نے اسکو زخمی کردیا - اسواقعہ کے بعد دوسرے سندہی جو مقام جنبی کے پہرہ پر متعین تہے منتشر ہوکر چپ چاپ چلدئے - سکہہ لوگ جو جام باغ مین ٹہرے ہوئے تہے مین سنگہ کے پاس حاضر ہوئے اور وہ بہہ چہوٹی سی فوج لیکر بہادر پورہ کہ جو قلعہ سے تہوڑے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے پہونچا - رعایا کے مکانون اور ساہوکارونکی دوکانون سے جسقدر غلّہ فراہم ہوسکا اٹہوا کر قلعہ مین بہیجدیا - اس ضروری کام سے اطمینان حاصل کرکے آبادی قصبہ کیجانب متوجہ ہوا اور درگاہ محلہ مین شیخ حسین و محمد موسی کے مکان کا محاصرہ کیا کیونکہ اون سے اسکو دلی عناد تہا مگر وہ نہ ملے وہان سے دیوان بارے پر غلام محمد نائب کی گرفتاری کی غرض سے پہونچا - اس کے قبل ہی نایب اور سید احمد ڈنڈیہ بہاگ گئے تہے جب مین سنگہ کو انکا پتا نچلا تو چاوڑی پر پہونچا چاوڑی کے محافظ سندہی ہی چلدئے تہے مین سنگہ نے سکہون کا ٹہا نہ بیٹہا دیا - صبح ہوچکی تہی ٹہاکر مین سنگہ ملک محمد کے عمدہ گہوڑے پر سوار ہوکر سکہون کی فوج جلو مین لئے ہوئے نہایت تمکنت کے ساتہہ تمام بستی مین پہرا اور مناسب جائے دیکہہ دیکہکر ناکہ بندی کردی قلعہ اور بستی پر ٹہاکر مین سنگہ کی حکومت اور سکہون کی عملداری ہوگئی ملک محمد منہہ دیکہتا رہگیا

غلام محمد نائب قندہار نے مین سنگہ کے ہاتون جان بچاکر حیدرآباد کی راہ لی اور محمد علی خان رسالدار کے پاس پہونچکر پورا واقعہ بیان کیا قندہار سے گئے ہوئے سندہی قصبہ لاٹ تعلقہ سارنگہ پارٹہ مین جمع ہوئے اور اپنی دردآمیز کہانی رسالدار کو لکہی -

سراج الملک کی وزارت | راجہ رام بخش بہادر ۲ ذیحجہ ۱۲۶۲ھ کو خدمت دیوانی سے معزول ہوچکے تہے - اور نواب سراج الملک بہادر ۲۸ شعبان ۱۲۶۳ھ مین دیوان ہوئے گئے تہے مجمل حال

لہ راجاونکی عملداری مین ڈنڈیہ اس کاندار کو کہتے تہے جو قصبہ مذکور پر حاضر رہکر ہر ایک کام کیا کرتا تہا جسطرح دیہات مین مذکوری ہوتا ہے ۱۲

رسالدار نے وثیقہ جاگیرداری نواب موصوف کے ملاحظہ مین پیش کرکے مین سنگہ کی خودسری اور غاصبانہ قبضہ کی کیفیت اور سکھونکی زیادتی اور رعایا کی پریشانی کا حال عمدہ الفاظ مین نواب موصوف سے عرض کیا اور مین سنگ سے مقابلہ کرکے قلعہ واپس لینے کی تحریری اجازت چاہی نواب صاحب نے رسالدار کی خاطر خواہ احکام لکھدیے حکم کے ساتھ ہی رسالدار اپنے آور دہ سندھیون اور سوارون کو جو متفرق مقامات پر متعین تھے قصبہ لاٹ پر جو قندہار سے دس میل ہے جمع ہونیکا حکم دیا ڈونگر سنگھ کے علاقہ کے پچیس راٹھور دس دس روپئے ماہوار پر ملازم رکھلئے اور طرہ باز خان جمعدار و نور خان رسالدار روہیل کی علاقہ سے چار سو روہیلے لیکر یہہ معاہدہ کیا گیا کہ قلعہ قندہار پر قبضہ ہونیکے بعد پانچہزار روپیہ دیے جائینگے یہہ سب کی سب فوج قصبہ لاٹ پر پہنچی گئی جسکی تعداد بشمول پیدل و سوار دو ہزار تھی اور یہہ فوج جیون خان جمعدار سندھی کے ماتحت آخر حصہ ماہ جمادی الثانی ۱۲۶۸ھ مین لاٹ سے سیدھے قندہار پر پہونچی۔

سندھیون اور سکھون کا فوجی مقابلہ مین سنگہ کو سندھیون کے ارادہ کی خبر مل چکی تھی اس نے قلعہ مین رسد بہم پہونچنیکا مناسب انتظام کرلیا اور سکھون کو تو مین سر کرنے اور نکلے چلانیکی اس تہوڑی سی مہلت مین اچھی طرح تعلیم کی۔ اور اس مختصر مگر دل والی فوج کو ترتیب دیکر قلعہ اور شہر کی حفاظت کا انتظام کرلیا۔ جب سندھیونکی فوج قندہار کے قریب پہونچی گول ٹیکری کے پاس سے اس فوج کے دو گروہ ہوئے۔ گروہ سوارون امرت کنڈ تالاب شہر کے قبداری دروازہ کے جانب رجوع ہوا اور دوسرا گروہ پیدلون کا ارنگ پورہ کی فصیل کو نیچی نیچی ہوتے ہوئے کوٹ بازار تک پہونچا۔ سوارون کی فوج ہاتی نالہ عبور کرکے دامن تالاب مین پہونچی۔ قلعہ سے گولہ باری شروع ہوگئی مگر سوار بہت تیزی سے میدان کنارہ تالاب سے نکل گئے توپ کے گولون سے انہین کسیطرح ضرر نہین پہونچا البتہ ایک ہجام کا لڑکا یا بو سوارون کی فوج کے پیچھے چلا آرہا تھا توپ کا گولہ اپنی قوت زایل ہونیکے بعد زمین بوسی کو جھک رہا تھا یا بو کی پیٹھ کے پچھلے حصہ کو دھکا دیتا ہوا آگے بڑھ کے گر گیا اس صدمہ سے یا بو تو مر گیا مگر سوار محافظ حقیقی کے حفاظت مین رہا۔ اور اوٹھہ کر چلدیا۔ سوارونکی فوج فصیل کے قریب

فتح برج کے مقابل پہونچی سکھون نے بندوقین سر کین۔ ادہر سے ہی جواب ملا۔ آنے والی فوج نے تیزی سے آگے بڑہتے ہوئے جلد جلد بندوقین فیر کین تعداد بہی زیادہ تہی۔ آخر سکھون کو برج چہوڑنا پڑا۔ سب سکھون نے جمع ہوکر بدوارہ دروازہ پر غنیم کے سوار دن کو روکنیکی کوشش کی مگر بیکار گئی۔ سوار بالکل قریب پہونچ گئے اسقدر فوج کے روبرو تہوڑے سے سکھونکا مقابل ٹہرے رہنا قرین مصلحت نتہا۔ جان بچاکر چادڑی کے متعینہ سکھون کو ساتہہ لیکر قلعہ کیجانب چلدئے۔ سندہیون نے بستی پر قبضہ کرلیا شاہ قرار کی مسجد اور چادڑی کے مابین سڑک سونکر کسی سکہ کی گولی سے مارا گیا پیدل سندہیونکی جماعت کا جو کوٹ بازار تک پہونچ گئی تہی تین سنگہ کے ساتہہ مقابلہ ہوا۔ اور اس معرکہ مین عمر سندہی داماد جیون خان اور اللہ رکہا سندہی و محمد ہاشم سپاہی مارے گئے اور سندہی آگے بڑہتے چلے تین سنگہ سکھون کو قلعہ کے نزدیک ہٹا لایا سندہی بستی مین گہس گئے۔ قبضہ پر سندہیونکا قبضہ ہوگیا اور سکھون نے قلعہ سنبہالا۔

ان تینون سپاہیون کے لاشین توپون کے زد مین پڑی ہوئی تہین ان نعشون کے مطالبہ کیلئے جیونخان جمعدار نے محمد پیر خادم درگاہ و مذکر شاہ درویش کو تین سنگہ کے پاس بہیجا تین سنگہ نے اپنی فوجکی تعداد مین ہی تین سکھونکی کمی پائی اونکی نعشین مسلمانون سے طلب کین جب تک تین سندہیون نے سکھون کی تلاش کی وہ تینون سکہ سری چند ساہوکار کی حویلی مین جیسے ہوئے زندہ و دستیاب ہوئے۔ سندہیون نے اون تینون سکھون کو قتل کرکے نعشین تین سنگہ کے پاس بہیجدین اور سندہیون کے تین نعشین سکھون سے لیکر دفنا دین۔

سندہیون نے قلعہ کے اطراف دور دور تک ناکہ بندی کرکے رسد روکدی تہی۔ تین سنگہ نے کئی بار سکھونکی جمعیت لئے ہوئے قلعہ سے باہر نکال کر سندہیونپر حملہ کیا مگر اسکو کامیابی نہین ہوئی۔ جب محاصرہ مین دن زیادہ گذر گئے۔ تین سنگہ اپنی بہن بسنت کنور بائی کو ساتہہ لیکر سکھونکے مختصر جماعت کے ساتہہ رات کیوقت قلعہ سے باہر نکل گیا اسکا یہ قصد تہا کہ ناندیڑ جاکر سکھون کو فراہم کرکے اپنی جمعیت کی تعداد بڑہائے اور بہن کو حیدرآباد لیجاکر وراثت اور حق رسانی کی دادخواہی کرے اندہیری رات نصف کے اوپر گذر چکی تہی مگر سندہیون نے اس مختصر جماعت کو گہیر لیا اور آگے بڑہنے نہ دیا۔ چالاک تین سنگہ اپنی بہن کو سنبالے ہوئے قلعہ مین واپس آگیا اس معرکہ مین

سندھیون کے ہاتون دو سکھ مارے گئے۔

قلعہ پر سندھیون کا تسلط راجہ کے خاندان کی بربادی اور محمد بچل خان سندھی رسالدار کی عملداری

چھ مہینے کے محاصرہ نے سکھون کو تنگ کر دیا اور غذا کے نہ ملنے سے انہین مونہ کے درخت کی جڑین اور مختلف چیزین کھانے پڑین۔ بیمار ہونے چلے مختلف قوم و پیشہ کے لوگ جو قلعہ مین جمع تھے غذا نہ ملنے سے باہر نکل گئے۔ بلا بتیار رکھنے والونکی سندھیون نے مزاحمت نہ کی۔ قلعہ مین بھن سنگھ اور خاندان راجہ کے لوگ اور سکھ سپاہی رہ گئے تھے۔ جیون خان کی تحریک پر محمد پیر صاحب خادم روضہ بزرگ اور مذکر شاہ درویش نے صلح کار بنکر سکھون کو سمجھایا سکھون نے تنخواہ کے دئے جانے پر قلعہ خالی کر دینے کا وعدہ کر لیا۔ اور جیو نخان نے سکھون کی تنخواہ دلوادی۔ سکھ قلعہ سے نکل گئے۔ ٹھاکر بھن سنگھ کو سندھیون نے قید کر کے قلعہ مین روک لیا اور رانی لبسنت کنور بائی بھن سنگھ کی بہن اور راجہ کلاب سنگھ کی بی بی سندھیونکی حراست مین محمد بچل خان رسالدار کے پاس بھیجدی گئی۔ رانی روپ کنور راجہ سجان سنگھ کی بی بی اور اوسکی لڑکی شام سندر اور رانی چمپا بائی ہیرا سنگھ کی ماں موضع بھوسی مین جاکر سکونت پذیر ہوے۔ اور اس خاندان کے باقی سب لوگ موضع دابکہ کو چلے گئے ملک محمد جمعدار کو سندھیون نے ہر چند تلاش کیا مگر اسکا پتا نچلا۔ اتنی خبر ملی کہ کئی دن آگے ہی وہ قلعہ سے نکل گیا تھا سندھی اور روہیلے قلعہ پر قابض ہو چکے جیو نخان جمعدار نے روہیلون کو قلعہ سے علیحدہ کرنا چاہا اور پانچہزار روپئے وعدہ کے موافق طرہ باز خان اور نور خان کے پاس رسالدار نی بھیجے مگر روہیلون نے اس عذر پر روپیہ لینے سے انکار کر دیا کہ محاصرہ قلعہ مین چھ مہینے گذر چکے اور چار سو روہیلے اس مدت تک تسخیر قلعہ کے لئے جان لڑاتے رہے۔ اس صورت مین پانچہزار روپیہ خرچ کیلئے کافی نہین ہین آخر پہ طے ہوا کہ چار سو روہیلون کی تنخواہ چھ مہینے تک کی

لہ رانی لبسنت کنور بائی حیدرآباد مین کچھ دنون رہکر پھر موضع دابکہ کو واپس آئی اور ۱۳۱۰ھ مین مر گئی۔

رسالدار سے دلادی گئی۔ اور روہیلے قلعہ سے نکل گئے۔ جب سندھیہ نکلا پورا تسلط ہوگیا تو جیونی جمعدار اپنی اصلی خدمت جمعداری پر واپس ہوا امدادی فوج اور دوسرے تعلقات کے متعینہ سندھی اپنی جگہ روانہ ہوگئے

احمد خان نائب محمد بچل خان رسالدار نے حفاظت قلعہ اور خدمت نیابت پر احمد خان کو مقرر کیا صرف دو مہینے تک اسنے کام انجام دیا۔ رسالدار نے احمد خان کو حیدرآباد بلوایا

محمد عثمان نائب احمد خان کی علیحدگی کے بعد محمد عثمان جمعدار کا تقرر ہوا۔ آدمی دیانت دار اور نیا سپاہی تھا سندہ سے آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ ملکی زبان سے بھی ناواقف تھا نیابت جاگیر کا کام پیشکار کے اطمینان پر چلتا تھا۔

ٹھاکر بھین سنگھ کا محبس سے فرار ہونا پھیلی دروازہ سے آگے ہمکال دروازہ کے مقابل دیوار شمال سے راستہ جنوب تک چار کمانین پختہ لداوی ہین۔ جن مین سے ایک کمان کھلی ہوئی ہے۔ اور تین بند ہین قدیم سے اسکو انبار خانہ کہتے ہین اون بند کمانون مین سطح زمین سے پانچ گز بلندی پر ایک ہاتھ عرض اور طول کے تین دریچے تھے۔ بھین سنگھ اس انبار خانہ مین قید تھا دروازہ سنگ خشت سے بند کر دیا گیا تھا۔ اور دریچہ مین سے اسکے ہم قوم آدمی کے ہاتھ سے پانی اور غذا جس مین آٹا کم اور نمک زیادہ ہوتا دیجاتی تھی۔ یہ مضبوط قیدی کبھی کبھی ہوا کھانیکے لئے اوس دریچہ سے سر نکالا کرتا۔ اس مصیبت مین چھ مہینے گذر گئے سنہ ۱۲۶۹ھ مین رات کا نصف حصہ گذریکے بعد جوانان پہرہ کو غافل پاکر دریچہ کے تہرونکو نکال لیا جو کئی دن آگے سے ہی ان تہرون اور اینٹون کے علیحدگی کا سامان فراہم کر چکا تھا قید خانہ سے نکل کر شمال رویہ خندق کھجا جہان پانی کا خزانہ کا ستون ہے پہونچا اور کنگرہ دیوار پر کوٹ سے اپنی پگڑی باندھی۔ اور اسکے سہارے سے پانون مین زنجیر پہنے ہوئے خندق مین اوتر رہا تھا کہ پگڑی ٹوٹ گئی اور وہ دھم سے خندق مین گر پڑا اس دھماکی کی آواز سے خندق دروازہ کے پہرہ والے ہشیار ہوئے مگر انہون نے اسکی جانب توجہ نہین کی کہ اکثر بڑی بڑی مچھلیان شب کیوقت خندق مین اوچھلا کرتی ہین خندق مین پانی کمر سے زاید تھا بھین سنگھ خندق کے حصہ کوٹ کر کے باہر آگیا اور قلعہ سے تھوڑے فاصلہ پر جانیکے بعد بیڑی توڑ ڈالی اور

موضع ہوتل بیل کے جنگل مین ایک شبانہ روز پوشیدہ رہا۔
یہان عثمان خان جمعدار کو صبح خبر ہوئی جوانان محافظ حراست مین رکھے گئے۔ رسالدار کو رپورٹ کیگئی۔ مین سنگہ صحرائے ہوتل بیل سے ناندیڑ گیا۔ تنسا سنگہ جمعدار سکھون کے پاس چند روز رہا۔ پھر حیدرآباد آگیا۔ سندھیون نے مختلف وقت اسکی گرفتاری کی کوشش کی اور گھیر بھی لیا۔ مگر مین سنگہ اونکے ہاتھہ نہ آیا۔ جب مین سنگہ کو ہر طرح سے ناکامیابی ہوئی تو اپنے خاندان کے ساتھہ موضع ڈابکہ مین رہنے لگا۔
مین سنگہ کے فرار ہونے سے غفلت اور لاپروائی کا دہبہ محمد عثمان جمعدار کے نام سے مٹ نہین سکتا ہا اور ملکی زبان نہ جاننے سے جاگیر کے انتظام مین خرابیان پیدا ہوگئی ہتین۔ اس لئے رسالدار نے خدمت نیابت جاگیر و حفاظت قلعہ پر امام بخش جمعدار سندھی کا انتخاب کیا ۱۲۶۹ھ کے اوایل حصہ مین امام بخش جمعدار نے جائزہ خدمت حاصل کیا اور جمعدار کی ماتحتی مین غلام محمد کار پرداز مقرر ہوا۔

وزارت نواب سر سالار جنگ بہادر و پیشکاری مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر

۱۲۶۹ھ مین ۱۷ شعبان کو پنجشنبہ کے دن نواب سراج الملک بہادر نے رحلت فرمائی اور ۲۲ شعبان سنہ مذکور کو نواب سر سالار جنگ مختار الملک بہادر پنجشنبہ کے دن خدمت دیوانی و وکالت سے سرفراز ہوئے اور اسی تاریخ مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر عہدہ پیشکاری پر ممتاز ہوے۔

امام بخش جمعدار نایب قندہار

امام بخش جمعدار ایک سپاہی منش اور دلیر آدمی ہتا گو لکھنے پڑھنے مین مہارت نہ ہتی مگر معاملہ فہم خوب ہتا۔ قندہار مین قلعہ کے اندر راجاؤن کے محل مین رہتا ہتا اسکی طرز حکومت کا طریقہ

لہ مین سنگہ کو موافق اوپر لکھا ہے گندمی رنگ مایل بسیاہی اوسط قامت چوڑی سینہ والا مضبوط شخص ہتا اسنے لڑائی کے واقعات جنوسا ہوگا سکے مکان پر میرے روبرو بیان کئے ہتے۔ اور اپنے جسم کے دو ہرا نکر نکالکر متعدد زخم کے علامات دکھلائے ہتے اور یہہ بھی ذکر کیا ہتا کہ سندھیون نے قید مین بہت تکلیفین دین اور غذا مین ایک حصہ آٹا اور دو حصہ نمک دیا جاتا ہتا مین سنگہ سنہ ۱۳۱۱ مین بمقام ڈابکہ فوت ہوا ۱۲

راجاؤن کی عملداری کیطرح رعایا گو لاانداز اور کنہ انداز (جو قلعہ کی دیوار و نکی گہائس اور جہاڑیون کو صاف کرتے ہین) بدستور مامور رہے۔ قلعہ کی مسجد مین بدستور پنج وقتہ باجماعت نماز کا تقرر ہوا۔ اور پنج وقتہ باجماعت و صلوٰۃ پابندی کے ساتھ ہونے لگی۔

نقار خانہ جدید نقار خانہ قدیم سے جلو کی اندر رہتا امام بخش نے قلعہ کے لوہے دروازہ پر قایم کیا جسمین حسب عملدر آمد قدیم پانچ وقت نوبت بجائی جاتی ہی۔

جوگنی دیوی راجاؤن کے عملداری مین قلعہ کے دروازہ کے پاس جنبی کے سفالپوش مکان کے سامنے پیپل و نیم کے درخت کے نیچے پتھر کے تراشے ہوئے بت بہت سے رکھے تھے اور سب بتون کے بیچ بیچ ایک خوبصورت زنانی مورت تھی۔ کسی قدیم بت تراش نے بہت ہی صفائی سے بنایا تھا اس دیوی کا نام جوگنی تھا اور راجپوت اسکی پرستش کیا کرتے تھے۔ امام بخش نے سب کے سب توڑوا کے پھینکدئے۔ البتہ مہکالی دروازہ کے پاس مہکالی دیبی کا چبوترہ قایم رکھا۔ اور قدیم عملدرآمد کے موافق ہنوز کی عید دسہرہ کے روز اس دیبی کے پاس پیپل و پٹواڑی وغیرہ جمع ہو کر بھینسے قتل کروایا کرتے۔

تبدیل نشان قلعہ راجاؤن کی عملداری مین قلعہ کے برج پر سالانہ دسہرہ کے روز گیروا رنگ کا نشان کھڑا کیا جاتا تھا۔ امام بخش نے اپنی عملداری مین سبز رنگ کا نشان بنوایا۔

عاشورخانہ ڈہال وغیرہ امام بخش جمعدار نے جنبی کے روبرو ایک عاشورخانہ بنوایا ہے۔ تالاب کے مینڈ پر ایک پرانی مسجد کالے اسٹونڈولون کے پاس تھی مسجد کی چھت گر گئی تھی صرف دیوارین کھڑی تھین جمعدار نے اون دیوارون کے پتھر منگوا کے اس عاشورخانہ کی دیوار و نمین لگائے اور بہت ہی سرگرمی سے اسکو تیار کیا۔ ماہ محرم مین پانچوین تاریخ ایک چوڑی سپر کو سیدھی سیف چوبین اور دو تیغے دو بازو اور اسکے قریب دو جمیہ باندہکر علم اتار کیا۔ جسکو عوام ہاں صاحب کا علم کہنے لگے اسکے قریب مٹی کا شیر بنایا تھا اور جدید نقار خانہ بھی تیار کیا تھا بہرحال عشرہ شریف کے تکلف اور سوانگ کو اونہون خوب ترقی دی۔

ہرن کے سینگو لگا برآمدہ جمعدار کو نشان اندازی کی پوری مشق تھی شکار کا بہت شوق تھا اسکے

---

۱۲ سنہ ۱۲۷۶ مین اس ہی نمونہ کا علم بنایا گیا ہے جسکو سنتو لوہار نے تیار کیا وہ اب تک موجود ہے ۱۲

باغون سرزمین قندہار کے اسقدر ہرن شکار ہوئے کہ ہرن کے سینگونکو فراہم کرکے بجاے چوبی کلچیون کے سینگون سے چھوٹا سا برآمدہ تیار کیا گیا تہا۔

سید حیدر علیصاحب کی وفات سنہ ۱۲۱۷ھ مین ۲۵ شعبان کو حاجی سید حیدر علیصاحب کا انتقال ہوا یہ شاہین قندہار سے تہے جہاں مکان عقب روضہ بزرگ ہے آپکے پانچ فرزند ہوئے (۱) سید شاہ ولی الدینصاحب (۲) سید اکبر علیصاحب جو اپنے والد کے روبرو قضا کرگئے (۳) سید شاہ صاحب حسینی صاحب بہت ہی لائق حلیم الطبع و نیک نفس ہین آپ سررشتہ پٹہ سرکار عالی مین سمت جنوبی و سمت شمالی کے مہتمی کی خدمت پر مامور رہے اب قندہار مین مقیم ہین کتاب لفنہ پیر آپ ہی کی تصنیف کی ہوئی ہے (۴) سید شیخ حسینی صاحب آپ بسمت مین رہتے ہین اور اپنے خالہ زاد بہائی سید شاہ عفیف الدینصاحب قادری کے جانشین اور ان کے معاش پر قائم ہین (۵) سید پیران حسینی صاحب حیدرآباد مین مقیم ہیے انکا انتقال ہوگیا۔

رحلت نواب ناصر الدولہ بہادر ماہ رمضان شریف کی ۲۲ تاریخ سنہ ۱۲۷۳ھ مین نواب ناصر الدولہ میر فرخندہ علیخان بہادر نے انتقال فرمایا عمر آپکی ۶۶ برس کچھ مہینونکی تہی۔ ۲۸ برس دس مہینے پانچ روز بادشاہت کی۔ بعد انتقال کے غفران منزل آپکا لقب مشہور ہوا صحن مکہ مسجد حیدرآباد مین آپکا مقبرہ ہے آپ کے دو فرزند تہے۔

فرمانروائی نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر

افضل الدولہ بہادر نواب ناصر الدولہ کے فرزند ہین سلخ ربیع الاول سنہ ۱۲۴۳ھ مین پیدا ہوئے

سلہ جسکو اہل دہلی دلکہنو کچھیان کہتی ہین سلہ سید شاہ ولی الدینصاحب کو گلبرگہ شریف کے مشایخ سید شاہ عزالدین صاحب اور حضرت قطب العالمین سید شاہ جمال الدین حسینی تبع برہنہ قدس سرہ کی لڑکی منسوب ہوئی اور آپ مرید و خلیفہ اپنے سسر شاہ عزالدینصاحب کے تہے بہت دنون تک آپنے حیدرآباد مین رہکر عروج حاصل کیا بہت سے لوگ آپ کے مرید ہوئے کہتے ہین کہ سید عنبر خان سامان علاقہ نواب مختار الملک مرحوم آپکے زمرہ مریدین مین شامل ہوا انتا یخ ۲۲ رجب سنہ ۱۲۲۱ھ آپکا انتقال ہوا آپکی قبر آپکے مکان کے صحن مین ہے آپکا انتقال کو چار روز پہلے ۱۸ رجب کو آپکی بی بی مریم بی بی صاحبہ کا انتقال ہوا دونو قبرین برابر بنی ہوئی ہین سلہ ایک نواب میر تہنیت علیخان افضل الدولہ بہادر (۲) نواب میر جہانگیر علیخان (۳) نواب میر

بعد انتقال اپنے والد کے ۲۴ رمضان ۱۲۷۳ھ کو تخت پر جلوس فرمایا۔

اظہار اروہیلونکے مارے جانیکا واقعہ

اسی ۱۲۷۳ھ مین روہیلون کی قوم نے بافسری محبوب خان جمعدار روہیلہ اضلاع مرہٹواڑی کے مختلف مقامات پر خوب لوٹ مار مچای اور بہت سے بستیان ویران و رعایا کو تاراج کر دیا۔ مقامی جمعیت سے اسکا انتظام نہو سکا۔ روز بروز روہیلون کی ظلم و زیادتی بڑھتی چلی اسلئے لیٹری جماعت کی سرکوبی کیلئے فوج کنجنٹ متعینہ منگولی کو کرنل والڈم صاحب بہادر نے تعلقات مرہٹواڑی پر گشت کرکے روہیلونکو گرفتار کرنیکے لئے مقرر کر دیا تہا۔ ضلع ناندیڑ کے تعلقات کے انتظام کیلئے چار کمپنیان مقرر کیگئی تہین سید علی و رام دین لالہ و سنوام سنگہ چہتری و مسٹر ٹاماسرل یہہ چارون کمپنی کے صوبہ دار دو ضرب توپ کے ساتہہ منگولی سے سندگی ہوتے ہوئے ناندیڑ پہونچے۔ وہان سے مانجرہ و سالگرہ آئے سالگرہ مین شب کیوقت توپ کی گاڑی کے چار بیل چوری ہوگئے۔ دوسرے بیل اسی موضع سے تجویز کرکے یہہ جمعیت ناندیڑ واپس ہوا چاہتی تہی کہ اس اثنا مین خبر ملی کہ قصبہ بارآلہی کی گڈہی پر روہیلون نے قبضہ کر لیا ہے بلغار رہونیکر فوج نے گڈہی کا محاصرہ کر لیا۔ روہیلون نے مقابلہ کیا بہت سے مارے گئے تہوڑے سے مجروح ہوکر گرفتار ہوئے اور باقی موضع لنگی کی جانب بہاگ گئے۔ اس معرکہ مین فوج کنجنٹ کا ایک سوار مارا گیا موضع لنگی کا محاصرہ کرکے فوج نے روہیلون کو گہیر لیا جمعدار محبوب خان اور اوسکے ہمراہی روہیلے گرفتار ہوگئے اون قیدیونکو ناندیڑ مین لاکر بمقام سرائے کنارہ روڈ گنگ رکہا گیا اس عرصہ مین جو فوج دہارور کے روہیلونکی گرفتاری کیلئے متعین ہتی قیدیونکو لیکر ناندیڑ پہونچی بارش کا موسم شروع ہوچکا تہا۔ پندرہ روز تک یہہ فوج سکہون کے باغ مین ٹہری رہی۔ بیشگاہ سرکار سے قیدیون کو مجلس قندہار مین رکہنے کا حکم پہونچا لہذا قیدیون کو عربونکے تقدیس کرکے فوج کنجنٹ ہنگولی کیجانب چلی گئی۔ عربونکی حراست مین یہہ روہیلے قیدی قندہار پہونچے۔ امام بخش جمعدار نایب قندہار نے اون قیدیونکو قلعہ کے محبس مین جو ایک خوفناک اور محفوظ مقام ہے مقید کر دیا قیدیونکی نگرانی پر سرکاری عربونکا پہرہ متعین تہا۔ انگریز

یہہ قیدی مجبس قلعہ مین رہے - دوشنبہ کے روز قصبہ مین ہفتہ واری بازار ہوتا ہے - خرید و فروخت کیلئے اطراف دیہات سے آدمی جمع ہوتے ہین - اوس دن اتفاقاً عروب محافظ سب کے سب بازار چلے گئے - صرف ایک عرب اطمینان کے ساتھہ مسمی کیرو باجام کے روبرو بیٹھا ہوا سر کے بال کٹوا رہا تہا - روہیلے موقع پاکر مجبس کا دروازہ توڑ کر نکل گئے - حجام تو بہاگ گیا مگر اس بیباک کو روہیلون نے پتہر سے مار ڈالا - اور قہوہ خانہ مین گہس کر عربون کے ہتیار دن پر قبضہ کر لیا اور قلعہ کے دروازہ کیجانب بڑہے اوسوقت امام بخش جمعدار کچہری مین بیٹھا ہوا تہا حجام مقتل چلا تا ہوا بدحواس ہو پہنچا روہیلے بہی قریب ہی آچکے تہے - جمعدار نے حواس قایم رکہکر قلعہ کا دروازہ بند کروادیا - اور نہایت بہرتی اور جرأت سے ابراہیمی برج کے راستہ سے گلاب محل پر چڑہ گیا - اس عرصہ مین محبوب خان جمعدار اور اوسکے ہمراہی روہیلے کچہری کے روبرو پہونچ گئے محبوب خان روہیلون کے جمعدار نے دروازہ قلعہ کی جانب بڑہنے کا قصد کیا - محمد امام بخش جمعدار سندہی بلند اور محفوظ مقام پر پہونچ کر بندوق اوپر سے تاک کر محبوب خان کو گولی ماردی مجروح محبوب خان زخم خوردہ شیر کیطرح قاتل کیجانب جہپٹا - مگر امام بخش نے اتنی مہلت نہدی - متواتر فیر کرتا رہا محبوب خان اور چند روہیلے مارے گئے باقی روہیلے فصیل قلعہ کیجانب پلٹ گئے اور خندق پر آکر دو کر نکل کر جانیکی کوشش کرنے لگے اس عرصہ مین قیدیون کے رہائی کی کیفیت مشہور ہوگئی محافظ عرب و جوانان سندہی جمع ہوگئے اور روہیلون کو گہیر لیا بہرحال اس ہنگامہ مین اٹہارہ روہیلے مارے گئے اور باقی مجروح دگرفتار ہو کر داخل مجبس ہوئے

عمر باڑی | ۱۲۷۱ھ مین سرزمین قندہار مین دو باڑیان آباد ہوئین - سانیا جنگم مرہٹی ایک آبادی کا بانی ہوا - اور اسکا نام عمر باڑی[1] رکہا گیا کیونکہ جاگیردار قندہار محمد عمر خان رسالدار نے اس جگہ پر یہہ آبادی قایم ہوئی - بیٹلگی کی سند سانیا جنگم کے نام ۱۱ رمضان ۱۲۷۱ھ کو مبلغ جاگیر دار لکہدیگئی اور اس مزرعہ کا محاصل (۵۰) روپیہ

[1] سندہیونکی عملداری بدل جانے سے باڑی کا نام بہی بدل گیا ہے بجائے عمر باڑی جنگم باڑی کے نام سے مشہور ہے ۱۲

قرار دیا گیا۔ اسکی حد بندی اسطرح پر ہوئی مغرب کی جانب زراعت گرماجی پٹیل اور مشرق کے جانب سرحد باچوٹی اور جنوب کے جانب سرحد ہوٹل بیل اور حد شمالی پر متیاط ندی ہے۔

امام باڑی ۱۲۷۳ھ مین مزرعہ دھنگر باڑی کا نام امام بخش کے نام کے لحاظ سے امام باڑی قرار دیا گیا۔ اور سند مینگی کی ۲۷ ربیع الاول ۱۲۷۳ھ کو منجانب جاگیردار کے ہدیگئی اور مزرعہ کا محاصل دوسو پچاس روپیہ قرار پایا۔ حد بندی اسطرح پر کیگئی جانب مشرق پہاڑ اور نگ پورہ شمال کی جانب۔ موضع بھوسی کی کھنڈی جنوب مین باقی نالہ مغرب کی سرحد راستہ دھرماپوری۔

تین قیدیونکو پھانسی کی سزا گوئی پورہ کے پاس کروڑی کے راستہ پر املی کے پانچ درخت تھے جسمین سے اسوقت تین درخت باقی ہین حکامان سلف خونی قیدیون کو اسمقام پر پھانسی کی سزا دیتے تھے اور راجاؤنکی علداری مین یہی وہی مقام قصاص گاہ تھا۔ امام بخش جمعدار کے عمل مین تین ڈاکو خونی۔ والڈ صاحب کے گرفتار کئے ہوئے بغرض حفاظت قلعہ قندہار کی جیل مین ناندیڑ سے بھیجے گئے تھے جسمین ایک مرہٹا اور ایک روہیلا اور ایک دکھنی سپاہی تھا ۱۲۷۹ھ مین انکے جرایم کی تحقیقات کی تکمیل ہوی۔ اور مثل مقدمہ نواب سر سالار جنگ بہادر مدار المہام سرکار عالی کے ملاحظہ مین پیش ہوکر ان کے قتل کا حکم جاری ہوا اور یہ حکم بتوسط محمد بچل خان رسالدار امام بخش جمعدار کے پاس پہونچا۔ جمعدار مذکور نے موافق ان درختون مین تینون قیدیونکو پھانسی دیدی

قاضی محمد سراج الدین صاحب کی وفات شریعت پناہ قاضی محمد سراج الدین صاحب ثانی ابن محمد بدر الدین ۱۲ ذیحجہ ۱۲۷۱ھ مین انتقال ہوا۔ آپ مولوی محمد فیض الدین صاحب محتسب قندہار کے نواسے اور مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے داماد تھے آپ کے دو فرزند ہوئے (۱) بڑے فرزند قاضی غلام محمد صاحب اور (۲) چھوٹے نواب فرخ سید بہادر رہتے انکے دو فرزند قاضی غلام محمد اور انوار الحسین دونو والد کے روبرو قضا کر گئے۔ شریعت پناہ کے چھوٹے فرزند مولوی حافظ محمد شجاع الدین صاحب رہتے آپ کے دو فرزند ہوئے فرزند مولوی حافظ محمد انوار الدین بہادر استاد حضور پر نور دام اجزاہ بلند اقبال مدظلہ العالی آپ کے فرزند قاضی عبد القدوس تھے جو عین عالم شباب مین مدینہ منورہ مین انتقال کر گئے۔ حافظ محمد شجاع الدین صاحب کے چھوٹے فرزند مولوی محمد امیر اللہ صاحب ہین جو اسوقت مسند قضا رات پر جلوہ افروز ہین۔

تقرر عبدالقادر منشی دیوان و پیشکاری جاگیر

۱۲۷۵ھ مین امام بخش جمعدار نے غلام محمد منشی کی شکایت مین رسالدار کے پاس رپورٹ پیش کی۔ جسپر منشی مذکور خدمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔ اور عبدالقادر ساکن بیجاپور کو وہ جائے ملی۔ اور راجیسر راؤ پیشکار کا تقرر ہوا دو سال تک راجیسر راو کار گزار رہکر ۱۲۷۹ھ مین امام بخش جمعدار کی تحریک پر خدمت سے موقوف کیا گیا اور اس جاے پر رامراؤ پیشکار مقرر ہوا۔

سید شاہ حیدر صاحب سجادہ کی وفات اور سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب کی سجادہ نشینی۔

۱۲۷۸ھ مین سید شاہ حیدر صاحب سجادہ نشین روضہ حضرت سانگرے سلطان قدس سرہٗ نے رحلت فرمائی آپ لاولد تھے اسلئے اپکی اہل برادری سے سید شاہ رحمت اللہ حسینی سجادہ نشین ہوئے سید رحمت اللہ حسینی صاحب سید شاہ برہان اللہ حسینی کے فرزند تھے برہان اللہ حسینی صاحب کا ۵ محرم ۱۲۷۰ھ مین انتقال ہوچکا تھا اسلئے سید رحمت اللہ حسینی صاحب نے خلافت و اجازت سید شاہ بدیع الدین صاحب ابن سید شاہ غلام محمد صاحب سے حاصل کی اور سجادہ نشین ہوئے سید شاہ بدیع الدین صاحب مشایخین روضہ حضرت سانگرے سلطان قدس سرہ کی اولاد سے ہین۔

درویش بالنوا اور اہل طبقات کا جھگڑا

بتاریخ ۱۹ رجب ۱۲۷۹ھ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کے عرس مین فقراے بالنوا اور اہل طبقات مین بڑی لڑائی ہوئی۔ قدیم سے دستور ہے کہ عرس کے ایام مین دور دور سے ہر ایک طریقہ کے فقیر جمع ہوتے ہین۔ اور روضہ مقدس کے

---

۱ سید شاہ بدیع الدین صاحب کا بتاریخ ۵ محرم ۱۳۰۹ھ بمقام حیدرآباد انتقال ہوا شاہ صاحب موصوف مذکور کے حقیقی ماموں تھے آپ کے دو فرزند اور ایک دختر بڑے فرزند سید شاہ عنایت اللہ صاحب المعروف صاحب عالم صاحب اور چھوٹے فرزند سید شاہ ہدایت اللہ صاحب المعروف سید یعقوب صاحب دختر کا نام روشن بی بی صاحبہ تھا اور وہ مولف کے برادر کلان مولوی محمد امین الدین صاحب سے منسوب ہوئی تھین ۵ جمادی الثانی ۱۲۹۵ھ مین عارضہ ہیضہ سے انہون نے قضا کی قبر قندہار کے قاضی محلہ کی مسجد مین ہے۔

۲ سید شاہ غلام محمد صاحب کا ۴ شوال ۱۲۷۳ ہجری مین انتقال ہوا آپ کی قبر حضرت سانگرے سلطان قدس سرہ کے گنبد کے پیچھے ہے۔

بیرونی خانقاہ میں جو فقیر دنکا چوک کہلاتا ہے قیام فرماتے ہیں ناندیڑ میں فقیروں کے دو گروہ ہیں - ایک بانوا فقیر کی جماعت ہے جس میں قادریہ چشتیہ وغیرہ طریقے کے فقیر شامل ہیں اور انکے سرگروہ کا استقرار ناندیڑ ہے ۱۲۷۹ھ میں بانوا گروہ کے سرگروہ انگارہ شاہ صاحب درویش تھے دوسری جماعت اہل طبقات کی ہے جس میں مداری فقیر شامل ہیں - اور ناندیڑ گروہ اہل طبقات کا بڑا مقام ہے یہاں حضرت شاہ میران مکھاولی قدس سرہ کا مزار ہے اور اسپر بہت بڑا گنبد بنایا گیا ہے - حضرت مکھاولی صاحب فرقہ عاشقان نوروزی اہل طبقات سے ہیں اور حضرت عبد الغفور داد اکپور گوالیاری کے طریقی پوستے اور حضرت شاہ مرتضے دین پناہ قدس سرہ کے خلیفہ ہیں - جنکا سلسلہ طریقت حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہ سے ملتا ہے اور حضرت شاہ میران مکھاولی کے خلیفہ و جانشین جو یکے بعد دیگرے گذرے ہیں وہ اپنی عمر عالم تجرد میں صرف کرکے "ناڑہ بند" کہلاتے ہیں - ان کا جانشین ان کا مرید و خلیفہ ہوتا ہے اسوقت شاہ جعفر صاحب درویشان اہل طبقات ناندیڑ کے پیشوا ہیں گروہ بانوا کے سرگروہ کا دستور ہے کہ جب کسی بزرگ کا عرس ہو - اپنی جماعت کے ساتھ ہر چوک و چوکنڈی پر تشریف فرما ہوتے ہیں - اور ان کے جلوس کے ساتھ جواز منقرائی رہتا ہے اگر اسکو شاہانہ نوبت کہا جاے تو نامناسب نہوگا - نقیب و چوبدار و کوتوال و خزانہ دار یا بخشی جسکو بھنڈاری کہتے ہیں انکے ہمراہ رہتا ہے ضرورت کے وقت یہ اپنے ماتحت فقیروں پر چوبداری عمل کرتے یکے ہی بطور خود مقتدر ہیں سب فقیران کے حکم کو واجب التعمیل جانتے ہیں کسی فقیر کو گروہ فقرا سے علیحدہ اور خارج کرنیکا انکو

بنائے فساد اہل بانوا و اہل طبقات

ماہ ذیحجہ ۱۲۷۸ھ میں عید کی نماز ادا کرنیکے لئے شاہ جعفر صاحب پالکی میں سوار ہوکر اپنے گروہ اہل طبقات کو ساتھ لئے ہوئے عیدگاہ جا رہے تھے - اور انکی

۱؎ حضرت میران مکھاولی صاحب کا بتاریخ ۱۰ محرم ۱۰۰۰ھ سے وصال ہوا انکے خلیفہ حضرت شاہ فتح اللہ صاحب نوری نے ۱۰۶۴ھ میں رحلت فرمائی ان کے خلیفہ شاہ عبد اللہ صاحب نے ۱۱۱۶ھ میں وفات پائی اور انکے خلیفہ حضرت شاہ عظمت اللہ صاحب ۱۱۴۰ھ میں انتقال کیا - ان کے خلیفہ شاہ عبد الملک صاحب نے ۱۱۶۳ھ میں وفات پائی ان کے خلیفہ حضرت شاہ نور محمد صاحب ۱۱۸۰ھ میں دنیا کو چھوڑا - انکے خلیفہ قائم شاہ صاحب ۱۲۴۰ھ میں ملک جاودانی کو سدھارے انکے خلیفہ شاہ جعفر صاحب جنکے وقت میں گروہ اہل بانوا سے بمقام قندہار تنازع واقع ہوا تھا ۱۲۷۹ھ میں جنت نصیب ہوے ان کے خلیفہ حضرت حاجی شاہ امیر الدین صاحب ناندیڑ میں موجود ہیں ۱۲

سواری کے ساتھ نقیب بولتا جارہا تھا۔ اُن دنون قلندر شاہ نامی باتوا۔ درویش قادریہ طریقہ کا حضرت میٹھے خاں صاحب حیدرآبادی کے ہمراہ حیدرآباد سے اتفاقیہ طور پر قندیڑ آگیا تھا اسکو اہل طبقات کے ساتھ نقیب کا رہنا سخت اعتراض کی نظر سے دیکھا اور اسکو بہ طریق خلاف طریق نظر آیا۔ اور اسیوقت درویشان اہل باتوا سے مخالب ہوکر کہا کہ اہل طبقات کا نقیب ساتھ رکھنے کے مجاز نہین ہین اور نقیب اہل باتوا کیلئے مخصوص ہے اس تقریر کو کچھ ایسے موثر الفاظ مین ادا کیا کہ بہت سے درویشان باتوا اسکی جانب دار ہوگئے۔ جب قلندر شاہ نے اپنی جماعت کو مستعد دیکھا تو غیظ و غضب کے جوش مین مختصر سی جماعت کے ساتھ اہل طبقات کے نقیب پر حملہ کیا مگر فریق مقابل کی تعداد زیادہ تھی یہ کوشش بیکار ہی نہین گئی بلکہ خفت و ندامت بھی اوٹھانی پڑی قلندر شاہ اسکی تلافی قندہار کے ایام عرس پر منحصر رکھکر حیدرآباد چلا آگیا اور اس فساد سے ہر دو فریق کے دلون مین عداوت کا بیج بودیا ایک دوسرے کے جانی دشمن ہوگئے ۱۲۷۹ھ مین جب عرس کا اجلاس ہوا۔ اور ہر یک طریق کے فقرا حسب دستور مجتمع ہوئے شاہ جعفر صاحب بھی گروہ اہل طبقات کے ساتھ پہنچے اس روز قلندر شاہ موجود نہ تھا اسلئے کوئی بات نہین ہوئی دوسرے روز (چراغون کے دن) قلندر شاہ حیدرآباد سے داخل چوک درویشان ہوا۔ باتوا فقیر دونون ایک تازہ جوش پیدا ہوا اور وہ ہمہ تن مستعد ہوکر وقت کے منتظر رہے۔ تیسرے روز جب حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم کے قل کی فاتحہ ہوچکی تو شاہ جعفر صاحب بغرض زیارت روضہ حضرت شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہ پالکی مین سوار ہوکر جارہے تھے انکے نقیب کی صدا کے ساتھ ہی قلندر شاہ اور درویشان باتوا کا جو شور مچ رہا تھا ہوا۔ اور انہون نے نقیب اور شاہ جعفر صاحب کی پالکی پر حملہ کردیا ادہر ہی جماعت برابر کی تھی دونون فریق کے فقیرون نے دیندارون کے طرح خوب دل کھول کر ہاتا پائی کی اور لکوٹ بون اور لاٹھیون کی لڑائی مین کام لیتے گئے اس ہنگامہ مین شاہ جعفر صاحب کی پالکی کی لکڑی ٹوٹ گئی جب بلوہ عظیم ہوگیا تو سید شاہ آغا حسینی صاحب سجادہ روضہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم برآمد ہوئے اور امام بخش جمعدار رسالہ موضع وارداوات پر پہونچ گیا۔ اور یہ ہنگامہ فرو ہوگیا اور شاہ جعفر صاحب اس واقعہ کے دوسرے دن جانب ناندیڑ روانہ ہوئے

انکا تو اسی سال انتقال ہوگیا مگر انکے جانشین حاجی شاہ امیر الدین[1] صاحب قندہار کی چوک پر نہیں ہے

وفات محمد رحیم الدین صاحب محتسب قندہار

مولانا مولوی محمد رحیم الدین صاحب محتسب قندہار کا بتاریخ ۹ ربیع الثانی ۱۲۷۵ھ انتقال ہوا انکے فرزند حاجی مولوی بہاء الدین صاحب سنہ ۱۲۸۰ آمین جب سلسلہ بموجب سنہ

محی الدولہ محمد یار خان بہادر صدر صوبہ جات دکن مورخہ ۱۵ ذیحجہ شکریہ خدمت محتسبی قندہار پر مقرر ہوئے جو اسوقت مسند عہدۂ احتساب پر رونق بخش ہیں

ضلعبندی

نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر مدار المہام سرکار عالی نے ملک کی قدیم ابتر کو اصلاح کے متعلق اسکیم تیار کی اور قدیم آئین ضلع داری و نیابت کو جدید تواعد و ضوابط سے بدل دیا - ملک کے حصوں کو چودہ ضلع پر تقسیم کیا - اور ہر ضلع میں کئی تعلقہ ضرورت کے موافق قرار دئے ممالک محروسہ میں ضلعبندی کا زبردست بندوبست قایم ہوگیا[2] اور سنہ ۱۲۸۳ھ میں ناندیڑ مستقر ضلع قرار پایا - اور مسٹر برنرو جی و بیجا جی اول تعلقدار ضلع ناندیڑ مقرر ہوکر آئے اور انہوں نے باضابطہ جدید تواعد جاری کئے - اس نئے انتظام کے لحاظ سے پرگنہ قندہار ایک تعلقہ تحت ضلع ناندیڑ مقرر ہوا - چونکہ قصبہ قندہار رسالدار سندھی کی جاگیر تھی اور محمد پھل خان رسالدار کا مدار المہام سرکار عالی کے پاس رسوخ تھا - اسلئے تحصیل کچہری کا مستقر قصبہ مکھیڑ قرار پایا اور مرزا علی اکبر بیگ اس تعلقہ کے تحصیلدار ہوئے اور نیا قانون جاری ہوا -

رحلت نواب افضل الدولہ بہادر

سنہ ۱۲۸۵ھ میں تیرہ ذیقعدہ کو جمعہ کے دن نواب افضل الدولہ بہادر نے رحلت فرمائی - آپکی عمر ۴۲ سال کی تھی ۱۲ سال ایک مہینہ ۲۰ روز بادشاہت کی بعد انتقال کے مغفرت مکان آپ کا لقب مشہور رہا - صحن مکہ مسجد حیدرآباد میں دفن کئے گئے -

---

[1] مجھکو حاجی شاہ امیر الدین صاحب سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے آپ نہایت متقی اور پابند صوم و صلوٰۃ حلیم الطبع اور خوش اخلاق ہیں آپکی سواری کا جلوس ہی میں نے دیکھا ہے جلوس میں سب سے پہلے اونٹ پر نقارہ بج رہا تھا اور مداری فقیر ڈنکا جھنجھٹ خوب ہی بجا رہا تھا شاہ فقیر ہی پالکی پر سوار جلوس میں تھا آپ کی پالکی کے آگے ماہی مراتب تھا اور نقیب ہی صدائیں لگا رہا تھا -

[2] مولانا رحیم الدین صاحب کا مزار قاضی محلہ کے مسجد میں ہے -

[3] از تاریخ مفتاح الاخبار

تخت نشینی اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ

ماہ ذیقعدہ کی ۱۶ تاریخ کو اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر[1] فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ بہادر خلد اللہ ملکہ اپنے باپ کی جائے تخت شاہی پر جلوہ افروز ہوئے۔

اجرائی جریدۂ اعلامیہ و تقرر صدر المہامان و صدر تعلقداران

۲۶ رجب ۱۲۸۶ھ م ۱۸۶۹ء کو جریدۂ اعلامیہ سرکار عالی جاری ہوا اور قدیم مجلس مالگذاری برخاست کیگئی۔ اور چار صدر المہام مقرر ہوئے۔

ایک صدر المہام مالگذاری۔ دوسرے صدر المہام کوتوالی۔ تیسرے صدر المہام عدالت۔ چوتھے صدر المہام متفرقات اور ملک کے پانچ سمت قرار دیکر پانچ صدر تعلقدار کا تقرر ہوا صدر تعلقدار سمت غربی کا مستقر بیدر رہا۔ ضلع ناندیڑ اسی سمت مین شامل ہوا۔ اسی سبب سے تعلقہ قندہار صدر تعلقدار سمت غربی مستقر بیدر کے ماتحت ہوگیا۔ مولوی محمد عبدالکریم صاحب صدر تعلقدار اور مولوی آلاودھ صاحب صدر مددگار عدالت بتقریب دورہ قندہار تشریف لائے تھے۔

غلام جیلانی صاحب کی وفات

۱۲۸۶ھ سین غلام جیلانی صاحب کا انتقال ہوا مادہ تاریخ وفات وغفر ہے آپ مولانا محمد امین الدین صاحب کثرت کے منتخب شاگردون سے بڑے عالم تھے بہت سے لوگون نے آپ سے تعلیم پائی شہر استاد آپ کا لقب مشہور رہا آپکے فرزند حسین الدین صاحب بہت خوبو آدمی ہے علمی لیاقت آپکی اچھی تھی آپ نے بھی خوب مدرسی کی اب انکا انتقال ہوگیا ان کے فرزند غلام حیدر موجود ہین۔

وفات شاہ راجو حسینی صاحب و مسند نشینی شاہ اسد اللہ حسینی صاحب

۲۵ ربیع الثانی ۱۲۸۸ھ کو حضرت سید شاہ راجو حسینی صاحب سجادہ روضہ بزرگ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ العزیز سے دنیائے فانی سے رحلت فرمائی اور آپ کے بڑے فرزند حضرت سید شاہ اسد اللہ محمد الحسینی نے مسند سجادگی کو رونق بخشی۔

تغیر و تبدل پیشکاران قندہار

محمد بجل خان رسالدار نے رامراؤ پیشکار کی جائے پر وٹھل راو کا تقرر کیا اس تقرر کو ایک سال گذرا تھا کہ وہ ناقابل ثابت ہوا اور انند راو کا تقرر کیا گیا۔

[1] نواب میر محبوب علیخان بہادر بتاریخ ۶ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ شنبہ کے دن پیدا ہوئے ۱۲

امام بخش کا تبدل اور محمد باگو کا نیابت قندہار پر تقرر

نواب سر سالار جنگ بہادر کی مدبرانہ طرز حکومت اور روشن خیالی نے قانون اور ضابطہ سے امن وچین کی روشنی تمامی قلمرو سرکار نظام خلد اللہ ملکہ میں پھیلا دی تھی۔ ہر ایک موضع کی رعایا کی نظروں سے پہلی جابرانہ طرز حکومت کی تاریکی مٹگئی تھی اور اون کو عدالت اور انصاف کے دروازہ کھلے نظر آنے لگے تھے اور آزادانہ زندگی بسر کرنے کا مزا مل چکا تھا۔ جب دیہات خالصہ سرکار کا تعلقہ قندہار کے رعایا کی زندگی اطمینان سے بسر ہونے لگی تو اسکا اثر خاص قصبۂ قندہار کی رعایا اور ساہوکاروں پر پڑا۔ اور اونکو امام بخش جمعدار کی جابرانہ حکومت کی برداشت نہو سکی رعایا اور ساہوکاروں میں تشویش پھیل گئی باوجود اس کے امام بخش جمعدار نے اپنا طرز عمل نہ بدلا۔ قدیم آدمی تھے قدیم رواج کے پابند رہے۔ آخر انکی سخت گیری کا یہ نتیجہ نکلا کہ تمامی رعایا و ساہوکاران قندہار یکدل ہوکر بعرض استغاثہ جاگیردار کے پاس حیدرآباد روانہ ہوئے۔ محمد بچل خان رسالدار نے ساہوکاروں اور رعایا کو سمجھایا اور دلاسا دیا اور امام بخش جمعدار کو تبدیل کروا دیا اور نیابت قندہار پر محمد باگو عرف بابو سبحان مقرر ہوکر آئے جو محمد بچل خان رسالدار کے نسبتی بھائی تھے گو تحریر سے عاری تھے مگر تیز فہم ہشیار و زیرک تھے۔ باوجود ناخواندگی کے بڑا شریف تھا میں ساہوکاروں اور رعایا کی دلجوئی اور اظہار ہمدردی کیا کرتے۔ خلیق اور حلیم الطبع تھے۔ نیابت جاگیر کا کام بہت ہی خوبی سے انجام دیکر نیکنام رہے۔ انکے عہد میں پیشکاری قندہار کی جاے بہادر راؤ کو ملی

محمد بچل خان رسالدار کا قندہار آنا۔

قندہار کی خوبی اور جنگی قلعہ کے اوصاف اور بزرگان دین کے مقدس مزارونکی زیارت کے شوق میں محمد بچل خان رسالدار قندہار ۱۲۸۶ھ میں آئے قندہار کے سندہیون نے اپنے سلیقہ کے موافق شہر اور قلعہ کے صفائی کا اہتمام کیا اور رسالدار کو بڑی دھوم دھام و فوجی احتشام کے ساتھ آبادی قندہار سے گذرتے ہوئے قلعہ میں لیگئے رسالدار

۱۲ قندہار پر قبضہ سرکاری ہونے کے بعد امام بخش جمعدار آکر قیام پذیر ہوئے جب خالصہ سرکاری ہوگیا تو امام بخش یہیں مقیم رہے معمولی حیثیت سے رہا کرتے تھے قندہار میں انتقال ہوا کوٹ بازار کے پاس انکا مزار ہے ۱۲

اطمینان کے ساتھ قلعہ کی سیر کی۔ اور بزرگان دین کے مقدس قبور کی زیارت سے مشرف ہوکر۔ ہر ایک روضہ مین غلاف و نذرانہ پیش کیا کچھ دنون قندہار مین رہکر پھر حیدرآباد واپس چلے گئے۔

تقرر پٹہ خانہ | ۱۲۸۵ف م ۱۲۹۲ھ بماہ شہریور قندہار مین ہنگامی پٹہ خانہ قایم ہوا محمد شریف الدین متصدی کا تقرر ہوا۔ ایک سال گذرنیکے بعد دے مادالہی ۱۲۸۶ف کو یہان مستقل پٹہ خانہ مقرر کیا گیا

محمد لشکر یخان کی حکومت | محمد لشکر یخان محمد بچل خان رسالدار کے چھوٹے بیٹے تھے۔ بغرض تفریح اپنے متعلقین کے ساتھ یہان آئے۔ اور قلعہ کے کلاب محل مین سکونت اختیار کی مگر جب یہانکی آب و ہوا موافق آئی اور حکومت کا مزا ملا تو آپنے یہین قیام فرمایا ان کے عمل مین دیوان باڑے کی مرمت کروائی گئی اور اونہون نے شیخا پور کے جانب ندی کے کنارہ کی زمین سیٹھی کو انعام دیدیا تھا محمد باگو برائے نام نائب تھے۔ محمد لشکری خان نے عیش و حکومت کا لطف خوب ہی حاصل کیا۔

محمد بچل خان کا انتقال قندہار پر سرکاری ضبطی

بتاریخ ۱۰ رجب ۱۲۹۱ھ محمد بچل خان رسالدار کا حیدرآباد مین انتقال ہوچکا تھا۔ ان کے خاندان مین خانگی تنازع پیدا ہوگئی۔ مگر دو سال تک انکے بیٹے محمد عمر خان کا قندہار پر قبضہ رہا اور محمد باگر اور محمد لشکری خان تعلقہ قندہار مین بدستور رہے۔ دو سال کے بعد بموجب احکام سرکار مورخہ ۲۸ صفر ۱۲۹۳ھ شامراؤ رامچندر تحصیلدار تعلقہ نلدرگ اور سید علی موسی رضا صاحب اول تعلقدار نے تعلقہ قندہار کو ضبط کرلیا اگرچہ محمد لشکر یخان قبضہ دینے مین تامل تھا اور بمقابلہ سرکار آمادۂ فساد تھے مگر ان کے بھائی محمد عمر خان رسالدار نے انکو بلوالیا۔ وصول مالگذاری کیلئے پانڈورنگ راؤ وہانجو اؤ ضبطی کارکن مقرر ہوئے مگر جابرانہ حرکات کیوجہ سے زیادہ روز نہ رہ سکے انکے بعد تلوت[1] ضبطی کارکن مقرر ہوا ۱۲۹۴ھ مین بسبب امساک باران قحط ہوا اور بہت سا جانین تلف ہوئین۔

[1] ڈاکنی ہ

سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب سجادہ کی وفات اور سید شاہ برہان اللہ حسینی صاحب کی سجادہ نشینی

۱۲۹۵ھ مین ۲۲ جمادی الثانی کو دوشنبہ کے دن سید شاہ رحمت اللہ حسینی صاحب سجادہ روضہ حضرت سانگڑے سلطان نے ۲۶ سال تین مہینے کی عمر مین انتقال کیا آپ کے فرزند سید شاہ برہان اللہ حسینی صاحب کم عمر تھے اپنے باپ سے بیعت اور خلافت حاصل نہ کرسکے اس لئے سید شاہ عالم صاحب سے خلافت حاصل کرکے بتاریخ ۱۶ رجب ۱۲۹۵ھ سجادہ نشین ہوئے جو اسوقت تک مسند سجادگی پر متمکن ہین

سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب سجادہ کی وفات اور شاہ محمد حسینی صاحب کی مسند نشینی

۱۲۹۶ھ مین ۲۲ رجب کو سید شاہ اسد اللہ حسینی صاحب سجادہ روضہ بزرگ حاجی سیاح سرور مخدوم نے عالم جوانی مین دارفانی سے ملک جاودانی کو رحلت فرمائی آپ کی وفات کے بعد آپ کے چھوٹے بھائی بجائے میان سید شاہ محمد حسینی صاحب سجادہ مقرر کئے گئے۔

تقرر مدرسہ سرکاری

اسی ۱۲۹۶ھ مین مدرسہ سرکاری قایم ہوا اور سید لعل صاحب مدرس مقرر ہوکر آئے اور کچھ دنون کے بعد شیخ حسین صاحب مدرس کے مددگار مقرر ہوئے تو مدرسہ کو ترقی ہوئی۔

تقرر مجلس امتحان طلبا مدرسہ

ماہ جمادی الثانی ۱۲۹۸ھ مین بموجب مراسلہ مہتمم صاحب مدارس ومعتمد صاحب صدر تعلقات سمت غربی مدرسہ قندہار کے طلبا کے ہر سہ ماہی امتحان کیلئے ایک مجلس مقرر ہوئی جسکے اراکین حسب ذیل تھے تحصیلدار صاحب میر مجلس محمد سالار صاحب کلرک ممتحن سید صاحب حسینی صاحب ممتحن غلام محی الدین صاحب رکن محمد عبدالواحد صاحب رکن شاہ غلام انبیا صاحب رکن ضبطی کارکن رکن۔ کوتوال قصبہ رکن۔

صوبہ بیدری اور رنگ آباد کا تعلق

جب ۱۲۹۸ھ کے اواخر اور ۱۲۹۹ھ کے اوایل مطابق ۱۸۸۱ء مین محکمہ صدر تعلقداری سمت غربی تخفیف ہوا۔ ضلع ناندیڑ اور ہمارا قندہار صوبہ بیدر صوبہ اورنگ آباد کے تحت ہوگیا بلوشت راو ضبطی کارکن نے کوئی دو سال کام کیا۔ اسکے بعد

لہ سید شاہ عالم صاحب ابن سید شاہ عبدالقادر صاحب مشایخین روضہ خورد اور حضرت سانگڑے سلطان قدس سرہ کی اولاد سے ہیں آپ کا انتقال ۲۲ رجب ۱۳۰۲ھ کو ہوا اپکی کوئی اولاد نہین ہے ۱۲

بالکشن راؤ ضبطی کارکن کا تقرر ہوا - اس کے ایک سال بعد ۱۳۰۱ھ مین نارائن راؤ کو ضبطی کارکنی کی خدمت ملی -

سر سالار جنگ مختار الملک کا انتقال

۱۳۰۰ھ مین نواب مختار الملک سر سالار جنگ بہادر کا ۲۹ ربیع الاول کو بروز پنجشنبہ انتقال ہوا - مہاراجہ نرندر پرشاد بہادر شیکار منصرمانہ خدمت مدار المہامی کا کام انجام دیتے رہے - اسی سنہ مین دنبالہ دار ستارہ آسمان پر نمود ہوا تھا -

جلوس فرمان روائی اعلیحضرت نواب میر محبوب علیخان بہادر خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

۱۳۰۱ھ مین اعلیحضرت بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی کی عمر ۱۹ سال کی ہوئی اور اسی سنہ کی تاریخ ۱۶ ماہ صفر کو آپنے کلکتہ کا سفر کرکے لارڈ رپن گورنر جنرل سے ملاقات کی اور گورنمنٹ ہند کیطرف سے ریاست کے نظم و نسق کے کل اقتدارات عطا ہوئے آپنے تخت نشینی کی تقریب مین شریک ہونیکے لئے لارڈ صاحب بہادر کو دعوت دی اور ۷ ماہ ربیع الاول روز شنبہ ۱۳۰۱ھ کو آپ بڑے تکلف سے تخت شاہی پر جلوہ فرما ہوئے - لارڈ صاحب بہادر اس تقریب مین شریک تھے - اور گورنمنٹ ہند کیطرف سے حضرت کے کمر مین تلوار باندھی اور مبارکباد کے ساتھ اقتدار ریاست آپکے سپرد کئے اس جلسہ کا تکلف اور شان و شکوہ شاہانہ طریق کے موافق قابل دید تھا

وزارت نواب لایق علیخان بہادر

اعلیحضرت نے زمام اقتدارات شاہی قبضہ مین لیتے ہی نواب میر لایق علیخان بہادر کو عہدہ دیوانی پر سرفراز فرمایا انکے عہد مدار المہامی مین ہمارا اقتدار بدستور ضبطی سرکار مین رہا - نارائن راؤ ضبطی کارکن کی معزولی کے بعد سیتا رام چندر نے منصرمانہ کام کرتا رہا - آخر ۱۳۰۲ھ مین پانڈورنگ راؤ ضبطی کارکن مقرر ہوا - اور مناسب طور پر جملہ کام انجام دیتا رہا -

وزارت نواب سر آسمانجاہ بہادر | ۱۳۰۴ھ مین ۲۴ رجب کو نواب میر لایق علیخان بہادر سالار جنگ مختار الملک عماد السلطنت بہادر خدمت دیوانی سے سبکدوش کیے گئے - اور نواب محمد مظہر الدینخان رفعت جنگ بشیر الدولہ عمدۃ الملک اعظم الامرا امیر اکبر سر آسمانجاہ بہادر ۲۴ شوال ۱۳۰۵ھ مین خدمت دیوانی پر ممتاز ہوئے - قندہار ضبطی سرکار مین تہا اور پانڈورنگ راؤ ضبطی کارکن ۱۳۰۶ف تک کارگذار رہا اسکے بعد مادہو دیوراؤ کا تقرر ہوا

قندہار شریک خالصۂ سرکاری ہوگیا

ضبطی قندہار کی مسل نواب مدار المہام سرکار عالی کے زیر ملاحظہ تہی - بعد تحقیقات یہہ ثابت ہوا کہ قصبہ قندہار درعیومن تنخواہ جوانان سندہی محمد بچل خان رسالدار سندہان کے قبضہ مین دیا گیا تہا چونکہ سندہی جوانون کی تنخواہ کا تعلق محکمۂ نظم جمعیت سے متعلق ہوگیا تہا اس لئے محمد بچل خان کی اولاد کے حقوق اس جاگیر پر ثابت نہین ہوئے اسکے متعلق تفصیلی گذارش بذریعہ نواب مدار المہام سرکار عالی اعلیحضرت بندگانعالی کے ملاحظہ مین پیش ہوئی اور پیشگاہ سرکار سے قصبہ قندہار شریک خالصہ کرنے کا حکم نافذ ہوا اس عرصہ مین نواب مقتدر جنگ بہادر صوبہ دار صوبہ اورنگ آباد بہ تقریب دورہ قندہار تشریف فرما ہوئے ہتے - ۱۳۰۸ف مین بموجب حکم سرکار قصبہ قندہار نے شریک خالصہ ہونیکی عزت حاصل کی - لالہ بشیشر ناتہ تحصیلدار اور سید امر اللہ شاہ صاحب اول تعلقدار نے حکم زمان سرکار کا اعلان کیا اور ضبطی کارکن کو علیحدہ کرکے کاروبار قصبہ پٹیل و میٹواری کے سپرد کردیا - آبادی مین چاوڑی پر نصف چوک کوتوالی کا تہانہ قایم رہا - قلعہ ویران اور بیچراغ ہوگیا

بدلدیتا ہے اپنا رنگ دم بہر مین جہان کیا کیا | دکہادیتے ہین نیرنگی زمین و آسمان کیا کیا
وہی گلشن جو تہا پہولا پہلا اپنی بہارون کے | ہوا ہے دیکہتے ہی دیکہتے وقف خزان کیا کیا

انقلاب زمانہ

زمانہ کا رنگ عبرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہے کہ دنیا کی عروج و زوال کا چکر نہ صرف انسان بلکہ دنیا کی تمامی افراد کے ساتھ برابر لگا ہوا ہے۔ وہ قندہار جو ایک زمانہ میں عروج و شان کی آسمان کا آفتاب تھا جسکا جنگی قلعہ اور بہادر سورما شہرہ آفاق تھی۔ جسکی دولت و سطوت اور سامان عیش کی انتہا نہ تھی۔ جسمیں بڑے بڑے نامور بہادر بڑے بڑے لایق صاحبدل بزرگ اچھے اچھے علماء و فضلا اور بڑے بڑے امرا جلیل القدر رہتے تھے جنکی سامان عیش و رنگ کیلیان راجہ ندر کی محفل کا نمونہ تھیں جس شہر کی وسعت سرسبزی اور جسکی باغات کی خوبی اور دلفریبی دیکھکر جنت صبا یاد آتی تھی۔ آج وہ مقام وہ نزہت گاہ ایک چھوٹا سا قصبہ اور برائے نام علاقہ ہے۔ جسکے باغات کے نشان اور عمارات کے نقش صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں جو باقی ہیں وہ بھی روز بروز مٹے جاتے ہیں کوئی جانتا ہی نہیں کن اولوالعزم ہاتھوں نے انکو راستہ کیا۔ اور کن منچلوں نے انہیں بسایا تھا۔ قندہار کی خاک میں کیسے کیسے لایق و فایق اشخاص ملے ہوئے ہیں اور ان میں کا ہر ایک ذرہ اور ہر ایک کنکر کسی ایسی پرانی عمارت کا جزو ہے کہ اگر حرف ہوتا تو اپنی گذشتہ عظمت کا کارنامے خود ہی ظاہر کرتا یہ عظیم الشان قلعہ سیاہ رنگ کے مضبوط پتھروں کی کالی وردی پہنے ہوئے اقبال اور عظمت و شان سے اپنے بہادروں کے دل بڑھانے اور ضرورت پر انکی حفاظت کا کفیل اور ذمہ دار بننے کیلئے مستعد کھڑا تھا اب ان بہادروں اور جوانمردوں کے چل بسنے سے وہی قلعہ بھیانک صورت بنائے ہوئے غبار آلود حالت میں پڑے پڑے ہرے ہرے درختوں اور سوکھے گھاس کی چادر کے تودہ کے تودہ خجالت سے اوڑھے ہوئے، اونچی اونچی دیوار و کنگرہ سے گردن اور ٹھاوٹھاٹ کے محرابوں اور روزنوں کی آنکھیں کو پھاڑ پھاڑ کر اپنے بنانے والے اور اپنے لئے جان نثار کرنیوالے بہادروں کو دیکھ رہا ہے مگر افسوس ہے کہ ایسے برے وقت میں کوئی قدردان نظر نہیں آتا۔ زمانہ کے ہاتھوں وہ گردنیاں کہاں کہ جا بجا سے چولیں اوکھڑ گئیں۔ اور صورت بگڑ گئی افسوس ہے کہ جو قلعہ ایک زمانہ میں وسیع آبادی اور بہادر سپاہیوں اور لایق علماء و فضلا کے جان کی حفاظت کرتا تھا۔ آج بے سروسامانی اور زمانہ کی کایا پلٹ سے خود ہی اپنی حفاظت کا محتاج ہے۔



قندہار کی سرزمین نہ صرف بہادر اور شیر دلوں کی رزم گاہ ہی بلکہ بہت سے مقدس اور صاحبدل ہی اسکی تسکین بخش خاک کے دامن میں استراحت فرما ہیں اور بہت سے ایسے بے بہا اور انمول جواہر مدفون ہیں جنکی نظیر اب شاید ہی مل سکے بستی کے آباد اور ویران حصے اور اس کے حدود کے باہر جا بجا اُن بزرگواروں کے چھوٹے بڑے شاندار پُر انوار اور خوبصورت مزار اسبات کا پتا دیتے ہیں کہ ان کے تقدس اور پاک باطنی کے گرشموں نے یک زمانہ کو اپنا معتقد اور مسخر بنا لیا تھا اور اب تک بھی خواص الناس اُن کے روحانی فیوض سے محروم نہیں ہیں کچھ حضرات تو حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہٗ کے پہلے روحی افزور ہوئے اور اکثروں نے آپکی تشریف فرمائی کے بعد اس مقدس سرزمین کو باعث انوار برکات خیال فرما کے ہمیشہ کے لئے استراحت فرمایا ان حضرات نے دنیائے فانی سے قطع نظر رہکر اپنی شہرت نہ چاہی اور اپنے طرز عمل کو بالکل پوشیدہ رکھا جیسا کہ اولیاء باخدا۔ لوگوں کا عام طریقہ ہے یا شاید حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہٗ کے دینی کمالات اور دینوی فیض و کرامت اور عام شہرت کے مقابلہ میں انکو فروغ نہ ہو سکا یہانتک کہ ان بزرگواروں سے کسی کے ملفوظات اور ان کے حالات کا ذخیرہ قندہار میں باقی نہیں رہا۔

ہماری اس تحریر کے ایکسو آٹھ سال پہلے حضرت مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ نے قدیم بیاضون اور اپنی قوت کشف واشراق سے چند بزرگوار دکنے مختصر حالات اور بعض کے نام وقبور کا پتا کتاب انوار القندہار مین تحریر فرمادیا ہے ہمکو اور یہہ بات مان لی گئی ہے کہ قندہار کی تاراجی کے باعث بزرگان دین کے ملفوظات برباد ہوگئے انوار القندہار فارسی مین لکھی گئی ہے جو ابتک چھپی نہین اس لئے ہم اپنی کتاب کے آخیر حصہ مین تیمنا و تبرکا بزرگان دین اور اولیاء کاملین کا تذکرہ لکھدیتے ہین کتاب انوار القندہار کے علاوہ دوسرے قدیم بیاضون اور کتابون سے جو کچھ کیفیت ملگئی ہے وہ بھی درج کردیجاتی ہے۔

حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین رفاعی کفار بہنجن[1] قدس سرہ

آپ حسینی سادات سے ہین آپکا شجرۂ نسب (۴۲) واسطون سے جناب سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام تک پہونچتا ہے۔

شجرۂ نسب | حضرت سید سعید الدین ابن حضرت سید ابراہیم نجم الدین رفاعی ابن حضرت سید محمد رفاعی ابن حضرت سید یحیی رفاعی ابن حضرت سید عبد اللہ رفاعی ابن حضرت سید ابراہیم الاغرب قدس سرہ ابن حضرت علی العسکران رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت سید السادات سید احمد کبیر معشوق اللہ رفاعی قدس سرہ العزیز ابن حضرت سید ابی الحسن علی نور الدین ملی ابن حضرت سید یحیی ابن حضرت سید ثابت ابن حضرت سید حازم ابن حضرت سید ابی علی ابن حضرت سید حسن معروف سلطان مہدی ابن حضرت سید ابو القاسم محمد ابن حضرت سید حسین ابن حضرت سید احمد الاسد ابن حضرت سید موسی الثانی ابن حضرت سید ابراہیم مرتضی المشہور بالمرتاض ابن حضرت امام موسی کاظم رحمۃ اللہ علیہ ابن حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ابن حضرت

[1] بہنجن لفظ سنسکرت ہے جسکی معنی توڑنا یا توڑنیوالا ہے قدیم محاورہ مین لفظ بہنجن بجاے لفظ کشندہ کے کہا جاتا تھا یعنے کفار کش چنانچہ ابتک بہنجن کے لقب سے آپکو یاد کیا کرتے ہین ۱۲

امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام علی زین العابدین رضی اللہ عنہ ابن حضرت امام ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ عنہ ابن سیدۃ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت حضرت خاتم النبیین سید الاولین والآخرین ابوالقاسم حضرت محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حضرت مخدوم کا سلسلہ خلافت

آپ کا سلسلہ خلافت اسطرح ہے آپ مرید اور خلیفہ اپنے پدر بزرگوار حضرت سید ابراہیم نجم الدین کے ہیں اور وہ خلیفہ اپنے بھائی حضرت سید شمس الدین یحیی کے وہ خلیفہ اپنے بھائی حضرت نجم الدین عبدالرحیم کے وہ خلیفہ اپنے خال حضرت تاج الدین محمد کے اور وہ خلیفہ اپنے چچا حضرت شمس الدین احمد کے اور وہ اپنے بھائی حضرت نجم الدین احمد کے وہ اپنے چچا حضرت قطب الدین ابی حسن علی کے اور وہ اپنے بھائی حضرت سید محی الدین ابراہیم کے۔ (بعض کتاب میں فخر الدین لکھا ہے) وہ اپنے چچا حضرت سید مہذب الدین عبدالرحیم کے وہ اپنے بھائی حضرت سید سیف الدین علی کے وہ اپنے خال حضرت سید السادات سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے۔

حضرت سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ خلافت

۱ حضرت سید احمد کبیر رفاعی ۲ حضرت شیخ علاء الدین علی القاری الواسطی ۳ حضرت ابی الفضل محمد بن کاتم ۴ حضرت شیخ ابی علی المعروف بالعلام ۵ حضرت شیخ علی لبازباری ۶ حضرت شیخ مجلی العجمی ۷ حضرت شیخ ابوبکر محمد شبلی ۸ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی ۹ حضرت شیخ ابی عبداللہ سری السقطی ۱۰ حضرت شیخ معروف الکرخی ۱۱ حضرت امام علی موسی رضا ۱۲ حضرت امام موسی کاظم ۱۳ حضرت امیر المومنین جعفر صادق ۱۴ حضرت امام باقر ۱۵ حضرت امام زین العابدین ۱۶ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ ۱۷ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ۱۸ حضرت سید المرسلین خاتم النبین محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

حضرت سید مخدوم کا مادری نسب نامہ

حضرت مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ نے آپ کا نسب نامہ مادری اسطرح لکھا ہے۔ آپ کی والدہ فاطمہ بی بی بنت شیخ المشائخ حضرت فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ ابن حضرت سلیمان ابن حضرت شیخ محمد ابن حضرت شیخ قاسم ابن حضرت شیخ عبداللہ ابن حضرت فرخ شاہ ابن حضرت

ابو محمد واعظ ابن حضرت قاسم ابن حضرت عبداللہ ابن حضرت سالم ابن حضرت عبداللہ ابن حضرت امیرالمومنین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اختلاف | کتاب اخبار الاخیار یہ و کتاب تذکرہ مشایخ مین حضرت گنج شکر قدس سرہٗ کی دختر حضرت فاطمہ بی بی صاحبہ کا عقد بدرالدین اسحاق سے ہونا بیان کیا ہے۔

حضرت شیخ المشایخ شیخ فرید شکر گنج رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد کا ذکر

مولا بخش چشتی نے کتاب تذکرۃ المشایخ مین اور میر مولف مناقب المحبوبین نے بحوالہ بیان حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی لکھا ہے کہ حضرت گنج شکر کے بہت سی حرم تھین۔

۱ شیخ کے بڑے فرزند کا نام نصیر الدین جنکے والدہ کی نسبت مشہور ہے کہ وہ ملازادہ (کنیز تھین) بعضون کا قول ہے کہ (ام کلثوم) جو ایک بیوہ شیخ کے نکاح مین آئی تھین انکے پہلے شوہر سے نصیر الدین ہین جنکو شیخ نے بمنزلہ اپنے فرزند کے پرورش کیا ہے۔ ۲ دوسرے فرزند شیخ کے شہاب الدین ہین جنکے پانچ لڑکے ہوئے۔ ۳ تیسرے فرزند بدرالدین سلیمان ہیں انکے چھ لڑکے۔ اور پانچ لڑکیان تھین۔ انکی اولاد قصبہ تاج سرور مین مقیم ہے۔ ۴ چوتھے فرزند شیخ کے نظام الدین انکے دو بیٹے ہوئے۔ ۵ پانچوین فرزند شیخ یعقوب یہ سب سے چھوٹے اور اپنے باپ کے محبوب اور منظور نظر تھے انکے بھی دو بیٹے تھے۔ حضرت شیخ فرید شکر گنج کی تین دختر تھین۔

۱ پہلی دختر کا نام بی بی مستورہ یہ شیخ عمر صفوی سے منسوب تھین انکو ایک فرزند ہوا جنکا نام شیخ محمد تھا ۲ دوسرے بیٹی کا نام بی بی شریفہ تھا جو عین جوانی مین بیوہ ہوگئین اور پھر دوسرا نکاح نہین کیا۔ ان کے شوہر کا نام کتاب اخبار الاخیار مین مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے شیخ علی احمد صابر رحمۃ اللہ علیہ بتلایا ہے ۳ تیسری دختر شیخ کی فاطمہ بی بی تھین جنکا عقد سید بدرالدین اسحاق سے ہوا تھا ان کے دو فرزند ہوئے ایک خواجہ محمد دوسرے خواجہ موسیٰ یہ دو نو حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مرید تھے۔

بی بی عایشہ صاحبہ بنت حضرت شیخ فرید شکر گنج | کتاب تذکرۃ المشایخ اور مناقب المحبوبین مین حضرت

گنج شکر کے اولاد کا جسقدر حال لکھا ہے اوپر بیان کر دیا گیا لیکن بی بی عائشہ صاحبہ بنت حضرت شکر گنج کا ان کتابوں میں ذکر نہیں ہے اس کتاب کی تالیف کیوقت مجھکو قدیم کتب اور بزرگان دین کے پرانے ملفوظات کی تلاش تھی اور اس شوق کی تکمیل کے لئے بہت سے قدیم قلمی کتابوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا جب مجھے یہ کیفیت ملی کہ جناب رونق علی صاحب صدر مدرس مدرسہ سرکاری خلد آباد - بزرگان عظام و اولیاء کرام خلد آباد کا تذکرہ لکھ رہے ہیں اور قدیم ملفوظات کا ان کے نزدیک بڑا ذخیرہ جمع ہے تو میں خلد آباد گیا اور صاحب موصوف سے ملا آپ نہایت وسیع معلومات کے ذی علم لائق و فاضل ہیں اور اعلیٰ درجہ کے خوش اخلاق و ذیمرتبہ ہیں آپ نے خلد آباد کے بزرگان دین کا تذکرہ بہت عمدہ طرز پر مرتب کیا ہے آپ کے جمع کئے ہوئے ذخیرہ میں فتوح اولیا ایک قدیم کتاب دیکھی گئی جسمیں حضرت سید علاؤ الدین بیرو حضرت بی بی عائشہ صاحبہ بنت حضرت شیخ فرید شکر گنج کا حال لکھا ہے اس میں شک نہیں کہ یہ کیفیت دلچسپ ہے مگر طوالت کے لحاظ سے اور نیز اس خیال سے کہ میری اس کتاب سے اسکو چندان تعلق نہیں ہے میں پورا واقعہ بیان کرنا ضرور نہیں سمجھتا البتہ اسکی خلاصہ کیفیت عرض کئے دیتا ہوں -

حضرت برہان الدین غریب نے جب دولت آباد کے جانب ارادہ کیا تو ان کے مرشد نظام الدین اولیا نے ارشاد فرمایا کہ بیرزادی صاحبہ (عائشہ بی بی) دولت آباد میں ہیں انکی اطاعت اور خدمت گذاری کیا کرنا حضرت برہان الدین غریب دولت آباد پہونچنے کے بعد مرشد کے ارشاد پر بی بی عائشہ صاحبہ کے خدمت میں جمعہ کی نماز کے بعد حاضر ہوا کرتے تھے اور بی بی صاحبہ کو خواجہ صاحب کے نائب تصور کر کے حق خدمت بجا لاتے تھے - بی بی عائشہ صاحبہ کی صاحب زادی چہار دہ سالہ عابدہ و زاہدہ تھیں اور سیاہ لباس میں رہا کرتی تھیں ایکروز شاہ برہان الدین غریب کی نگاہ صاحب زادی صاحبہ پر پڑی آپ نے تبسم فرمایا بی بی صاحبہ نے برہان الدین غریب سے ملتانی زبان میں کہا (اسان - ڈہے - سکھے - دسن - جی - ضرورت - کیڑہی - آہے) جسکا یہ مطلب تھا کہ "میری لڑکی کے طرف دیکھنے کی ضرورت کیا ہے شاہ برہان الدین غریب کے

جسم مین لرزہ پڑگیا اور آپ نے معافی چاہکر عاجزانہ لہجہ مین عرض کیا کہ صاحب زادی صاحبہ کے
بطن مبارک سے ایک ولی مادر زاد پیدا ہوگا اور تبسم حیرت آمیز اسلئے تہا کہ صاحبزادی کا ارادہ
نکاح کرنے کا نہین ہے پھر وہ ولی کسطرح پیدا ہوگا۔ صاحب زادی صاحبہ نے استخارہ کے
بعد دوسرے دن والدہ کے اصرار پر فرمایا کہ عنقریب ایک شخص اس شکل و شمایل کا آنے والا
ہے میرا نکاح اس سے ہوگا۔ حاصل یہہ کہ حضرت ضیاء الدین شاہ صاحب تشریف فرما ہوئے
اور بی بی صاحبہ نے گھر سے کہنہ بوریا بیچکر بہت خاطر سے دروازہ کے باہر بٹہایا برہان الدین
غریب تشریف لائے اور کشف باطنی سے انکو پہچانا اور بی بی صاحبہ سے مشورہ کرکے نکاح کا وقت
مقرر کیا بی بی صاحبہ نے صاحبزادی کا سیاہ لباس نکالکر برہان الدین غریب کو دہونے کے
واسطے دیا اور مولانا اسکو دہونے کیلئے لے چلے۔ تہے مگر اس عرصہ مین مرید ین جمع ہوگئے اور
اپکو واپس لائے بعد ازان سامان نکاح فراہم کرکے صاحبزادی کا عقد حضرت ضیاء الدین صاحب
سے کردیا تین روز تک دولہ و دلہن ملکر رہے اس کے بعد صاحبزادی صاحبہ عبادت مین مشغول
ہوئین اور ضیاء الدین صاحب سیاحی کو نکل گئے۔ صاحبزادی کی بطن سے مدت ختم ہونے کے
بعد حضرت سید علاؤالدین صاحب مادر زاد ولی پیدا ہوئے جنکو خرقہ خلافت و نعمت حضرت خواجہ
رکن الدین گجراتی قدس سرہ سے ملا ہے۔ آپ کے گرامی خلفا مین سید نظام ادریسی ہتے موضع
پٹن مین انکی قبر ہے حضرت سید علاؤالدین صاحب کا مزار موضع روضہ پڑا رطہ تعلقہ انبڑ ضلع
اورنگ آباد مین ہے بی بی عائشہ اور انکی صاحبزادی کی قبر خلد آباد کے حصار کے باہر گوشہ
غرب و جنوب مین امیر حسن صاحب شاعر دہلوی کے مزار سے جنوب کے طرف واقع ہے۔

مضمون بالا نقل کرنے سے میری یہہ غرض ہے کہ حضرت مولانا شیخ فرید شکر گنج قدس سرہ
کثیر العیال ہتے اہل تصانیف کو جو کچھہ حالات کی معلومت ہوتی ہے وہ اپنے کتاب مین درج کردیتے
ہین اس لئے اکثر کتب مین لکہا ہے کہ انکی تین صاحبزادیان تہین مگر مولف فتوح الغیب نے چوتہی
دختر کی بہی نشاندہی کی ہے جسکا ذکر اوپر بیان ہوچکا ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے
جو حضرت سرور مخدوم کو حضرت شیخ فرید شکر گنج کا نواسہ لکہا ہے جو ہمین نہ کوئی اسی قسم
کی قدیم کتاب آپ کے نظر سے گذری ہوگی آپ نے اس سے مضمون لے لیا ہے لیکن

اس وقت وہ کتاب ہمین نہین مل سکی مولانا صاحب خود صاحب مالک تھے البتہ انہون نے تحقیقات اور اطمینان کے بعد ہی لکھا ہوگا

حضرت سرور مخدوم کے حالات آپ کے بزرگ ملک عراق - اور بصرہ کے رہنے والے تھے پھر ہندوستان آکر دہلی کی اقامت اختیار کی حضرت مخدوم کو سیاحی کا شوق نہایت سے ملکون کی سیر کرکے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ مین کچھ عرصہ تک اقامت فرمائی پھر دہلی مین تشریف لائے اگرچہ آپکو خرقۂ خلافت اپنے والد بزرگوار مولانا ابراہیم نجم الدین قدس سرہ سے ملا ہے مگر حضرت شیخ نظام الدین اولیا قدس سرہ کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوکر استفادہ حاصل کیا

واقعہ از مکتوبات حضرت مخدوم حضرت مخدوم قدس سرہ نے ایک موقع پر اپنے مکتوب مین یون تحریر فرمایا ہے کہ مین ایک روز حضرت شیخ الاسلام نظام الحق والدین قدس سرہ کی خدمت مین حاضر تھا دیکھا کہ بہت سی مخلوق خدا خدمت مین حاضر ہے - اور ہر ایک آگے بڑھ بڑھ کے آپ کی قدمبوسی کی سعادت حاصل کر رہا ہے حضرت شیخ الاسلام نے میری طرف مخاطب ہوکر فرمایا اے حاجی سعید الدین جانتے ہو یہ ہجوم خلق کیون ہے مین نے عرض کیا کہ یہ مرید ین درگاہ حسن عقیدت سے حاضر ہوتے ہین - ارشاد فرمایا کہ ہر ایک شخص کا آنا غرض سے خالی نہین مگر اہل ارادت بہت ہی کم ہین - اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد جب حضرت شیخ کا وصال ہوا اور مین رو نک مین اسی مقام پر ٹھیرا رہا میرے روز بوقت اخیر شب مراقبہ مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک مجمع آسمان سے زمین پر اترا - مین نے اس مجمع کے نزدیک جاکر دیکھا تو حضرت شیخ مجمع مین بیٹھے ہین مین نے اپنے قدیم عادت کے موافق سلام ادا کیا شیخ نے بھی قدیم رسم کے موافق خیریت پوچھی اور فرمایا کہ اے حاجی سعید الدین مجھکو تم لوگون نے وضو کرایا ہے مین نے حضرت کی بازو سہلانے کے صحرا مین اتارا اور وضو کرا دیا اور مصلے بچھایا تاکہ شیخ نماز سے فارغ ہوجائین جب مین نے دوسری جانب پلٹ کر دیکھا تو اس پر فضا صحرا مین ایک عمدہ مکان سنگ مرمر کی وضع پر نظر آیا مین متحیر کھڑا رہا کہ شیخ نے نماز کے پیچھے سے کنجی نکالی اور مجھکو دیکر فرمایا کہ جاؤ اس گنبد کا دروازہ کھول کر دیکھو کہ اس مین کیا ہے جب شیخ کے حکم کے موافق مین نے اس مکان کا دروازہ کھولا دیکھا کہ اس مکان مین نئی نئی چھوٹی چھوٹی دیگچیان ایک پر ایک رکھی ہوئی ہین - جنکا سلسلہ

مکانکی چھت تک لگا ہی جو کچھ دیکھا تھا شیخ سے عرض کر دیا شیخ نے فرمایا کہ جاؤ اور دیکھو کہ اُن دیگچیوں میں کیا ہے جب ارشاد دیگچیوں کو پھر کر دیکھا تو وہ تمام خالی ہیں شیخ سے عرض کیا کہ وہ سب خالی ہیں شیخ نے فرمایا کہ دروازہ بند کر دو میں نے دروازہ بند کر دیا اور شیخ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ارشاد فرمایا کہ محافہ میں سوار کرا دے۔ میں نے حضرت کو محافہ میں سوار کرا دیا اور عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو بندہ بھی ہمراہ چلے اسپر ارشاد فرمایا کہ (ابھی) تجھکو کام ہے اسلئے ساتھ آنے کی اجازت نہیں دیجاتی یہ سنکر میں اسیطرح کھڑا رہ گیا شیخ کا محافہ آسمان کی طرف چلا گیا دیکھ رہا ہوں کہ حضرت کے محافہ سے بہت آدمی لپٹ گئے ہیں اور محافہ پکڑے ہوئے لٹک رہے ہیں۔ جیسے جیسے محافہ بلند ہوتا گیا ایک ایک شخص اس محافہ سے جدا ہو کر گرنے لگا اسیطرح بہت سے شخص نیچے گر گئے اور بہت ہی کم اس محافہ کے ساتھ چلے گئے۔ جب مراقبہ سے ہوش میں آیا تب مجھکو حضرت کا وہ ارشاد یاد آیا جو حضرت نے فرمایا تھا کہ (اہل ارادت معدودے چند ہیں) میں نے خیال کیا کہ وہی اہل ارادت کامل تھے جو شیخ کے محافہ کے ساتھ چلے گئے اور وہی لوگ رہ گئے جو مجھ دیگچیوں کی طرح جمع تھے۔ اس مکتوب کے مضمون سے آپکا دہلی میں قیام پذیر ہونا ثابت ہوتا ہے

دکن میں تشریف آوری اور قندہار میں قیام

جب ۷۳۵ھ ہجری میں حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کا دہلی میں وصال ہوا۔ اور اسی سال غیاث الدین تغلق کا بھی انتقال ہوا اور اسکے بیٹے سلطان محمد تغلق نے دہلی کے تخت پر جلوس کیا۔ اس بادشاہ نے دکن کی جانب توجہ کی اور دیوگیر کا نام دولت آباد رکھ کر اسکو اپنا دارالسلطنت بنایا اور تمام دہلی کے باشندوں کو دولت آباد جانے کا حکم دیا اسی زمانہ میں حضرت مخدوم حضرت شیخ ابو سپہ سالار کے ساتھ دہلی سے نکل گئے اور ملتان پنجاب اور مختلف مقامات پر منبع اسلام میں شامل ہو کر کفار کے ساتھ آپ نے جہاد کیا اسوقت دکن میں مسلمانوں کی ابتدائی عملداری تھی۔ رائے بیجن مہاراجہ کرناٹک کی فوج اور مختلف راجاؤں کے چھوٹے چھوٹے لشکر اسلامی فوج پر حملہ کرتے تھے جب آپ دکن میں آئے تو اپنی ذاتی بہادری سے مخالف فوجوں کے نامور افسروں کو قتل کر کے ان کے لشکر کو پریشان اور منتشر کر دیا اسلئے آپکا لقب **کفار بہنجن** یعنے کفار کش مشہور ہو گیا۔ آپ سے کرامات اور خرق عادات کو

دیکھہ کر بہت سے کافرون نے اسلام قبول کیا - انہین دنون مین حضرت سید یوسف حسینی المعروف شاہ راجو قتال قدس سرہٗ حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ کے والد ماجد اپنے کنبے کے ساتھہ فایز دولت آباد ہو چکے تھے - اوسوقت حضرت سید محمد گیسو دراز کی عمر ۱۲ سال کی تھی - اور حضرت شیخ الاسلام شیخ بابو قدس سرہ بھی دولت آباد مین موجود تھے - حضرت سرور مخدوم مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے اپنے کنبے کے ساتھہ روشن بخش قندہار ہوئے اور اپنے قیام گاہ کیلئے اس مقام کو پسند فرمایا اور شیخ ابراہیم سپہ سالار نے بھی حضرت کے ساتھہ ہمین اقامت اختیار کی اسوقت قندہار راجہ ورنگل کے قبضہ سے نکل چکا تھا - اور قندہار سے بیدر دولت آباد وغیرہ پر سلطان محمد تغلق شاہ کی جانب سے قتلغ خان صوبہ دار مقرر تھا قندہار مین کا معبد تھا یہان مہادیو کا بہت بڑا مندر تھا بعض کہتے ہین کہ دیوی کی عبادت راجہ ہاڑ پت[1] کے وقت کی تھی - بعض لکھتے ہین کہ گپتی دیو راج مہاراجہ ورنگل نے یہ مندر بنایا تھا - اس مندر کے علاوہ سیاہ پتھر کا بہت بڑا دیوتا مانس پور کے قریب بنا ہوا تھا جسکے مختلف اعضا کے ٹکڑے اس مقام پر ابتک موجود ہین حضرت کے فیض قدوم نے اون سب بت خانون کو ویران و تباہ کردیا اور انوار کرامات نے یہانکی ظلمت کفر کو نور اسلام اور ضیاء برکات سے منور کیا - حضرت مخدوم نے اوس مہادیو کے پنڈ کو نکال کر اسی مندر مین قیام فرمایا جب آپکے کشف و کرامات کی شہرت ہوئی تو معتقدین اور ارادتمند ہر طرف سے جمع ہونے لگے ہزارہا مخلوق کو ذات بابرکات سے دولت دارین حاصل ہوتی رہی -

حضرت مخدوم کا وصال اور دفن

جب آپ کا وقت وصال قریب پہونچا تو اپنے چہوٹے پوتے سید شاہ نجم الدین کو پاس بلاکے اپنے سر کا عمامہ انکے سر پر رکھا اور تسبیح مسواک - مصلی - عصا مرحمت کیا - اسلئے شاہ نجم الدین کی اولاد مین سجادگی کا سلسلہ جاری ہے اور بڑے پوتے سید سراج الدین کی اولاد معاش و جاگیر پر قابض رہی اور سجادگی سے اونکو کوئی تعلق نہ تھا - ۸۳۶ھ ہجری ۱۲ ماہ رجب مین آپکا وصال ہوا - کتاب انوار القندہار مین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ نے اور کتاب تحفۃ الاحمدی مین مولانا محمد بن -

---

[1] یہ دیوتا بدہ مذہب والون کے عہد کا پایا جاتا ہے ۱۲

سید حسینی احمدی رفاعی نے آپکی تاریخ وفات (۱۷) ماہ رجب ۷۳۶ھ لکھی ہے۔
(خلیل اللہ) مادہ تاریخ وفات ہے۔ آپ کے فرزند نے جسم مبارک کو غسل دیا اور
۷۳۶
مریدین و معتقدین کے ساتھ نماز پڑھی اور اس پرانے مندر سے چند قدم فاصلہ پر دفن
کیا مزار مبارک پر خوش وضع عالیشان گنبد بنا رکھا گیا۔ اور اوس قدیم مندر کی مسجد
بنائی گئی جسمیں حضرت نے ابتدا اقامت فرمائی تھی چنانچہ ابتک اس مسجد میں جو اپنی پرانی
مندر کی وضع پر ایک مستحکم عمارت ہے پنجگانہ نماز باجماعت ادا ہوا کرتی ہے۔
مادہ تاریخ وفات گنبد کے دروازہ کے چہرہ پر (خلیل اللہ) کندہ ہے جب اس تحریر کو
کوشش کے ساتھ بغور دیکھا گیا تو حروف کسی شکل حسب ذیل نظر آئی کیونکہ امتداد زمانہ
کی وجہ سے اکثر حروف گھس گئے ہیں (با لی ماسی قبل اللہ ۱۲۲۶ھ ۹ رمضان)

حضرت مخدوم کی اولاد کا ذکر

حضرت مخدوم کے دو فرزند تھے (۱) بڑے فرزند سید شاہ زین الحق جنکا کم سنی میں انتقال ہو گیا (۲) سید شاہ عز الحق المعروف عزیز الدین صاحب جو صاحب خلافت ہوئے۔

حضرت عزیز الدین صاحب کے تین فرزند (۱) حضرت سید شاہ زین الدین صاحب (۲) حضرت سید شاہ سراج الدین صاحب (۳) حضرت سید شاہ نجم الدین صاحب۔ حضرت شاہ زین الدین صاحب نے اپنے والد کے روبرو انتقال کیا۔ حضرت شاہ سراج الدین صاحب اور حضرت شاہ نجم الدین صاحب یہ دونو صاحب خلافت ہوئے۔

سید شاہ سراج الدین صاحب کی اولاد

حضرت سید شاہ سراج الدین کے دو فرزند۔ بڑے فرزند حضرت شاہ شمس الدین صاحب۔ چھوٹے فرزند حضرت سید فتح شاہ بابو صاحب*

حضرت شمس الدین صاحب کے فرزند حضرت سید قاسم شاہ مخدوم صاحب۔ انکے فرزند حضرت سید شاہ نجم الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ قمر الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ تاج الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ امین صاحب انکی

* سید فتح شاہ بابو صاحب کی اولاد ناندیڑ میں مقیم ہے اور جاگیر موضع یلگا لوان سے حصہ پاتی ہے۔

فرزند حضرت سید شاہ محمود صاحب انکے فرزند حضرت سید شاہ محمد صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ علاء الدین صاحب تھے۔

حضرت سید شاہ علاء الدین صاحب کی ایک لڑکی تھی جسکا نام عائشہ سلطان بی صاحبہ تھا وہ حضرت شاہ قطب عالم صاحب سے منسوب ہوئین ان سے ایک فرزند حضرت شاہ باجن* صاحب اور تین لڑکیان پیدا ہوئین (۱) حضرتہ خونجانی صاحبہ ۲ حضرتہ سلطان بی صاحبہ۔ ۳ حضرتہ بادشاہ بی صاحبہ انکے بعد اس خاندان کا سلسلہ ختم ہوگیا۔

سید شاہ نجم الدین صاحب کی اولاد

حضرت سید شاہ نجم الدین صاحب کے فرزند حضرت سید شاہ میان یوسف الدین صاحب۔ انکے فرزند حضرت سید شاہ حسین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ ارشد الدین صاحب ان کے فرزند حضرت سید شاہ برکت اللہ صاحب ان کے دو فرزند تھے۔ بڑے فرزند حضرت سید شاہ ارشد صاحب ثانی۔ اور دوسرے حضرت سید شاہ اسمٰعیل صاحب۔ سید شاہ اسمٰعیل صاحب کی ایک لڑکی بی بی فتح شاہ صاحبہ تھین جو اولاد نرینہ حضرت سید شاہ ارشد صاحب ثانی کے فرزند حضرت سید شاہ شیخ بڑے حقانی تھے انکو اولاد نرینہ نہ تھی صرف ایک لڑکی حضرتہ بنی بی صاحبہ تھین جو حضرت سید محمد بندگی شاہ صاحب سے منسوب ہوئین۔ سید بندگی شاہ صاحب مشایخین گلبرگہ سے اور حضرت سید محمد صاحب گیسو دراز قدس سرہ کی اولاد مین تھے۔

سید بندگی شاہ کی اولاد

حضرت سید بندگی شاہ صاحب کے فرزند حضرت سید شاہ محمد صاحب انکے فرزند حضرت سید شاہ سعد اللہ صاحب انکے فرزند حضرت سید شاہ ابراہیم صاحب لکلوٹ ان کے فرزند حضرت سید شاہ درویش غزالحق صاحب انکے دو فرزند تھے۔ ایک حضرت سید شاہ ابراہیم المعروف دیوان صاحب دوسرے شاہ غلام نبی صاحب جنکی ایک لڑکی حضرتہ سلطان بی صاحبہ تھین حضرت سید شاہ ابراہیم صاحب کے ایک فرزند اور ایک لڑکی حضرتہ جو سجادہ نشین صاحب

*حضرت باجن صاحب کا مزار قندہار کے محلہ سوداگران پورے مین ہے ۱۲

کتاب انوار القندہار مین (سید شاہ محمد انکے فرزند شاہ سعد اللہ) لکھا ہے مگر اس خاندان کے شجرہ نسب مین (شاہ محمد سعد اللہ) ایک ہی نام درج ہے۔

بیجاپور سے منسوب ہوئین اور لڑکا جسکا نام سید شاہ اعزالحق تہا۔ یہہ بارا سال کی عمر مین سجادہ نشین ہوا۔ مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ نے تقریر فرمایا ہے کہ رسالہ انوار القلب کی تالیف ۱۲۱۳ھ ہجری مین ہوئی اسوقت سجادہ نشین شاہ اعزالحق صاحب کی عمر دہ سال کی تہی۔ حضرت شاہ اعزالحق محمد اکبر حسینی صاحب کا عرف صاحب بادشاہ تہا بتاریخ ۲۶ ذیحجہ ۱۲۴۵ھ ہجری بمقام حیدرآباد آپکا انتقال ہوا آپکی لاش سونپ دیگئی تہی پہر بلدہ سے قندہار مین لاکر ۲۲ جمادی الاول ۱۲۴۶ھ مین حضرت مخدوم کے روضہ کے احاطہ مین دفن کیگئی آپ کے فرزند سید شاہ راجو محمد محمد الحسینی سجادہ نشین ہوئے۔ اور ۲۵ ربیع الثانی ۱۲۸۳ھ مین رحلت فرمائی۔ آپکے دو فرزند تہے بڑے فرزند حضرت سید شاہ اسد اللہ محمد محمد الحسینی جو اپنے والد کی جگہ مسند نشین ہوئے جب انکا ۲۲ ماہ رجب ۱۲۹۶ھ مین انتقال ہوا تو آپکے چہوٹے بہائی بنے میان سید شاہ محمد محمد الحسینی سجادہ نشین ہوئے۔ ۱۱ شعبان ۱۳۱۵ھ مین آپ نے رحلت فرمائی۔ آپ کے دو فرزند تہے پہلی بی بی فاطمہ بی کے بطن سے سید شاہ احمد محمد الحسینی جو مجذوب صفت ہین اس لئے چہوٹی بی بی صفیہ بیگم صاحبہ دختر مولوی یعقوب علی ابن مولوی حیدر علی صاحب کی بطن سے جو فرزند سید راجو محمد محمد الحسینی معمر دو سالہ تہا مسند نشین کیا گیا مگر کم سن سجادہ نشین کا ۱۰ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مین انتقال ہوگیا۔ اس خاندان مین سوائے سید شاہ احمد محمد الحسینی مجذوب کے دوسرا شخص مستحق سجادہ نشینی کے نہ تہا اسلئے تمام عمائدین قندہار اور احکام ضلع نے حضرت مجذوب ممدوح کو بتاریخ ۱۶ رجب ۱۳۱۷ھ سجادہ نشین کر دیا جو اسوقت تک سجادہ نشینی پر متمکن ہین۔

حضرت سید فتح شاہ بابو صاحب کے اولاد کا ذکر

سید سراج الدین صاحب کے دو فرزند تہے بڑے فرزند شاہ شمس الدین صاحب جنکی اولاد کا ذکر اوپر بیان ہو چکا ہے اور چہوٹے فرزند سید فتح شاہ بابو صاحب تہے شاہ بابو صاحب کے فرزند سید عبد اللہ شاہ ایس اے ان کے فرزند سید برہان الدین شاہ صاحب ان کے فرزند سید محمد صاحب ان کے فرزند سید عبد اللطیف صاحب ان کے فرزند سید سراج الدین صاحب ثانی تہے۔

سید سراج الدین صاحب کی سجادہ نشینی اور انکا اخراج

جب حضرت شمس الدین صاحب کی اولاد کا سلسلہ نو واسطون کے

بعد ختم ہو گیا اور حضرت سید شاہ نجم الدین کی اولاد میں سجادگی کا طریقہ بدستور جاری رہا حضرت سید شاہ شیخ بڑے حقانی سجادہ کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی صرف ایک لڑکی حضرت بہنی بی بی صاحبہ تھیں جو حضرت سید شاہ بندگی صاحب سے منسوب ہوئیں سید سراج الدین صاحب ثانی۔ ابائی حقوق کے لحاظ سے حضرت شیخ بڑے حقانی کے انتقال کے بعد سجادہ نشین ہوئے اس تقریب سے موجودہ کارخانہ میں بہت انقلاب پیدا ہو گیا قدیم خاندان سجادگی سے خارج اور جدید لوگ نئے سجادہ صاحب کے طرز عمل سے بالکل ناراض ہو گئے اور اس نفاق سے یہاں تک ملول کہ بیٹھا کہ عام لوگ بھی سجادہ صاحب کے خلاف ہو گئے اور بلوہ عظیم برپا ہو گیا کہتے ہیں کہ سجادہ صاحب پر مذہب امامیہ کے پیرو ہونے کا الزام لگایا گیا یہ روشن زمانہ ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر کی شہزادگی کا تھا اور شہزادہ کی توجہ دکن کے اصلاح کے جانب مبذول ہو رہی تھی سجادہ صاحب کے خلاف محضر پیش ہوئے اور مشائخین گلبرگہ شریف کے تجاویز اور سعی کارگر ہوئی اور زور غالب آگیا۔ سید سراج الدین صاحب کے احراج کا حکم ہوا سید سراج الدین صاحب تاندیڑے کے جانب روانہ ہوئے اور سید بندگی شاہ صاحب داماد سید شاہ شیخ بڑے حقانی سجادہ کے قایم مقام ہو کر حضرت سرور مخدوم کے روضہ اور جاگیرات و مکانات پر قابض ہو گئے۔ سید سراج الدین صاحب نے اپنے کنبے کے ساتھ تاندیڑے میں اقامت فرمائی اور بادشاہ کے حضور میں حاضر ہو کر الزامات منسوبہ سے آپ کو بری ثابت کیا عالمگیر نے بجملہ دیگر مواضع کے جو تحت روضہ حضرت سرور مخدوم قدس سرہٗ تھے دو موضع ایک پایگاؤں پرگنہ تاندیڑے اور دوم موضع دہانور میں مضافات صوبہ ظفر آباد دیہات ماب شیخ سراج الدین ولد سید لطیف کی وجہ معاش میں قبل ازدو سال جلوس عطا فرمایا اور سنہ لکھدی سید سراج الدین صاحب تاندیڑے میں مقیم رہکر ہر دو مواضعات پر اپنی زندگی تک قابض رہے اور قندھار کے جانب کبھی توجہ نہیں فرمائی۔

سید سراج الدین صاحب ثانی کے دفن کا واقعہ

سید سراج الدین صاحب کے دو فرزند تھے سید حیدر صاحب اور سید ابراہیم صاحب جب سید سراج الدین صاحب نے انتقال فرمایا تو انکے

سنہ ۱۰۶۸ھ ہجری میں عالمگیر نے جلوس فرمایا ۱۲

دونون لڑکے مسلح سپاہیون کی کثیر جماعت کے ساتھہ خان زادون کی حمایت مین سید سراج الدین صاحب کی نعش کو قندھار لے آئے اور ایسا معقول انتظام کیا کہ اسکی خبر قندھار مین کسی کو کانون کان نہ ہوئی اور تیاری قبر کے لئے پتھر اور چونہ اور معمار وغیرہ جملہ اشیاء ساتھہ لیتے آئے یہ جماعت اچانک شب کے وقت قندھار پہونچی اور اس مین سے تہوڑے سے ہمت والے اشخاص روضہ کے پچھلے جانب کے دوکانون پر سے احاطہ مین سے گھس آئے اور دروازہ کھولدیا اور اس جماعت نے روضہ کے اندر داخل ہوتے ہی دروازہ بند کرلیا اور احاطہ کے اندر غربی چھوٹے دروازہ کے مقابل مسجد کے دیوار کے ملحق اطمینان کے ساتھہ سید سراج الدین کی نعش کو دفن کردیا اور پختہ سنگ لبت قبر بہت ہی پھرتی اور تیزی کے ساتھہ مستحکم تیار کردی جب صبح ہوئی تو بلوۂ عظیم ہوا چونکہ سید شاہ بندگی صاحب کا وصال ہوچکا تہا اور سید شاہ محمد صاحب کم عمر تہے اپنے ملازمین کو لئے ہوئے مکانات ملحقہ روضہ کی حفاظت مین مصروف رہے مگر تمام بستی والے سپاہ پیشہ اور درگاہ محلہ کے باشندون نے معرکہ آرائی پر کمربستہ ہوکر خانزادون کی جماعت کو گہیر لیا قریب تہا کہ طرفین سے تلوار کہینچ جائے مگر عمائدین شہر نے سید حیدر صاحب و سید ابراہیم صاحب کو سمجہایا اور خانزادونکا قبضہ مقدس روضہ سے اٹہوادیا اور یہ مقدمہ صدارت پناہ شرافت دستگاہ مولانا عبدالرحمن صاحب صدر کے سامنے پیش ہوا حاصل کلام بہت سی کارروائی کے بعد سید حیدر صاحب اور سید ابراہیم صاحب سے اقرارنامہ لکہوالیا گیا کہ وہ اور آیندہ انکی اولاد حدود پرگنہ قندھار مین داخل نہ ہون اور بموجب فرمان بمہر معظم شاہ بن عالمگیر بادشاہ غازی بدستخط خاص سنہ طغرائی برنگ سرخ بتاریخ ۹ شعبان سنہ جلوس ہر دو جاگیرات موضع بلیگانون و دہانورہ کی سند محمد عثمان دیوان صوبہ نے بنام سید حیدر صاحب و سید ابراہیم صاحب فرزندان سیادت مآب شیخ سراج الدین صاحب ولد سید لطیف صاحب اولاد زبدۃ الواصلین سید سعید الدین مشہور حاجی سیاح قدس سرہٗ لکہدی اور وہ ہر دو موانعہ قابض رہے۔ تنازعہ برادری اور کاغذات کی بربادی کے وجہ سے موضع دہانورہ تو شریک خالصہ سرکاری ہوگیا لیکن موضع بلیگانون پر ابتک آپ کی اولاد قابض ہے



ف سید حسین صاحب اور سید شریف اللہ صاحب کے گنج بخش مشہور ہونیکی وجہ یہ ہے کہ خواجہ سید معروف شاہ گنج بخش جو سید اسمٰعیل مرد صالح کی اولاد سے فرقہ امامیہ کے عالم و مجتہد تھے اور مقبرہ نرمل مین رہا کرتے تھے نواب ضابطہ جنگ ظفر الدولہ مبارز الملک میر ابراہیم بیگ خان دہولنسہ خواجہ صاحب کے مرید و معتقد تھے خواجہ صاحب نے سید حسین صاحب اور سید شریف اللہ صاحب کو نرمل بلوا کے اپنی دو لڑکیان فاضل بی صاحبہ اور بادشاہ بی صاحبہ کی شادی ۱۲ رجب سنہ ۱۱۹۳ ہجری مین دونو سیدون سے کر دی اس تقریب سے ہر دو مخدوم زادے فرقہ امامیہ مین شامل ہو کر اپنے سسرے کے معزز لقب سے ملقب اور مشہور ہوئے۔

و۲ سید احمد بابا صاحب گنج بخش نے لاولد انتقال فرمایا انکی دو بی بیان تہین ایک حاجی بیگم صاحبہ میر دوستدار علیصاحب کی بیٹی جو نہایت سخی اور عالی حوصلہ مشہور تہین دوسری مدارنی صاحبہ تہین اس خاندان کے کتب اور قلمی بیاض اور کاغذات کا ذخیرہ ان کے پاس رہتا اور یہہ منزل مین رہتی تہین مولف کو منزل جانیکی ضرورت ہوئی ان کے پاس کاغذات بذریعہ سید عبد الکریم صاحب ابن سید احمد صاحب احمد نگری الخامدار دیکھے گئے اور اپنی ضرورت کے موافق اس سے مضمون لیا گیا۔

و۳ سید چراغ علیصاحب ابن سید عسکر علی صاحب ناندیڑ کے محلہ فتح پورہ مین رہتے ہین اور حضرت سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہٗ کی اولاد کہلاتے ہین ان کے پاس کے کاغذات دیکھے گئے ان کا شجرۂ نسب اسطرح لکھا ہے کہ سید عبد اللطیف صاحب کے چار فرزند تھے ۱ سید سراج الدین صاحب سجادہ معزولی جنکا ذکر اوپر بیان ہوچکا ہے ۲ سید حسن صاحب ۳ سید بڑے صاحب ۴ سید فتح صاحب۔ سید حسن صاحب کی اولاد مین چراغ علیصاحب ہین۔ سید چراغ علیصاحب بن سید عسکر علیصاحب بن سید محمد صاحب بن سید سیدن صاحب بن سید پیر صاحب بن سید میران صاحب بن سید حسن صاحب سید حسن صاحب کے اوپر کا سلسلہ بیان ہوچکا ہے۔

حضرت سید شاہ شیخ علی سانگڑ ــــ سلطان مشکل آسان قدس سرہٗ

آپ حضرت سید السادات قطب الاقطاب حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ کی اولاد سے ہین اس لئے آپکا اور حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین رفاعی قدس سرہٗ کا سلسلہ جدی حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ سے ملتا ہے آپ کے جد اعلیٰ یعنے حضرت سیدی شیخ ابراہیم سپہ سالار حضرت سید سعید الدین قدس سرہٗ کے ہم عصر تھے اور ان دو نو بزرگوار دن نے مدت تک دہلی مین رہکر حضرت مولانا نظام الدین اولیا قدس سرہ سے فیض پایا ہے۔

شیخ کا لقب مشہور ہونیکی وجہ | حضرت سید ابراہیم سپہ سالار کا لقب شیخ مشہور ہونے

کے نسبت یہہ روایت ہے کہ حضرت شیخ الاسلام نظام الدین اولیا قدس سرہٗ کی نظر فیض اثر آپ پر زیادہ تھی ہمیشہ آپکو شیخ کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے جب حضرت ممدوح کے دربار سے آپکو شیخ کا لقب سرفراز ہوا تو آپنے اس لفظ کو اپنے نام کے ساتھہ تعظیماً شامل رکھا اور اوسی نام کے ساتھہ مشہور ہوئے - چونکہ یہہ خطاب ایک اعلی دربار سے عطا ہوا تھا اسلئے اسکی ایسی کچھہ شہرت ہوئی کہ آپ کے اولاد کے نام کے ساتھہ بھی وہی لقب مشہور ہوتا گیا

شیخ ابراہیم سپہ سالار کا دکن مین آنا

حضرت شیخ ابراہیم سپہ سالار بعدہ وصال حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین قدس سرہٗ کے ساتھہ قندہار دکن مین آئے - حضرت حاجی سیاح قدس سرہٗ نے تالاب کے کنارے شرقی حصہ مین دیول توڑکر اقامت اختیار فرمائی - اور شیخ ابراہیم سپہ سالار نے تالاب کے کنارے غربی حصہ پر اپنی چھاؤنی ڈالی حضرت سپہ سالار کے فرزند سید محمد تھے جنکو حضرت سرور مخدوم قدس سرہٗ شیخ محمد ذکریا کے لقب سے یاد فرمایا کرتے - کیونکہ سید محمد بچپن ہی سے نہایت ذاکر اور شاغل تھے اور صلاح تقوی کیوجہ سے انکو حضرت سرور مخدوم بہت دوست رکھتے تھے اسلئے یہہ آپکا عطا کیا ہوا خطاب ایسا مقبول ہوگیا کہ سید محمد کے خاندان مین لفظ شیخ - اور ذکریا یہہ دو لقب جزو نام کے ساتھہ مشہور ہوگئے -

شیخ ابراہیم سپہ سالار کا دکن مین انتقال ہوا اور پرگنہ کلیانی مین دفن ہوئے - شیخ محمد ذکریا اور انکے فرزند شیخ احمد ذکریان دو نو بزرگون کے مزار قندہار مین ہین آپکے مزارون پر گنبد تیار ہوا تھا مگر بہ طرز عرصہ کے بعد ٹوٹ گیا - حضرت شیخ احمد ذکریا کے فرزند حضرت شیخ علی سانگڑے سلطان قدس سرہٗ ہین آپکا مولد و مدفن قندہار رہے آپ نے بہت سیاحی کی ہے اور خراسان پنجاب - سندہ وغیرہ مین مدت تک قیام فرمایا -

سانگڑے سلطان لقب ہونیکا باعث

آپکا لقب سانگڑے سلطان مشہور ہونے کا یہہ سبب بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ پنجاب - اور سندہ کے جانب تشریف لیگئے اور کچھہ عرصہ تک منصبہ سنگڑہ مین مقیم رہے تو سانگڑے قوم کے لوگ آپ کے کشف و کرامات دیکھہ کر حسن عقیدت سے جوق جوق زمرۂ مریدین مین شامل ہونے لگے - اور نکے حسن عقیدت نے

یہہ موثر اثر دکہلایا کہ حضرت کا نام لیکر جو کچہہ دنیوی معاملات مین استمداد چاہتے حق تعالیٰ جل شانہ انکے دلی مقاصد کو پورے کر دیتا۔ یہان تک کہ جوش مسرت اور کمال محبت مین نہایت خوش اعتقادی سے آپ کو سانگڑے سلطان کے لقب سے یاد کرنے لگے اور تمام سانگڑے فرقہ اہل اسلام سے ہین ممالک سندہ اور پنجاب مین۔ جانگڑے۔ رانگڑے۔ کانگڑے متفرق قومین بستی ہین **دوسری وجہ** یہہ مشہور ہے کہ قلعہ دیوگڈہ یعنے دولت آباد مین سنگڑ نام کا ایک شخص رہتا تہا جو منیر نجات کے باعث مشہور رہتا۔ اور بہت سے لوگ نکو بدعقاید بنا رکہا آپ نے اوسپر غلبہ پایا اور وہ مارا گیا۔ اس لئے آپ کا لقب سانگڑے سلطان مشہور ہوا قلعہ دولت آباد پر ایک چہوٹا سا مکان ہے جو راجہ رام دیو کے عہد مین گنپتی گڑیول کہلاتا تہا۔ آپنے اس دیوتا کو توڑکر اوس جگہ اقامت اختیار کی اور عرصہ تک اسی مقام پر چلہ کش رہے اس لئے وہ مقام اب تک سانگڑے سلطان کے روضہ کے نام سے مشہور ہے **تیسری** روایت یہہ ہے کہ آپ سپاہی منش تہے اور ورزش کا زیادہ شوق تہا جہاد کے لئے ہمیشہ مستعد رہتے اور جب راہ چلتے تو آپ کے دونو ہاتون مین دو رسانگ[1] رہا کرتے اور اسکے پہرانے اور اوسکے زدوضرب کے قواعد دانی مین اپنا نظیر نہین رکہتے تہے اس فن کے بڑے بڑے استادون نے آپکی شاگردی سے فخر حاصل کیا تہا۔ سب دکہنی سپاہیون نے آپکو (سانگڑے سلطان) بنا لیا۔ یہہ دونو (سانگ) ابتک آپکے مزار کے پاس موجود ہین۔

شجرہ نسب | سید شاہ شیخ علی ابن سید شیخ احمد ابن سید شیخ محمد ابن سید شیخ ابراہیم رفاعی سپہ سالار ابن سید برہان الدین رفاعی۔ ابن سید شریف ابن سید احمد رفاعی۔ ابن سید تاج الدین رفاعی۔ ابن سید احمد رفاعی ابن سید نجم الدین رفاعی۔ ابن سید محمد رفاعی۔ ابن سید ابراہیم رفاعی۔ ابن سید مہذب الدین رفاعی۔ ابن سید احمد کبیر رفاعی[2] (یہانتک آگے سلسلہ حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ کے بیان مین لکہا جا چکا ہے ملاحظہ فرمایئے)

---

[1] ۱۲ آئین مولف نے اس مقام کو دیکہا ہے [2] سانگ برچھی کی وضع پر ہوتا ہے ۱۲

[3] حضرت سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہ ۵۱۲ ہجری مین پیدا ہوے اور ۲۲ جمادی الاول ۵۷۸ روز پنجشنبہ وقت ظہر یا عصر وفات پائی۔

سلسلہ طریقہ قادریہ حضرت سید شاہ شیخ علی سانگڑے سلطان مشکل آسان قدس سرہٗ کو ہر چار طریقہ۔ رفاعیہ۔ قادریہ۔ چشتیہ۔ سہروردیہ۔ مین خلافت اور اجازت حاصل تھی۔ رفاعیہ طریقہ مین تو آپکو مسلسل نسبی خلافت حضرت سید سلطان احمد کبیر قدس سرہٗ تک برابر حاصل ہے مگر قادریہ وغیرہ طریق مین حضرت شاہ برہان الدین اولے کے بعد سے شجرہ خلافت قادریہ علیحدہ ہے اسمین قادریہ طریقہ کے خلفائے مقدس کے نام اسطرح مندرج ہین ۱ حضرت عاشق بے ریا سید شاہ شیخ علی سانگڑے سلطان مشکل آسان حسینی الموسوی الرفاعی القادری قدس سرہٗ ۲ حضرت سید شاہ احمد ذکریا قادری قدس سرہٗ ۳ حضرت سید شاہ محمد ذکریا قادری ۴ حضرت سید شاہ ابراہیم سپہ سالار قادری ۵ حضرت سید شاہ برہان الحق والدین قادری ۶ حضرت سید شاہ نجم الدین قادری ۷ حضرت سید شاہ شمس الدین قادری ۸ حضرت سید شاہ محمد تاج الدین قادری ۹ حضرت ابو نصر محی الدین قادری ۱۰ حضرت سید شاہ عماد الدین ابو صالح نصر قادری ۱۱ حضرت سید شاہ عبد الرزاق قادری ۱۲ حضرت سید السادات سلطان الاولیا محبوب سبحانی معشوق ربانی میران محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ ۱۳ حضرت خواجہ مصلح الدین ابو سعید بن مبارک المخزومی قدس سرہٗ ۱۴ حضرت خواجہ شرف الدین ابو الحسن علی بن احمد بن یوسف القریشی ۱۵ حضرت خواجہ صدیق ابو الفرج محمد بن عبد الواحد الطرطوسی ۱۶ حضرت خواجہ ابو الفضل شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز ۱۷ حضرت خواجہ ابو بکر عبد اللہ شبلی ۱۸ حضرت خواجہ جنید بن بغدادی ۱۹ حضرت خواجہ سری السقطی ۲۰ حضرت ابو المحفوظ خواجہ معروف بن فیروز الکرخی ۲۱ حضرت امام علی موسی رضا رضی اللہ عنہ ۲۲ حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ ۲۳ حضرت امیر المومنین امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۲۴ حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ۲۵ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ۲۶ حضرت امیر المومنین امام حسین رضی اللہ عنہ ۲۷ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ ۲۸ حضرت سید المرسلین خاتم النبیین حبیب رب العالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم۔

سلسلۂ خلافت طریقہ رفاعیہ طریقہ رفاعیہ مین حضرت سانگڑے[1] سلطان قدس سرہ نے اپنے والد بزرگوار حضرت احمد ذکریا[2] رفاعی سے بیعت اور خلافت حاصل کی ہے۔ اور حضرت احمد ذکریا نے اپنے والد حضرت محمد ذکریا[3] رفاعی سے اور انہون نے اپنے والد شیخ ابراہیم[4] سے سالار سے بیعت اور استفادہ حاصل کیا تہا اور انکو اونکے والد[5] سید شاہ برہان الدین رفاعی کو اور انکو انکے والد سید شریف محمد[6] سے۔ اور اونکو اونکے والد سید احمد[7] سے اور اونکو انکے والد سید تاج الدین[8] سے۔ اور اونکو اونکے والد سید احمد[9] سے۔ اور اونکو انکے والد سید نجم الدین[10] اور اونکو انکے والد سید محمد[11] سے اور اونکو اونکے والد سید ابراہیم[12] سے اور اونکو اونکے والد بزرگوار سید مہذب الدین[13] سے اونکو اپنے والد سید السادات سید سلطان احمد کبیر رفاعی قدس سرہ[14] سے خلافت ملی تہی۔ ابتک آپکے خاندان مین خلافت طریقہ رفاعیہ کے شجرہ مین حسب بالا مقدس اسما درج ہوا کرتے ہین۔

کتاب مطلوب الطالبین مین مولانا حضرت شاہ ضیاء الدین عبد الکریم صاحب بیابانی نے یہی سلسلہ لکہا ہے۔ شاہ ضیاء الدین صاحب آپکے ہمشیرہ زادے اور خلیفہ تہے اور کتاب انوار القندہار مین مولانا شاہ محمد رفیع الدین صاحب قدس سرہ[*] بہی نسبتاً آپکا سلسلہ خلافت حضرت احمد کبیر رفاعی رح تک بتلایا ہے۔

حضرت کا وصال اور گنبد کی تعمیر قندہار مین حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم کے مقدس مزار کے بعد آپکا مزار پر انوار باعث نزول برکات و مستجاب الدعوات سمجہا جاتا ہے وہ بڑا روضہ۔ اور یہہ چہوٹا روضہ مشہور ہے۔ آپ نے ۸ صفر ۸۴۶ھ ہجری مین رحلت فرمائی آپکے انتقال کا مادہ تاریخ (مشکل کشا دین و دنیا) ہے بعض لکہتے ہین کہ (مشکل کشائے دین و دنیا) ۸۵۶ھ ہے غرض آپکی کرامت سے مادہ تاریخ مین بہی آپکی کمال فضیلت اور ولایت کا ثبوت ہے آپکی گنبد۔ خانقاہ و مسجد کو آپکے مریدین یا معتقدین مین سے ایک متمول

---

[*] مولف انوار القندہار نے آپ کا نسبی سلسلہ حضرت سید احمد کبیر تک برابر تحریر فرمایا ہے مگر یہہ بہی لکہا ہے کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ آپ شیخ تہے لیکن یہہ معلوم نہین کہ فاروقی تہے یا صدیقی شاید آپ حضرت بہاء الدین ذکریا قدس سرہ کے اولاد سے ہونگے ۱۲

تاجر نے بنوایا ہے کہتے ہین کہ وہ تاجر سندہ کا رہنے والا قوم کا سنگڑ جہاز مین چلا جارہا تھا اتفاق سے
اسکا جہاز طوفان مین آگیا تاجر نے اپکی استمداد چاہی فضل الٰہی سے اوس جہاز کو طوفان سے
نجات ملی - چنانچہ بعد وفات آپکے اوس تاجر نے گنبد اور خانقاہ مسجد تیار کیا - اس
تاجر کی قبر سنگ بست آپکے روضہ کے شمالی جانب تالاب کے کنارہ پر موجود ہے -

آپ کے ازواج اور اولاد | آپ کے دو بی بیان تھین حضرت جمال بی بی صاحبہ بڑی بی بی - اور حضرت
تارا بی بی صاحبہ چھوٹی بی بی تھین تارا بی بی صاحبہ سے کوئی اولاد نہ تھی - مگر بڑی بی بی صاحب
تین فرزند ہوئے -

شاہ دہڑک | حضرت کے بڑے فرزند سید عظیم الدین المعروف شاہ دہڑک تھے انہون نے
دینوی حکومت کا بہت لطف اٹھایا کسی بادشاہ کے وزیر رہچکے ہین شاید ظہابی نام سلطنت کے
جانب سے کچھ دوسرا ہوگا اسلئے صحیح پتا نہین چلتا کہ آپ نے کہان وزارت کی ہے آپکے
عہد مین سلطان احمد بہمنی کی دکن مین بادشاہت تھی اور ہندوستان کے مختلف حصون مین
طوایف الملوکی تھی جب آپ امارت کی شان و شوکت سے اپنے پدر بزرگوار کے روبرو حاضر
ہوئے تو حضرت نے انکے لئے دعا کی معاً انکے دینوی خیالات جاتے رہے امارت اور حکومت سے
متنفر ہوکر تنہائی اختیار کی اور ذکر و شغل مین مشغول ہوگئے حضرت کی توجہ اور ذکر و شغل کی
برکت سے دل دہڑکنے لگا اور تھوڑے ہی عرصہ مین آپکا وصال ہوا -

شاہ کڑک | یہ حضرت کے چھوٹے فرزند سید معین الدین شاہ کڑک انکا جلالی مزاج تھا انکی
کرامات سے یہ کرامت بھی مشہور ہے کہ انکے اشارے سے دیوار نے ذبیح کی طرح
حرکت کی تھی ان دونون بزرگ زادون کے مزار محلہ غازی پورہ کے پاس ہین جو شاہ کڑک
اور شاہ دہڑک کے نام سے مشہور زیارت گاہ ہین -

حضرت شاہ بنجلہ دار | آپ حضرت مشکل آسان قدس سرہ کے تیسرے فرزند تھے علوم ظاہر و باطن

---

۱۲ خانقاہ مرمت طلب ہوگئی تھی اور ایک چشمہ بھی گر پڑا تھا شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ نشین نے اوسکی
تعمیر کرادی ۱۲ مسجد کی چھت گرگئی تھی اور دیوارین بوسیدہ ہوگئین تھین اسکی مرمت اور تعمیر
شاہ عالم صاحب نے اپنے اہتمام سے کرائی - ۱۲

پر پورے حاوی اور شغل و اذکار و چلہ کشی مین ثابت قدم تھے اسلئے حضرت مشکل آسان نے خرقہ خلافت و اجازت آپکو عطا فرمایا بعد انتقال حضرت قدس سرہٗ کے آپ ہی سجادہ نشین ہوئے۔ چھوٹے روضہ والے جسقدر مشائخ ہین وہ آپ ہی کے اولاد مین سے ہین اور ہر ایک کے پاس نسبی سلسلہ بھی موجود ہے۔ آپکا مزار حضرت مشکل آسان قدس سرہٗ کے گنبد کے روبرو چھوٹی گنبد مین ہے

سجادگان روضہ مقدس کے نام

حضرت مشکل آسان قدس سرہٗ کی اولاد مین جو جو یکے بعد دیگرے صاحب سجادہ ہوئے حسب ذیل اونکے نام ہین۔ حضرت سید شاہ [1]منجھلے چلہ دار کے بعد اونکے فرزند سید معین [2]الدین انکے بعد انکے فرزند سید [3]میران جی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ برہان [4]اللہ حسینی۔ انکے بعد انکے فرزند۔ سید شاہ [5]میران ثانی۔ انکے بعد انکے فرزند سید شاہ برہان [6]الدین۔ انکے بعد انکے فرزند سید شاہ عبد الغنی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ [7]غلام علی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ [8]غلام نبی انکے بعد انکے فرزند سید شاہ [9]غلام دستگیر انکے بعد انکے فرزند سید شاہ [10]میران حسینی جنہ بہ لاولد تھے اسلئے انکے بعد سید شاہ [11]حیدر صاحب سجادہ نشین ہوئے انکو بھی اولاد نہ تھی اسلئے انکے بعد سید شاہ [12]رحمت اللہ حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے۔ انکے بعد انکے فرزند سید شاہ برہان [13]اللہ حسینی صاحب سجادہ نشین ہوئے اور اسوقت مسند سجادگی پر متمکن ہین۔

حضرت حاجی خواجہ قیام الدین شاہ قادری قدس سرہٗ

آپکا مقدس مزار قلعہ کی خندق مین جنوب مغرب کے طرف ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب دلزار القندہار مین تحریر فرماتے ہین کہ آپ قندہار مین حضرت حاجی سرور مخدوم سے کئی سال پیشتر ہی تشریف فرما ہو چکے تھے اور پختہ قلعہ تیار ہونے سے پہلے ہی آپکا وصال ہوگیا تنہا آپ قادریہ طریقہ کے بزرگ اور حاجی الحرمین شریفین تھے مولانا شاہ صاحب کے بیان کی

+ سید شاہ حیدر سجادہ ابن سید شاہ غلام علی ابن سید غلام حیدر۔ ابن سید شاہ غلام علی سجادہ نمبر (۸)

* سید شاہ رحمت اللہ حسینی ابن سید شاہ برہان اللہ حسینی ابن سید شاہ غلام حسین ابن سید شاہ برہان اللہ حسینی ابن سید شاہ غلام حسین ابن سید شاہ عبد الستار ابن سید شاہ برہان الدین حسینی سجادہ نمبر (۹)

تصدیق ایک قدیم بیاض کی تحریر سے بھی ہوتی ہے کہ جب دہلی کے شاہان خلجیہ کی توجہ دکن کے جانب ہوئی اور قندہار اور بیدر اور ورنگل پر مسلمانوں کا غلبہ ہوگیا تو اس زمانہ مین آپ قندہار تشریف فرما ہوئے اسوقت قلعہ اینٹ اور مٹی کا تھا اور قدیم قلعہ کا دروازہ جنوب مغرب کیجانب تھا جب آپنے رحلت فرمائی تو قلعہ کے دروازہ کے روبرو دفن کئے گئے۔ جب دہلی کی سلطنت شاہان خلجیہ سے نکلکر شاہان تغلق کے قبضہ مین آئی اور محمد شاہ تغلق دکن پر مسلط ہوگیا تو قلعہ اوسہ اور قلعہ قندہار کی تیاری کا حکم دیا چنانچہ قندہار مین پختہ قلعہ بنایا گیا اور اسکا دروازہ دہلی کے جانب شمال کیطرف رکھا گیا قلعہ کے اطراف گہری خندق کھودی گئی اور آپکے مقدس مزار کا پختہ چبوترہ اس خندق مین مستحکم اور خوش وضع تیار ہوا جب خندق مین پانی بہرتا ہے تو یہ منظر دیدکے قابل ہوتا ہے زایرین اکثر یہان کشتی سیر کرتے ہین مقبرے تک جانیکے لئے خاص اہتمام سے لکڑیون کو رسیون سے باندھکر کشتی کا کام لیا جاتا ہے چبوترہ پر خوش وضع چار دیواری ہے اسمین آپ کا اور آپکے استاد کا مزار ہے اسی چبوترہ پر مقبرہ کے دروازہ کے روبرو برق انداز خان قلعدار کی قبر ہے۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے چبوترہ ترمیم طلب ہوگیا تھا محمد بجلی خان رسالدار سندیلی کی عملداری مین انکے نائب امام بخش جمعدار نے مرمت کروائی آپ کا عرس آٹھوین اور نوین محرم کو ہوتا ہے بیر حقیقی بھائی محمد قمر الدین صاحب برادر محتسب قندہار اس روضہ کے منتظم ہین سالانہ بہت تکلف سے عرس کیا کرتے ہین۔

حضرت پیر جلال قدس سرہٗ

آپ مشاہیر اولیاء قندہار سے چشتیہ طریق کے مقدس بزرگوار گذرے ہین آپکا مزار قلعہ کے پاس جانب راہ مالش پور جام باغ مین واقع ہے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ تحریر فرماتے ہین کہ جسوقت آپ مکہ معظمہ سے قندہار تشریف لائے آپکے پاس ایک سبز پتھر تھا جو آپکے مرشد نے یہ کہکر دیا تھا کہ جس جگہ یہ پتھر تم سوا بڈھ سکو وہان تم اپنی قیام کی جگہ سمجھنا چنانچہ جب آپ قندہار پہونچے تو یہان وہ صورت پیش آئی ہر چند آپ نے اس پتھر کو اٹھانا چاہا اوٹھ نہ سکا۔

آخر قندہار ہی مین آپ نے ہمیشہ کے لئے قیام فرمایا یہہ شہر آپ کے مزار پر بسایا گیا ہے
آپکا عرس ۷ ربیع الثانی کو ہر سال ہوا کرتا ہے مزار کے متصل چھوٹی اور بڑی دو بہنین ہین
شاہ صاحب لکھتے ہین کہ شاید ان کی بی بی اور فرزند کے یہہ دو نو مزار ہونگے

حضرت حاجی ملکی قدس سرہٗ

حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم سید سعید الدین قدس سرہٗ سے پہلے آپ مکہ معظمہ سے قندہار
شریف مین تشریف فرما ہوئے اور یہین انتقال فرمایا آپ نقشبندیہ طریقہ کے پیرو تھے آپکا
مزار پر انوار تالاب کے کنارہ پر حضرت سرور مخدوم کے مقدس روضہ کے روبرو
کچھ فاصلہ سے نہایت نورانی نقشہ مین سادگی کے ساتھہ سرراہ پر فضا جگہہ پر واقع ہے
آپ نہایت اہل کمال و صاحب باطن بزرگ تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب آپکے
کرامات کی بیان کے سلسلہ مین تحریر فرماتے ہین کہ بارہا آپ کے مزار پہ پانی کے
چراغ روشن کئے گئے جو روغن خالص کیطرح جلتے رہے۔

حضرت سید السادات قدس سرہٗ

معلوم نہین آپ کا اصل نام کیا ہے سید السادات کے مقدس لقب سے مشہور ہین
جو راستہ حضرت سرور مخدوم کے روضہ سے حضرت سانگرمائے سلطان کے روضہ کے
جانب جاتا ہے اوسی راستہ مین آپکا مزار ہے۔ انوار القندہار مین صرف اسقدر آپکا
ذکر ہے جو بیان کیا گیا۔

حضرت سید صاحب قدس سرہٗ

آپ کا مزار حضرت سانگرمائے سلطان قدس سرہٗ کے روضہ کیجانب ہے جسکے پوری طرف
چوترہ کا ایک ہی پتھر ہے آپ بہت باکرامت صاحبدل بزرگ تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب
تحریر فرماتے ہین کہ یہہ مشہور ہے جو جانور بیمار ہو آپ کے قبر کا طواف کرادینے سے وہ اچھا ہو جاتا ہے

حضرت پیر پالکی قدس سرہٗ

آپ بھی ایک مشہور اولیا قندہار سے ہین شاہ غلام دستگیر صاحب سجادہ کے باغ مین آپکا مزار ہے اور مزار کے پاس پتھر کی پالکی خوش وضع تراشی ہوئی رکھی ہوئی ہے مشہور ہے کہ چودہ سو اولیا کی پالکیان جب دہلی سے دکن مین آئین آپ بھی انہین پالکی سوارون مین سے ہین مزار نہایت پر فضا مقام پر ہے۔

حضرت پیر اوجالے اور حضرت پیر موسی قدس سرہما

کمانی دروازہ کے باہر عیدگاہ کے راستہ پر بہادر پورہ کو جاتے وقت بائین جانب ان دونو بزرگون کے قبرین ہین پیر اوجالے کے مزار کا تعویذ ملکی سفید پتھر کا ہے اور پیر موسی کے قبر کا تعویذ سیاہ پتھر کا ہے یہہ ٹوٹا ہوا اور بوسیدہ قبر کا چبوترہ اپنی قدامت کی شہادت دیتا ہے یہہ بھی قدیم بزرگان قندہار سے ہین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین فصیل شہر سے قریب پہلی قبر پیر اوجالی کی ہے اور اوسکے کچھہ فاصلہ پر پیر موسی کی قبر ہے۔

حضرت پیر شمس الدین قدس سرہٗ

آپ مشہور و معروف اولیا قندہار سے ہین اپ کا مزار جامع مسجد کے صحن مین ہے قبر کا تعویذ نہایت خوش رنگ اور بڑا ہے۔ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ جو نقل حضرت پیر جلال قدس سرہٗ کے قبر کے پتھر کے نسبت مشہور ہے وہ نقل آپ کی قبر کے تعویذ کے لئے بھی مشہور ہے ہم نے قلعداارون کے سلسلہ مین آپ کا ذکر کر دیا ہے۔

حضرت شاہ سہج قدس سرہٗ

موضع بھوسی کے راستہ کے جانب گول ٹیکری ہی ایک نہایت خوش نما پہاڑی ہے اور بہت ہی پر فضا اور دلچسپ مقام ہے آپ کا مزار اس پہاڑی پر زیارت گاہ خلایق ہے۔

حضرت شاہ سلیمان قدس سرہ کا حال اور سلیمان ٹیکری کا ذکر

قندہار کے مغربی دروازہ کے باہر جسکو (بدہ واری ہیں) کہتے ہین سلیمان ٹیکری ایک پہاڑی ہے اسپر شاہ سلیمان کا مزار ہے اس مزار کے علاوہ اس پہاڑی پر ایک مٹی کا چبوترہ بھی بنا ہوا ہے جو حضرت سلیمان پیغمبر کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے عوام کا خیال ہے کہ حضرت سلیمان کا ہوا رکھچہ دیر اس پہاڑی پر ٹھہرا جایا کرتا تھا یہی شہرت ہے کہ اس پہاڑی کے اطراف کے جنگل اور زراعتون مین بارش کے ایام مین اکثر لوگون کو حضرت سلیمان کی زراعتونکی گھاس وغیرہ صاف کرنے والے مزدورونکو سلیمانی تسبیح کے دانے کی دستیاب ہوتے ہین گویا وہ پہاڑی سلیمانی تسبیح کے دانونکی کان ہے اور ہر سال منکے ملتے ہین جنکو لوگ اکثر فروخت کیا کرتے ہین مین نے بھی بہت سے سلیمانی دانے حزید کے لئے ہین حیرت اسکی ہے کہ ان دانون مین سوراخ کیا ہوا ہوتا ہے اور اسکے کئی اقسام اور کئی رنگ ہوتے ہین کوئی لمبا ہوتا ہے جسکو جیبہ کہتے ہین کوئی مدور رہتا ہے کیسا سیاہ اور کیسا سرخی مایل رنگ ہوتا ہے اسپر خوش نما لکیرین ہوتی ہین کتاب انوار القندہار مین جو سنہ ۱۲۱۳ھ مین مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے تصنیف فرمائی ہے کہا ہے کہ ایک داد اکے زمانہ مین شاہ سلیمان نامی موجود تھے اور وہ ابتدا مین ایک سپاہی پیشہ تھے مولد آپکا فرنہ سے بایا جاتا ہے کہ قندہار مین تماش معیشت مین قندہار سے کسیطرف تشریف لیجا رہے تھے رات مین سلیمان ٹیکری کے آپکے سوار ایکا گھوڑا بیٹھ گیا ہر چند آپنے کوشش کی مگر اوٹھا نہ سکا آپکا خیال یکایک دنیوی تعلقات سے ہٹ گیا سب سے قطعہ تعلق کرکے اور تمام مال واسباب راہ خدا مین لٹاکر کامل فقیر ہوگئے اور سلیمان ٹیکری پر اقامت پذیر ہوئے تنہا پہاڑی پر رہا کرتے تھے آخر ایک خونخوار شیر کے پنجہ سے آپنے شہادت کا رتبہ حاصل کیا آپ بہت بڑے فضیلت بزرگ تھے۔

حضرت پیر بہاوالدین قدس سرہ

قندہار کے قاضی محلہ کی مسجد ملک عنبر نے سنہ ۱۰۲۲ھ مین تعمیر کروائی ہے اس مسجد کے صحن مین

آپ کا مقدس مزار پر انوار بوسہ گاہ خلایق ہے۔

حضرت یتیم شاہ مجذوب قدس سرہٗ

آپ نہایت پرجوش مجذوب تھے ہمیشہ ولی جوش اور مستانہ حالت سے ہر طرف بڑ لگائے پھرتے تھے ہفتہ میں ایک وقت آپ بازار تشریف لاتے اور جو کچھ جنس غلہ و ترکاری وغیرہ ملتا وہ سب کا سب ایک ہانڈی میں ڈالکر پکاتے اور اول پلیٹ کہ جو ہمیشہ آپ کے پاس رہتی تھیں کہلاتے اور پھر دوسرے آدمیوں کو تقسیم کرتے اور کچھ خود بھی کھاتے تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے بچپن میں شاہ صاحب کو دیکھا ہے لوگ کہتے تھے کہ شاہ صاحب کی دیوانی ہانڈی کا کہا نا بہت ہی بامزہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی شخص آپکے واسطے کھانا عمدہ پکوا کے لاتا تو اسکو لکڑی سے مارتے اور گالیاں دیکر سامنے سے نکال دیتے۔

حضرت مدار شاہ درویش قدس سرہٗ

حضرت یتیم شاہ مجذوب کے پاس مدار خان اکثر حاضر رہا کرتا اور مجذوب صاحب کا بہت معتقد تھا کسی وقت آپ سے علیحدہ نہیں ہوتا ہر چند اسکو چھوڑ کر جانے کا لیان دیتے مگر وہ آپ کے پاس سے جاتا نہ تھا مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ایک رات مدار خان نیند سے ہشیار ہوا دیکھا کہ شاہ صاحب کی جگہ پر ایک مہیب صورت قوی ہیکل شیر بیٹھا ہوا ہے بہت خوف زدہ ہوا اور چیخا یا آگ آگ شیر شاہ صاحب کو کہا گیا ہے اور اسطرح خوف سے ملکتی کی حالت میں پڑا رہا تھوڑی دیر کے بعد الٹے دن سے شیر کی شکل غایب ہوگئی اور شاہ صاحب کو اپنی جگہ پایا۔ مدار خان شاہ صاحب کے قدموں پر گر پڑا شاہ صاحب نے اسکو سینہ سے لگایا۔ مدار خان کی حالت میں تغیر پیدا ہوا اور اوس نے سب دنیوی تعلقات چھوڑ دیئے اس لیے مدار شاہ درویش لقب مشہور ہوگیا۔ اور شاہ صاحب کے انتقال کے بعد ان کے جانشین مدار شاہ ہوئے یتیم شاہ صاحب مجذوب اور مدار شاہ صاحب درویش کے قبر بین حضرت سانگڑ سے سلطان قدس سرہ کے روضہ کے جانب بائیں میں جو مسجد اس مسجد کے صحن میں ہیں

حضرت پیر بہاوالدین خان قدس سرہٗ

آپ کا مقدس مزار ناندیڑی دروازہ کے جانب کوٹ بازار کی آبادی کے قریب ہے تعلقداروں کے ذکر مین آپ کا حال ہمنے جو کچھہ معلوم ہوا لکھدیا ہے چونکہ انوار القندہار کے بزرگوار وں کی فہرست مین آپ کا اسم مبارک آگیا ہے اسلئے ہم نے اس موقع پر ہی آپکا نام مبارک درج کردیا ہے

حضرت پیر غیب

انوار القندہار مین لکھا ہے کہ مانس پور مین کوئی ہندو دیوار کا پایہ کھدوا رہا تھا پایہ مین ایک قبر دکھائی دی جب اسکے پتھر نکالے گئے تو صحیح وسالم لاش سفید کفن مین لپٹی ہوئی نظر آئی جسکو پھر اسیطرح بند کرکے قبر کی علامت بنا دیگئی ہے۔

پنج پیر

مانس پورہ کی آبادی کے پاس مسلسل پانچ قبرین ہین جو پنج پیر کے نام سے مشہور ہین انوار القندہار مین ان قبور کے متعلق یہہ نقل لکھی ہے کہ ایک پیرزن صالحہ نے پانچوں برقعہ پوش سبز لباس پہنے ہوئے اور ہاتون مین نیزے لئے ہوئے اس مقام متبرک پر کھڑے ہوئے دیکھے ان پانچون برقعہ پوش سوارون نے نیزون کو اطمینان کے ساتھہ زمین پر گھڑا کیا اور کچھہ دیر کے بعد غائب ہوگئے اسلئے اس جائے پر احاطہ کھینچ کر پانچ قبرین بنا دی گئین اور پنج پیر کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت پیر سالار قدس سرہٗ

قندہار سے چھہ میل موضع ہڈگی جو قاضی صاحب اور محتسب صاحب قندہار کی جاگیر ہے وہان حضرت پیر سالار قدس سرہ کا ایک پختہ چبوترہ پر مزار بنا ہوا ہے بہت پر فضا اور دلچسپ مقام ہے اور مزار مبارک پر نہایت رونق ہے۔

حضرت پیر بابو قدس سرہٗ

موضع دہامن گاؤن مین آپ کا مقدس مزار زیارت گاہ خلایق ہے۔ گاؤن کے سب ہندو آپ کے معتقد ہین اور آپ کا اسقدر رعب ان لوگون کے دلونپر جما ہوا ہے کہ وہ دوسرے موضع کیطرح ہنومان کا بت جو مرہٹواری کے ہر ایک موضع مین رہتا ہے اس موضع مین استادہ نہین کر سکتے۔

خواجہ کلان وخواجہ خورد قدس سرہما

موضع بیرلی پرگنہ قندہار مین دونون بزرگ آغوش لحد مین استراحت فرما رہے ہین کہتے ہین کہ دونون صاحب اس موضع کے جاگیر دار تھے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب تحریر فرماتے ہین کہ ان ہر دو بزرگون کی قبر کی زیارت سے عجیب کیفیت اور حلاوت حاصل ہوتی ہے عام طور پر آپ پیر کالے کے نام سے مشہور ہین۔

(انوار القندہار مین جن بزرگان دین کے نام درج ہین انکا تذکرہ ختم ہو چکا ہے)

حضرت شاہ اسمعیل صاحب طبقاتی قدس سرہٗ

آپکا گنبد حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم قدس سرہٗ کی روضہ کے روبرو تالاب کی کنارہ سروری گہاٹ سے ملا ہوا ہے آپکا زمانہ نسلہ کا ہے آپ حضرت شاہ مرتضیٰ دین پناہ قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے اور حضرت شاہ میران کھہاولی قدس سرہٗ کے پیر بھائی اور ہمعصر رہتے آپ کا سلسلۂ خلافت حضرت بدیع الدین شاہ مدار قدس سرہٗ سے ملتا ہے

سلہ شاہ مدار کے والد کا نام ابو اسحاق ہے وطن آبائی ملک شام ہے حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد مین ہین آپ ۱۱۶ھ مین پیدا ہوئے اور آپکی والدہ نے بعمر تین چار سال آپکو شاہ مرتضیٰ کی سپرد کیا اس نے توریت وانجیل وغیرہ پڑھائی اور علم ریاضہ وکیمیا وغیرہ سب سکھا دیا جب آپکے والد کا انتقال ہوگیا تو آپ ملک شام سے مکہ معظمہ مین تشریف فرما ہوئے اور یہان خوب علم پڑھا پھر مدینہ تشریف لیگئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس روضہ کی زیارت سے مشرف ہوئے اور پھر نجف گئے وہان سے ہندوستان آئے چند روز گجرات کی سیر کی پھر اجمیر شریف تشریف لائے اور پہاڑون مین چند روز قیام فرمایا پھر دہلی پر تشریف لیگئے اور یہان آپکا وصال ہوا آپکو سید عبد الرحمٰن فیض حاصل ہوا جسکو فیضی کہتے ہین کہ خلیفہ شامی کے مرید ہین شب جمعہ ۱۸ جمادی الاول ۸۴۰ھ مین وفات پائے کہن پور مین مزار ہے آپکی عمر اسی برس کی تھی از اخبار الاخیار وکتاب آئینہ تصوف ۱۲

حضرت راجہ باگھہ سوار قدس سرہٗ

قلعہ کے وسط مین راجاؤن کے محلات کے پاس ہیرامحل سے ملا ہوا ایک چھوٹا سا گنبد ہے اس گنبد کی بلندی تخمیناً دس گز ہوگی اور اس کا عرض ۷ گز ہے اور اس گنبد مین پتھر کا تعویذ پونے دو ہاتھ لمبا ہے گنبد تو زیادہ پرانا دکھائی نہین دیتا مگر قبر پرانی معلوم ہوتی ہے قلعہ مین سوائے اس قبر کے اور کوئی قبر نہین ہے اس قبر کے نسبت یہہ مشہور ہے کہ راجہ باگھہ سوار کا چلہ ہے۔ قدیم گنبد گر گیا تہا راجہ ہیرا سنگہ نے ۱۲۶۱ھ مین تعمیر کروایا گنبد پختہ طور پر تیار ہوا ہے مگر اسپر چونہ کی استر کاری اور صفائی کا کام باقی رہگیا ہے ہیرا سنگہ اس قبر کا زیادہ معتقد تہا اور سالانہ عرس بہی کیا کرتا تہا راجہ باگھہ سوار سے مراد حضرت سید شاہ تاج الدین صاحب شیر سوار قدس سرہٗ سے لیجاتی ہے جنکا مقدس مزار اور عالیشان گنبد قصبہ کلیانی ضلع گلبرگہ مین ہے اور جنکی سالانہ عرس کا میلہ بہت دہوم دہام سے ہوتا ہے۔ مولف تاریخ خورشید جاہی نے ایک نقل لکہی ہے کہ شاہ ندیم اللہ حسینی ابن حضرت سید شاہ بدا اللہ حسینی سات سال کی عمر مین بچون کے ساتہہ گلبرگہ مین حضرت سید محمد گیسو دراز قدس سرہٗ کے خانقاہ کے باہر کہیل رہے تہے راجہ باگھہ سوار شیر پر بیٹہے ہوئے حضرت گیسو دراز کی ملاقات کے لئے تشریف لائے حضرت شاہ ندیم اللہ حسینی صاحب نے جب راجہ باگھہ سوار کو دیکہا تو ایک پرانی دیوار پر سوار ہوکر دیوار کو حکم دیا کہ چل دیوار چلنے لگی راجہ شیر سوار نے دریافت کیا یہہ لڑکا کون ہے جو بیجان شئے پر حکم چلاتا ہے دوسرے لڑکون نے کہا کہ یہہ خواجہ بندہ نواز حسینی کے پوتے ہین راجہ باگھہ سوار حیران رہے اور یہہ خیال کیا کہ جب پوتے مین یہہ کشف وکرامات ہین تو انکے دادا کی کیسی کچہہ حالت ہوگی وہین سے کلیانی کی طرف واپس ہوگئے اور حضرت خواجہ گیسو دراز سے نہین ملے جب یہہ کیفیت خواجہ صاحب کو معلوم ہوئی تو آپنے اپنے پوتے کو غضب کی نظر سے دیکہا ندیم اللہ حسینی صاحب کو بخار آگیا اور بتاریخ ۲۱ شعبان ۸۱۷ھ کو آپکا انتقال ہوگیا اس لئے حضرت ندیم اللہ حسینی صاحب کو غالب کرامات کہتے ہین بعض کا بیان ہے یہہ چلہ حضرت سید تاج الدین شیر سوار نارنولی کا ہے۔ کتاب اخبار الاحبار مین اور کتاب اخبار الاخیار مین حضرت سید تاج الدین نارنولی کا ذکر یون لکہا ہے۔

سید تاج الدین شیر سوار قدس سرہٗ۔ حضرت شیخ قطب الدین منور ہانسوی رحمۃ اللہ علیہ کے

مریدین سے ہین سید صاحب نے بڑی بڑی ریاضتین کی ہین کہ جانوران صحرائی آپ کے مطیع ہو گئے تھے کہتے ہین کہ آپ اپنے پیر کی زیارت کے لئے ہانسی کو جب تشریف لیجاتے تھے تو آپ جنگل سے شیر پکڑ لیتے تھے اسپر سوار ہو کر سانپ کا کوڑا ہاتھ مین لئے ہوئے جاتے تھے جب ہانسی مین پہونچتے تب پیادہ پا ہو جاتے ایک روز آپ بیخودی کی حالت مین اسی طرح سے شیر پر سوار مرشد کے حضور مین پہونچ گئے شیخ قطب الدین منور آپ کے مرشد اسوقت دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے جب انہون نے آپکو شیر پر سوار دیکھا تو فرمایا کہ سید صاحب حیوان جاندار ہوتے ہین مردان خدا اگر چاہین تو مٹی اور پتھر کی دیوار چلا سکتے ہین یہ فرماتے ہی دیوار جنبش کرنے لگی شیخ نے دیوار کو چلنے سے روکا اور کہا کہ تیرا چلانا مجھے منظور نہین ہے سید صاحب نے مرشد سے عذر خواہی کی اور پھر شیر پر سوار نہین ہوئے سید تاج الدین صاحب شیر سوار کی قبر نارنول علاقہ پٹیالہ مین واقع ہے۔

حضرت محی الدین صاحب قدس سرہٗ

آپ سوداگر پیشہ حیدرآباد کے رہنے والے تھے بایتونکی خریدو فروخت کیا کرتے راجہ اجی چند گور اور راجہ رتپت سنگھ کے عہد مین ناندیڑ کے راستہ سے ہاتی لیکر قندہار آرہے تھے جب سرحد قندہار کے پاس پہونچے تو ہاتی نے آپکو مار ڈالا آپ نہایت متقی و نیک نفس پابند صوم و صلوٰۃ تھے مشہور ہے کہ آپ راجہ کے نیلبان تھے راجہ رمنہ کے پاس بغرض شکار ہاتی پر سوار آیا تھا راجہ ہاتی سے اتر کر شکار مین مصروف ہوا ہاتی مست تھا آپکو مار ڈالا لہذا اسی مقام پر بقصبہ قندہار کے سرحد کے پاس دو پہاڑون کے درمیان سر راہ آپکو دفن کر کے پختہ قبر بنا دیگئی ہے کہتے ہین کہ مست ہاتی ہی آپ کی قبر کے پاس آکر اسی وقت مر گیا قبر کے پاس مٹی کا بڑا ٹیلہ ہے وہ ہاتی کی قبر ہے یہہ مقام عوام مین (محی الدین صاحب کی کھنڈی) کے نام سے مشہور ہے۔

سیاح جی باوا قدس سرہٗ

سلیمان ٹیکری کے عقب پہاڑ کے درے مین املی کے چند درخت ہین وہان ایک قبر ہے اور

اسپر پتھر کے چھوٹے چھوٹے دو تعویذ ہین وہ قبر سیاح جی باوا کے نام سے مشہور ہے اس پہاڑ کے اطراف کے زراعت پیشہ لوگ سالانہ غلہ حاصل کرنیکے بعد آپکی نیاز کیا کرتے ہین آپکو بعض لوگ کن پھٹے جوگی اسلئے کہتے ہین کہ آپ گیروے رنگ کا لباس پہنتے تھے اور دونون کانون مین بڑے سوراخ تھے۔

حضرت مستان شاہ صاحب مجذوب قدس سرہٗ

آپ خدا رسیدہ مجذوب تھے سنہ ۱۱۹۵ھ مین سیاحی کرتے ہوئے قندہار پہونچے۔ اور قاضی محلہ کی مسجد مین اقامت اختیار کی آپکا جسم کھلا رہتا تھا ایک تہہ بند سے ستر چھپائے رہتے کسی سے بات نہ کرتے اور نہ کچھ مانگتے جب تک دوسرا شخص اپنے ہاتھ سے کھانا نہ کھلائے اور پانی نہ پلائے آپ نہ کھانا کھاتے اور نہ پانی پیتے خواہ کتنے ہی دن گذر جائین زیادہ اشتہار کی ضرورت پر بلا امداد ہاتون کے مرد مہتر سے نہر کی گیلی مٹی کھالیا کرتے تھے پوچھنے پر یہی جواب دیتے البتہ جذب کی حالت مین جو کچھ بیان کرتے وہ بلا سلسلہ و بلا خطاب جو چاہے فرمائے تمام دن بستی کی گلی کوچہ اور دور دور اطراف کے جنگلون مین گشت لگا کرتے اور شب کو اسی مسجد مین لیٹے رہتے آپکو مسکرات سے پرہیز نہ تھا اسلئے مصلیون نے آپکو مسجد سے علیحدہ کرنے کی کوشش کی مگر آپ نے کسی کی نہ سنی حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب نے آپ کے سچے حالات پر باطنی کشف سے واقفیت حاصل کر کے مسجد کے شمالی جانب کا ایک حصہ محب صاحب متولی مسجد سے کہکے آپ کے لئے چھوڑ دیا تھا چند ہی روز مین آپ کے تصرفات اور کرامات نے مشایخین اور عمائدین بستی کو اپنا معتقد بنا لیا ہنود خصوصاً نگریہ آپکے زیادہ معتقد تھے اور ہر وقت آپ کے خدمت مین حاضر رہا کرتے راجہ ہیرا نگھ نے از راہ اعتقاد بدر الدین سوداگر کو تین روپیہ تنخواہ ماہانہ پر آپکے خدمت کیلئے مقرر کیا تھا بدر الدین کے بعد فدا علیشاہ نے اس خدمت کو انجام دیا اور یہ ماہوار آپ کی زندگی تک فادسون کے نام جاری رہی آپکی عمر ستر سال سے تجاوز کر چکی تھی عارضہ بخار مین ایک مہینے تک علیل رہے ضعف زیادہ ہو گیا تھا مسجد مین اپنی قدیمی جائے پر لیٹے رہتے تھے، اشوال سنہ ۱۲۶۱ھ

کو آپ کا وصال ہوا ہتائی پورہ والے معتقدین جس محلہ کے قریب یہ مسجد واقع ہے اور مصلیان مسجد نے آپ کے دفن کے لئے مسجد کے شمالی دیوار کے نیچے جائے تجویز کی مگر آپکے معتقدین اہل ہنود اور دوسرے محلہ والون نے وہ جائے ناپسند کی درگاہ محلہ کے چند اشخاص جنکو حضرت کے ساتھہ دلی محبت اور خالص اعتقاد تھا موقع پاکر بلا اطلاع مصلیان و اہل محلہ آپکی نعش کو درگاہ محلہ مین اٹھا لیگئے اور باتفاق معتقدین اہل اسلام و اہل ہنود نے تالاب کے کنارہ پر تیلی گھاٹ کے پاس دفن کیا نگر نگر یزان قوم ہنود سالانہ عرس کیا کرتے ہین۔

(مولانا شاہ رفیع الدین قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ واصل بحق ہوئے چونکہ آپکا مختصر ذکر ہے اسلئے پہلے لکھدیا گیا)

حضرت مولانا مولوی شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ

مولد و مدفن آپکا قندہار رہے آپکے والد ماجد مولانا محمد شمس الدین ابن مولانا محمد تاج الدین قصبہ بہوکر کے قاضی اور دہا لوڑہ کے جاگیر دار رہتے چونکہ قصبہ قندہار علما و فضلا کا مخزن تہا اس لئے مولانا تاج الدین صاحب نے قندہار مین ایک عالیشان مکان محلہ ہتائی پورہ مین قاضی محلہ کی مسجد کے روبرو تعمیر کرواکے اپنے کنبے کے ساتھہ قیام فرمایا تہا۔

ولادت | آپ پنجشنبہ کے دن صبح کی نماز کے بعد ۱۹ جمادی الثانی ۱۱۶۴ھ مین پیدا ہوئے آپ کی والدہ ماجدہ صالحہ عابدہ تہین اور طریقۂ قادریہ مین بیعت ہی حاصل کر چکی تہین آپ کے تولد ہونیکے تہوڑی دیر قبل نماز صبح سے فارغ ہوکر تلاوت مین مشغول تہین جب وہ تلاوت ختم کر چکین آپ تولد ہوئے۔ آپ کے والد ماجد طریقہ رفاعیہ کے پیرو اور حضرت سرور مخدوم حاجی سیاح سید سعید الدین رفاعی کے زیادہ تر معتقد تہے۔ اور حضرت سرور مخدوم نے عالم رویا مین اونکو بشارت دی تہی کہ تجھکو فرزند باکمال و صاحب باطن پیدا ہوگا۔ اسلئے آپکے والد نے آپ کا نام غلام رفاعی رکھا جسکا عرف رفیع الدین ہوا۔

سلسلۂ نسب محمد[1] رفیع الدین - ابن محمد[2] شمس الدین - ابن قاضی محمد[3] تاج الدین - ابن قاضی عبد الملک[4] ابن قاضی محمد[5] تاج الدین کلان - ابن قاضی کبیر - بن قاضی محمود[6] بن قاضی کبیر بن قاضی محمود[7] - بن قاضی احمد[10] بن شیخ محمد[11] بن شیخ یوسف[12] بن زین الدین[13] - بن نور الدین[14] - بن محمد شمس الدین[15] بن شریف جہان[16] بن صدر جہان[17] بن شیخ اسحاق[18] بن شیخ مسعود[19] بن بدر الدین[20] بن محمد سلیمان[21] بن شیخ شعیب[22] بن شیخ احمد[23] بن شیخ محمد[24] بن شیخ یوسف[25] بن شیخ شہاب الدین[26] فرخ شاہ کابلی بن محمد اسحاق[27] بن شیخ مسعود[28] بن عبد اللہ[29] واعظ اصغر بن عبد اللہ واعظ اکبر بن[30] ابو الفتح[31] بن شیخ اسحاق[32] بن شیخ ابراہیم[33] بن شیخ ناصر[34] بن عبد اللہ[35] رضہ بن حضرت عمر فاروق[36] رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

تعلیم و سیاحت آپ قدرتی طور پر نہایت ذکی تھے اور بچپن سے ہی آثار بزرگی نمایاں تھے آپ نے اپنی تعلیم کی کیفیت اور استادوں کے نام کتاب انوار القندہار میں صراحت سے تحریر فرمائے ہیں۔ یہاں صرف اسقدر لکھنا کافی معلوم ہوتا ہے کہ (۱۴) سال کی عمر تک آپنے اپنے والد ماجد اور نیز علماء سے قندہار سے تعلیم پائی اور پھر اورنگ آباد کا قصد فرمایا وہاں کچھ عرصہ تک رہکر مولانا مفتر الدین صاحب سے علم عربی و فارسی میں استفادہ حاصل کیا پھر شہر سورت کی سیر کی اور قاضی شیخ الاسلام خان سے علم عربی کی پوری تکمیل کرکے مکہ معظمہ تشریف لیگئے اور وہاں سے مدینہ منورہ میں بہت دنوں تک رہکر قرارت اور حدیث کی سند حاصل کی۔

تحصیل علم باطنی اورنگ آباد کے قیام کے وقت آپکو شاہ محمد عظیم الدین بلخی سے طریقہ نقشبندیہ میں نعمت حاصل ہوئی اسکے بعد حضرت مفتر الدین اورنگ آبادی سے اسی طریقہ علیہ نقشبندیہ میں آپ نے نعمت پائی اور ذکر و اشغال کے طریقے سیکھے۔ وہاں سے آپنے سیاحت اختیار کی اور مرشد کامل کی تلاش میں شہر ارکاٹ پہونچے

حصول خرقۂ خلافت شہر ارکاٹ میں حضرت شیخ المشائخ وحید عصر حاجی رحمت اللہ نائب رسول اللہ قدس سرہٗ نشریف فرما تھے اور آپکے کشف و کرامات کی بہت کچھ شہرت تھی اور مخلوق کو آپکی ذات بابرکات سے فیض حاصل ہو رہا تھا۔

مولانا شاہ رفیع الدین صاحب ایک سال تک شیخ کی خدمت مین حاضر رہکر علم سلوک مین مشغول رہے۔ اور طریقہ علیہ نقشبندیہ و قادریہ و رفاعیہ و چشتیہ و سہروردیہ و شطاریہ و مداریہ وغیرہ معہ اصول و فروعہ مین بیعت و مصافحہ حاصل کرکے اور تمامی اشغال و اعمال طریق موصوفہ مین پوری تلقین و توجہ پاکر خرقہ خلافت و اجازت عامہ سے مستفیض ہوئیکے بعد باجازت مرشد حیدرآباد کی جانب واپس ہوئے۔

سلسلہ طریقہ قادریہ

۱۔ حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد فیض اللہ صاحب قادری قدس سرہٗ۔
۲۔ حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ
۳۔ حضرت سید علوی بروم قدس سرہٗ
۴۔ حضرت شاہ علی رضا قدس سرہٗ
۵۔ حضرت سید علوی بروم قدس سرہٗ
۶۔ حضرت عبداللہ بالفقیہ قدس سرہٗ
۷۔ حضرت شیخ احمد القشاشی قدس سرہٗ
۸۔ حضرت شیخ محمد یوسف قدس سرہٗ
۹۔ حضرت امین الدین المراغی قدس سرہٗ
۱۰۔ حضرت شیخ سراج الدین عمر قدس سرہٗ
۱۱۔ حضرت شیخ عبدالقادر الیمانی قدس سرہٗ
۱۲۔ حضرت شیخ جید بن احمد الیمانی قدس سرہٗ
۱۳۔ حضرت احمد بن موسیٰ المشرعی قدس سرہٗ
۱۴۔ حضرت ابی بکر بن احمد الیمنی قدس سرہٗ
۱۵۔ حضرت شیخ اسمعیل بن صدیق الجبرتی قدس سرہٗ
۱۶۔ حضرت شیخ مزاجی الیمنی قدس سرہٗ
۱۷۔ حضرت شیخ اسمعیل ابن ابراہیم الزبیدی قدس سرہٗ۔
۱۸۔ حضرت شیخ سراج الدین الیمنی قدس سرہٗ
۱۹۔ حضرت شیخ فخر الدین احمد بن محمد الاسدی قدس سرہٗ
۲۰۔ حضرت شیخ فخر الدین بن ابی بکر بن نعیم قدس سرہٗ
۲۱۔ حضرت شیخ محمد بن احمد الاسدی قدس سرہٗ
۲۲۔ حضرت شیخ احمد بن عبداللہ الاسدی قدس سرہٗ
۲۳۔ حضرت عبداللہ بن یوسف الاسدی قدس سرہٗ
۲۴۔ حضرت عبداللہ بن علی الاسدی قدس سرہٗ
۲۵۔ حضرت غوث الثقلین قطب الدارین شیخ محی الدین سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ۔

(اسکے اوپر کا سلسلہ حضرت مشکل آسان کے تذکرہ سے معلوم ہوسکتا ہے)

سلسلہ طریقہ رفاعیہ

۱- حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد رفیع الدین صاحب رفاعی قدس سرہٗ۔

۲- حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ

۳- حضرت سید علوی بروم قدس سرہٗ

۴- حضرت سید عبداللہ ابن احمد بروم قدس سرہٗ

۵- حضرت سید محمد بن عبدالخضر قدس سرہٗ

۶- حضرت عبدالخضر قدس سرہٗ

۷- حضرت سید رجب الرفاعی قدس سرہٗ

۸- حضرت سید شعبان قدس سرہٗ

۹- حضرت سید صالح قدس سرہٗ

۱۰- حضرت سید عبدالرحمن قدس سرہٗ

۱۱- حضرت سید عبداللہ قدس سرہٗ

۱۲- حضرت سید حسن قدس سرہٗ

۱۳- حضرت سید حسین قدس سرہٗ

۱۴- حضرت سید رجب قدس سرہٗ

۱۵- حضرت سید محمد قدس سرہٗ

۱۶- حضرت سید القطب سید احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ۔

(اسکے اوپر کا سلسلہ حضرت سرور مخدوم کے ذکر میں درج ہے)

سلسلہ طریقہ چشتیہ

۱حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ رفیع الدین صاحب چشتی قدس سرہٗ۔

۲- حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ

۳- حضرت علوی بروم قدس سرہٗ

۴- حضرت سید عبداللہ بروم قدس سرہٗ

۵- حضرت عبداللہ بالفقیہ قدس سرہٗ

۶- حضرت احمد القشاشی قدس سرہٗ

۷- حضرت شاہ صبغۃ اللہ قدس سرہٗ

۸- حضرت شیخ وجیہ الدین قدس سرہٗ

۹- حضرت شیخ محمد غوث قدس سرہٗ

۱۰- حضرت شیخ ظہور حاجی حضور قدس سرہٗ

۱۱- حضرت شیخ ابوالفتح ہدایت اللہ سرمست قدس سرہٗ

۱۲- حضرت شیخ قاضی قدس سرہٗ

۱۳- حضرت شیخ میران زاہد قدس سرہٗ

۱۴- حضرت محمد بن عیسیٰ جیون پوری قدس سرہٗ

۱۵- حضرت شیخ فتح اللہ قدس سرہٗ

۱۶- حضرت صدرالدین قدس سرہٗ

۱۷- حضرت نصیرالدین چراغ دہلوی قدس سرہٗ

۱۸- حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہٗ

۱۹- حضرت شیخ فریدشکر گنج قدس سرہٗ

۲۰- حضرت شیخ مسعود بن سلیمان فاروقی قدس سرہٗ

۲۱- حضرت خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی قدس سرہٗ۔

۲۲ حضرت خواجہ معین الدین حسینی حسن سنجری قدس سرہٗ

۱؎ مناقب شجاعین میں یہ نام لکھا ہوگا دوسرے چشتیہ طریق کے عجوزے سے اسکی مطابقت نہیں ہوتی ۱۲

۲۳۔ حضرت عثمان ہارونی قدس سرہٗ
۲۴۔ حضرت حاجی شریف زندانی قدس سرہٗ
۲۵۔ حضرت مودود چشتی قدس سرہٗ
۲۶۔ حضرت خواجہ یوسف چشتی قدس سرہٗ
۲۷۔ حضرت ابی محمد چشتی قدس سرہٗ
۲۸۔ حضرت احمد چشتی قدس سرہٗ
۲۹۔ حضرت شیخ ابی اسحاق شامی ثم چشتی قدس سرہٗ
۳۰۔ حضرت ممشاد دینوری قدس سرہٗ
۳۱۔ حضرت ابی اسحاق جبیر بن البصری قدس سرہٗ
۳۲۔ حضرت حذیفہ المرعشی قدس سرہٗ
۳۳۔ حضرت سلطان ابراہیم ادہم بلخی قدس سرہٗ
۳۴۔ حضرت فضیل بن عیاض قدس سرہٗ
۳۵۔ حضرت عبد الواحد بن زید قدس سرہٗ
۳۶۔ حضرت خواجہ حسن البصری قدس سرہٗ
۳۷۔ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
۳۸۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سلسلۂ طریقہ نقشبندیہ

۱۔ حضرت مولانا مولوی حاجی شاہ محمد صبغۃ اللہ صاحب قدس سرہٗ۔
۲۔ حضرت خواجہ رحمت اللہ قدس سرہٗ
۳۔ حضرت سید علوی بروم قدس سرہٗ
۴۔ حضرت سید اشرف مکی قدس سرہٗ
۵۔ حضرت سید عبد اللہ بروم قدس سرہٗ
۶۔ حضرت شیخ محمد طاہر قدس سرہٗ
۷۔ حضرت سید عبد اللہ حداد قدس سرہٗ
۸۔ حضرت شاہ محمد قدس سرہٗ
۹۔ حضرت سید محمد قدس سرہٗ
۱۰۔ حضرت شرف الدین مقبل قدس سرہٗ
۱۱۔ حضرت سید عبد اللہ قدس سرہٗ
۱۲۔ حضرت آدم بنوری قدس سرہٗ
۱۳۔ حضرت سید الشیخ قدس سرہٗ
۱۴۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہٗ۔
۱۵۔ حضرت سید عبد اللہ قدس سرہٗ
۱۶۔ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ
۱۷۔ حضرت سید جعفر قدس سرہٗ
۱۸۔ حضرت خواجہ امکنگی قدس سرہٗ
۱۹۔ حضرت رفیع الدین احمد البخاری قدس سرہٗ۔
۲۰۔ حضرت خواجہ درویش قدس سرہٗ
۲۱۔ حضرت حمید الدین المرواحی قدس سرہٗ
۲۲۔ حضرت خواجہ محمد زاہد قدس سرہٗ
۲۳۔ حضرت خواجہ قاضی الانوار قدس سرہٗ
۲۴۔ حضرت خواجہ عبد اللہ احرار قدس سرہٗ
۲۵۔ حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہٗ

۲۶۔ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند قدس سرہٗ
۲۷۔ حضرت خواجہ امیر کلال قدس سرہٗ
۲۸۔ حضرت خواجہ محمد بابا سماسی قدس سرہٗ
۲۹۔ حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہٗ
۳۰۔ حضرت خواجہ محمود بالخیر فغنوی قدس سرہٗ
۳۱۔ حضرت خواجہ محمد عارف ریوگیری قدس سرہٗ
۳۲۔ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس سرہٗ
۳۳۔ حضرت خواجہ یوسف الہمدانی قدس سرہٗ
۳۴۔ حضرت ابو العلی فارمدی قدس سرہٗ
۳۵۔ حضرت ابی الحسن خرقانی قدس سرہٗ
۳۶۔ حضرت بایزید بسطامی قدس سرہٗ
۳۷۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۸۔ حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۹۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۴۰۔ حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ
۴۱۔ حضرت سید المرسلین محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔

حیدرآباد کا قیام | ارکاٹ سے تشریف لاکے بحیدرآباد مین آپنے قیام فرمایا حضرت کمالات کی بہت شہرت ہوئی اور آپکی ذات بابرکات سے طالبین نے بہت فیض پایا اکثر عمائدین شہر نے آپسے بیعت قبول کی۔ نواب امیر کبیر بہادر اور نواب رفعت الملک بہادر نیز بہت سے امرا زمرۂ مریدین مین شامل ہوئے۔ آپکے فیض کمالات نے ہزارہا مخلوق کو آپکے دیدار کا مشتاق بنا دیا۔ خاص و عام کے اژدہام اور مریدین کے ہجوم سے متنفر ہوکر قصبہ شمس آباد[1] مین جسکو اب شمس آباد کہتے ہین قیام فرمایا۔ نواب امیر کبیر بہادر نے قلعہ شمس آباد کو بطور جاگیر نذر کرکے اسکی سند ملاحظہ مین پیش کی آپنے جاگیر لینے سے انکار کیا۔ اور سند چاک کرکے پھینکدی۔

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کا سفر | یہ آپ نے مکہ معظمہ کا ارادہ فرمایا اور بعد الفراغ حج مدینہ منورہ کی زیارت اور اس ملک کی سیاحت مین تین سال گذار دئے۔ مختلف علوم مین آپکی تصنیفات بھی موجود ہین۔

تصانیف | شراۃ الملک جو مکہ معظمہ کے حالات قیام مین لکھی ہے اور اسکی تمہید مین اس سفر کے

[1] یہ وہی شمس آباد ہے جہان حضرت خواجہ احمد صاحب بیدی مرحوم کا مزار ہے ۱۲

حصول استفادہ کا ذکر کیا ہے آپکی ایک مستقل تصنیف "موجود ہے۔ یہ کتاب علم حقایق و سلوک مین نہایت جامع اور مستند و مفید ہے اسکی دو جلدین ہین جو بڑی تمراہ اور چھوٹی تمراۃ کے نام سے مشہور ہین۔

دوسری انوار القندہار جو حاجی سلیم سرور مخدوم قدس سرہٗ اور حضرت مشکل آسان قدس سرہٗ کے مختصر حالات اور دوسرے بزرگان دین جو قندہار مین گذرے ہین اون کے بعض حالات جو اپنے کشف بتوسط کے ذریعہ سے معلوم کئے اونکے مختصر تذکرون کا مجموعہ ہے سوا اسکے فاتحۂ نقشبندیہ چشتیہ رفاعیہ و غیرطریقون مین آپنے جو اپنے معلومات اور اسکے اصول کا اظہار فرمایا ہے۔ وہ متعدد چھوٹی چھوٹی رسالون مین موجود ہے۔

مذاق شاعری | آپ علم عروض سے پورے واقف تھے اور شاعری مین مشق حاصل تھی فارسی اشعار کہا کرتے اور محمد قدرت اللہ صاحب بلیغ سے تلمذ تھا آپکے شعر نہایت بامذاق ہوتے جب آپکو مرشد سے نعمت ملی اور خیالات وسیع ہوگئے تو آپنے اپنے قدیم اشعار کو تلف کردیا آپکے اشعار جو مشہور ہین وہ نکہدے جاتے ہین آپکا تخلص لطفی تھا۔

سپند وار ز سوز تو نالہ ہا کردم	سخن تمام شد و آخر ین سخن باقیست
ز روے لطف بکس بوسہ دادۂ شاید	کہ ہمچو شبنم گل نقش بر دہن باقیست

وطن کی واپسی | مکہ معظمہ کے سفر سے تین سال کی سیاحت کے بعد جب آپ حیدرآباد پہونچے۔ آپ کے فضل و کمال زہد و تقوے سے اس قدر لوگون کو مسخر کرلیا اور معتقدین کا یہان تک ہجوم ہوا کہ کسی اہل ارادت کا آپ تک پہونچکر دست بوسی کرنا دشوار تھا۔ نواب اعظم الامرا ارسطوجاہ بہادر دیوان دکن نے آپکو بلوایا تھا آپنے ملنے سے انکار فرمایا۔ اسلئے نواب موصوف کے دل مین آپکی جانب سے کدورت پیدا ہوگئی جب اسقدر آدمیون کا ہجوم ہوا آپ کے معتقدین کا اژدہام ہوا کہ آدمیون کی روک ٹوک اور اسکا انتظام دشوار ہوگیا تو اعظم الامرا ارسطوجاہ نے بندگانعالی نواب

سکندر جاہ بہادر کو سمجھا دیا کہ شاہد صاحب کا حیدرآباد میں رہنا خلاف اصول انتظام ہے اور بلوہ عظیم ہونیکا خوف ہے۔ اسپر شاہد صاحب کو بلدہ سے چلے جانیکے لئے حکم دیا گیا اسوقت شاہ صاحب ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر مکہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے مریدین کا اسقدر ہجوم تھا کہ آپ تک کوئی پہونچ نہیں سکتا تھا۔ ایک بڑے شعلہ کو ایک جانب سے آپ پکڑے ہوئے تھے اور صدہا ارادت مند اس شعلہ کو چھو لیکر دائرہ مریدین میں شامل ہونیکا فخر حاصل کر رہے تھے جب آپکو حکم پہونچا۔ آپ نے جانماز کاندھے پر ڈالی اور چلدئے۔ ہزارہا مخلوق آپکے ساتھ ہو گئی۔ جب پرانے پل کے دروازہ سے آپ باہر ہوئے بجوف بلوہ عظیم اضیاطاً دروازہ بند کر دیا گیا۔ اور سرکاری پہرہ کے ساتھ ہو گئے ساتھ جانیوالی مخلوق کو روکنا بہت مشکل تھا بہت سے لوگ فاصلہ کو پھاند کے ساتھ ہو گئے۔ حضرت حسین شاہ ولی قدس سرہٗ کی درگاہ تک اور ارادت مند و معتقدین کی بہت کثرت رہی وہاں آپ ٹھہرے اور کچھ دنوں بعد اپنے وطن قندہار کو چلے گئے۔

مولف گلزار آصفی نے لکھا ہے کہ آپ نے وطن کی واپسی کے بعد ہوتے ہوئے مین اعظم الامرا ارسطو جاہ بہت سے ارمان دل مین لئے ہوئے دنیا سے سدھارے آپکا ذکر تاریخ گلزار آصفی اور تاریخ ترک آصفیہ مین لکھا ہے۔ اور مولانا محمد امین الدین صاحب کثرت تلامذہ نے سوانح الربیع مین اور مولوی محمد امیر اللہ صاحب نے مناقب شجاعیہ مین آپکا مفصل حال اور کشف و کرامات کا ذکر عمدہ پیرایہ مین بیان کیا ہے۔

حضرت کی ذات آپ کا مزاج بخار اور ضعف سے علیل ہو گیا تھا باوجود اس کے آپ ریاضت کے عادی تھے ذکر و اشغال مین بدستور مصروف رہتے۔ نقل ہے کہ آپکی وفات سے کئی روز پہلے حضرت منان شاہ صاحب مجذوب نے آپکے دولت خانہ کی دیوار کو توڑ ڈالنیکی کوشش کی اور اس کوشش مین اپنا بہت وقت صرف کیا ہر چند لوگ منع ہوئے مگر مجذوب صاحب نے اسکی نہ مانی اور اپنے شغل مین مصروف رہے۔ جب یہ خبر حضرت مولانا شاہ صاحب کو پہونچائی گئی تو آپنے تبسم کیا۔ اور مجذوب صاحب کہلا بھیجا کہ ہان مجھے معلوم ہے اسکا انتظام ہو جائیگا آپکے تکلیف فرمانیکی ضرورت نہیں

یہہ سن کے مجذوب صاحب چلدئے۔ جب لوگون نے حضرت مولانا شاہ صاحب سے باصرار مجذوب صاحب کی حرکت کا باعث دریافت فرمایا تو آپ نے کہا کہ بہت تھوڑے عرصہ مین اس مکان کی حیثیت بدل جائیگی اور یہان مقبرہ تیار ہوجائیگا۔ آپ کو باطنی کشف سے پیش آنیوالے وقت کی خبر ہوچکی تھی۔ جب ماہ رجب کا چاند آسمان پر نمودار ہوا۔ آپنے شیرنی منگواکے فاتحہ پڑہی اور سب احباب و مریدین و معتقدین کو تقسیم فرمائی اور روزانہ غربا و مساکین کو کھانا کھلانے اور محتاجون کو نقد اور کپڑے دینے کا انتظام فرمایا۔ اب آپکا مزاج روز بروز مضمحل ہوتا چلا نقاہت بڑہتی چلی ریاضت اور ذکر و اشغال و شب بیداری مین ترقی ہوگئی جو لوگ عیادت کے لئے آتے تھے آپ نہایت استقلال سے وعظ فرماتے اور نیک ہدایتون کی ترغیب دیتے رجب کی پندرہوین تاریخ کو آپ بہت بیچین رہے اور سب احباب و اقربا اور مریدین و معتقدین کو آپنے پاس بٹہلایا دینی معاملات مین ہر ایک کو نیک ہدایتین کرتے رہے اس کے بعد آپ کے نورانی چہرہ پر بشارت کے آثار نمایان ہوئے اور نہایت شوق و ذوق مین آپ فرمانے لگے کہ حضرت حاجی سیاح سید سعید الدین سرور مخدوم کا صندل کب ہے حاضرین نے عرض کیا کہ کل ہے۔ جس جس طرح وقت تجاوز کرتا جاتا تھا آپکی صورت پر رونق اور جسم مین طاقت پائی جاتی تھی اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ کسیکے ملنے کے لئے آپ منتظر ہین۔ فرط بیقراری سے آپ جذبۂ شوق مین مشغول ہوگئے اور ۱۶ ماہ رجب کو ۱۲۴۱ھ مین حضرت سرور مخدوم کے صندل کے روز آپ کا وصال ہوا آپکی عمر شریف ۷۰ سال کی تھی۔

دفن اور تیاری گنبد جسوقت آپکا انتقال ہوا حضرت حاجی سیاح سرور مخدوم قدس سرہ کے عرس کا سالانہ میلا تھا۔ دور دراز کے مقامات کے لوگ بہت جمع تھے عوام کا ہجوم مریدین اور معتقدین کی اس قدر کثرت تھی کہ آپ کے جنازہ تک پہونچنا دشوار تھا جب آپکو غسل دیا گیا اور لباس پہنایا گیا اور نماز پڑہی گئی پہولونکی چادر ڈالتے وقت آدمیونکا اسقدر ہجوم ہوا کہ چھینا جھپٹی اور کشمکش سے دم گھٹنے لگے۔ راجہ گلاب سنگ کی عملداری تھی راجہ معہ اسٹاف اپنے سپاہیون کے ساتھ اسوقت موجود تھا اس سے

رسالہ کتاب مناقب شجاعیہ اور نیز بعض بیاضون مین ۱۵ رجب لکھا ہے۔

جسقدر ممکن ہوا اس ہنگامہ کے فرو کرنیکا انتظام کیا۔ آپکے ذاتی مکان کے صحن مین جسمین آپکی بڑی بی بی النور بی بی صاحبہ رہتی تھین آپ دفن کئے گئے اور وہ مکان وقف دیا گیا آپکے انتقال کے بعد نواب امیر کبیر شمس الامرا محمد قمر الدین خان بہادر نے آپکے گنبد کی تیاری کے لئے تیس[۳] ہزار روپیہ منظور فرمایا اور حسن خان لاہوری اور عمر خان لاہوری کے اہتمام سے گنبد[۱] تیار ہوا آپکی اولاد کی تنخواہ اور سالانہ اخراجات عرس علی قیاس نگاہ سے ملتے ہین۔

اولاد کا ذکر آپکی تین بی بیان تھین پہلی بی بی حضرت النور بی بی صاحبہ بنت عنایت الدین صاحب[۲] قاضی نرسی آپ سے چار بیٹیان ہوئین۔ انکی اولاد موجود ہے دوسری بی بی حضرت قادر بی بی صاحبہ جو قصبہ کوٹگیر کے خاندان قضارت سے تھین آپکے چار فرزند تھے۔ تیسری بی بی حضرت پیر بی بی صاحبہ انکو ایک فرزند اور ایک دختر ہوئی۔

حضرت شاہ نجم الدین صاحب قدس سرہٗ آپ سب سے بڑے فرزند عالم و فاضل تھے علم ظاہر و باطن پر آپ پورے حاوی تھے آپکے دو شادیان ہوئی تھین مگر کوئی اولاد نہین ہوئی۔ عین عالم جوانی مین اپنے والد بزرگوار کے [illegible]۱۲۳۲ھ مین انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار قاضی محلہ کی مسجد کے صحن مین ہے۔

حضرت شاہ زین العابدین صاحب قدس سرہٗ آپ مولانا شاہ صاحب کے دوسرے فرزند نہایت نیک بخت خدا ترس فقیر منش و متشرع تھے آپنے فرزند خاندان اپنے والد بزرگوار سے حاصل کیا آپ بلدۂ حیدرآباد مین تشریف رکھتے تھے [illegible]۱۲۷۱ھ مین ۱۴ شعبان کو حیدرآباد ہی مین وفات پائی۔ آپکا مزار حضرت مولانا مولوی شجاع الدین صاحب کے روبرو شرقی جانب مولوی یار محمد صاحب کی جالی کی تربت کے چبوترہ پر ہے آپکے تین فرزند اور ایک دختر تھین ۱ بڑے فرزند شاہ محمد تاج الدین صاحب۔ دوسرے فرزند شاہ

---

[۱] مولف صاحب مناقب شجاعیہ نے صفحہ (۱۳۱) مین بضمن ذکر تیاری گنبد حضرت مولوی شجاع الدین قدس سرہٗ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کا گنبد پچاس ہزار روپیہ کی لاگت مین تیار ہونے کا ذکر کیا ہے

[۲] النور بی صاحبہ کا مزار قاضی محلہ کی مسجد مین حضرت نظام الدین کے قبر کے بارہ مین ہے

[۳] مولانا عنایت الدین صاحب حضرت خاہ رفیع الدین صاحب کے حقیقی چچا تھے۔

محمد ولی اللہ صاحب دونوں نے لاولد انتقال کیا تیسری فرزند مولوی شاہ غلام انبیا صاحب ہیں آپکی دو دختر ہیں بڑی دختر میرے حقیقی بڑے بھائی مولوی محمد امین الدین صاحب ابن مولوی محمد سالار صاحب عنبور ابن مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت برادر مہتاب قندہاری منسوب ہوئی اور چھوٹی دختر محمد جمید الدین صدیقی ابن مولوی محمد معین الدین صاحب عرف راحت میاں برادر قاضی راتجورہ و رودال سے منسوب ہے۔

حضرت قیام الحق والدین مولانا قائم شاہ صاحب قدس سرہ

آپ تیسرے فرزند ہیں آپکے خرقہ خلافت اور نعمت باطنی اپنے والد بزرگوار سے حاصل فرمائی تھی۔ ہمیشہ بلدہ حیدرآباد میں قیام فرمارہے اور بہت شہرت حاصل کی آپکے مرید اور معتقد کثرت سے ہے۔ تین مواضع پیلگانون پانگری۔ ڈھینہ۔ سرکار سے آپکو جاگیرات میں ملے تھے۔ اور ریہ بھی پائے تھے۔ آپکی والدہ حضرت قادر بی بی صاحبہ آپکے پاس تشریف رکھتی تھیں۔ اور بہت سے عیالخانہ ان بیگمات آپکے معتقد تھیں پیرانی بی بی سے آپ ملقب تھیں اور آپکے نام پر یومیہ ہی سرکار سے مقرر تھا جب آپکا انتقال ہوا تو نواب امیر کبیر نے یاقوت پورہ کے دروازہ کے باہر ایک باغ عنایت فرمایا اس میں آپکا مقبرہ ہے جب ۱۱ ربیع الثانی ۱۲۸۹ھ میں حضرت قائم شاہ صاحب کا وصال ہوا تو اپنی والدہ کے پاس دفن کئے گئے۔ اور پاگاہ امیر کبیر بہادر (علیہ الرحمۃ) بیالیس روپیہ ماہانہ آپکے مزار مبارک کے اخراجات روشنی اور دگل کے لئے مقرر ہیں آپکے تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں۔

۱ فرزند اکبر حضرت شاہ محمد شمس الدین صاحب آپنے لاولد انتقال فرمایا۔

۲ دوسرے فرزند حضرت شاہ رفیع الدین صاحب ثانی ہے آپکی دو بیبیاں تھیں

---

(۱) مولوی معین الدین صاحب کو پانچ فرزند ہوئے (۱) مولانا مولوی حاجی محمد مظفر الدین صاحب علی آپ ناظم پٹہ وار کے عہدہ کار رہے اب وظیفہ پاتے ہیں نہایت عالم و فاضل اور مشہور شاعر ہیں (۲) مولوی غلام محی الدین صاحب آپکا انتقال ہوگیا (۳) مولوی محمد ظہور الدین صاحب نہایت خلیق اور نیک نفس ہے اور عہدہ منصفی پٹہ وار نجات صوبہ برار نگل پر مامور رہتے دورہ کیوقت بمقام سدی پیٹہ ضلع کے صدمہ سے آپکا انتقال ہوا اسی میں قبر ہے (۴) مولوی محمد سعد الدین صاحب (۵) مولوی محمد حمید الدین صاحب داماد شاہ نظام انبیا صاحب

پہلی بی بی سے ایک فرزند اور تین بیٹیان ہوئین ایک بڑے فرزند حاجی شاہ بہاء الدین صاحب المعروف اللہ والے شاہ صاحب جاگیردار پیلگانون اور یوسیہ دارہین اور دوسری بی بی حیدرآباد سے شاہ سعید الدین صاحب المعروف من اللہ صاحب ہین۔

۳ تیسرے فرزند حضرت شاہ عبد اللہ صاحب تھے آپکے دو فرزند اور دو بیٹیان ہین۔
۱۔ بڑے فرزند شاہ غلام دستگیر صاحب المعروف (صاحب حضرت صاحب) جاگیردار ڈنینہ ہین اور چھوٹے فرزند شاہ امیر الدین حسینی صاحب جاگیردار پانگری ہین۔ شاہ عبد اللہ صاحب نے غرہ ربیع الاول کو سنہ ۱۳۰۲ھ مین انتقال کیا۔

۴ حضرت قایم شاہ صاحب کی دو صاحبزادیان تھین بڑی بیٹی جو شاہ محمد تاج الدین صاحب سے منسوب تھین انکو کوئی اولاد نہین ہوئی۔ چھوٹی بیٹی جنکی شادی محمد ہدایت علی صاحب سے ہوئی تھی ان کے فرزند محمد حفیظ الدین صاحب جو اپنے نانا قایم شاہ صاحب کے مکان مین رہتے ہین اور انکا تعلق علاقہ پاگاہ نواب سر آسمانجاہ بہادر سے ہے مولانا قایم شاہ صاحب کا سالانہ عرس شاہ بہاء الدین صاحب اللہ والے بہت تکلف سے کرتے ہین۔

حضرت شاہ علیم الدین صاحب قدس سرہ

آپ چوتھے فرزند ہین جو اپنے والد بزرگوار کے ہم شبیہ تھے جسوقت آپکے والد کا وصال ہوا آپکی عمر (۹) نو سال کی تھی اپنے والد سے بیعت حاصل کر چکے تھے جب حافظ محمد علی صاحب حیدرآبادی جو حضرت شاہ سلیمان صاحب تونسوی کے خلفا سے تھے حیدرآباد تشریف فرما ہوئے تو چشتیہ طریقہ مین

لہ مولانا شاہ رفیع الدین کا سالانہ معمولی عرس جو پاگاہ کے اخراجات سے ہوتا ہے وہ بدستور جاری ہے اسکے علاوہ حاجی شاہ بہاء الدین صاحب نے چند سال سے مولانا ممدوح کے عرس مین ترقی دی ہے روشنی پر تکلف کیجاتی ہے حیدرآباد سے قوال آتے ہین مجلس سماع چشتیہ طریق پر بہت ہی شد و مد سے ہوتی ہے عمائدین شہر اور عام لوگون کو کھانا اچھا کھلایا جاتا ہے اور مسند سجادگی بھی قایم کی ہے بہرحال ان کی توجہ سے عرس کے تکلف مین سال بسال ترقی ہو رہی ہے۔

لہ شاہ علیم الدین صاحب کے چھوٹے فرزند شاہ حفیظ الدین صاحب کہتے ہین کہ مولانا کی وفات کے وقت شاہ علیم الدین صاحب کی عمر (۱۱) سال کی تھی اور انکو خلافت و اجازت انکے والد شاہ رفیع الدین صاحب سے ملی ہے۔

آپنے اُن سے خلافت حاصل کی اور نعمت پائی - آپ بلدۂ حیدرآباد مین قیام پذیر رہتے اکثر شاہ رجب مین اپنے والد بزرگوار کے عرس کے لئے قندہار تشریف فرما ہوتے تھے نہایت مقدس بزرگ تھے بتاریخ ۲۸ دیسمبر ۱۳۱۲ھ حیدرآباد مین آپکا انتقال ہوا - آپ کی دو بیبیان تھین پہلی بی بی سے چار بیٹیان ہوئین اور دوسری بی بی سے دو فرزند ہوئے -

۱ - بڑے فرزند شاہ غلام جیلانی صاحب بہت ہی نیک نفس حلیم الطبع تھے - والد کے روبرو انکا انتقال ہو گیا جنکی یادگار ایک دختر ہے -

۲ - دوسرے فرزند شاہ حفیظ الدین صاحب ہین - ہر مہینے کے ۲۸ تاریخ کو مجلس سماع حسب طریق پر مقرر کر رکھی ہے اور سالانہ اپنے والد کا عرس بھی کیا کرتے ہین -

حضرت شاہ غلام نقشبند صاحب قدس سرہٗ آپ پانچوین فرزند ہین میسری بی بی سے آپ اور آپکی ہمشیرہ تین والد کے انتقال کے وقت آپکی عمر سات سال کی تھی اپنے والد سے بیعت حاصل کر چکے تھے لیکن خلافت و اجازت اپنے بھائی شاہ زین العابدین صاحب سے حاصل کی ہے اور سرمایہ علم و کمال کے سبب سے عمدہ لیاقت اور نیک نفسی مین شہرت حاصل کی آپ بسمت نگر مین رہا کرتے تھے ۲۸ شعبان ۱۳۱۵ھ مین وہین آپکا انتقال ہوا آپکے تین فرزند اور تین بیٹیان ہین -

۱ - بڑے فرزند شاہ شرف الدین المعروف مشائخ صاحب ۲ - دوسرے فرزند شاہ محی اصفیا صاحب ۳ تیسرے فرزند شاہ فصیح الدین صاحب ہین -

خلفاء کے نام آپ کے خلفاؤن کے نام جو ہم کو متفرق بیاضون سے معلوم ہوسکے ہین وہ بیان کر دئے جاتے ہین ۱ - بڑے صاحبزادے مولانا شاہ زین العابدین صاحب ۲ - چھوٹے صاحبزادے مولانا قیام الحق والدین قایم شاہ صاحب ۳ حضرت عبداللہ مکی آپ مدینہ منورہ مین تھے ۴ - مولانا مولوی میر شجاع الدین صاحب قدس سرہٗ فکا عالیشان گنبد حیدرآباد مین میر جملہ کے تالاب کے شرقی جانب ہے ۵ مولانا شیخ مدار صاحب اولاد امام فخر الدین رازی ۶ میر اویس صاحب ۷ سید شرف الدین صاحب ساکن اورنگ آباد ۸ - مولانا غلام جیلانی صاحب ابن غلام محی الدین صاحب ۹ نواب محمد فخر الدین خانصاحب

۱۰- مولوی بخاری صاحب ۱۱ حافظ عبد الکریم صاحب ۱۲ سید کبیر صاحب ۱۳ مولوی شہاب الدین صاحب ۱۴ حافظ مولوی محمد شجاع الدین صاحب جو آپ کے خاص نواسے تھے ۱۵ جلال شاہ کرنولی ۱۶ مولانا مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت

مولوی محمد امین الدین صاحب کثرت

اگرچہ مولوی امین الدین صاحب کے قابل اظہار حالات یہ حیثیت رکھتے ہیں کہ علیحدہ ایک مستقل کتاب میں جمع ہوں۔ مگر میں نے باین خیال کوتاہ دستی سے اسموقع پر کام لیکر اُن کے تفصیلی حالات کے بتلانے میں بخل کیا کہ یہ میرے حقیقی دادا تھے شاید عام خیالات اس وضاحت کے نسبت افراط و مبالغہ کا گمان کریں۔ گو اس کا مجھے حق بھی نہیں تھا مگر چونکہ یہ ہمارے قندہار سے ہیں سبھوں کے برابر انکا تذکرہ بھی تسلسل کے لحاظ سے ایک امر لازمی سمجھا گیا۔ لہذا میں نے ان حالات کا ایک رمزی پہلو اختیار کیا جو ظاہری صورتوں میں پیش آتے رہے باقی دوسرے ابواب سے بالکل احتراز کیا گیا ہے۔

آپکا نام محمد امین الدین اور کثرت تخلص ہے اور والد کا نام محمد فاضل المتخلص گلشن جو بقبیلہ قندہار کے مخنب تھے جیسا کہ اخیر میں شجرۂ نسب بتلایا گیا ہے۔ آپ بمقام قندہار ۱۲۳۳ھ میں پیدا ہوئے (پر شرافت) مادہ تاریخ پیدائش ہے سن رشد تک اپنے والد ماجد کے زیر تربیت تعلیم پائی۔ بعد انتقال والد کے مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کو اپنے استادی کے لئے منتخب کیا اور مولوی قاضی امان اللہ صاحب اخلص و مولوی محمد شمس الدین صاحب و شاہ عبد اللہ صاحب سے بھی مستفید ہوئے۔ چنانچہ وہ خود اپنی ایک تصنیف نوادر کثرت کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ از آغاز صبح یوم التمیز تا حال کہ سنہ ثانیہ است از قرن ثانی از والد ماجد خود خصوص از بعضے اساتذہ و ملایک تلامذہ مثل بہار گلشن معرفت عندلیب بوستان طریقت شیر بیشۂ الفا و ببر نیستان ابتدا مرتع نشین ارایک فضیلت و تمکاوہ چار بالش افادت و انافت

خورشید آسمان سرایر ربانی کشہباز اوج فیوضات سبحانی شمع جمیع ارباب حق ویقین
حضرت مولوی رفیع الدین مد اللہ ظلال جلال کما لہ علی مفارق الطالبین - وہچو طراز
آستین شعار سخندانی ومحک سمتحن عیار نکتہ دانی بگہ تازعرصہ دقیقہ رسی دوربینی شہسوار
مضمار معانی آفرینی سخن سنج فضیلت دستگاہ قاضی امان اللہ وچون نور حدیقہ ایزد
متعال وتذ صفہ کمال سرسبز بوستان ملت ودین مولوی شمس الدین ورواح فیاض
دوایح شریعت نزاد ب اطریقت وطریقت سخن پناہ دانش انتباہ شاہ عبداللہ
تکمیل مراتب علمیہ فراغی بہم رسانیدہ"

اور انہین بزرگوارون سے تکمیل مین آپنے مختلف علوم کا اکتساب کیا تحصیل علوم
کے آغاز مین جو غالباً ۱۱۸۳ھ کا واقعہ ہے آپنے بلدہ کا سفر کیا اور وہین بعض احباب کی
فرمائش پر ۱۲۱۱ھ سال کی سن مین آپ نے کتاب فوائد کثرت لکھی جو اسی ۱۲۲۱ھ کا
مادہ تاریخ ہے - چند روز کے بعد آپ اپنے مقاصد مین کامیاب ہوکر قندہار واپس
ہوئے - آپکے فضل وکمال کی شہرت نے دور دور تک رسائی کی - نواب امیر نواز جنگ
بہادر نے آپکے روحانی اوصاف کے معتقد ہوکر ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا اور ناندیڑ تک
بلوا کر اپنے حسن عقیدت سے آپکے نام پر لوسیہ مقرر فرمایا - پھر آپ نواب صاحب کے ساتھ
حیدرآباد آکر چند روز قیام کے بعد دکن واپس تشریف لیگئے -

آپکو اپنے استاد مولانا شاہ رفیع الدین صاحب سے بیعت حاصل تہی اور انہین سے
آپ نے اکتساب فیض فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی محمد امین الدین صاحب کے
ساتھ مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کو ان کے حسن باطن کے لحاظ سے ابتدا ہی سے
ایک خاص خلوص تہا بعض رقعون کے دیکھنے سے جو انشائے جمع الجواہر مین مرقوم
ہین ثابت ہے کہ یہ بیعت خاص مولانا صاحب موصوف کے تحریک پر ہوئی ہے چنانچہ
اسکے ثبوت مین ایک رقعہ کا اخیر مضمون جو منتخب کیا گیا ہے درج ذیل ہے گو یہ رقعہ
دلچسپ اور نہایت دل پذیر مضمون مین ہے مگر طوالت کے لحاظ سے بتمامہا ہم نقل
نہین کر سکتے - ہو ہذا -

درین حالت عنایت نامہ نامی مشعر بر عنایت گرامی بصحابت برہان اللہ خان ہمدار بر تو
ورود افگندہ معزز گردانیدگہر ریز شدہ بود کہ اگر بانوار چراغ بیعت و صفیان باطنی منور
شوند بہتر کہ ایشان را در برادری غنیمت میدانم - یقین است کہ این بے نسبت پیشتر
داخل جنس حیوان بود چون مخاطب بخطاب غنیمت بودن گردید داخل جنس حیوان ناطق
گشت امید آنست کہ چون در تقبیل آستانہ فیض نشانہ اعزاز یافتہ امتیازے یابد البتہ
مجہول تصوری و تصدیقی قدمبوسی از حصول معلومات و معلولات تصوری و تصدیقی
برو جہہ صواب حاصل خواہد کرد و آنچہ ارشاد شدہ بود کہ ہر چہ بغیر رسیدہ قصور نخواہد
کرد آری بنسبت قطرہ از دریا است اما قطرہ از دریا نخواہند گفت بلکہ قطرہ رشحہ آن دریا است رجا
آنست کہ بتوجہات والا نسبت قطرگی علی الدوام بہ نسبت دریا پیوندد و در حلقہ
حلقہ بگوشان سحری و چشم بندان زمرہ باطنی کہ مشرفستان تجلیات گوناگون و
شوارق پذیران فیوضات بوقلمونیت بکشش خورشید توجہ معنوی در آرند زیادہ ظلکم
اور جب شاہ رفیع الدین صاحب نے آپکو مجموعی اوصاف سے متصف پایا اور آپ میں
ہر طرح کی قابلیت دیکھی تو چار دن طریقہ میں تتمہ خلافت سے سرفراز فرمایا۔
آپکی متعدد تصنیفیں موجود ہیں مگر وہ چھپ نہیں کی ہیں کتابیں آپ کے حلقہ تدریس میں
رہتی ہیں اور صدہا شاگردوں نے انہیں کتابوں سے فیض پایا۔

قانون کثرت اس میں فارسی عربی متداولہ لغات کے معنی اور مصادر اردو
زبان میں بتلائے گئے ہیں جو مبتدیوں کے لئے نہایت مفید ہیں۔

دیوان کثرت عروض میں آپکو وہ پایہ کمال حاصل تھا کہ آپ ایک بہت بڑے
مستند شاعر مانے گئے اس فن میں اس سے بڑھکر اور کیا شہرت عام کی دلیل ہو سکتی ہے
کہ عوام الناس کی زبانوں نے آپکے کثرت تخلص کو کل خاندان ہی سے متعلق کیا
یہہ دیوان اشعار اور غزلیات کا بیش بہا ذخیرہ اور آپ کے بلاغت و فصاحت کا
ایک نمونہ ہے چند اشعار اخیر میں نمونتاً نقل کئے گئے ہیں۔

جمع الجواہر رقعات کثرت یہہ ایک رقعوں کا مجموعہ ہے جو متعلقین اور

عزیز و اقارب کے نام لکھے گئے ہین -

شرح گلستان - گلستان کی شرح ہے اپنے فرزند مولوی محمد سالار عنبر کے لئے عام فہم مضمون مین نہایت توضیح سے لکھی ہے -

کثرت نامہ منظوم سکندر نامہ کے بحر مین لکھا گیا ہے جسمین مختلف حکایتین اور قندہار کے راجاؤنکا ہی حال ہے -

سوانح الرفیع حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے حالات اور انکی ملفوظات کا ایک مختصر مجموعہ ہے -

فواید سالار یہہ بھی منظوم ہے اور عمدہ عمدہ حکایات درج ہین جسکو اپنے فرزند محمد سالار صاحب کے نام سے موسوم کیا ہے -

فواید کثرت لغات فارسی عربی و ہندی وغیرہ کی بطور نصاب کے نظم مین ایک ضخیم کتاب ہے آپنے اپنی زندگی کے (۷۹) مرحلے طے کر کے ۲۲ ربیع الاول ۱۲۶۲ھ کو سفر آخرت اختیار فرمایا یہہ عین اوس شہر آشوب کا وقت تہا جو ہنمنت سنگھ نے روہیلون کے ساتھہ قلعہ قندہار پر چڑہائی کی تہی جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہین آپکے انتقال کی خبر بہت جلد تمام شہر مین پہیل گئی اور سارا قندہار امنڈ آیا - چونکہ روہیلے آپکے زیادہ تر معتقد تہے سبہون نے ملکر اپنے ہاتہہ سے تجہیز و تکفین کو انجام دیا اور قاضی محلہ کی مسجد کے صحن مین دفن کئے گئے - آپکی انتقال کی تاریخ آپکے فرزند مولوی محمد سالار صاحب عنبور نے نہایت سوز و گداز سے لکھی ہے -

جامع علم و حلم امین الدین		چون بر فت آن جناب از دنیا	
از سر و پائے در و شد تاریخ		دا ے رفت آفتاب از دنیا	
۱۲۶۲ھ			

شجرہ نسب

حضرت کثرت شیخ فاروقی ہین ۳۰ واسطون کے بعد آپکا سلسلۂ نسب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے - قاضیان خاندان فاروقیہ کے پاس علی التسلسل جو شجرہ

نسبی چلا آتا ہے وہ ہمارے خاندان مین ہی موجود ہے اس شجرہ کی تصحیح مولوی حاجی محمد بہاء الدین صاحب محتسب کے کاغذات سے کر لیگئی مولانا مولوی رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ کے۔ خاندان مین قاضی محمد ذکی یہی سلسلہ ہے اور محمد انوار اللہ خان بہادر اور قاضی محمد امیر احمد صاحب کے شجرۂ نسب مین یہی نام درج ہین البتہ جو شجرہ نسب حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر کا حضرت حکیم شاہ صاحب کے پاس دیکھا گیا جسکا ذکر ہم نے حضرت سرور محمود قدس سرہٗ کے مادری نسب نامہ مین کیا ہے کہ یہ قدر نامونکا اختلاف ہے قاضی عظیم الدین صاحب قاضی دیہار رہے ۱۲۱۷ھ سے ۱۲۱۸ھ تک شہر سورت و احمد نگر اور برہان پور کی سیاحت کی ہے اور قاضیان خاندان فاروقیہ کا حال لکھا ہے اس کتاب کے بوسیدہ اور پرانے اوراق اخوی حاجی محمد بہاء الدین صاحب کے کاغذات مین ملے کہ مکمل کتاب نہین ہے تاہم اس سے قاضیان خاندان فاروقیہ کی کچھہ کچھہ کیفیت معلوم ہوئی نامون کے سلسلہ مین بعض صاحبون کی کیفیت ہی نوٹ کر دیگئی ہے اور اُن پرانے کاغذات کے تلف ہونے سے اس کیفیت کے مفقود ہونے کا ہی اندیشہ ہے اسلئے مین اپنے دونون برخوردارون محمد عبد الرحیم طول عمرہٗ اور محمد عبد العظیم طول عمرہٗ کے معلوم کرنے کی غرض سے بعض نامون کے ساتھہ قدیم نوٹ ہی درج کر دیتا ہون یہہ بھی فائدہ سے خالی نہین ہے کہ اس کیفیت سے خاندان قاضیان و محتسبی و خطابت قندہار ہی واقف ہو جائینگے

۱ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ آپ بیت بڑے جلیل القدر اور عظیم الشان صحابی گذرے ہین آپکا بارعب اور شان دار نام دنیا پر محیط ہے جو فاروق اعظم کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ دنیا مین ایسا کون ہے جو آپ کے نام سے ناواقف ہو مین صرف سلسلہ کے لحاظ سے کچھہ مختصر حالات آپ کے بیان کرون گا کیونکہ آپکے پاک اور بے لوث زندگی کے حالات جتنے دفتر کے دفتر بھرے پڑے ہین اور آج وہ دنیا پر حاوی ہین اپنی وسعت مین ایسے ہین کہ خود بخود نہ چھوڑے جائین تو از خود تمام ہونیوالے نہین۔ آپ اشرف قریش تھے آپکا سلسلۂ نسب آٹھوین پشت پر آنحضرت کے سلسلۂ نسب سے ملتا ہے۔

مورخین نے آپکے پیدائش کا سنہ تخصیص کے ساتھ نہیں تبلایا بعض کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سال ولادت کے تیرہ برس بعد پیدا ہوئے۔ اور بعض انیس برس کا فاصلہ تبلاتے ہین اور یہی معتبر تسلیم کیا گیا ہے۔ آپ ۲۷ سال کی عمر مین سنہ نبوی کے چھٹے سال مشرف باسلام ہوئے۔ آپکا زمانہ خلافت جو ترقی و عروج اسلام کا مبارک دور تھا ساڑھے دس برس کے قریب تک رہا بالآخر حین حالت نماز صبح مین مسجد نبوی کے اندر ابولولو غلام کے ہاتھ سے محرم کی ۲۴ سنہ ۲۳ کو ۶۳ سال کی عمر مین آپنے درجہ شہادت پایا۔ انگریزی مورخ آپ کی عمر پچپن برس اور بعض تر سٹھ سال کی تبلاتے ہین۔ مدینہ منورہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار مبارک کے پہلو مین آپ مدفون ہین آپکی چار صاحبزادیان تھین حفصہ رقیہ۔ فاطمہ۔ زینب۔ اور نو صاحبزادے تھے۔ عبداللہ۔ عبیداللہ۔ عبدالرحمن اکبر۔ عبدالرحمن اوسط۔ عبدالرحمن اصغر۔ زید اکبر۔ زید اصغر۔ عیاض۔ عاصم۔ چونکہ ہم کو خاص عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ ہی سے تعلق ہے لہذا ہم انہین سے سلسلہ شروع کرتے ہین۔

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر — آپکی کنیت عبدالرحمن ہے مان زینب مظعون تھین۔ آپ اپنے باپ کے سب بیٹون مین افضل تھے صغر سنی مین اپنے والد کے ساتھ مشرف باسلام ہوئے آپ بہت بڑے مدبر اور با اثر شخص تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معتبر صحابیون مین آپ شریک ہین آپکے فضایل مین متعدد حدیثین وارد ہین۔ ایام حج مین ایک نیزہ کا پھل آپکے پاؤن مین چبھ گیا اور اسی زخم کے زہر آلود اثر سے آپنے ۷۳ھ کے آغاز مین بمقام مکہ معظمہ انتقال فرمایا اور یہین مدفون ہوئے۔

۳۔ شیخ ناصر	۴۔ شیخ ابراہیم	۵۔ شیخ اسحاق	ابوالفتح	عبداللہ واعظ اکبر

۸۔ عبداللہ واعظ اصغر — حضرت کا اور حضرت کے والد کا عبداللہ نام ہونے کی وجہ قدیم کاغذات مین یہ لکھی ہے کہ عبداللہ واعظ اکبر کا جب انتقال ہوا اسوقت عبداللہ واعظ

اصغر شکم مادر مین ہتے بعد تولد ہونے کے باپ کے نام ہی سے مشہور رہوئے اور لوگ واعظ اصغر کہنے لگے حضرت مظہر شاہ صاحب پنجابی جو اولاد حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج سے ہین انکے شجرہ نسب مین شیخ واعظ اکبر اور انکے بیٹے شیخ اصغر اور ان کے فرزند شیخ عبد اللہ اور ان کے فرزند شیخ مسعود لکھا ہے۔

۹۔ شیخ مسعود ہم نے فاروقیہ خاندان کے متفرق شجرے دیکھے بعض مین شیخ مسعود کے بیٹے شیخ شامان اور انکے فرزند محمود المعروف ان کے فرزند شیخ نصیر الدین لکھا ہے مگر قاضیونکے خاندان کے شجرہ مین شیخ مسعود کے بیٹے شیخ اسحاق لکھا ہے۔

۱۰۔ شیخ اسحاق آپکے دو فرزند ہتے بڑے فرزند ادہم بلخی اور چھوٹے شہاب الدین فرخ شاہ کابلی حضرت ادہم بلخی کے فرزند شیخ ابراہیم ادہم بلخی ہتے جنکا حال مشہور و معروف ہے کہ انہون نے گدائی کو بادشاہت پر ترجیح دی تہی۔

۱۱۔ شیخ شہاب الدین فرخ شاہ کابلی شہاب الدین فرخ شاہ کابلی کے خاندان مین سات پشت تک شاہی سلسلہ رہا اور تاریخ فرخ شاہی مین انکا حال لکھا ہے۔

۱۲۔ شیخ یوسف آپ کے اسم مبارک کے ساتھ یہہ نوٹ لکھا ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لیگئے ہتے وہان حضرت بہاء الدین ذکریا قدس سرہ کی بیٹی سے آپ کا عقد ہوا اور آپ نے حضرت شہاب الدین عمر سہروردی سے استفادہ حاصل کیا ہے حضرت شاہ بہاء الدین ذکریا قدس سرہ کی بیٹی کے بطن سے شیخ محمد سالہ جنکا نام شجرہ قاضیان فاروقیہ مین اور شجرہ حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج مین شیخ محمد لکھا ہے تولد ہوے۔

۱۳۔ شیخ محمد	۱۴۔ شیخ احمد	۱۵۔ شیخ شعیب	۱۶۔ شیخ سلیمان

شیخ سلیمان کے دو فرزند ہتے حضرت شیخ فرید الدین شکر گنج قدس سرہ اور بدر الدین

۱۷۔ شیخ بدر الدین	۱۸۔ شیخ مسعود	۱۹۔ شیخ اسحاق	۲۰۔ شیخ صدر جہان

آپ بغداد شریف مین بمقابلہ قوم ہود علین معرکہ جنگ مین شہید ہوئے

۲۱- شیخ شریف جہان	۲۲- محمد شمس الدین	۲۳- محمد نور الدین	۲۴ محمد زین الدین

۲۵- شیخ یوسف	۲۶- شیخ محمد

آپ کو چار فرزند اور دو لبیبان تھین پہلی بی بی کے دو فرزند شیخ ناصر الدین اور شیخ ابراہیم تھے اور دوسری بی بی سے شیخ باقر و شیخ عبد اللہ تھے اپنے کنبے کے ساتھ مکہ شریف مین رہا کرتے تھے ایک سال حج کے لئے شہزادہ قیصر روم آیا ہوا تھا اور عرب کے بہت سے قبایل جمع ہوگئے تھے کسی بات پر ان قبایل مین باہمی فساد برپا ہو گیا اور معرکہ آرائی شروع ہوگئی اور فوج سلطانی بھی ان کے انسداد کے لئے پہونچگئی اس بدامنی کے زمانہ مین آپ اپنے دونون فرزند شیخ ناصر الدین و شیخ ابراہیم ساتھ لیکر جدہ کو پہونچے اتفاقاً جہاز تیار تھا اسپر سوار ہوگئے اور بندر سورت پر اترگئے۔ دوسرے دو فرزند شیخ باقر و شیخ عبد اللہ کم عمر تھے وہ وہین رہگئے۔ بندر سورت مین یعقوب خان حبشی منجانب سلطنت عادل شاہی حاکم تھا شیخ محمد اور ان کے بیٹون کے علم و کمال کی شہرت سنکر بلوایا اور ان تینون حضرات کو حافظ قرآن و عالم و فاضل پاکر اپنے پاس رکھا اور تھوڑے عرصہ کے بعد شیخ ناصر الدین کو منصب قضاءت شہر سورت پر مقرر کیا علی عادل شاہ ابوالمظفر بیجاپور کا بادشاہ تھا۔ قاضی عظیم الدین صاحب قاضی دہارور سنہ ۱۲۱۷ھ مین شہر سورت کو گئے تھے اسوقت قاضی قطب الدین قاضی شہر سورت جو اولاد شیخ ناصر الدین سے ہین سورت مین موجود تھے عظیم الدین صاحب قاضی دہارور سے ملاقات ہوئی اور کچھ عرصہ تک قاضی صاحب کے مہمان رہے اور شجرہ نسب کی تصدیق ہوئی۔

ف شیخ محمد اور اُن کے دوسرے فرزند شیخ ابراہیم شہر سورت سے احمد نگر تشریف لائے اور حسین نظام شاہ بحری بادشاہ احمد نگر کے دربار مین دونون باپ بیٹے نے باریابی حاصل کی اس عرصہ مین قاضی مرزا محمد بیگ قاضی احمد نگر کا انتقال ہوگیا تو خدمت قضاءت احمد نگر پر شیخ محمد صاحب کا انتخاب ہوا۔

ف شیخ محمد کے چھوٹے بیٹے شیخ ابراہیم کچھ دنون تک احمد نگر مین باپ کے پاس رہے پھر انکا تقرر خدمت قضاءت برہان پور پر ہوا اور وہین انتقال فرمایا عظیم الدین صاحب

قاضی دہارور شہر سورت کی سیاحی کے وقت ۱۲۱۷ھ مین برہان پور رہی گئے تھے۔
شیخ ابراہیم کی اولاد مین قاضی سراج الدین صاحب قاضی برہان پور رہتے قاضی عظیم الدین صاحب سے ملاقات ہوئی اور شجرۂ نسب کی تصدیق ہوئی۔

ف مرزا محمد بیگ مرحوم قاضی احمد نگر کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی صرف لڑکیان تھین۔ ان مین سے ایک لڑکی کا عقد قاضی شیخ محمد سے ہوا اس لڑکی کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوا جنکا نام شیخ احمد تھا اور شیخ احمد کو میر مراد علی خان صدر کی لڑکی منسوب ہوئی اور یہہ دولت اور زر و مال سے مالامال ہوگئے اس اثنا مین جب اہل سنت جماعت اور فرقہ امامیہ مین فساد عظیم برپا ہوا اور خوب معرکہ ارائی ہوئی تو اسی ہنگامہ مین شیخ محمد شہید ہوئے انکی قبر احمد نگر کے امام باڑے مین ہے شیخ محمد کے انتقال کے بعد شیخ احمد خدمت قضارت احمد نگر پر مقرر ہوئے ۱۲۱۸ھ مین عظیم الدین صاحب قاضی دہارو احمد نگر گئے تھے اسوقت قاضی شیخ احمد اولاد مین قاضی فخر الدین صاحب قضارت احمد نگر پر مقرر رہتے عظیم الدین صاحب قاضی دہارور سے ملاقات ہوئی اور شجرہ نسب کی تصدیق ہوئی۔

۲۷ قاضی شیخ احمد — انکی دو بی بیان تھین پہلی بی بی میر مراد علیخان صدر کی بیٹی تھی اسکے بعد قاضی عبد الرحمان قاضی پاتور کی بیٹی فاطمہ بی بی سے انکی شادی ہوئی انکے بطن سے جو اولاد ہوئی وہ پاتور کے قاضی ہوئے۔ ۲۸ قاضی محمود | ۲۹ قاضی کبیر | ۳۰ قاضی محمود

انکے چار فرزند (۱) قاضی یوسف قاضی پاتہری (۲) عبد الرحمن قاضی قندہار و رسارٹ باڑ (۳) قاضی کبیر قاضی لسبت نگر (۴) قاضی محمد قاضی قلعہ دہارور و رنجنی۔

ف ۱ قاضی یوسف صاحب پاتہری کے بیٹے محمد اسمعیل تھے انکے بعد کا سلسلہ قاضیان پاتہری کے پاس ہوگا اب ہم کو اس کے بتلانے کی ضرورت بھی نہین ہے۔

ف ۲ قاضی عبد الرحمن قاضی قندہار ہم انہین کی اولاد مین ہین اور ہم انہین کا سلسلہ آگے بتلائینگے

ف ۳ قاضی کبیر قاضی لسبت تھے انکے دو فرزند ایک قاضی محمود دوسرے قاضی تاج جنکا لقب قاضی القضاۃ قاضی لشکر فیروزی تھا قاضی محمود کے تین فرزند (۱) غلام مصطفے قاضی اونڈہ (۲) قاضی علی قاضی کلمنوری[۱] و ارڑہونہ ومنڈہ (۳) قاضی کبیر قاضی اجنٹہ و مکتب لسبت نگر بہر حال قدیم کاغذات کی معائنہ سے

[۱] بعضے قلمنوری اور بعضے کلمنوری کہتے ہین ۱۲

یہ معلوم ہوا کہ قاضی محمود بن قاضی کبیر کے اولاد میں قضارت اونڈیا ڈکلمنوری و وارڈ ہونہ و منٹھہ و اصتاب بسمت نگر و قضارت نظام آباد اجنیٹہ ہے۔

قاضی تاج کے تین فرزند (۱) قاضی ابراہیم (۲) قاضی ملک (۳) قاضی حسن قاضی ابراہیم کی اولاد میں قضارت بسمت نگر و ناندیڑ و پٹہ قاضی ملک کی اولاد میں قضارت پالم و پرہنی و بھوکر و نرسی و راجگیر و اصتاب پالم و خطابت بسمت نگر قاضی حسن کی اولاد میں خطابت او ندھ ہے خدا اور حبیب خدا کی فضل سے ان سب قاضی صاحبوں کی اولاد موجود اور اپنے اپنے وطن اور معاش پر قابض ہے اللہ تعالیٰ آیندہ بھی انکی اولاد کا سلسلہ تا قیامت قایم رکھے۔ اب میں ان قاضی صاحب کی اولاد سے معافی چاہتا ہوں کہ اس کیفیت میں اگر کوئی بات شبہہ اور غیر صحیح معلوم ہو تو اسکی تصحیح فرمالیں کیونکہ قدیم کاغذات سے یہ مضمون منتخب کیا گیا ہے اور سب الخامداروں سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ ہر الخامدار اپنے اپنے کاغذات کی کسقدر حفاظت کرتا ہے خواہ وہ ناکارہ ہی کیوں نہ ہو مگر وہ کبھی دوسرے الخامدار کو نہیں دکھلائیگا پس خیال فرمانیکی بات ہے کہ کسقدر دقت سے یہ واقعات فراہم ہوئے ہونگے

۳۱- قاضی عبد الرحمن بن قاضی محمود — ان کے وقت کے اسناد بالکل ناپید ہوگئے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ نظام شاہی اور ملک عنبر کے عہد کے کاغذات ہونگے

۳۲- قاضی علی — بعہد شاہ جہان شہنشاہ دہلی ۱۰۴۳ھ میں منصب قضارت و جاگیر موضع ہڈلی سے سرفراز ہوئے اسوقت شاہ محمد قلعدار قندہار رہتے

۳۳ قاضی صدیق — انکے وقت کے اسناد ہم کو نہیں ملے اس لئے معلوم نہیں ہو سکتا کہ کس سنہ میں یہ مسند قضارت پر جلوہ گر ہوئے مگر اسمیں شک نہیں کہ یہ قاضی ضرور رہتے اور مولانا حاجی بہاء الدین صاحب کے پاس جو متفرق کاغذات ہیں اسپر بے نظام ملک عنبر عادل شاہ خان دوران دروی خان رشید خان و اہتمام خانکی دستخطین معلوم ہوتی ہیں مگر سنہ کا پتا نہیں چلتا۔ قاضی صدیق کے دو فرزند ایک قاضی ولی محمد اور دوسرے قاضی خیر الدین یہ دونوں بھائی بموجب فرمان واالا شان شہنشاہ دہلی مرقوم ۲۱ رمضان ۱۲ جلوس مطابق ۱۰۷۹ھ منصب قضاء و اصتاب سے سرفراز ہوئے اور علیحدہ قاضی خیر الدین کے نام فرمان خدمت قضارت و خطابت وغیرہ پرگنہ سارٹ بارڈ ۱۰۷۸ھ میں عطا ہوا اس کے متعلق پروانہ شفیع خان مورخہ ۱۶ جمادی الاول ۱۲ جلوس بھی ملا ہے قضارت قندہار کا کام قاضی ولی محمد انجام دیتے تھے اور قضاۃ

ساڑھ بارہ واحتساب قندہار کی خدمت قاضی محمد خیر الدین سے متعلق تھی قاضی ولی محمد کے دو بیٹے تھے ایک قاضی محمد سالار اور دوسرے محمد امان اللہ۔

۳۴ قاضی خیر الدین | آپکو پانچ فرزند ہوئے (۱) قاضی محمد امین الدین (۲) قاضی بدیع الدین۔ (۳) قاضی محمد قمر الدین (۴) نصیر الدین (۵) نجم الدین۔

قاضی محمد خیر الدین صاحب کے انتقال کے بعد محمد امین الدین قاضی اور محمد قمر الدین خطیب بموجب اسناد بمہر عنایت اللہ صدر مورخہ ۲۲ رمضان سنہ ۲۵ جلوس و پروانہ قلیچ خان مورخہ غرہ رجب سنہ ۲۵ جلوس قضارت ساڑھ بارہ عثمان نگر پر قابض رہے چنانچہ اب تک انکی اولاد عثمان نگر میں موجود اور اپنے آبائی معاش پر قابض ہے خدمت قضارت اور احتساب قندہار قاضی خیر الدین کے انتقال کے بعد قاضی ولی محمد اور قاضی بدیع الدین قاضی خیر الدین کے دوسرے بیٹے کے نام پر بالاشتراک حسب پروانہ نواب قلیچ خان بہادر سنہ ۲۵ جلوس مقرر ہوئی جب قاضی ولی محمد کا انتقال ہوا تو پھر دوسری سند بالاشتراک قاضی ولی محمد کے بیٹے قاضی محمد سالار اور قاضی بدیع الدین کے نام پر ہوئی اور اسکے متعلق پروانہ محمد معالی کا سنہ ۳۱ جلوس میں ملا جب قاضی بدیع الدین نے وفات فرمائی تو بدیع الدین کے بھائی قاضی قمر الدین اور قاضی محمد سالار کے نام بالاشتراک خدمت قضارت اور احتساب کی سند اور پروانہ ملا اور بموجب صلح نامہ قاضی ولی محمد اور قاضی خیر الدین کی اولاد معاش پر قابض و متصرف رہے۔

قاضی محمد سالار اور محمد امان اللہ کی اولاد نہ ہوئی صرف قاضی سالار کی ایک لڑکی روشن بی بی تھیں جو محمد سراج الدین فرزند قاضی محمد تاج الدین قاضی بہو کر سے منسوب ہوئیں ان ایام میں سیورام دیسکھ کی اشتعالک سے جگیٹا ڈاکو نے قندہار پر حملہ کیا تھا اور اولاد قاضی خیر الدین کی خانہ برباد ہو گئی تھی اور اس خاندان کے بعضے بقیۃ السیف سخت پریشانی میں مبتلا تھے اور سند قضارت بجز سفر دہلی حاصل ہونی ممکن نہ تھی سو اسے اسکے کل قدیم اسناد اور فرامین قاضی محمد سالار کی بی بی کے پاس تھے انہوں نے اپنے داماد کے تفویض کر دیئے اور ایسے نازک وقت میں قضارت قندہار پر دوسرے کسی غیر شخص کے قابض ہو جانے کا شاید خیال ہو گا اسلئے مصلحت وقت کے لحاظ سے محمد سراج الدین داماد قاضی محمد سالار نے اپنے نام قضارت اور خطابت قندہار کی

سے ملنا حاصل کرلی اور قضاوت اور خطابت قندہار پر قابض ہوگئے قاضی سراج الدین کو علاوہ تقسیم معاش جاہی قضاوت و احتساب پالم و خطابت بسمت گنبد و قضاوت بہوکر و نرسی کے علاوہ خاص انکے نام پر خدمت احتساب نرسی بھی ہماری قدیم کاغذات اور بزرگون کے بیاضات سے جو کیفیت ہمکو مل گئی ہے ہم نے لکھدیا ہے مگر ہمارے ان ہمراہ رہتے جو قاضی سراج الدین صاحب کی اولاد میں ہیں بعض اشخاص بیان کرتے ہیں کہ قاضی محمد سالار کے بعد جگیٹا ڈاکو کے حملہ کیوجہ سے خاندان قضاوت قندہار پریشانی میں مبتلا رہا اور قضاوت کا کام رکا ہوا تھا اسلئے قاضی خلیل کا قضاوت قندہار پر تقرر ہوا قاضی تاج الدین قاضی ہوکر قاضی خلیل کے تغیر کے بعد خدمت قضاوت قندہار پر سرفراز ہوئے منصب قضاوت و خطابت کے ساتھ چاس بیگہ زمین ملی انکے بعد ان کے فرزند قاضی سراج الدین قندہار کے قاضی ہوئے قاضی خلیل کے قضاوت کے متعلق کوئی کاغذ ہمارے نظر سے نہیں گذرا اگر یہ بات تسلیم کرلیجائے کہ قاضی تاج الدین کو خدمت قضاوت قندہار سرفراز ہوئی تھی تو اسکے ساتھ ہی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر تاج الدین قاضی قندہار کے پوتے تھے تو یہان کی قضاوت اور خطابت کے معاش سے انکی کل اولاد حصہ پاتی کیونکہ ان کے پانچ بیٹے تھے (۱) ضیاء الدین احمد (۲) سعید الدین ان دونون کی اولاد نہیں ہے (۳) قاضی شمس الدین (۴) قاضی سراج الدین (۵) قاضی غیاث الدین ان تینون کی اولاد کا حصہ معاش قضاوت قندہار میں ہونا لازمی بات تھی اسلئے ہمارے بیان کی یہ بڑی دلیل ہے کہ قاضی سراج الدین کے نام قضاوت کی سند ملی اور انکی اولاد قضاوت قندہار کے معاش پر قابض ہے ہمین اسمین کوئی بحث نہین ہے کہ قاضی تاج الدین قاضی قندہار رہے یا قاضی سراج الدین ہمکو منتقلی خدمت قضاوت کا واقعہ اپنی اولاد کو بتلانا مقصود تھا کہ قاضی محمد سالار کے بعد قضاوت قندہار قاضی عبد الرحمن سے کے خاندان (انکے بھائی قاضی کبیر ثانی کے اولاد میں منتقل ہوگئی ہے جسکا ذکر کرچکے ہیں اب ہم قاضی سراج الدین کا تھوڑا سا تذکرہ لکھدیتے ہیں کیونکہ ہم نے قاضی سراج الدین ثانی کو فیض الدین محتسب قندہار کا لڑکا بیان کیا ہے اسلئے ہم کو اسکی صحت اور صراحت کرنا ضروری ہے قاضی سراج الدین کو قاضی سالار کی لڑکی کے بطن سے دو بیٹے ہوئے (۱) برہان الدین (۲) محمد امان اللہ۔ قاضی برہان الدین کے نام قضاوت قندہار اور محمد امان اللہ کے نام خطابت قندہار مقرر ہوئی۔ محمد امان اللہ کو قاضی بڑے قاضی نرسل کی لڑکی سکینہ بی بی منسوب تھیں جسکا واقعہ ہم نے تاریخ

ہیں بیان کر دیا ہے اس لئے تفصیلات نہیں قاضی امان اللہ کو ملی مگر انہیں کوئی اولاد نہیں ہوئی قاضی برہان الدین سے معین الدین عرف فیض الدین محتسب قندہار کی لڑکی منسوب تھی جن سے بدر الدین پیدا ہوئے بدر الدین کے بیٹے قاضی محمد سراج الدین ثانی ہیں جنکے وفات کے ذکر میں انکی اور اولاد کا تذکرہ بھی لکھدیا گیا ہے ملاحظہ ہو صفحہ (۱۸)

۳۵ قاضی فخر الدین | آپ نے بموجب صلح نامہ قاضی ولی محمد و قاضی خیر الدین با بتہ خدمت محتسبی و نسخ نویسی علیحدہ پروانہ نواب غازی الدین خان فیروز جنگ بہادر مورخہ ۲۹ محرم ۱۱۶۷ھ جلوس عہد خلد مکان و علی امان خان بعبد الرحمن و کفایت خان دیوان عظام و شیخ عنایت اللہ صدر اپنے نام حاصل فرمایا اور سند خطابت پرگنہ ساڑھ باڑ کی بھی حاصل کی انکے دو فرزند ایک محمد معین الدین عرف محمد فیض الدین دوسرے محمد نظیر الدین۔ محمد نظیر الدین صاحب کو اولاد ذکور کوئی باقی نہیں ہے۔

۳۶ محمد معین الدین | عرف محمد فیض الدین انکے نام کی سند بدین خدمت محتسبی و نسخ نویسی مہر شیخ عنایت اللہ صدر و عبد المجید صدر و شفیع خان وصدارت خان و عبد العظیم خان دیوان ملی ہیں جنکی تاریخ ۲۷ جمادی الاول سنہ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۳۶ھ اور علی امان صدر فوج فیروزی کی تحریر مورخہ ۵ رجب سنہ ۱۵ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۴۵ھ ہے اور سخی خان دیوان صوبہ کی تحریر مورخہ ۲۲ جمادی الاول سنہ ۱۹ جلوس محمد شاہی مطابق سنہ ۱۱۴۶ھ ہے اور راجہ گوپال سنگھ جاگیر دار قندہار کی بھی تحریر ہے انکے ایک فرزند محمد فاضل تھے۔

۳۷ محمد فاضل | آپ کے نام اسناد و پروانے محمد عظمت اللہ صدر مورخہ ۲۲ شوال سنہ ۱۱۳۲ھ محمد جمیل صدر مورخہ ۷ ربیع الثانی سنہ ۱۱۵۹ھ و راجہ اجی چند جاگیر دار مورخہ ۱۰ ذیحجہ سنہ ۱۱۶۱ھ زکریا الدین صدر صوبہ سے مرقوم ۲۵ شوال سنہ ۱۱۶۹ھ حاصل ہوئے تھے آپکا انتقال حیدر آباد دکن ۱۸ جمادی الاول سنہ ۱۱۹۴ھ میں ہوا اکمل شاہ کے تکیہ میں پرانے پل کے قریب دفن کئے گئے آپ کے دو فرزند ایک محمد خیر الدین اور دوسرے محمد امین الدین کثرت تھے

بعد انتقال محمد فاضل کے محمد خیر الدین کے نام پروانہ بمہر دیوان صمصام الملک صمصام الدولہ میر عبد الحی خان صمصام جنگ مرقوم ۷ ذیحجہ سنہ ۱۲ جلوس مطابق سنہ ۱۱۹۴ھ و سند محمد جعفر بارہا

صدر فوج فیروزی مورخہ ۷ شوال ۱۱۹۴ھ و کریم الدین صدر مورخہ غرہ جمادی الاول ۱۲۰۱ھ خدمت احتساب و نسخ نویسی کی حاصل ہوئی آپ کی ولادت کا ذکر کلید باگی ہے ملاحظہ ہو صفحہ (۱۴۹) آپ کے فرزند محمد رحیم الدین ہنتے جنکے انتقال کا ذکر صفحہ (۱۸۵) مین لکھا گیا ہے۔
محمد رحیم الدین محتسب کے فرزند حاجی محمد بہا والدین محتسب قندہار ہین۔

۳۸۔ محمد امین اللدین کثرت — آپ کے فرزند محمد سالار عنبر جو جید مولوی اور سنہ ۱۱۹۱ھ مین فاضل تھے اور شعر بھی کہا کرتے تھے جنکا انتقال مرحوم ۱۲۱۷ھ مین ہوا اپنی والدہ کی مسجد کے پاس اپنے والدین کی پہلو مین دفن ہوئے آپکے تین فرزند ہین (۱) محمد امین الدین (۲) محمد نصر الدین (۳) شمس الدین المعروف محمد امیر حمزہ مولف تاریخ قندہار دکن۔

مولوی محمد امین الدین کثرت کے اشعار

عرق چہرہ در آمد چو یار در گلشن — حقیقت گل و شبنم پدید شد کہ چہ بن
چو شمع سوختن آغاز کرد روشن شد — بسوز در رہ عشقش کہ تا شوی روشن
بکثرت است خیال محبت ذاتش — چنان عزیز کہ شد خنجر ز نو کہن

ولہ

صبا بیار پیام وصال جانانم — گل نشاط بہ بستان درون بدامانم
ز ہجر یار ز پس پارہ پارہ گشت دلم — بر نگ دامن گل چاک چاک بر تنم
بسان برق سراپا طپش بخود دارم — بر نگ آئینہ در عکس خویش حیرانم
بکثرت غم عشقش دلم تر و تازہ — بباغ شوق وصید ست مبتلا یکنم

ولہ

شوخی یار شوخم حیران نمود مارا — در ہائے اضطرابی بر دل گشود مارا
در روی ہر آنچہ بالند در چشم در آید — نگذ حصول آن را در دل مگر دود مارا
رنگ وفا نماندہ بر چہرۂ زمانہ — شوق وصال یارم از ما ربود مارا
یارم نمی کشاید چشمے بحال کثرت — در عشق جور کیشان ای دل پسند مارا

ولہ

ببوسہ لعل جانفزایش رسان تازہ رسیدارا
ہوائے دامان دلربایش بدام آرد رمیدارا

کدام قاتل فگار افگن خیال عزم شکار دارد
کہ خار تیر جگر شگافش بہ پہلوی دل خلیدارا

تبسم لعل آن شکرلب بزنگ گلہای تازہ دہد
بر شعف اب بقای خود ہا چہ سود جان تازہ دیدارا

گل جمالش چو گل نمودہ بکثرت حسن در چمن ہا
ہر رنگ یوسف بیک کرشمہ ہمان ہنگر خریدارا

ولہ

منعم بمال مست و گدائے بحال مست
ہر ساز نغمہ دارد و ہر نغمہ سازہا

دارم نوائے عشق بساز خیال خویش
آرام دل بود دل ما را ہبنازہا

ولہ

چشم باطن بین کشاید پردہائے ظلمت
عینکے چون صاف گردد جوہر روشن شود

عمر ضایع گشت در تحصیل نقد مال و زر
چوب تر در آتش آید باز خاکستر شود

کبر را باشد ثمر از سر فتادن بر زمین
از کمال کثرت پندار مردم خر شود

ولہ

دمے کہ نالہ زنم آسمان سپر گردد
بسوز درد درونم سقر سقر گردد

ز بسکہ شہرہ آفاق گشتہ در خلق
باشتیاق جمالت دلم سفر گردد

ہر آنکہ نقد دل خویش داد در غفلت
تمام سود و رعالم بدو ضرر گردد

بیا بنوش شراب مجتش ہر دم
بکام جان و دل عاشقان ستمگر گردد

بکثرت یک نگہ لطف ابر گوہر بار
درخت خشک تر و تازہ پر ثمر گردد

عرضداشت قلعہ قندہار بسکا ہر کا

داد ثنا ست چمن عالم فانی سے کھلا کچھ بھی خبر و جہہ خرابی مری تعمیر نہین

مین اپنی حالت ابتر کا فسانۂ غم زبان حال سے میری موجودہ حالت کی سیر کرنے والے عہدہ دار حضور صاحب جناب اول تعلقدار صاحب اور جناب دوم تعلقدار صاحب و نیز عہدہ داران مقامی تعلقہ قندہار سے عرض کیا کرتا ہون اور مرزا نوشہ حضرت غالب کا یہہ شعر دیکھہ مجھہ جو دیدہ عبرت نگاہ ہو میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

بھی انہین اشارون کنایون مین سنا دیا کرتا ہون جسکا اتنا اثر تو ضرور ہوتا ہے کہ میری واجب الرحم حالت پر عہدہ دارون کو رحم بھی آجاتا ہے اور میرے آباد کرنے اور محکمہ دوم تعلقداری مستقر دیگلور کو اور تحصیل کچہری اور امین کچہری متعینہ مکھیڑ کو مرے ویران مکانون مین منتقل کرکے اسکے آباد کرنے اور مرے شکستہ اعضاؤن کے معالجہ کرنے کا ہر ایک عہدہ دار کو جوش اور ولولہ ہوا کرتا ہے مگر میری بدقسمتی سے پھر وہ جوش ایکدم سرد ہو جاتا ہے اسکی وجہہ یہہ ہے کہ میرے پچھلے واقعات اور میری عظمت و شان سے بہت کم لوگ واقف ہین اسلئے میری التجا پر کسی کی توجہہ مبذول نہین ہوتی مگر بقول مومن خان مرحوم۔

بیصرفہ کوشش کو ہمارے کچھہ تو حصول محنت کسیکی آج تلک رائگان نہین

اندنون خدا کے فضل سے قندہار کی خاک سے ایک ایسا شخص پیدا ہوا جس نے مختصر سے میرے پچھلے واقعات ایسے واضح طور پر بیان کئے جس سے میرے اگلے اوج و رفعت

اور شان و شوکت کی سامان سے بہرہ مند ہوا اور ناشناسا کی نظروں میں ہیچ گیا اور یہ معلوم ہو گیا
کہ میں کون تھا اور کیا ہو گیا اور گذشتہ زمانہ میں میری کسقدر توقیر و قدر ہوتی تھی جب
کہ میں نے خالصہ سرکار میں ملازمت پائی ہے خلاف امید ترقی معکوس ہو رہی ہے

گمنامی کے موقوں ہوں سے میرے جسم پر بڑے بڑے درخت کہڑے ہو گئے
بہت بیزار ہی سے اپنے پیر جما کر میرے خشک و شکستہ اعضا کو توڑ مروڑ رہے ہیں اگر ایک
اسیطرح سے بیدگی میں دن کٹتے رہتے تو ان کے جڑ میں میری بڑھاپے کو اکھیڑ پھینکتے اگر کوئی میرے
دفعلات بد پر ہنسے تو ہنسے کہ میں ہوں بہادر ان ضلع و تعلقہ کو مجھ سے اکثر ملنے کا اتفاق
ہوتا ہے اور وہ اپنے تئیں مجھ سے ملنے کو لازم سمجھتے میرے آجڑے مکان کی رونق بڑھاتے ہیں آتے
پوشیدہ نہیں کہ میں کوئی بڑا پیر کہن سال اکھاڑ رفتہ نہیں ہوں بلکہ جوان ہوں اگر
جوان ہیں تو ادھیڑ ہی ہوں مگر کام دیکھنا ہوں اگر بڑھاپا ہی سمجھو تو مجھ میں ہو جاتے ہیں
ایک زمانہ تک میں نے سعید بن کر سیر و شکار کی ہے اور اس فراغت اور اس عزت کے
موجودہ یہ ان دوسرے تلخیوں کے خارج میری برداشت کیا نہیں ہوتی ہے اس لئے
خوشی سے چاہتا ہوں اسی فراغت میں بقیہ عمر کو بسر کروں اور اس کاغذ پر قلم رکھ دینا
چاہتا ہوں مگر دو شعر اور لکھ دینا چاہتا ہوں

"جو کہ کسی کی دل پر ان کے نہ ہوا کوئی کام
دل کو لگا کے کیا کرے کوئی دل لگا لئے اور اٹھا لئے"

"دوستو پھر بیٹھنے کے لئے ملیں گے اور شاید کہ اور جگہ جائیں اور پھر نہ ملیں"

"مطلب اس کا ہے میں کہ جو کچھ ہو اس کا ہونا ایک کچھ حاصل ہونا ہے"

"اور دفتر ہو تو قلم رکھ دیجئے"

اسکی آبادی بڑہائی تو کیا میں اس رعایت کا مستحق نہیں ہون کیا میں آپکا ماتحت نہیں ہون
آپ صرف تانڈیڑہ کے حاکم نہیں ہیں بلکہ ضلع تانڈیڑہ کے حاکم ہیں اور میں بھی اسی ضلع کا سرکار سے
تعلقہ ہون آپ اور جناب صوبہ دار صاحب صوبہ اور رنگ آباد دکھلان ذی اقتدار جملہ دفاتر
سرکار مجھکو لفظ تعلقہ سے یاد فرماتے ہیں مگر مجھے مستقر تعلقہ نہیں قرار دیتے کیا میں برخوردار
کھیڑا اور برادر عزیز ارجمان عثمان نگر سے آبادی اور شان و شوکت اور وضعداری میں کم
ہون کس بات میں میان کھیڑا مجھ سے فوقیت کا دعوے کر سکتے ہیں شاید ساہوکارون کی
قیام سے انکو فخر ہوگا مرے دامن میں میرے یہان کے ساہوکار امینی پونجی جہاسے ہوئے موجود
ہیں اور وہ اپنے جان و مال کے خوف سے ظاہرہ نادار بنے رہنے کی کوشش کرتے ہیں کیونکہ
یہان تو ایک سناٹا ہے اتنی بڑی آبادی کے جان و مال کی نصف جوکھ کو توالی کیا حفاظت
کر سکیگی ساہوکارون کا قیام عہدہ دارون اور اہل کچہری اور فوج کے قیام پر منحصر ہے اگر کچہری
تحصیل اور امینی کچہر سے یہان منتقل ہو جائے تو پھر ملاحظہ فرمائے کہ کتنے ساہوکار یہان جمع
ہو جاتے ہیں اور پھر بازار میں کیسی کچھ ترقی ہو سکتی ہے اور تالاب کے پشتے کے نیچے گرتیاں
قائم ہو جاتی ہیں۔ اور جنڈیالون کے جانے کے لئے راستے ہموار ہو جاتے ہیں تعلقہ ارجمند
سائین مولا نا صوفی جناب احمد حسین صاحب کے عہد حکومت میں تانڈیڑہ سے یہان تک
پختہ سڑک تیار ہو گئی تھی مگر یہ ہموار و پیصرف ہو گیا راستہ کے دونون جانب سے
مٹی کھود کھود کے بیچ میں ڈالدی گئی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ کام نامکمل رہا اور یہی راستہ خراب ہو گیا
میرے دام اور میری آبادی کا کچھ بھی لحاظ نہیں ہے اور میرے اپنی والون کے جان و مال و داد
رسی کی کیسی مثال ہے چوہدری شہامت خان کے ہاتھ میں پڑ گئی ہے میں اپنی کس پرسی حالت کی تمثیل
عرض کرتا ہون میرے گذشتہ واقعات کے سننے سے آپکو معلوم ہو گیا ہے کہ جسے میرا وجود
دنیا میں ناگوار ہوا شریک نالہ ہونے تک کوئی نہ ہوا کوئی بھی میری حفاظت کے لئے میرے پاس
رہنا گوارا نہ کرتا تھا اور میں خود اپنی حفاظت کیا کرتا تھا مسلمان قلعدار و اہل اسلام اہلکار کس شان
و شوکت اور جلوس کے ساتھ یہان سے نکلکر عیدگاہ کے جانب تشریف فرما ہوتے تھے کوئی
بازار ایک بڑا دسیع راستہ تالاب کے پشتے کے نیچے سے مہر باغ مخدوم باغ اور نظام دگیر

کے باغ کے روبرو سے ہوتا ہوا گذرتا ہے اتنا وسیع اور قدیم رستہ خالصہ ہوتی ہی بند کرکے شریک زراعت کرلیا گیا ہین ہزار سر پیٹا کیا مگر کسی نے بمصداق -

کون سنتا ہے فغان درویش ۔ تہر درویش بجان درویش -

اعتنا نہ کی اور کوئی پرسان حال نہ ہوا اب خیال فرمائے کس مصیبت کا سامنا ہے کہ اگر غلام دستگیر صاحب کے باغ سے گاڑی نا نہ پڑے کے جانب روانہ ہو تو اسکو کمانی دروازہ سے گذر کر بہادر پورہ سے ہوتے ہوئے خندق کے پاس سے کوٹ بازار آنا پڑتا ہے - دوسری مصیبت یہہ ہے کہ اکثر حصہ آبادی کے ویران مقامات پر خصوص تالاب کے پشتے اور نگر پورہ دفع پرچ کے جانب اور مختلف مقاموں پر خار دار چیل[1] سینڈ نے ایسا غلبہ کیا ہے کہ دن دہاڑے اسطرف کے رستہ سے راہروں کو خوف دلا دلا کر گانون کو بدرونی اور بیہت ناک بنا دیا ہے اگر غالباً یہہ نہ معلوم ہوگا کہ مجھکو قدیم لوگون نے رشک کشمیر کیون خطاب عطا فرمایا تھا مین اسکا سبب بیان کرتا ہون کہ مرے اطراف مین بہت سے تالاب تھے اور ان کے بدولت مری ترمین نہایت سرسبز رہتی تھی اور اقسام اقسام کے میوے یہان پیدا ہوتے اور وہان کی پیداوار خوب تھی یہی تو سبب ہے کہ مجھکو ہمیشہ صوبہ دار تلنگ کے ماتحت رہنا پڑا تا ہنا باوجودیکہ میرے بسنی والے اکثر مرہٹی بات کرتے ہین -

میرے محسن اور عنایت فرما مولف صاحب تاریخ قندہار دکن نے صرف انہین تالابون کے نام بتلائے ہین جنکا ذکر رپورٹ بندوبست مین ہوا ہے ایک تو میرے خاص مقبہ کا بڑا تالاب دوسرا لال نگر کا تالاب تیسرا بید شاہی تالاب جسکو ہزاری کا تالاب کہتے ہین چوتھا کمل تالاب - پانچوان برخوردار انور نظر موضع پانگرہ کا تالاب چھٹا برخوردار لعنت بیگ موضع کروڑی کا تالاب ان تالابون کا حال ہی مجمل لکھدیا ہے مقبہ کے بڑے تالاب کی مٹی خراب ہو رہی ہے اور موسم بارش مین زراعتون کی مٹی تالاب مین اگر اسکی گہرائی جاتی رہی اور مٹی سے تالاب بھر گیا زیادہ پانی اس مین سما نہین سکتا اسکے انسداد کے لئے قدیم حکامون نے اس تالاب کے اوپر کے حصہ کی زمین بلا کاشت رکھہ چھوڑی تھی - لیکن بندہ حرص لالچی راجہ جی رنگہ نے اس تالاب کے

[1] جسکو اہل ہند تھور کہتے ہین ۱۲

دو میل کے فاصلہ پر اپنے سعادتمند بیٹے گلاب سنگھ کے نام پر گلاب باڑی بسائی اور اس قطعہ زمین میں کاشت شروع ہوگئی اور تالاب میں تھوڑی تھوڑی باریک مٹی آنے لگی جب سندھیون کی عملداری شروع ہوئی تو امام بخش صاحب نائب نے تالاب کے اوپر جانب امام باڑی بسائی اور تالاب کے پانی نالہ کے اطراف بل چلنے لگا اور بہت سی مٹی تالاب میں آ گئی چلی مگر سندھیون نے وجودہ آمدنی کا خیال کرکے آیندہ تالاب کے مضرت کا خیال نکیا جنابعالی ان سندھیون نے تالاب کا بگاڑنا تو ایکطرف میرے قدیم نام کو بھی بگاڑ دیا تھا۔ معزز مسلمانون نے اپنی لیاقت اور فصاحت پسندی سے مجھے کندارست، قندہار بنایا تھا مگر ان سندھیون نے پھر مجھے اسی قدیم لقب سے یاد فرمایا جتنے دلایتی سندھی تھے سب مجھے بجائے قندہار کے کندار پکارا کرتے تھے اگرچہ مجھے غصہ آتا تھا اور جی بھی کڑھتا تھا مگر انکے حرکات پر ہنسی بھی آجاتی تھی اس تالاب کا کیچڑ تو اب کون نکال سکتا ہے اگر اسکے دہانون کی بھی مرمت ہوجائے اور بارش کے ایام میں جو پانی بہتی گا۔ تالاب میں جاتا ہے اسکو روکدیا جائے تو بس غنیمت ہے کیونکہ آبادی میں سے اور شہر کے راستون وگلیون سے جو پانی بہکر تالاب میں جاتا ہے وہ غلیظ ہوتا ہے بہت سے مکانات تالاب کے کنارے پر ہین ان کے بدرو جو تالاب کے جانب ہین انکا روکنا ضرور ہے اور اسکا انتظام عہدہ داران صفائی کے توجہ پر منحصر ہے۔

متین تالاب منیار بندی کے اسطرف موجود ہین ایک چھوٹا تالاب دوسرا ڈھوالہ کا تالاب ان کے پشتے پختہ سنگ بست ہین مگر بند ٹوٹ گئے ہین ڈھوالہ کے تالاب کے اوپر کچہ کچ تالاب ہے گو اسکا پشتہ سنگ بست نہین مگر مٹی اور پتھر سے مضبوط بنا ہوا ہے اور ایک تالاب لال باڑی کے اوپر کے جانب رمنہ کے پاس ہے اسکا پشتہ بھی مٹی وپتھر سے بنا ہوا ہے دو چھوٹے تالاب لال نگر کے تالاب کے اوپر ہی ہین یہ سب کے سب بے مرمت ہین ان مین زراعت کیجاتی ہے۔ مین نے عروج وزوال کے بہت سے زمانے دیکھے ہین کیا وہ زمانہ پھر کبھی عود کریگا جو میرے تمام تالاب پہلے کی طرح درست ہوجائینگے اور میری سرزمین سرسبز ہوجائیگی اور مین اپنے مالگذاری مین حسب حال کرونگا

میری خندق مین مٹی بھرتی چلی ہے خندق دروازہ کے بازو کا حصہ گر گیا ہے بعض جانحات کی دیوارون پر بھی بڑا اثر پڑ رہا ہے اب اللہ تعالی ہی مجھے ان سخت مصیبتون سے بچا نیوالا ہے جس کے پیش آنیکا مجھکو خوف لگا رہتا ہے - اے مصیبت زدون کے ہمدرد سننے والو - اے بیکسون کی فریاد سننے والو - اے عدل پرور انصاف پسند راست باز عہدہ دارو میری حالت ابتر آپ پر پوشیدہ نہین ہے اور یہ بھی آپکو معلوم ہے کہ اس سرزمین کی مقدس خاک مین کیسے کیسے اولیا عظام و بزرگان کرام استراحت فرما رہے ہین ان بزرگوارون کی کیسی کچھ شہرت رہی اور ہے اور سالانہ حضرت سرور مخدوم کا کتنا بڑا میلہ ہوتا ہے اور اکثر عہدہ داران ضلع و تعلقہ اس میلہ مین شریک ہی رہا کرتے ہین اس سے اندازہ ہوسکتا ہے مجھکو اپنے دوسرے چھیون برادرون سے ہر طرح فخر اور بزرگی حاصل ہے کیونکہ مین حاجی سیاح سرور مخدوم کا قندہار کہلاتا ہون -

مجھے امید ہے کہ بیکسون پر رحم کھانے والے بگڑون کو بنانے والے نیک نفس اشخاص میری درد آمیز کہانی اور غمزدہ داستان

اعلیحضرت حضور پر نور آصف جاہ نظام الملک نظام الدولہ فتح جنگ

نواب میر محبوب علیخان بہادر سلطان دکن بادشاہ قندہار

خلد اللہ ملکہ و دولتہ

اور عالیجناب معلی القاب راجہ یان راجہ مہاراجگرکشن پرشاد بہادر یمین السلطنت دام اقبالہ

مدار المہام سرکار عالی

کے گوش گذار فرماکے مرہی دادرسی کے جانب متوجہ فرمائینگے -

قطعہ

اے مرے والی مرے سلطان عالی مرتبت	عہد مین تیرے زمانہ اک گل بیخار ہے
تو ہے سلطان دکن تیری رعایا ہین سبھی	تیرے تخم فیض کا ہر ایک برخوردار ہے
ہے ترے ہی دم قدم سے رونق تاج و نگین	آبیاری سے تری ملک دکن گلزار ہے
فیضیاب بحر بخشش ہین ہوا خواہ حضور	آتش قہر غضب سے ماعدی فی النار ہے

ہے زمانہ پر ستا ابر کرم سایہ فگن ہے
یک مگر محروم بخشش قلعہ قندہار ہے

یک زمانہ تھا کہ میں تھا امن و مایائے خلق
اور اب آفت میں خود ہی میری جان زار ہے

تھی مری پشتی مگر پشت و پناہ بیکساں
دوسرے کی دستگیری اب مجھے درکار ہے

تھا کبھی یک گوشۂ امن و امان میرا حصار
اب مجھی کو امن ملنا کسقدر دشوار ہے

کنگرے میرے کبھی تھے ہمسر کاخ فلک
اب ہی جبکی شان کا ہر برج سے اظہار ہے

میں وہی ہوں جسپہ پڑتی تھی زمانے کی نظر
لیکن اب تو گردش قسمت سے مٹی خوار ہے

رحم کے قابل ہے میرا حال زار اب کیا کہوں
یک نگاہ لطف ہو جائے تو بیڑا پار ہے

گذارش بہ عالیجناب مہاراجہ مدار المہام سرکار عالی

سر مہاراجہ بہادر وہ یمین السلطنت
جو وزیر اعظم شاہ نکو اطوار ہے

وہ مبارک عہد ہے عہد وزارت شاد کا
شادمان جس سے کہ ہر یک بیکس لاچار ہے

پھر مجھے ہی کیوں نہ ہو امید اسکی ذات سے
اب بگاڑے یا بناوے وہ مجھے مختار ہے

ہو خدارا اب تو میری خستہ حالی پر نظر
بس ہی یک التجائے قلعہ قندہار ہے

بجناب نواب محمد بہاء الدینخان بشیر نواز جنگ بہادر صوبہ دار صوبہ اورنگ آباد

ذی مرتبت بلند خیال و فلک جناب
جنکا نہیں ہے آج جہان میں کوئی نظیر

نواب نامدار بشیر نواز جنگ
جھکتا ہے آستانہ پہ جنکے سپہر پیر

ہے جن سے صوبہ داری کی رونق بڑی ہوئی
مدح عدل و داد کا ہے ہر جوان و پیر

چشم کرم ہے جملہ رعایا پہ جس طرح
قندہار پر بھی لطف ہو اے آسمان پیر

بہ جناب مسٹر سہراب جی جمشید جی چنیائی اول تعلقدار ضلع بانڈہ

صاحب عدل و سخا سہراب جی جمشید جی
ہیں تعلقدار اول جو بصد شان و حشم

ان کے عدل و داد سے ہے سب رعایا کامران
ایک سان رہتی ہے سب کے حال پر چشم کرم

ذات والا انکی ہے حاجت روائے بیکساں	نام نامی جسکے باعث ہے عالم مین علم
جسطرح ناندیڑ کی رونق بڑہائی آپنے	ہو بو نہین قندہار پر یہی لطف اے عالی ہمم

اے جملہ سررشتہ کے معزز عہدہ دارو

مجھکو جو کچھ عرض کرنا تہا عرض کر دیا اب اپنی دادرسی کا فیصلہ اپنی تقدیر پہ چہوڑتا ہون عرض کرنا میرا کام تہا اور یہہ جتا کر دینا ضرور تہا کہ کمند گردون کے موقوف کئے جانے سے جو درخت دیوارون پر بڑہتے جاتے ہین یہہ کمال عروج پر پہونچکر مجہہ ناچیز قلعہ کی قدیم یادگار کو تباہ کر دینگے جسپر اس سررشتہ کو افسوس کرنا پڑیگا جو آثار قدیمہ کے برقرار رکہنے کے لئے سرکار قایم کرنا چاہتی ہے -

عرضیگذار خاکسار قدیم یادگار قلعہ قندہار





تقریظ از عالیجناب قدردان علم و کمال صاحب جاہ و جلال راجہ لچھمن راؤ رائے رایان بہادر امانت دولت آصف جاہی دام اقبالہ و اجلالہ

نوشتہ ہما ندسیہ بر سفید نویسندہ را نیست فردا امید

دنیا مین تصنیف یا تالیف ہی ایسا ذریعہ ہے جس سے مصنف یا مولف کی یادگار صدیون تک قایم رہتی ہے زمانہ کا الٹ پھیر یا عالم کا انقلاب اسکو کسی طرح نہین مٹا سکتا اور اگر ایسا ہونا تو ہم آج طبری - مورخ روضۃ الصفا - ابن خلکان و مورخ تاریخ فرشتہ کے نام سے بھی واقف نہ ہوتے مگر نہین یہی تصنیف و تالیف ہے جس سے ان مشاہیر مورخونکی زندہ تصویرین ہمارے آگے ہوتی ہین پھرتی رہتی ہین - اور اسی کا طفیل ہے کہ گذشتہ اولوالعزم شاہنشاہون اور عالی دماغ فلسفیون "جنکی ہڈیان بھی اب تو ہونڈے ہونگی" کے کارنامے ہمارے دلونمین جدید جوش پیدا کرتے ہین یہ ایک ایسا مذاق ہے جو اپنی نظیر نہین رکھتا - جسکو تصنیف یا تالیف کی جانب توجہ اور ایسی طرح ہے کہ حب الوطنی کا بھی جوش ہو تو "سونے مین سہاگہ" کے مصداق "اور سکا کیا کہنا ہے

حب الوطنی ایسی شے ہے جو عیش و غم دونون متضاد حالتونمین اپنا اثر دکھاے بغیر نہین رہتی انسان کو اگر حالت سفر مین عیش و راحت نصیب ہو تو اوس حالت مین ضرور اپنے ابناے وطن اور وہانکی خوشگوار زمین کی یاد دل مین ٹہوکے لیتی ہے - بخلاف اسکے اگر سفر مین کسی مصیبت یا پریشانی کا سامنا ہوا تو بھی اپنے اعزا و احباب اپنے مرز و بوم کی یاد پریشان دلکو تسکین بخشتی ہے -

حب وطن انسان کی فطرت مین داخل ہے اور اسی فطرت کے تقاضے سے مولوی محمد حیدر صاحب نایب سررشتہ دار نظم و نسق خاصجات سرکار عالی نے تواریخ قندہار دکن تالیف کی ہے - مین نے اس تواریخ کو ابتدا سے انتہا تک بہت ہی دلچسپی اور غور سے دیکھا اس مین شک نہین کہ مولف کی عرق ریزی اور مورخانہ تحقیق قابل داد ہے - ایک ایسا چھوٹا سا خطہ جسکی شہر کی جغرافیہ ذہن مین کہنا ہو اوسکی تواریخی حالات کا صحیح نوٹ کہنچنا بہت ہی مشکل تہا - مگر مولف نے اپنے عزیز وقت کو ایسے عیش بہا کام مین صرف کرکے قندہار ہی پر نہین بلکہ تمام دکن پر احسان کیا ہے کیونکہ قریب قریب اس تواریخ مین تمام دکن کے حالات آگئے ہین - مستند تواریخون اور قدیم قلمی بیاضون اور تذکرون اور سینہ بہاے دانشمندون کے قدیمہ کی زبانی سے بنایت صحیح واقعات درج کئے ہین اور سب سے زیادہ قابل داد یہ امر ہے کہ مولف کی تمام تحریر اردو زبان کی لغزشون سے پاک صاف ہے زبان کی صفائی - محاورہ دان کی صحت - مضامین کی چستی زوردار عبارت کی درستی یہ سب باتین ایسی ہین جن سے مولف کی لیاقت کا اظہار خود ہی ہوتا ہے -

یہ امر بھی بہت خوشی کا ہے کہ مولف ملکی ہین اور ملکیون کے لئے ایک قابل قدر اور ہمدرد ملک کا رستہ قایم کر چکے ہین پیچھے امید ہے کہ ملک اس تالیف کی بہت قدر کریگا - اور دوسرے ملکی اہل علم بھی اسی جادہ پر چلنے کی کوشش کرینگے اور اپنے وطن اور ہموطنون کی ترقی اور فلاح مین کوشش کرکے اپنے اسلاف کا نام روشن کرین گے اور اس بیش بہا اور قابل قدر تالیف کو اپنا پیش رو بناکر ہمیشہ مورد تحسین اور اپنے علمی مشاغل مین کارآمد ثابت ہون گے -

از عالیجناب شمس العلما مولانا شبلی نعمانی مولف الفاروق والمامون والغزالی والبرامکہ وغیرہ ناظم سررشتہ علوم وفنون سرکار عالی ومعتمد انجمن ترقی زبان اردو

میں نے تاریخ قندہار مصنفہ مولوی حمزہ صاحب دیکھی اور اکثر مقامات کو دلچسپی کے ساتھ پڑھا۔ یہ کتاب نہایت سلیقہ سے لکھی گئی ہے واقعات کی تحقیق اور تلاش میں جو محنت کی ہے وہ نہایت تعریف کے قابل ہے۔ زبان صاف اور شستہ ہے اور صحیح اردو کی پابندی کیگئی ہے فقط

از عالیجناب مولانا مولوی محمد عزیز مرزا صاحب بی۔ اے۔ مولف گائیڈ فرنگستان وسفرنامہ محمود وغیرہ اول تعلقدار ریاست بیٹر علاقہ ملک سرکار عالی

مکرم بندہ جناب مولوی محمد امیر حمزہ صاحب نائب سررشتہ دار محکمہ انشا مسند سرکار عالی

آپ نے یہ اب کام کیا ہے کہ اس سے نہ صرف آپکے وطن کا نام روشن ہوگا بلکہ اردو زبان کے تاریخی سرمایہ میں ایک بیش بہا اضافہ ہوگیا ہے آپنے اس کے لکھنے میں بہت جانکاہی سے کام لیا ہے نہ صرف پرانی تاریخوں کی ورق گردانی کی ہے بلکہ سرکاری رپورٹوں کو بھی بہت پڑھا اور اس لئے یہ کتاب باوجود بعض وضعی مبالغہ کے بہت قابل نظر اور بہت کارآمد ہوگئی ہے اگرچہ بظاہر یہ ایک تعلقہ کی تاریخ ہے۔ لیکن اگر دراصل اسکو تمام دکن کی تاریخ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ آجکل جبکہ ملک کا مذاق رکیک ناولوں سے خراب ہوگیا ہے ایسے کتابوں کا لکھنا جو صداقت اور اولوالعزمی کا سبق پڑھاتے ہیں ایک اہم ملکی ضرورت ہے اور میں آپکو مبارکباد دیتا ہوں کہ اسمیں آپنے حصہ لیا۔ کتاب کی عبارت بھی پرزور اور بامحاورہ ہے

از عالیجناب مشہور ومعروف جادو نگار مولوی محمد عبدالحلیم صاحب شرر بالقابہ

مولوی محمد امیر حمزہ صاحب نے قندہار کی ایک تاریخ لکھی ہے جس کا زیادہ حصہ میں نے نہایت

غور سے اور بڑے لطف کے ساتھ پڑھا۔

قندہار کا نام سن کے عموماً اہل ہند کا خیال اس مشہور و معروف شہر کی طرف جائیگا جو افغانستان کے علاقہ میں ہے اور جسکا نام فارسی لٹریچر میں بارہا آیا کرتا ہے۔ مگر اسکے جاننے والے بہت کم ملینگے کہ اس نام کا ایک شہر دولت آصفیہ نظام خلد اللہ ملکہٗ کے قلمرو میں موجود ہے جو اس شمالی و مغربی قندہار سے کبھی کہیں زیادہ باوقعت تھا ہمارا یہ دکھنی قندہار اگرچہ اب ایک چھوٹے قصبہ کی حالت میں رہ گیا ہے اور زمانے نے اسے اپنی بے توجہی سے گمنامی کے دھندلکے میں ڈال دیا ہے مگر عمر میں اپنے ہم نام افغانی شہر سے بہت زیادہ بڑا اور قابل عزت ہے۔ یہ حضرت مسیح سے پیشتر ایک پرشوکت دار السلطنت تھا جبکہ افغانستان کے قندہار کا نام و نشان بھی نہ تھا۔

یورپ میں معلومات کی ترقی نے فی الحال یہ صورت پیدا کر لی ہے کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے اور گمنام سے گمنام قصبہ کے حالات میں بھی کوئی نہ کوئی کتاب موجود ملتی ہے۔ بخلاف اس کے ہمارے یہاں یہ حالت ہے کہ بڑے بڑے مشہور اور تاریخی مقامات کے حالات بھی بڑی جستجو کی جائے نہیں دستیاب ہوتے۔ ایسی حالت میں ہم اپنے لائق دوست امیر حمزہ صاحب کے شکر گذار ہیں کہ انہوں نے مملکت دکن میں اس اعلیٰ ترقی کا یہ پہلا نمونہ دکھا کے ہم کو وہ حالات بتا دئے جو ایسے پردہ خفا میں تھے کہ بمشکل معلوم ہو سکتے تھے اور اس کے ساتھ ہی اپنے وطن قندہار کی نہایت معقول مناسب اور مہذب خدمت بجا لائے۔

زیادہ تعریف کی یہ بات ہے کہ زبان نہایت سادی بے تکلف اور واقعہ نگاری کی شان لئے ہوئے ہے۔

مجھے امید ہے کہ لوگ اس بے مثل تاریخ کو جو اپنے نوعیت میں اکیلی ہے ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھ کے ہاتھوں ہاتھ لیں گے اور سرکار عالی بھی اسکی قدر کر کے مصنف کا حوصلہ بڑھائینگے

از عالیجناب مولوی محمد الوزار اللہ خان بہادر اتالا حضور پر نور۔

بندگان عالی و شہزادہ بلند اقبال مظلہ العالی

یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ فن تاریخ ہر وقت ہر قوم میں قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا ہے

کیونکہ شہادت ایک بدوات گزشتہ صدہا سال کے واقعات ہر وقت پیش نظر ہو جاتے ہیں
یہ ہی فن ہے جس سے حالی خیال اور ملک ہمتوں کے نام ہمیشہ زندہ رہتے ہیں غرض اسکے
فوائد اور نتائج اگر لکھے جائیں تو بجائے خود ایک مستقل کتاب ہو جائے ہمیں اسوقت
مولوی امیر حمزہ صاحب کا شکریہ ادا کرنا ہے جنہوں نے اس عمدہ تصنیف کو ہدیۂ ناظرین کیا ہے
اس کتاب کے دیکھنے سے یہ بات ظاہر ہے کہ مصنف سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی تصنیف
میں نہایت سعی و بالقشانی سے کام لیا ہے جزاہ اللہ خیر الجزا۔

از جناب مولوی حاجی محمد بہاء الدین صاحب قاضی زادہ قدیم و محتسب تعلقہ قندہار و دکن

برادر عزیز القدر سعادت و دیانت آگیں محمد امیر حمزہ صاحب مزید اللطفہ

آپ نے اس کتاب کے تصنیف میں بہت محنت شاقہ اور ہمائی ہے اور صحیح حالات
تحریر کرنے میں فرمائے۔ کوئی حرف یا نقص سے پسند نکرے۔ نکرے۔ ظاہر ہے کہ آجتک کوئی
مستقل کتاب حالات قندہار میں نہیں لکھی گئی۔ اذا الفندہار میں صرف حالت بزرگان دین درج ہے
اگر یہ کتاب نہ لکھی جاتی اور لاین تعریف ہے خدا آپکی محنت کا بیش بہا ثمرہ عطا فرماوے اور فروغ
و فرحم ارکھے۔

از جناب مولوی محمد امیر اللہ صاحب قاضی تعلقہ قندہار و دکن

لاین معزز مصنف صاحب تاریخ قندہار کا شکریہ ادا کرکے یہ ضرور کہونگا کہ آپنے کئی سال
کی کوشش اور توجہ سے بہت قدر قندہار کے گذشتہ راجاؤں کی حکومت کے تاریخی واقعات
اور وہاں کے بزرگوں کے تفصیلی حالات جس ربط معنا میں سے تحریر فرمائے ہیں
فاضل مصنف اگر اسطرح اضلاع کے قدیم مشہور بقعات کے تاریخی حالات اور جغرافیہ
وغیرہ لکھتے جائیں تو بالعموم ترقی ملک اور اصلاح حالت تمدن اہل ملک بہت زیادہ متصور ہے

از جناب مولانا سید شاہ صاحب حسینی صاحب تخلص مسیح قندہاری

حمد و شکر لائق عالم بیچون ہزار کو کہ جسنے ایک حکم کن سے ارض و سموات شمس و قمر وغیرہ موجودات
پیدا کرکے رود متواتر سے تا بایام کائنات سن و تاریخ شمسی و قمری جہان میں جاری کروایا

اور درود بیحد اور سلام بیعد اس نور خدا اور رسول ہدا پر کہ ظہور ہوتے ہی کونین کو اپنے جلوہ سے منور فرمایا
یہ فقیر خاکسار سید شاہ صاحب حسینی ابن حاجی سید شاہ حمید عرض کرتا ہے کہ عالیجناب فضیلت مآب
شاعر فصاحت شعار بلاغت آگین مولوی شمس الدین صاحب فرزند امیر حمزہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ
عرصہ تک ملاحظہ کتب تاریخی وسیاحی تمام اضلاع دکن میں کرکے جہان سے حالات قندہار
دستیاب ہوسے لیکر دریافت وتحقیقات سے کتاب لاجواب تاریخ قندہار دکن ایسا مرتب تصنیف
فرمائی - بصرف زر کثیر چھپوائی اس نیازمند نے شروع سے آخر تک ورق ورق دیکھا تاکہ
مضمون میں کہیں فرق نہ پایا بلا مبالغہ بلا تفصیل کیفیت مختصر نفس الامر نہایت صحیح طور پر بیان
کیا گیا ہے مصنف صاحب کا فضل وکمال جوشہرہ آفاق ہے تاریخ قندہار خود اسکی شہادت دیتی ہے
کیا کہنے کیا کلک گوہر بار دست گدائے جینا نیا پدید ہے - جذا اللہ بصدق دل دعا ہے کنند - اللہ تعالیٰ
مصنف صاحب کو جزائے خیر دے - اگر زمانہ اور پنپنے ہمارے قندہار کے حال سے بڑا اضطراب
کرتا تو یقینا اسکے نام وعظمت کا جہاز ہی غرق ہوچکا تھا خدا کا شکر ہے کہ مصنف صاحب کی
کوشش سے جنکو دراصل ہم اہل وطن کا محسن کہنا چاہئے سلسلہ وار ایک قدیم آبادی کے
حالات چھپ چکے گویا قندہار کی نہایت خوشنما تصویر کھینچی گئی ہے جو موجودہ وآئندہ یادگار
کے لئے ایک فائدہ بخش چیز ہے - خدا تعالیٰ اس کتاب مستطاب کو مقبول ومرغوب
عالم کرے آمین -

قطعہ تاریخ

امیر حمزہ صاحب نیک کردار — نوشتہ اند این تاریخ قندہار
برائے سال ہجری ای حسینی — برآمد میر از تاریخ قندہار

۱۳۳۱ھ

ولہ

از امیر حمزہ صاحب ممتحن — گشت چون تصنیف حالات کہن
عیسوی سن گو حسینی شد طبع — از کمال تاریخ قندہار کہن

۱۹۱۲ء

از جناب مولوی عبد الغفور صاحب فرزند مولوی محی الدین صاحب برادر قاضی قصبہ دروال راجپورہ

الحمد للہ - آج ان نامور اور اولعزم لوگوں کی تاریخ لکھنا کہ جو قندہار کی روح پرور آب وہوا

اور اسکی سرزمین میں پرورش پاکر اپنے مایہ حیات یعنے زندگی کے کارنامونکا پراگندہ دفتر دنیا میں چھوڑ گئے ہتے۔ اور انقلاب و امتداد زمانہ کی وجہ سے اسکی صورت صفحہ جہان سے نقش موہوم کیطرح قریب المحو ہوچکی تہی۔

اے خواب عدم کے سونیوالو اوٹھو اور دیکھو کیا یہہ وہی قندہار ہے جو تمہاری آرزوؤنکا مرکز اور خواہشوؤنکا مرجع تہا۔ افسوس آج تم اوسی سرزمین کی آغوش میں میٹھی نیند سو رہے ہو جہاں کسی وقت میں تمہارے اولوالعزمیوں کا تختۂ مشق اور دلی حوصلوں کی جولان گاہ ہی زمانہ کی کایا پلٹ اور اس طوفان بے تمیزی کے سخت حادثوں نے تم کو کس کنارے لگایا اور تھوڑے ہی عرصہ میں تم میں کسقدر عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا۔ وہ تمہارے مستقل ارادے۔ ان جہک یمین۔ خود ملختار حکومتیں جنکی آفاق میں شہرت اور دنیا میں دھوم تہی کہاں گمنین۔ اور کسکی نظر بد نے اونکو کہا لیا۔ تمہارے شاہانہ کروفر اور خود سر حکومتوں کے طمطراق آج جو ہم الفاظ کے آئینوں میں دیکھتے ہیں اسمیں بجز خیالی تصویر کے اور کچھ نظر نہیں آتا جس آثار قدیمہ کی تم نے بنیاد رکہی آج اس کے دیکھنے سے ثابت ہے کہ کارساز زمانہ نے تمہارے حقوق پر دوسروں کو ترجیح دی اور تم کو صفحہ ہستی الا عداد کیطرح رکہ چہوڑا۔ بالآخر حرف غلط کیطرح صفحہ جہان سے مٹا کر رہا۔ آج اسقدر ہی کچھ بتلا سکتے ہو کہ تمہارے حیرت انگیز سرگذشتیں اور عبرت خیز داستانیں زمانہ کی دستبرد سے بجملہ محفوظ رہیں یا کچھ بقرن و معرض اتلاف میں ہی آگئی ہیں۔

علم تاریخ بجائے خود ایک باعظمت اور مہتم بالشان علم اور اس تاریخ نویسی کا منصب اور اس کے فرائض نہایت مشکل اور گران ہیں۔ خصوص وہ حالات جو تبدیل سلسلہ سے خارج ہوں اور مختلف داعیات سے جرح و تعدیل کے معرکہ میں ایک غیر امتیازی شکل پیدا کر سکتے ہوں اسپر وہ لوگ بہی قلیل الوجود بلکہ نایاب ہوں جو گذشتہ واقعات دیکھے ہوئے یا بالاجماع صحت کے ساتہہ سماعی حالات بیان کر سکتے ہوں اور بعض حالات جو متواتر پہونچے دوسرے واقعات کیوجہ اوسمیں کوئی نکوئی علت قادحہ پیدا ہو جانے سے اسکا لہ فرگذاشت لازم آجائے جس سلسلہ میں تقاطع کی ایک صورت پیدا ہو۔

مکرم و معظم - رموز دان بلاغت - واقف اسرار فصاحت عالیجناب مولانا مولوی محمد امیر حمزہ صاحب
نے جس دقت نظری سے ان پراگندہ و منتشر حالات میں نہایت صحت و استناد کا
پہلو اختیار کر کے اس تاریخ قندہار کی تالیف میں جو مدبرانہ ایک تصنیف کے ہے اس کی زبانی وہ بیشک
قابل صد آفرین اور لایق ہزار تحسین ہے ۔

تاریخ گیا ہے ایک جام جہان نما ہے اردو زبان کے بامحاورہ مشخص اور معتدد الفاظ میں
کل خطہ دکن بلکہ تقریباً تمامی ہندوستان کے تاریخی واقعات کا ایک لبریز ہے مؤلف
بیانوں نے قندہار کے واقعات کی کچھ ایسی صورت بدل دی تھی کہ انکا پہچاننا بھی دشوار
تھا باوجود اسکے آپنے اصلی تاریخوں و مورخوں کے جمع کرنے میں پوری جانفشانی کی
تھی کامیابی و اصل کی اور کوئی بات ایسی نہیں بتلائی جو غیر ضروری یا غیر معتبر ہو جو
میں بھی نہایت سوشگافی سے کام لیا جہاں کہیں کسی جگہ کا تذکرہ شروع ہوا ہے اس
اوسکا تعلق نہایت خوبی کے ساتھ سلسلہ قندہار سے ملا دیا گیا ہے غرض اون امور کے
کرنے میں جو اقسام کی پیچیدگیوں سے ملو ہو سوا جگر کاوی کرانی پڑی ہوگی جناب مؤلف کامل موصوف
آپکی اس محنت و کوشش کا احسان صرف اہل وطن تک ہی محدود نہ ہوگا بلکہ تمام قوم پر بھی داد دینگی چاہیئے
اس قندہار کو اپنی خوش قسمتی پر جسقدر ناز ہو اوسکا کم ہے اور قندہار کی نہ صرف اہل قندہار
گذشتہ جلال کا اثر بزرگان پارسا ہی پر دلوں پر ہوا ہے بلکہ اوسکی مٹی کی اور اوسکے کنکر اور پتھر کی آثار قدیمہ
دیکھا یا تیرے عنصر میں آب حیات کا جزو مل چکا اور تیرے اون لوگوں میں جو تیرے عنصر سے مرکب ہوئے
میں آرام پا رہے ہیں اس عمل مسیحائی سے نہ صرف روح پر تکدر کی گرد یا ان مردوں کو اس اعجاز مسیحائی
پھر زندہ کر دکھایا تیری عزت و شان کا چراغ جسکو باد حوادث زمانہ نے گل کر دیا تھا اب پھر کچھ ایسا
انتظام و اہتمام سے روشن کر دیا گیا ہے کہ قیامت تک ٹمٹما تا اور خوش ہو کر تیرا نام آفتاب نصف النہار پر
ہمیشہ تک دنیا میں چمکتا رہیگا اب اس دعائیہ فقرہ پر قطعہ تاریخ کے ساتھ میں اپنی تقریظ کو ختم کرتا ہوں کہ
خدا تعالیٰ مؤلف صاحب کی قابل قدر کوشش کو قبول سے منکو فرمائے **قطعہ تاریخ** ؎

حمزہ کا معجز بیان حسن عمل سے	لکھ دیا قندہار کس کیسے ہیں خوب
طبع کا سرور دل نے خوش ہو کر کہا	جملہ حالات وطن کیسے ہیں خوب

۱۳ ۲۱

از خاکسار محمد عبد الحمید مہتمم پریس ہر رشتہ پایہ سرکار ہائے خلد مولوی محمد فیاض الدین صاحب مرحوم

تاریخ زمانہ کے انقلابات اور قوم کی اصلی دولت و ثروت کا خواہ اور اس مفلس قوم کو جو کسی گذرے ہوئے زمانہ میں دولتمند اور متمول کہلاتی تھی ترقی کے طرف مایل کرنے اور عبرت دلانیوالا رفیق اور ان لوگوں کا سرمایہ ناز ہے جو صرف اپنے اب وجد کی دولت و عظمت پر فخر کرتے ہیں اور خود بے سروسامانی یا کم ہمتی سے مرد میدان نہیں بن سکتے۔

یہ مسلم امر ہے کہ ایک قابل طبیعت اور لایق دماغ رکھنے والے انسان کو تاریخ سے بڑھکر کوئی ایسا مؤثر واعظ اور رہبر کامل نہیں مل سکتا جو ترقی کا راستہ بتلا سکے اور اپنی فصیحت اور عبرت بھرے الفاظ سے اسکے اسلاف کے مراتب و مدارج کو بیان کرکے اسکو اپنے اسلاف کی سی عظمت اور عزت حاصل کرنیکا شوق دلائے اور باعث ترقی ہو یوں تو ہر تاریخ خواہ وہ کسی ملک یا کسی قوم کے اچھے یا بُرے حالات سے معلو ہو قوم کے لئے از حد مفید اور نافع ہے لیکن خصوصاً ایک ایسے شہر کی تاریخ جو گذشتہ زمانہ میں دار السلطنت اور مرکز دولت و ثروت رہ چکا ہو اور اب زمانہ کے انقلاب سے ایک ایسا قصبہ کہلائے جسکو مستقر تحصیلداری ہونا بھی نصیب نہیں قوم کے لئے بایں عبرت اور زمانہ کے انقلابات اور تغیرات عالم کا درد انگیز منظر ہے۔ ایسی ہی تاریخ قوم کے اُن تمام افراد میں جوش اور امنگ پیدا کرسکتی ہے جن پر تعلیم کا کچھ بھی اثر ہوا ہو تاریخ کی عمدگی کا دارومدار صحت احوال فصاحت بیان اور موزخ کا کسی امر متنازعہ میں غیر طرفدار ہونا ہی جہان تک دیکھا جائے تاریخ قندہار ان اوصاف سے موصوف اور عیوب سے بَرا ہے اسمیں احوال تاریخی نہایت ہی صحت اور تنقید سے لکھے گئے ہیں اور جن میں کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے وہ نہایت ہی معتبر اور قابل اطمینان ہیں مطالب تاریخی اس فصاحت اور بلاغت سے لکھے گئے ہیں کہ اسکے پڑھنے سے زبان کو ایک ایسا لطف حاصل ہوتا ہے جو ممکن نہیں کہ کسی اور ذریعہ سے حاصل ہو سچ تو یہ ہے کہ تاریخ قندہار اسم بامسمی قندہار کا ایک دلفریب نگار ہے مولف صاحب نے بڑی محنت اور جانفشانی سے قندہار کے ان دلکش اور دلفریب مقامات کے حالات جو امتداد زمانہ سے قندہار کے ملکہ یہ دیوار ونکی ہڈی اور اسکے کھنڈرونکے کوڑا کرکٹ میں دب گئے تھے کرید کرید کر نکالا ہے آپ نے اس نایاب کتاب میں نہ صرف وہی احوال لکھے ہیں جو سنے ہوئے یا تواریخ میں دیکھے ہوئے ہوں بلکہ آپ نے اکثر مقامات اور تعلقات کو ملاحظہ فرما کر

اپنے چشم دید مقامات کی جہت کتب تواریخ سے کی ہے۔ اور بعض بعض ایسے مقامات کے احوال بھی لکھے گئے ہین جسکو ابتک کسی مورخ نے بیان نہین کیا اور جسکو آپ ہی کی تلاش اور تجسس سے مسٹر سی لاڈر فاضم پٹہ کے مصاحبت مین آپ نے ممالک محروسہ سرکار نظام کے جو دہ اضلاع اور انکے آکثر تعلقات کا دورہ کیا اور غیر از بعض غیر ملک یعنے پونہ بمبئی وغیرہ کو بھی ملاحظہ فرما کر اپنے تجربہ کو ترقی دی ہے پس اسے قوم کے ہمدرد و اور اسے گذشتہ عظمت اور اسلاف کی شان و شوکت کو نظر عبرت سے دیکھنے والو تاریخ قندہار مین اپنے اسلاف کی شان و شوکت کے اوراق پڑھو اور قوم کے نونہال نوجوانو انکی اعمال سے عبرت حاصل کرنے کا سبق سیکھو۔

اے ملکیو۔ اپنے ملک کے ایک ادنی حصہ قندہار ہی کی تاریخ عبرت کی نظر سے دیکھو کہ اسکی گذشتہ عمر کس شان و شوکت سے کٹی اور اب اسکا کیا حال ہے۔ اور اسمین ہمارے تالیف کرنے کا مقصد کہان تک پورا ہوا ہے اسکی داد دینا قارئین کرام کی مہربانی پر منحصر ہے۔ اب ہم اپنے مضمون قندہار دکن کی طرف رجوع کرتے ہین کہ ہمارا کہا دیا ہوا سب کا سب کیونکر رد و اعتبار کہا ہی در دل پر اثر کرنے والی عرضداشت حضرت حمزہ کی جو سوا سے اسکے سر پر ستون تک پہونچی کیا جواب جو انصاف اپنے نیک طینت خاکسار کی عرضداشت کو نظر عنایت سے دیکھکر بلکہ الفصاف کی داد دین گے

تاریخ

از عالیجناب معلی القاب مولانا مولوی حاجی محمد مظفر الزمان صاحب معلی ہوا مدد گار ہم

عصر حاضر حضرت امیر حمزہ کی فضل سے — اس زمانے مین جو مین اکثر بیان ہوئے
خوب لکھی ہے فن تاریخ مین عمدہ کتاب — سب کے ہین مشتاق سب اہل ہنر ارباب فن
دے جزائے خیر اسکی انکو فضل کی مہربان — خوش رہین دونو جہان مین بفضل ذی منن
عمل گی کا اسکے کیا ہے مجھسے بیمار و ضعیف — ہین مدد گار معنون سب ہے سکے غیرت لعل یمن
ختم کر لکھکر معلی مصرعہ تاریخ مین — ہے کتاب باب حالات بلاد دکن

۱۳۲۱ھ

نظم

مثنوی ہے مثل اکسیر حمزہ صاحب کمال — ہے مولوی اس کتاب عبرت کا گلزار کا
اسکے چشمہ کا ہون فضلی مین ہوا ہے تشنہ — چیب گیا کیا مذہب پور احال اب قندہار کا

۱۳۱۲ھ

از جناب مولوی محمد رفیع الدین حسین صاحب متخلص نفیس معتمد سمستان گدوال

سیکنم اول ادا حمد خدائے ذوالمنن — زان سپس لغت شہ لولاک سالار زمن
اندرین آدان کتاب بے بدل تالیف کرد — مخلص ذیشان امیر حمزہ شیرین سخن
کرد ایک جا با عرق ریزی و تحقیق و تتبع — تازہ ترگلہائے رنگین از گلستان کہن
نور افشان در جہان باشد سواد این کتاب — در مشام خلق تا خواہد بود مشک ختن
عیسوی تاریخ طبعش زد رقم کلک نفیس — چاپہ گردیدہ چہا تاریخ قندہار دکن

از جناب نواب محمد عبد الوارث خانصاحب ناظم دفتر تنقیح فوج علاقہ پائگاہ نواب امیر کبیر دام

سبحے یہ تالیف امیر حمزہ کی — اس کو نادر ہزار بار کہو
کوئی پوچھے جو سال الوارث — سیر خاص قندہار کہو ۱۳۲۱

از جناب مولوی میر حشمت علی صاحب حشمت میر منشی صدر دفتر نظامت پٹہ خاجات سرکار

حال قندہار دکن کی تاریخ — حضرت حمزہ نے تالیف جو کی
حال اقوام و سلاطین کے سوا — کیفیت عمدہ ہے سب اسمین بھری
عام خلقت کے افادہ کے لئے — حیدرآباد کے مطبع مین چھپی
کلک نے طبع کی حشمت تاریخ — چھپی تاریخ عجیبہ لکھی ۱۳۲۱

ولہ

حال قندہار دکن مین حشمت — لکھی حمزہ نے جو عمدہ تاریخ
طبع کا سال کہا دل نے مرے — چھپی نایاب و زیبا تاریخ ۱۳۲۱

از مولوی محمد عبد الوہاب صاحب عندلیب فرزند مولوی محمد فیاض الدین صاحب مرحوم

کتابے طبع شد در حال قندہار — ہمایون اختر اقبال قندہار
اگر بینی بہ چشم عبرت آن را — فزائد در نظر اجلال قندہار
ہمین حصہ کہ گمنام است امروز — ہمائے بود فرخ بال قندہار
بدار الملک روزے نام زد بود — خزائن داشت بر اموال قندہار
کنون گر رنگی نائد نظر ہیچ — بجز ویرانۂ اطلال قندہار

خدا فرمود ۔ آیا مُرنڈ کو دل — ہین گو ید ترا تمثال قندہار
بگو در سال طبعش عندلیبا — جہان مطبوع گشت احوال قندہار
۱۳۱۲ھ

از جناب حاجی محمد اکرام الدین صاحب اکرام صیغہ دار رجسٹری سمتان گدوال

امیر حمزہ شیرین بیان نے — لکہی قندہار کی یہہ اچہی تاریخ
ہوئی تاریخ کی جب فکر اکرام — کہا دل نے ۔ چھپی حمزہ کی تاریخ
۱۳۲۱ھ

از جناب حاجی مولوی محمد برہان الدین صاحب برہان سفیر سمتان گدوال

ہے یہہ تالیف حمزہ ذیشان — ملک مین دہوم مچگئی جس کی
کہا برہان نے معرعۂ تاریخ — لو یہہ تاریخ چھپ گئی اچہی
۱۳۲۱ھ

از جناب مولوی محمد عبد الرحمن صاحب وکیل تخلص مفید برادر حکیب مومن آباد

ہو چلا ہے ملک مین علمی مذاق — شکر خلاق کریم ذو المنن
ہے ترقی کی صدا ہر سمت سے — ہو رہا ہے زندہ ہر یک مردہ فن
قدر حمزہ کی کرو اے ملکیو ۔ — جنکی کوشش نے لگایا یہہ چمن
اجکل محنت وہی مشکور ہے — جس سے زندہ ہو گیا ہو کوئی فن
مین نے اس تاریخ کو دیکہا تمام — ہین بہت دلچسپ حالات دکن
حضرت حمزہ کی یہہ تالیف ہے — کیون نہو پاکیزہ انداز سخن
آؤ اسکے طبع کا ملکر مفید — قدر کے لہجے مین سب اہل وطن
ق
از سر بہجت مسیحی سن کہین — مرحبا تاریخ قندہار دکن
۱۹۰۳ء

از جناب مولوی محمد نیاز الدین صاحب نیاز برادر خطیب مومن آباد آئینہ ۔

واقف اسرار فصاحت حمزہ دوراں تھے — وہ لکہی تاریخ ثانی جسکی اب ممکن نہین
سال اسکے طبع کا ہاتف نے مجہسے پوچہا — کہدیا ۔ حالات مین قندہار کے نور یقین
۱۳۲۱ھ

از جناب مولوی محمد حفیظ اللہ صاحب منشی صدر تہانہ سرکار عالی

چو مطبوع گردید تاریخ قندہار — ز فکر جناب معلائے حمزہ
چنین کرد سالش مرتب حفیظ — بشد چاپ تاریخ قندہار زیبا
۱۹۰۳ء

از عالیجناب ظہوری ظہور نظیری نظیر راقم الدوا مولانا سید ظہیر الدین صاحب

ظہیر دہلوی یادگار حضرت ذوق مرحوم

شکر للہ از سر امداد رب ذوالمنن — ہو چکی مطبوعہ اب تاریخ قندہار دکن
صاحب تصنیف ہیں سکیسے فصیح باکمال — حضرت حمزہ رحیم عصر قحطر ای زمن
واہ وا تصنیف کی ہے کیا کتاب لاجواب — ہے روا جس مرتبہ مداح ہوں اہل دکن
کہہ رہی ہے خود عبارت از سر جوش ثنا — آئینہ ہے باصفا تاریخ قندہار دکن
اے ظہیر اس گلکدہ کی ہے یہی تاریخ طبع — واقعی یہ جام جم ہے گلشن رشک من

طبعزاد گہاسی رام صاحب سیف

حضرت حمزہ نے باصد آب و تاب — سیر قندہار لکھی لاجواب
سال ہجری سیف نے اسکا لکھا — خوب مطبوع ہو چکی نادر کتاب

از جناب مولوی سید فقیر صاحب منشی صدر کچہری پٹہ نانہ سرکار عالی

شاد ان بشو ملک و کن نازان شو اہل وطن — مژدہ ہو بر تو زمن خورشید تند ہار دکن
تالیف کردہ نسخۂ چون مزۂ رنگین بیان — آوازۂ صدر مرحبا افتاد در ہر انجمن
غم خوار گان ملکیان با گو یندگان قوم قوم — جو یندگان منزلت دلدادگان نوش دہن
آئینہ اینجا بنگرند دریائے معنی شد روان — مضمون بریزد لعلہا حرفیت چون در عدن
تاریخ طبع آن چنین گفتہ فقیر از شوق دل — جام جہان بین کام دل تاریخ قندہار دکن

از عالیجناب مولوی محمد ناور علیخان صاحب سر رشتہ دار ریسالہ

نسخہ دکن و امانت پریس حیدرآباد دکن گلدستہ از حضرت مرزا نوشہ غالب

دماغ جان نہ ہو کیونکر معطر — ہوئی طبع شگفتہ رنگ گلدار

بہار آئی ہے بستان عمل میں — کھلے ہیں چار سو گلہائے رنگا رنگ
نگاہِ شوق جبکہ وا ہوتی ہی — ملا ہے آج اس کا لطف دیدار
یہی وہ شاہد رعنا حسین ہے — نہیں ہے جسکا ثانی کوئی زنہار
وہ شاہد! جلوہ آرائے معانی — وہ شاہد! پیدا ہانی جس کی گفتار
وہ شاہد! ہر مصور جسکے شرمائے — وہ شاہد! جس سے صورتگر کیا اقرار
وہ شاہد! نغمہ ساز بزم عالم — وہ شاہد! نوحہ خوان درد دار
وہ شاہد! جسمیں ہے رنگ زمانہ — وہ شاہد! جس سے ہر رنگ کا اظہار
وہ شاہد! نونہال باغ مضمون — وہ شاہد! جو کہ ہے تاریخ قندہار
یہ ہے وہ حضرت حمزہ کی تالیف — ہوا ہے جس سے ہر گوشہ جہاں گلزار
مولف مایۂ نازش دکن ہیں — مولف ہیں مثال خلد گلزار
ذہے ذی عالمے سرکار پرور — ذہے بے مثل عالم اور بیشمار
ذہے فکر بلند آسمان رس — ذہے پیہم اوج خیال برتر کردار
لکھی ہے واہ کیا رنگین و شیریں — ہیں سب مضمون جس کے باغ و گلزار
وہ مضمون ہیت و ہندی مسائل — کہ گویا خامۂ حافظ زلعل یار
زبان اردو کی اس سے ہے ترقی — مثل ہے جس سے در شہوار
ہے باہم ربط ایسا ہر بیان میں — کہ جس طرح گلیسو در چنار
عبارت کی روانی کہہ رہی ہے — کہ ہیں ہموار عاشقوں کے افکار کا
تصنع دور تکلف سے ہے کوسوں — زبان کی سادگی ہے آئینہ دار
کروں اسکی مدحت کس طرح برجہ — نہیں ممکن صفت کا اسکی اظہار
لکھوں برجستہ کوئی قطعہ تاریخ — کہ جس سے طبع کا من ہو نمودار

قطعہ تاریخ

مبارک باد اے انوار قندہار — کہ پھر چمکا ہے تیرا نجم اقبال

کہی ہے وہ تری تصویر دلکش — نہیں ممکن جہان میں جسکی تمثال
لکھی ہے حضرت حمزہ نے تاریخ — کہ جس سے ہوگیا روشن ترا حال
سنا جب وقت برتر نے یہ مژدہ — سنین طبع میں کی جانچ پر تال۔
خرد نے کہدیا یوں بے تکلف — سنین تاریخ ۔ ہے خود طبع کا سال
۱۳۲۱ھ

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶ حاشیہ	۴	برخوردہ	برخوردار
۷	۱۴	چکہی	چکی
۱۳	۷	صاصح	واضح
۱۵	۴	آجاتا	پہر جاتا
۱۷	۱۴	تکڑے	ٹکڑے
۱۸	۹	چشمہ	چشمے
۱۹	۹	اس	اسی
۲۰	—	ہنود کے پاس	ہنود کے ہاں
۲۰	۱۷	بسنے	بستی
۲۲	۱۲	اپنی	اپنے
۲۴	۱	اپنے	اپنی
۲۵	۱۵	کے	سے
″	۱۹	جو	جسمین
۲۷	۲	برہمنان	برہمنون
″	۳	برہمنون	برہمنان
۲۹	۱۲	مادا ہو دہرما	مادہو دہرما
۳۹	۲۳	بازو	برابر
۴۰	۱۶	زنجیر	زنجیرین
۴۳	۴	لی	کی
″	۷	موضع	مواضع
۴۴	۹	۹۱۶ھ	۹۶۱۳ھ
″	۱۴	شاندار	شاندار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵۲	۱۲	لگا	لگے
۵۶	۵	قطب شاہ بو	قطب شاہ نے جو
۹۳	۱	سرایت	سرایت
۹۴	۱	مقتلولون	مقتولون
۹۹	۳	کا	کے
۱۲۶	۱۲	اپنی	اپنا
۱۲۷	۲۲	تہتک	ہتک
۱۳۳	۱۳	پنگلہ	پنگلہ
۱۳۵	۱۳	گبری	گہری
۱۳۶	۱۴	نام	لقب
۱۴۰	۱۲	چوپراستون	چوراہون
۱۴۱	۱۸	رام سنگ	رام سنگھ
۱۴۶	۲۱	کاہ ودانہ	کاہ ودانہ
۱۴۹	۹	ہزار	مزار
۱۵۱	۲	کا	کی
″	″	پایا	پانی
۱۵۲	۱۰	کا	کی
۱۷۴	۵	کہانے	کہانی
۱۷۹	۵	کنتینٹ	کنٹینٹ
۱۸۴	۱۳	پراغون	چراغان
۱۸۹	۴	ـــنے	ـــــ
۱۹۱	۸	محوض	عوض

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹۱	۴	مونا	ہونا
۲۰۵	۲۲	تانی	ثانی
۲۰۹	۱۲	صلاح	زہد
۲۱۲	۲۰	آپکی	آپکا
۲۱۶	۳	ہونگی	ہوسنگے
۲۳۹ ۲۴۰	۱۰ ۱۷	چبوزہ	چبوترہ
۲۶۱	۱	تفریظ	تقریظ
۲۶۳	۳	معتمد	سکریٹری
″	۵	تحقق	تحقیق
″	۱۰	ارمین	اورمین
۲۶۴	۲	صرف	طرف
″	۳	سٹریچر	لٹریچر
۲۶۵	۲۳	شمس	شمسی
۲۶۶	۹	زدست	ازدست
″	۱۳	آیند	آئندہ
۲۶۷	۵	خواہشکا	خواہشوںکا
″	۱۲	اثار	آثار
۲۷۰	۱۵	موج	موبرخ
۲۷۱	۵	خو نبو	خوشبو

